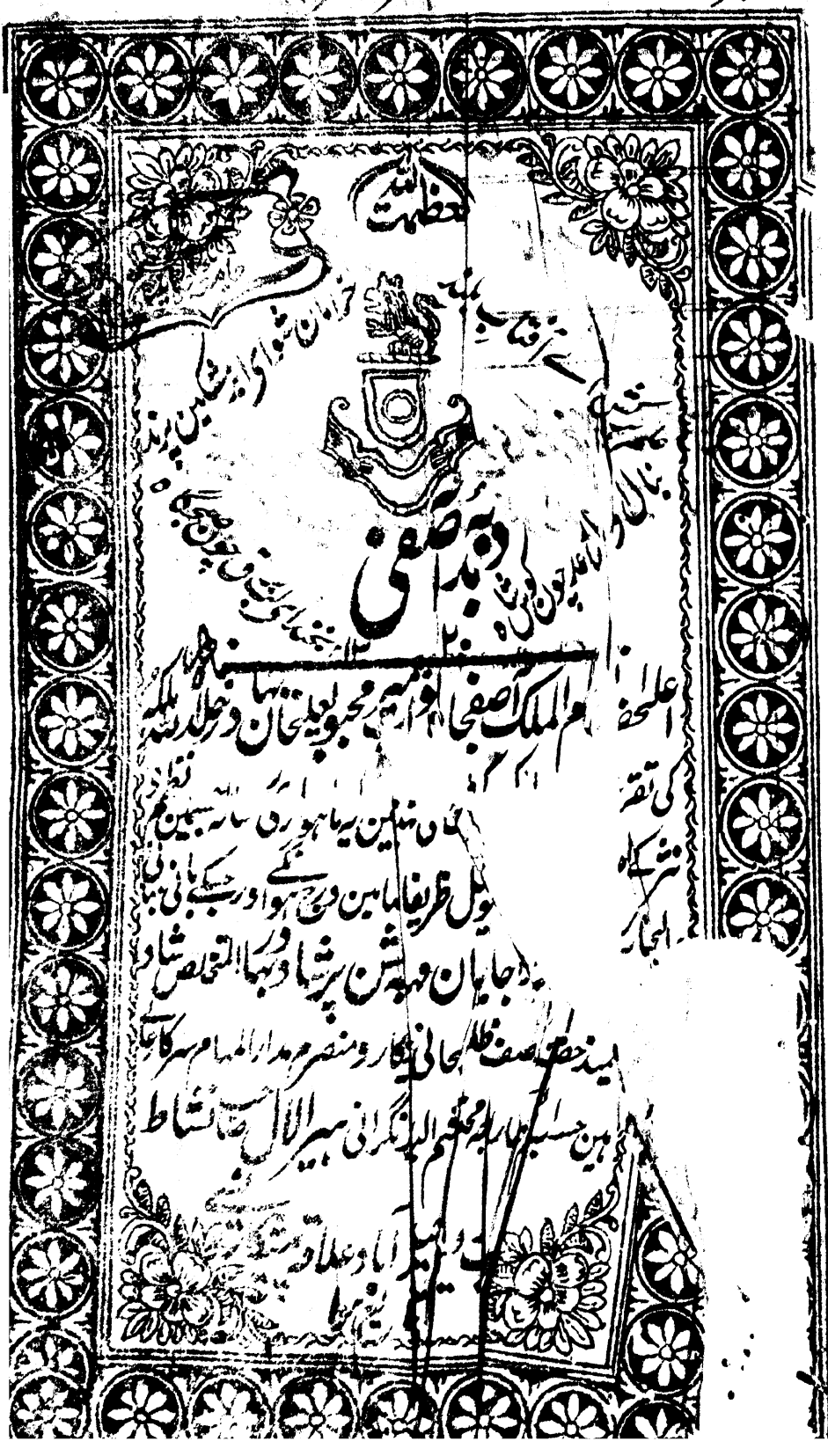
The Drinched Book

text fiy book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222831
UNIVERSAL
LIBRARY


حضرت
دبدبۂ آصفی
اعلیحضرت
ام الملک آصفجاہ
محبوبعلیخان
خلد الله ملکه

فہرست مضامین دیدہ آصفی نمبر (۱) جلد (۵)

نمبر سلسلہ	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۱۷	بقیہ علم کی فضیلت اور الخ	نائب ظہور الدین صاحب رضا۔ فائل

69.



تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

رعایا اور بلاد مین کیا نئے واقعات ہوئے۔ اور ممالک کے قضایا کی تلاش تھی اور ملوک کے طرق کی نگرانی اور حدود اور قلعجات کی تدابیر اور اطراف اور بحار کی حفاظت اور بڑون چھوٹونکی رعایت احوال اور اغنیا اور فقرا کے مصالح پر نظر اور اشیا کا اپنے ٹھکانے سے رکھنا اور وظائف اور مناصب کو اُسکے اہل کے سپرد کرنا اور قول شاعر کے موافق پابندی کرتا تھا۔

ترجمہ اشعار

مرحبا کیا شخص تھا نوشیروان منصف مزاج	کسقدر پہچانتا تھا سفلگانِ دہر کو
حکم تھا خامہ کو وہ چھونے نہ پائین زینہار	تاکہ ذلت اہل عزت اشرافونکو نہو

اور یہ طریقہ اختیار کیا کہ سادات کی پرورش اولیا ذوی الکرام علما اور اہل علم کی عظمت اور فضل اور اہل فضل کی بڑائی کرتا اور مفسدین کا قلع وقمع زانی کو پھانسی اور چور کو سولی دیتا تھا حتی کہ تیمور کے زعم مین امور سیاست مستقیم ہوگئے اور قواعد چنگیز خانی تمام ممالک محروسہ مین پورے پورے قائم ہوگئے۔

تیمور کا منکرات شرعیہ کو اختراع کرنا اور خواتیم سئیات پر اپنی مہر کرنا اور موت کے

میانجی سے بعد پورا کرنے تمام سیاستکے ملنا

پھر تیمور نے اپنے پوتے اولوغ بیگ کی شادی کا سامان شروع کیا جو اسوقت یعنے ۷۸۰ھ مین باپ کی طرف سے حاکم سمرقند ہے۔

تیمور کا اول حکم یہ صادر ہوا کہ اہل شہر زینت کا سامان کرین اور اُن سے تمام تکلیفات سلطانی اور مظالم دور کئے جائین اور جملہ ٹیکس اور تاوانات معاف کئے جائین اور امن وامان کا فرش وسیع بچھایا جاے۔ اور ہر چھوٹے بڑے شریف و رذیل پر احسانات کئے جائین۔ تمام شہر مین تلوار میان سے نہ نکالی جائے اور کسی قسم کا ظلم و تعدی نہ کی جائے۔

تمام اہل بلدہ اپنے سامان زینت (ڈیرہ خیمہ۔ گھوڑے ہاتھی۔ اونٹ۔ خچر۔ شیشہ آلات وغیرہ وغیرہ سامان۔) کاکل (ایک جگہ کا نام ہے) مین جو مضافات سمرقند سے بفاصلہ ایک میل سمرقند سے باہر ہے نکالین یہ وہ جگہ ہے جسکی ہوا مشک سے زیادہ معطر اور پانی قند سے میٹھا ہے گویا کہ وہ ایک باغیچہ جنت ہے جو رضوان خازن جنت کی نظر نہین چڑھا۔

ترجمہ شعر

جب غزال ترک نے آکر چرا وہان درمنا
بنگیا خون غزالان مشک اذفر واہ وا

درمنہ ایک گھاس ہے نہایت خوشبودار اسکو عربی مین شیح اور فارسی مین درمنہ کہتے ہین زبان اُردو مین کوئی نام نہین ہے۔

اُسکی ہوا کی خوشبو مین نسیم سحر سے بڑھکر لطیف ہین اور اُسکے پانی کے قطرے آب حیات سے زیادہ صاف ہین اور وہان کے پرندون کے نغمے کانون کو مطرب خوش نوا کی آلاپ سے زیادہ خوش آیند ہین۔

ترجمہ شعر

ہی زمرد کا بچھونا جسپہ پھیلائے گئے
سُرخ یاقوتی نگینے لاکھہ لاکھہ اقسام کے

اور کسی نے خوب کہا ہے۔

ترجمہ اشعار

گول تختے کلیونکے اُس دشت مین	اور گل بشگفتہ یون ترتیب سے
یہ پیالے ہین عقیق سُرخ کے	سونے چاندی کے ہین یا یاقوت کے

ریزہ ہاے مشک ہین اسمین اگر	اُسمین ہین سونیکے ٹکڑے بہروئے
باغ نے چاہا جو دکہلانا کیسا	شاخ کو دست زبرجد ڈہالکے

قوۃ خیالیہ کا رنگریز رنگون کا میل جول گل نرگس کی سپیدی سے سیکہتا ہے اور جمال کی دلہنون کی مشاطہ معشوقان کمال کی آراستگی اُسکی تصویرون کی جدولون اور خطوط سے سیکہتی ہی۔

ترجمہ شعر

اُسکے اونچے اونچے ٹیلے جبکہ چلتی ہے ہوا
گہوڑے ہین تیار اور زیور سے سب آراستہ

یہ میدان زیادہ تر وسیع ہے اُس طامع کی حرص اور امید سے جو کسی غنی کریم النفس نفع رسان خلق کی زیر توجہ ہو۔ اور خوش آئند تر ہے آنکہون اور عقول کو اُس جوان کی تازگی اور نازپروردگی سے جسکو موافقت زمانہ نے خندہ پیشانی ادب کامل عمر دراز اور مال کثیر دیا ہو۔

یہ کان کل اون سیرگاہون سے کہ جو دنیا مین اپنے حسن منظری کی وجہ سے مشہور ہین ایک سیرگاہ ہے اور یہ مبدر ہے سعد کا (یہ جگہہ کا نام ہے اور شاید یہ وہی سعد ہے جسکی طرف یمن کی چادرین منسوب ہین جنکو سعدیہ کہتے ہین) کہ جسکے اطراف

نعمتون سے معمور ہین ۔

ترجمہ شعر

تختے ہین اُسکی کہ رخسار بتان نازنین
مردمان چشم سے جنکا بنا ہے حاشیہ

مجمع عساکر تیموری حالانکہ ایک بحر ذخار تہا اُس میدان مین ایسا معلوم ہوتا تہا کہ جیسے بنی اسرائیل دشت تیہ کے ایک کونے مین پڑے رہتے تھے ۔

تیمور نے ملوک وسلاطین اور تاجدارون کو حکم دیا کہ وہ اس میدان مین متفرق طور سے خیمہ زن ہون اور اس میدان مین میمنہ اور میسرہ اور پیش وپس نامزد کیا اور ان جملہ سلاطین وغیرہ کو حکم دیا کہ جسقدر سامان زینت بہم پہونچے وہ سب ساتہہ رکہین اور خیمے اور جہولداریان عمدہ عمدہ جنپر نقش ونگار ہون یا مرکش (زرین) نصب کرین ۔ انکے بعد جو امرا کبرا انکے دوسرے درجہ مین تھے جیسے اعوان شاہی روسا اور سردار اُنکو حکم دیا کہ اس میدان مین فروکش ہون اور اپنے اپنے سامان فاخرہ سے زینت دین ۔

اب یہ نوبت پہونچی کہ جو کچہ کسینے جمع کیا تہا اُسنے نکالا اور اپنے ہم پلہ کو ہر ایک دیکہتا تہا کہ اُسپر سبقت لیجائے چنانچہ ہر ایک نے

اپنے فخر مین اور ہمعصرون سے مفاخرت مین جو کچہ صحیفے نامہ اعمال
کے اُنکے جمع کرنے مین گناہون سے سیاہ کئے تھے اقالیم کے
عجائبات اور معاون وبحار کے جواہرات اور وہ نفیس اشیاء
جنپر جانون کو ہلاک کیا اور بہڑکا دیا اور وہ عمدہ عمدہ چیزین مثل
دلنون کے جنکو ہزار مکر و فریب اور زر کثیر دیکر حاصل کیا تہا اِسطرح
اور اسقدر اُس جنگل مین پہیلا دین کہ جنہون نے اس میدان کے
گلہاے شگفتہ اور غنچہ ہاے سربستہ کو شرما دیا۔ اور اُسکی خوبی آنکہون
سے تجاوز کرکے دل مین کہبگئی۔ اب تو اس جنگل کا حسن کچہ اور ہی بڑہگیا
اور اسکی تروتازگی کا مرتبہ زمین و آسمان سے بلند ہوا۔

پہر تیمور نے حکم دیا کہ قنات سلطانی نصب کی جائے
چنانچہ اس میدان کے درمیان مثل مرکز کے یا وہ دورہ قنات
سرداران فلک رتبہ کے خیمجات کے دائرہ مین بجاے نقطہ کے
تہا گویا کہ بہ احاطہ تہا تمام خیمجات اور قبجات کا (خیمہ اُس ڈیرہ کو
کہتے ہین جو مستدیر ہو سہ چوبہ یا چہار چوبہ اور قبہ اُس خیمہ کو
کہتے ہین جو چہوٹا ہو) اور اُسکا ایک دروازہ بنایا گیا تہا
(گویا کہ وہ دروازہ آستانہ سلطانی کے جلوخانہ کا دروازہ
تہا) جس مین چشمے اور نہرین تہین اور اُسکے دو منارے تھے

بلند جہان سر جھکتے تھے اور دیکھنے کے لئے گردنین لوٹتی تھین ۔
اسلئے اُسکو ذوالقرنین کہتے تھے اس قنات کے اندر
بڑے بڑے خیمے سہ چوبی چہار چوبی اور ڈیرہ جات اونی
اور قبہ نصب تھے منجملہ اُنکے ایک قبہ تھا کہ جسکے اوپر سے
نیچے تک زردوزی کا سنہرہ کام تھا اور اندر باہر اُسکے
عمدہ اور فاخرہ کپڑا لگایا گیا تھا دوسرا خیمہ ریشمی تھا اور اُسپر
رنگ برنگ کے عمدہ بیل بوٹے تھے اور جال ڈالا گیا تھا۔
ایک اور خیمہ تھا کہ جو سر سے پانون تک بڑے بڑے
موتیون سے سجایا گیا جسکے ایک موتی کی قیمت بھی سوائے
عالم اسرار کے کوئی نہین جانتا تھا ۔ ایک ایسا خیمہ تھا کہ جسمین
اقسام کے جواہرات سونے کے پتّرون پر نصب کر کے
لگائے گئے تھے ۔

ان تمام خیمجات مین چاندی کی چھتین اور سیڑھیین تھین کہ جنپر
سے اوپر چڑھتے تھے اور ان تمام بیوتات مین دروازے
اور مسندین آراستہ تھین جن پر جلوس کیا جائے ۔ اور
انمین بیش دروازہ پر کمرے جن پر طرح طرح کے نقش و نگار
اور خیمون کے رواق زردوزی کے اور قناتین اور مہراک

کمرہ مین فرشی پنکھے کتان کے لٹکے ہوئے اور ہمہ قسم کے ضروری
سامان اور کنجیان اور قفل موجود تھے۔
تمام اشیاء نفیس جو ذخیرہ تھے اُنکو کھول کر رکھدیا تھا
اور اوپر سے پردے عجیب عجیب ڈالے تھے۔ اون پردون مین
ایک پردہ وہ تہا کہ سلطان بایزید کے خزانہ سے ملا سبز رنگ
بے جوڑ دس ہاتھ چوڑا اُسپر طرح طرح کے نقوش تھے مکانات
قصور اور سقوف اور حشرات الارض (جیسے سانپ بچھو کنکھجورے)
طیور وحوش کی صورتین اور بوڑھے جوان لڑکے عورتون کی
شبیہین اور اقسام کے کتبے اور عجائبات بلاد اور درخت
اور میدانین جو دیکھنے والے کو لہو لعب مین مشغول کرین اور
عجیب الخلقت حیوانات انواع و اقسام کی رنگ آمیزی سے
بنایا تہا اور اُنکی مضبوطی اور صنعتکاری مین جدت کی گئی تھی ایسا
معلوم ہوتا تہا کہ گویا اُسکی تصویرین جُھک جھک کر دیکھنے والے
سے کچھ کہنا چاہتی ہین اور اُسکی پر اثمار جُھکی ہوئی ڈالیان پھل
چُننے کے لئے بلا رہی ہین الحاصل یہ پردہ عجائبات دنیا سے
تہا مگر شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔
اور سامنے اس قنات کے بمقدار ایک گھوڑیکی دوڑ کے

ایک خیمہ نصب کیا جس مین عامل اور اہل دفتر سلطانی جمع ہون
یہ نہایت بلند تہا اور با وجود اس بلندی اور کلانی کے بآسانی
توشیخانہ سرکاری مین رکہا جاتا تہا اسمین چالیس ستون اور چوبین
تہین اسکی دیوارون کو نہایت استوار کرکے اُسپر ستون
قائم کئے اور اسقدر محکم البنیان تہا فراش بندرون کی طرح اُسکی چوٹی
پر پہونچتے تھے اور بوجہ بلندی ایسے معلوم ہوتے تھے کہ یہ شیطان
ہین کہ احکام ربی چوری سے سُننے کو اوپر آئے ہین ۔ اور جب
زمین سے اُٹہا کر ایستادہ کرتے تو اُنکی چھت پر دو ڈنڈے تھی ۔

فصل

اہل شہر نے جس قدر سامان زینت تہا سب احاطہ سلطانی
کے سامنے سجایا کہ جہانتک نظر جائے دکہائی دے اور جو کچہ
جس سے بقدر حوصلہ و استطاعت بن آیا مہیا کیا ہر اہل حرفہ نے
اپنے حرفہ کی کاریگری بڑی کوشش سے تبلائی اور ہر صناع
نے اپنی صنعت مین فکر کی یہانتک کہ ایک کتان کے کپڑے
بُننے والے نے ایک سوار کی شبیہہ معہ سامان بنائی اور اس
خوبی سے بنائی کہ ناخون اور آنکہون کی پلکین تک دکہلائین اور
پوری طرح سے اُسکے سلاح دکہلائے کمان تلوار ترکش اور یہ سب

کتان سے بنایا اور اپنے مکان مین بلا تعب و مشقت قائم کیا —
روئی والون نے روئی کا میذنہ (جسپر اذان دیتے ہین) بنایا
بلند مضبوط قد آدم نہایت نازک خوش منظر بیاض جسم مین حور سے
سبقت لئے ہوئے اور قد استوار و مستقیم سے قصور پر فایق
اُسکو جو نصب کیا تو دیکھنے والے چلتے چلتے کھڑے ہو جاتے تھے
اور وہ میذنہ اپنی بلند قامتی سے اس جنگل کے تماشایون کا
رہنما تھا یہانتک کہ بالاخر وہ آنے جانے والون کے لئے علامت
اور مسجد جامع کا منارہ ہو گیا —

اسیطرح بقیہ اہل حرفہ لوہار سنار موزہ بنانے والے کمانگر
اور دیگر صناعین نے اپنے کمال دکھلائے —

سمرقند چونکہ مجمع فضلا اور گذرگاہ کملا تھا ہر طائفہ نے پیش
قنات و خیمۂ اہل و فقرا اپنے مکان مین جو کچھ سامان تھا ترتیب
دیا — انکے بعد مین بازار قائم کئے گئے — اور یہ پکار دیا گیا کہ
مکر فریب نہو —

اور ہاتھی اور گھوڑے عمدہ عمدہ جھولون سے سجائے گئے
اور تمام رعایا کو کھیل کود لہو لعب کی عام اجازت دیگئی —

اب ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھہ سرگرم عیش ہے اور ہر طالب

اپنے مطلوب کو لئے ہوئے بدمست عشرت ہے لیئے عیاش
بے باکی سے ہم بزم لولیان نازک اندام ہین - افیون خوار اپنے
نشہ کی پینک مین دنیا و مافیہا سے آزاد ہین - مینوش بادہ کے
دور سے سرشار بیخودی ہین علیٰ ہذا القیاس نہ حاکم کا ڈر نہ محتسب کا
خوف - بہ می سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید - دور چلتا ہے
ساقیان ماہوش پیش نظر ہین خم کے خم مے کہنہ سے معمور ہین -
بھٹیان اُتری جاتی ہین کباب گرگ تیار ہے - کوئی کسی پر ظلم نہین کرسکتا
اعلیٰ سے اعلیٰ شخص ادنی سے ادنی پر خواہ لشکری ہو خواہ شہری ہو
تعدی کرے یہ مجال نہین کسی شریف کی یہ طاقت نہین کہ کسی رذیل
سے منہ آئے سلطانی حکم نے سبکو آزادی مین برابر
کر رکھا تھا -

فصل

جب تیمور نے دیکھا کہ سب امور کا انصرام کماحقہ ہوگیا اور
ہر چیز اپنے قرینے سے مزین ہوگئی اور زمین اپنے عجائبات
سے آراستہ ہوگئی اور عساکر سلطانی اور اہل شہر نے اُس
میدان کو سجا دیا اُسوقت بڑے تزک و شان سے اس میدان کی
طرف چلا اور بسواری جلوس اپنی قوم پر وارد ہوا - اور حکم دیا کہ

بادۂ سُرخ کے یاقوت اس دشت زبرجدی سبز پر جاری ہون فوراً
شراب بہادی گئی ہر بینا نابینا کے لئے۔ اب بادہ ناب کے دریا و جار
مین خاص و عام ہین کہ تیرتے ہین اور زمین تر و تازہ پر سرور کی
کشتیان دورہ کرنے لگین اور اُسکے افق پر بذریعہ وحی لذات
ملاحت کے آسمان سے فرشتے اُترنے لگے اب جو لوگ خودر
(نام گوبکا) کے شیر تھے وہ نازک اندام ہرنوٹے یا نیل گاے کے
بچے تھے وہ جنگ کی جہنم سے عشرت کی جنت مین آگئے اور اُنکی
سختی اور کثافت طبع لطافت اور ظرافت سے بدل گئی۔ اور
ظلم کرتے کرتے وہ لوگ امن دینے والے بنگئے جیسا کہ مین نے
شعر مین کہا ہے۔

ترجمۂ اشعار

ظلم کو یہانتک مٹایا عدل کی تلوار نے	مستغیث آتا نہین بیداد گر کا واہ وا
ہان مگر اک قلب عاشق کشتۂ تیغ نگاہ	ظلم ہے موے کمر پر یا سرین شوخ کا

اب یہ حالت ہے کہ کوئی تلوار میان سے باہر نہین ہوتی مگر تیغ نگاہ
اور وہ بھی نیم باز۔ اور کوئی نیزہ سیدھا نہین ہوتا مگر نیزہ قدشمشاد
قامت جو گلے ملنے کو جھکا ہوا ہے۔ اب تو نہین دیکھتا ہے کہ
اُس مجمع مین یا عود (لکڑی) کہ نغمہ آفرین سرور ہے یا نیسب ہتو ہے

یا شاہ کاسہ جس مین دودہ ملویا جائے یا شراب مروق کی جاے۔
یا قوال کہ خوش آوازی سے غزل گا رہا ہے یا میخوار کہ مستانہ وار
ہے۔ یا نوعمر لڑکی کہ ساقن بنی ہوئی ہے یا ساقن کہ ساغر شراب کو
دورہ دے رہی ہے یا رخسارے گلابی جنیر عالم فریفتہ یا گل عذار
کہ معطر کن مشام ہین یا کاسہ دہن جسکو چوستے ہین یا شاخ قامت
سہی قد جسکو گلے لگانے کے لئے جھکاتے ہین۔ یا دورہ شراب
عیش جو منتظم ہے یا زبان حال کہ شعر پڑہے اور نغمہ سنجی کرے۔

ترجمہ اشعار

جب بیع وصل مین آئی ہرن چمکے ہوئے
اور تاثیر صبا سے گلشنونمین گل اُگے

نہرین جب چلنے لگین اور جب شجر جھکنے لگے
حسن تہا اس سرزمین کا قیدیان تخم سے

ابر نے بخشش سے اپنی سارے جل تھل بھر دئے

اُس بلورین ابر نے برسا دئے موتی تمام
صحن پر جو سبز تہا یاقوت کے تھے جسمین جام

کتنے لبہائے عقیقی دبکی رنیت ابتسام
چاندی کی آنکھون پہ جو لیتی نہین سونے کا نام

مراد شراب ہے ۱۲
مراد ساغر ہین ۱۲

نقد گل کیا کیا دئے ہر شاخہائے باغ نے

نغمہ سنج اُنپر ہین کیا کیا طائران خوش نوا
اُنکے بیٹونکی مہک سے مشک کا دل خون ہوا

اُنکی چوٹی پر ہو تکیر یا لون ملتی ہے صبا
جنت الفردوس ہے چمکے جو منہ اُس چاند کا

جنتونکی یہ تمنا ہم بجا ہین باغ سے

ای ذخیرہ ہای نعمت ای جنان ہای برین	جسمین جز دیدار جز لوس و کنار مہ جبین
دور ساغر سیم و زر رقص و غنا کچہ بھی نہین	دیکہ لین زاہد تو ہوے زہد سے ہو سیمگین
کچہ نہووے زہد سے انکار ہی کرتے بنے	
ہوشمین آ اے ندیم اور دی مجھی کبتک یہ غم	ساغر عشرت مٹین جس سے زمانیکے الم
بادۂ خالص لب جو سبزۂ روے صنم	مان مت اسمین کسیکی گو ہو وجود و کرم
اُسکے دلمین کھوٹ ہی تو دوست مت کہنا اُسے	

اب زمانہ امن و آرام کا آگیا اور فراغت اور فراخ دستی ہوگئی بہا وستے ہو گئے - کار روائیان ہونے لگین - زمانہ معتدل ہوگیا بادشاہ عادل تندرستی - وقت صاف - ہلاکی مفقود - مطلب حاصل محبوب کا وصال -

ترجمہ مصرعہ

ہاتھہ کوتہ ہوگیا جب ظلم حد سے بڑھ گیا

تیمور کے لئے اس شادی مین ایسی عظمت اور جبروت و سطوت حاصل تھی کہ یہ خلفاء متقدمین مین کسیکو ہوئی نہ امید ہے کہ آئندہ متاخرین ہو اگرچہ **مامون رشید** کا یہ قصہ مشہور ہے کہ شب عروس سونے کے بوریے کا فرش تہا اور سر بر موتی چیدہ چیدہ کی بکھیر گیگئی اور کوئی پس و پیش سے اُنکی طرف آنکھہ اُٹھا کر دیکہتا تہا نہ چنتا تہا

مامون نے کہا مرلیوا ابو نواس (یہ ایک مشہور شاعر ہے جس کا نام حسن بن ہانی ہے) گویا کہ یہ موجود تھا کہ ایسا کہا۔

ترجمہ شعر

گویا چھوٹے اور بڑے رخشندہ در
سنگریزے تھے زمین سونکی تھی

لیکن تیمور کی اس شادی مین بادشاہون کی بیٹیان لونڈیان تھین اور بیٹے غلام تھے سب غلام باندیون کے موقع پر کھڑے تھے۔

تیمور کے سامنے ملک ناصر فرج کے قاصد معہ تحفجات اور نذرانون کے جس مین قالین اور طرح طرح کی چیزین تھین موجود تھے۔ اور تمام اقالیم قریب وبعید اور مخالف وموافق اور دوست ودشمن کے ایلچی حاضر تھے۔

ان سبھون کو اپنے جلو مین اسلئے لیا کہ عظمت وجبروت کی شان اسموقع شادی مین سب پر کھلجائے۔

یہ تمام امور (ناچ رنگ ودور شراب وغیرہ) اسطرح کرتا رہا کہ نہ خوف خدا نہ ان امور کے وبال کا اندیشہ۔

ترجمہ شعر

انکلین تہین مست خوف خدا کچھ نہ تہا ذرا	دلمین نہ روز حشر کا تہا کوئی خرخشا

حرام چیزون کا کھانا پینا مباح بُرے بھلے کام رائج جب کسی کی طرف حصار مجلس سے اشارہ ہوتا فوراً امتثال حکم کرتے اور ان امورات قبیحہ کو فخر و مباہات سے بیان کرتے۔

ترجمہ شعر

آبروریزی و خونریزی کا بدلہ یہ کیا
جو کہ تھے ممنوع شرعی اُنکو جائز کردیا

تیمور ملوک امرا سلاطین آفاق کبرا فوج کے کرنیلون اور لشکر کے افسرونکو بلاتا اور اپنے ہاتھ سے ساغر شراب پلاتا اور سبکو مثل بھائیون اور بچون کی جگہ سمجھتا اور خلعتہاے گرانبہا اور انعامات وعطیات سے سرفراز کرتا اور سبکو بحسب مراتب داہنی طرف بٹھاتا کیونکہ بجانب بیپ خواتین اور عورات کی جگہ تھی۔ عورتین مردون سے پردہ نہین کرتی تہین خصوصاً جلسون اور محفلون مین اور برابر قانون۔ چنگ۔ رباب۔ ستار۔ نے۔ ارغنون۔ اور گانے والے خوش گلو گا رہے ہین ساقی ہوشربا۔ زمانہ موافق خواہشین حسب مرضی۔ حکم مسموع ہے دور شراب چل رہا ہے آفتاب مہتاب مین دور کرتا ہی جام سرشار۔ لوڑونکے منہ کھلے ہوئے احکام جاری۔ آرزوئین پوری۔

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن۔ بیدل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر ۱۰، جلد (۵)

تیسرا سوال

حقوق حاکم کے رعایا پر کیا ہین۔

جواب

سب سے اول یہ کہ رعایا احکام اور حکومت سلطانی سے سرتابی نہ کرین۔

اگر کوئی قانونی مسودہ پیش ہو تو اُسکو بغور دیکھین اگر کوئی مضر رعایا مخل سلطنت ہو تو فوراً برہ راست یا بذریعہ اراکین اطلاع دین۔

جسکی حکومت مین آرام پایا اُسکو اپنا بادشاہ مان لیا
اُس سے مخالفت اور اُسکی مخالف کی اطاعت نہ کرین - اور
ہمیشہ بپابندی قانون کاربند ہون -
جو خراج یا محصول یا ٹکس منجانب سلطان مقرر ہو اُسکو بخوشی
خاطر ادا کرین اور یہ خیال کرین کہ یہ روپیہ ہمارے انتظام اور
رفاہ اور مصارف کے لئے لیا جاتا ہی -
سلطانی ادب اور وقار کو محفوظ رکھین -
اور راز سلطانی اگر کسی طرح معلوم ہو جائے تو اُسکو
افشا نہ کرین -

چوتھا سوال

رعایا کے حقوق حاکم پر کیا ہین -

جواب

سلطان ہمیشہ یہ خیال کرے کہ مین رعایا کا نگہبان ہون -
خیر اندیشی اور رعایا کے جان مال کی حفاظت اپنا فرض سمجھے
اور ہر وقت جویان حال رہے -
سلطان ہمیشہ حکام اضلاع کی رپورٹین اخبار کے پرچہ اخباریونکی
خبرین خفیہ پولیس کی کارروائیان پیش نظر رکھے -

سلطان کے واسطے اراکین سلطنت اور روسا شہر جو وظیفہ تجویز کرین اُس سے زائد خزانہ سے نہ لے۔ البتہ وہ اخراجات جو شکوہ سلطنت کے لئے یا مہمانداری یا تزک خسروانہ کی غرض سے ہون وہ خزانہ سے ہونگے۔

سلطان ہمیشہ اُس روپیہ کو جو رعایا سے بطور محصول یا خراج یا ٹکس وصول ہو انتظامی امورات مین صرف کرے یا ٹکس جو بوجہ اخراجات کسی جنگ کے مقرر کیا گیا اُسکو ہمیشہ اُس قرضہ کے ادائیگی مین جو جنگ کے لئے لیا گیا تھا صرف کرے۔

حکام فوجداری و دیوانی و مال ایسے شخصون کو مقرر کرے کہ جو دیانتدار خداترس قواعد سیاست المدن سے واقف اور منصف مزاج ہون۔ اور ہمیشہ اُنکی نگرانی اور اُنکے احکام کی نگہداشت رکھے۔

مستغیثون کے لئے درعدالت تک پہونچنے مین کوئی دشواری نہو غریب امیر ہر وقت بلا روک ٹوک باریاب ہون۔

چوری پیشہ اور بدمعاشون اور قزاقون کی سرکوبی اسطرح کی جائے کہ رعایا بے خوف و خطر شہر مین کھلے کواڑ دن اور

مسافرت مین سونا اوچھلاتی چلی جائے۔

سڑک اور راستے ہمیشہ درست اور مامون رہین۔ اور خزانہ معمور رہے۔

احکام اور قوانین مین ایسا تشدد نہ کیا جائے کہ رعایا بہ تنگ ہو اور داد رسی کے لئے داد خواہی نہ کرے۔

پانچوان سوال

بقا، ملک و مملکت کے واسطے کیا کیا چیزین ضرور ہین۔

جواب

اول لشکر جرار مطیع سرکار کیونکہ بغیر لشکر نہ رعایا دبتی ہے نہ غنیم کو فوج کشی سے باک ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی معرکہ ہو جائے تو مملکت کی حفاظت آفت کا ٹالنا حریف کا مقابلہ دشوار ہو جاتا ہے۔

دوسرے خزانہ بھی وہ شے ہے کہ جسکی امید پر سپاہی سرفروشی کرتا ہے یقیناً ہر سپاہی جانتا ہے کہ موت کی گرم بازاری کی سیر حریف سے کارزار ضرور ہونے والی ہے پھر بطمع مال جان فروشی کرتا ہے آجکل چونکہ عہد حکومت گورنمنٹ انگلشیہ مین ہر طرح امن ہے جو لوگ سپاہیون کے جرگہ مین نامزد ہوتے ہین

بجز نمایشی قواعد کے لڑائی اور خونریزی کو اسقدر بھولے ہوئے ہین
کہ عجب نہین اگر کسی معرکہ مین خون بہتا ہوا دیکھین اور لاشین
گرتے ہوئی نظر آئین یہ گرا وہ گرا تو گولی لگنے سے پہلے ہی
جان سے گزر جائین - ہمیشہ سلاطین کو فوج کی دلداری اور کارگزاران
صیغجات فوجداری و دیوانی و مال و تعمیرات و آبپاشی وغیرہ وغیرہ
کی تنخواہین وقت پر دینی ضروری امر ہے اور یہ بغیر خزانہ کے
ہو نہین سکتا لہذا خزانہ کے بغیر کسی طرح سلطنت کا قیام ممکن نہین
ہے - اور یہ امر کہ خزانہ ہر وقت معمور اور روز افزون ہو بغیر اسکے
کہ مداخل و مخارج پر غور کیا جاے اور ہمیشہ اخراجات آمدنی سے
نہ بڑہنے پائین بلکہ مساوی بھی نہون ہو نہین سکتا - جو کارفرما اسکی
پابندی کرتے ہین وقت پر وقت نہین اُٹھاتے ورنہ یا رعیت پر
جبر یا مہاجنون کے نا زیبا اُٹھانے پڑتے ہین اور دونون شان
مملکت کے خلاف ہین اول باعث بددلی رعایا اور دوسری
صورت موجب جرأت مہاجنین ہوتی ہے اور بروقت مخالفت
رعیت سے مدد نہین ملتی بلکہ برعکس اندیشہ ہوتا ہے کہ غنیم سے
ساز کرے -

تیسرے معتمدین سلطنت کا نیک مشورہ دینا اور اصلاح قوانین مین

سرگرم رہنا

چوتھے رعیت کی رضامندی - جب رعایا بددل ہوتی ہے تو آئے دن جھگڑے ٹنٹے کھڑے رہتے ہین اور رعیت کی اگر جواب سوال جہارم کے موافق دلداری نہ کی جائیگی تو یہہ بددلی ظہور پذیر ہوگی -

پانچوین سلسلہ اخبارات عام اخبارات سے غفلت اور اپنی یہان سررشتہ اخبارات کا نہ قائم کرنا سلطنت کو سخت نقصان رسان ہے کیونکہ بصورت اطلاع بڑے سے بڑے غنیم کا فکر سہل ہوتا ہے ورنہ جب غنیم بیخبری مین سر پر آگیا یا بدمعاشون کا کوئی فعل آہستہ آہستہ بیخبری مین پورا ہوگیا تو اُسکا دفعیہ دشوار بلکہ محال ہوجاتا ہے چنانچہ اہل تاریخ نے فرمانروائے مالوہ کا حال لکھا ہے -

جب لشکر ظفر پیکر اکبر کا قریب حصار پہونچا اُسوقت اطلاع ہوئی تو بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ اپنی محبوبہ روپ متی اور کسیقدر جواہر لیکر بھاگ گیا اور کوئی تدبیر نہو سکی -

چھٹے معاہدے کی پابندی - یہ وہ شے ہے کہ جو فرمانروا اپنے عہود پر مستقیم ہوتے ہین اُنکی رعایا بڑے وثوق سے مطیع ہوتی ہے اور پابندی عہود دول خارجیہ کو جرأت مخالفت

نہین دلاتی - اور جو اپنے قول و فعل پر استقلال نہین رکھتے نہ رعایا کو اُن پر بھروسا نہ مالی حالت پر اطمینان نہ قرب و جوار کے فسادات سے مطمئن -

ملک اور فرمانروا کے بقا کے لئے یہ چیزین نہایت ضروری ہین ان مین جو چیز خلل پذیر ہو وہ باعث اختلال سلطنت اور کم وقعتی حکومت ہے -

مجلس نظم و نثر

اگلے روز مجلس منعقد ہوئی شہزادہ کرسی زرنگار پر رونق افروز اور بیس ویسا رارا کین و علما اپنے اپنے موقع پر بیٹھے ہین - **حکیم الملک** نے عرض کیا کہ شہزادۂ والا تبار علوم و فنون سے ماہر اور مشاق ہین مگر نظم و نثر ایک ایسی شئے ہے کہ جو روز بروز ترقی پذیر ہے خصوصاً زبان اُردو کہ جس نے ایام طفولیت سے عربی فارسی انگریزی کے لوخیز جوانان الفاظ کو باریاب کیا اور اسقدر باہم ارتباط پیدا ہوا کہ آج اردو کی تراکیب اور بندش اور شستگی الفاظ زبان پارس کے ہم پلہ اور کنایات و استعارات و تشبیہات لسان عربی کی ہم پایہ نظر آتے ہین مین چاہتا ہون کہ چند سوالات جن سے طرز تحریر شہزادۂ والا تبار

حاضرین مجلس کو بدست ساغر بیان کردے پیش کردن شاہزادی نے اجازت دی۔

پہلا سوال

اب چند فقرے جو شام کاسین بتلائین ارشاد فرمائین۔

جواب

شہزادہ نے میز دوات قلم کاغذ طلب فرمایا فوراً ملازمین کتب خانہ شاہی نے تعمیل حکم کی شہزادہ نے قلم اُٹھایا اور حاضرین جلسہ بامید جواب خاموش بیٹھے ہین اتفاق سے آج ماہ شعبان کا عرفہ ہے۔

رات کاسین

روز شب برات شب غم سے کم نہین
وہ امتحان لیتے ہین اور ہم مین دم نہین

آج وہ دن ہے جسکی آئندہ شب مین رزاق مطلق اپنی فیاضی کا صدقہ تمام عالم کو علی قدر مراتب رزق تقسیم کرے گا اللہ کے خاص بندے ہاتھ مین تسبیح لئے شب بیداری کی دھن مین بیٹھے ہین کہ ارحم الرحمین کو بھلا بہلا کر خدنگ مراد کو ہدف اجابت تک پہنچائین اور آزادان عاشق مزاج اس شب عبادت کو آتشبازی کے زنبورے

آراستہ کرنیکی فکر مین ہین ۔ اور تو اور وزا اس کوچہ گرد آفتاب کو دیکھیے کہ شب براتی پوشاک پہنکر برآمد ہوا اور مسکرا مسکرا کر خوشنما آفتابی چھوڑنے لگا جسکی تڑپ نے آنکھون مین چکاچوند پیدا کردی ۔

آفتاب کا یہ وزن دیکھکر ادہر سے ہوائی ۔ باند اڑائے گئے جنہون نے ایک حد تک اوپر پہونچکے دن سے گولے چھوڑے مگر انکو آفتاب تک کامیابی نہ ہوئی انکی کم ہمتی نے نالہ نارسا کی طرح انکی طاقت ضائع کردی اور ندامت نے سرنگون کیا آخر اپنا سر زمین پر دھڑسے دے مارا ۔

شب براتکی خوشی مین ایسی تڑاق پڑاق مچ رہی ہے کہ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی ۔ شوقین مزاج نوجوان جنہون نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے عمدہ عمدہ آتشبازی اپنے ہاتھون سے تیار کی ہے اُسکا وزن دیکھنے دکھانے کے لئے بڑے شوق سے آنیوالی رات کا انتظار کر رہے تھے کہ لیلا سے شب نے اپنا ظلماتی خیمہ آجمایا اور دن کی بچی کچی روشنی کو مار کر نکالدیا ابھی اس ظلماتی تصویر کی آنکھون مین مصور قدرت نے بوبری طور کا جل نہین دیا تھا کہ نیچر نے آسمانی مہتابی داغکر فلک پر کو

شب برات منانے کا حکم دیا اور یہ مہ چاردہ کی مہتابی لیکر زمین پر اسکی روشنی کو پھیلانے لگا یہان کیا تھا ایکدم اہل زمین نے آتشبازی کے پٹخے وار پھولون کے زیور سے اس شبکو شب عروس بنا دیا۔ چرخیون کے چکر نے فلک پیر کو چکر مین ڈالکر قوس قزح چھین لی جسکو یہ بڑی حسرت سے دیکھکر رہگیا۔ یہ وہ شب ہے کہ جسکو دیکھئے خوش جدھر نظر ڈالئے بشاش مگر افسوس فراق نصیب نہ شب برات سے تعلق رکھتے ہین نہ عید سے اُنکو دونون سے بڑھکر وہ دن اور وہ شب ہے کہ اُنکا معشوق اُن سے ہنس ہنسکر باتین کرتا ہو اور کسی غیر کا گزر نہو ورنہ شب برات قیامت اور عید محشر سے کم نہین۔

مین اسوقت امتحان گاہ مین بیٹھا ہون اور میرے معزز اراکین اور علما و حکما دیر سے خاموش بیٹھے ہین دوپہر بجنے والی ہے مین اپنے سین کو ختم کرتا ہون۔

دوسرا سوال

حکیم الملک نے عرض کیا کہ چند فقرے دلچسپ صبح کی آمد مین ارشاد ہون۔

جواب

صبح کا وقت ہے نسیم سحر گلون کے ساتھہ اٹھکیلیون مین اسطرح

مصروف ہے جیسے نیک مزاج معشوق کبھی عاشق کے ہمبغل کبھی دوست سلام - اور یہ تو نسیم سحر کا معمولی مذاق ہے کہ اُن کلیون کو جو ظلمت شب سے ڈر کر خوف زدہ پتون مین چھپی بیٹھین تھین اپنے ہوائی ہاتھون کے ذریعہ سے گلون کے گلے ملا دیا گل کھلکھلا کر ہنسدئے کلیان دل دکھانے والے معشوق کی طرح چٹک کر علحدہ ہوگئین -

رات کی گری ہوئی شبنم سرخ سفید پھولون اور سبز سبز پتون پر اسلئے ٹھٹک گئی کہ اس سہانے وقت کی سیر دیکھے شبنم کی ننھی ننھی بوندیان جنکو نیچر نے مثل دُر ناسفتہ درختون کی سبز سبز پوشاک اور گلون کے سرخ و سفید دامن پر رکھدیا تھا تو اس قدرتی جڑاؤ کام کو دیکھکر مستانی نسیم سحر کے منہ مین پانی بھر آیا لپک کر بوسہ بازی کی اور گلے ملکر آغوش مین اُٹھا کر زمین پر رکھدیا اور یہ جا وہ جا چلتی ہوئی -

رات کی جلنے والی شمع جو اپنے عاشق پروانون کی جان نثاری پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھی خاموش ہوگئی - ہان جان نثار پروانون کی لاشین گرد شمع بے گور و کفن پڑی ہوئی یہ بتا رہی ہین کہ اے عاشقان بے صبر چیخنے پیٹنے سے حاصل - عاشق صادق اُف

اُف نہین کرتے حرف شکایت زبان پر نہین لاتے آسمان سر پر نہین اُٹھاتے دیکھو یون اپنے محبوب کے سامنے ہنستے کھیلتے جان دیکر سچے عاشقون کے دفتر مین اپنا نام لکھواتے ہین ۔

نا لے کر سکتے تھے بیدل کیطرح سے ہم بھی
پاس عصمت نے مگر اُسکے گلا گھونٹ دیا

پرند جنکو رات کی کالی کالی ہیبت ناک شکل نے ڈرا ڈرا کر اُنکے گھونسلون مین شب باشی کے لئے مجبور کیا تھا نکل نکلکر درختون کی خوشنما شاخون پر آبیٹھے اور خدا کو یاد کرنے لگے ۔ انکی خوش الحان آوازون نے صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوا کو اسطرح مست کردیا ہے کہ یہ جھومتی ہوئی کبھی اِس گل سے جا لپٹی کبھی اُس غنچہ سے جا اوجھی ۔

آفتاب نے اپنے مشرقی کونے سے سر اُٹھا کر ہمارے امتحان گاہ کی اُونچی اُونچی دیوارون اور بلند بلند درخت کی چوٹیون سے آنکھ لڑانا شروع کردیا ۔ ادھر آفتاب نے سر نکالا کہ رات کسی گوشۂ عافیت مین جا کر سو رہی ۔ حسینون کا اپنے اون بالون کو کہ جنکو جوانی اور الھڑپن کی نیند نے اُنکے آفتابی چہرے پر پھیلا دیا تھا اپنے نازک نازک حنائی ہاتھون سے اِدھر اُدھر کرنا تھا کہ

دن نکل آیا یا بالون کی گنگور گھٹا جو فلک حسن پر چھائی ہوئی تھی چہرہ سے سرکی اور آفتاب نکل آیا۔

اے میرے معزز ہم جلیسو گو اسوقت میرا اسمند خامہ میدان بیان مین سرپٹ جا رہا ہے اور میرے رخش بیان کا قدم ای بیا سے بھی بڑھا ہوا ہے استعارات و تشبیہات کے دفاتر میرے سامنے کھلے ہوئے ہین مضمونون کے پرے کے پرے دست بستہ کھڑے ہین مگر مین نہین چاہتا کہ آپ صاحبون کو زحمت ہو لہذا مین جو کچھ رطب و یابس لکھا ہے پیش کرتا ہون۔

حکیم الملک اور دیگر حکما و علما و ارا کین دولت نے تحسین کی اور شہزادہ کے حسن بیان سے خوش ہوئے۔

تیسرا سوال

کچھ نیچرل شاعری سے مستفیض فرمائیے۔

جواب

بحر ظلمت سے لگا کر غوطہ جب خورشید نے	سر نکالا باہر اور کچھ کچھ اجالا ہو چلا
آشیانو نسے پرندی شاخون پر آنے لگے	لحن داؤدی مین کچھ ذکر خدا گانے لگے
دیر مین ناقوس مسجد مین اذان ہونے لگی	کرنین پھوٹین چرخ سے پہلی زمین پر روشنی
جنکے چٹکے غنچہ امید نکلی آرزو	وہ حسین شرمائین وہ رہین آبرو
نید کے متوالے آنکھونمین نشا مدہوشی سے	انکھین ملتی جاتے ہین عشاق کی اٹھوسی سے

لے رہی ہی پاس عصمت چٹکیان ہر گام پر
اور حیا کہتی ہی دہیہ لگ جائے نام پر

گرتے پڑتے گھر تلک جانا قیامت ہو گیا
کوئی کہتا ہی موذن لطف صحبت کھو گیا

دوستونکے جیمین آیا کیجے اب سیر چمن
عالم ہستی کی ہی ہر وقت مین تازہ پہین

ٹھنڈی ٹھنڈی ہی ہوا اور دھیمی دھیمی روشنی
تاری چھپتے جاتے ہین میلی ہوئی ہی چاندنی

رفتہ رفتہ لیگئی یاد عزیزان وطن
مقبرہ مین دوستونکے باری بے گور و کفن

قبرین تھین کچہ ٹوٹی پہوٹی کچہ نئی اگلونکی مزار
بیکسی تھی جنکی ہمدم حسرتین تھی سوگوار

آمد آمد دیکہکر اُس مجمع نوخیز کی
ٹوٹی سی ایک قبر سے آئی صدا اے بیکسی

اس اندہیری گور مین ہی بیکسی تو ہی رفیق
عاجزی اور بیکسی مین کون ہے تجسا شفیق

ہم بھی تھی آزادیون ہی کل ہوا جو ہوس
خونمین گرمی سر مین سودا دلمین جوش اعضا مین بس

تھی جوانی ترنگین عیش کے دھندونکی فکر
موتکا آتا نہ تہا دلمین کبھی بہولیسے ذکر

زندگی کو جانتی تھے منصب شاہ دکن
اور جوانی کو سمجھتے حور فردوس حسن

ٹوٹی پہوٹی قبرین یا اب پڑی رہتی ہین ہم
ظلم آنے جانیوالونکے سہا سہتی ہین ہم

کی ضیانت جنکی خاطر جن پہ کہوئی آبرو
پوری کرتے تھے خوشی سے جنکی ایک ایک آرزو

پرورش مین جنکی ہوتے تھی ہمین ہر دم ملال
ایکدم راحت سے بیٹہنا آتا نہ تہا جنکا خیال

تھی جدائی جنکی سوہان جگر اور دل خراش
جنکے سر دکہنے سے ہوتا تہا کلیجہ پاش پاش

سوکر دنسے روندوتے ہین وہ لحد کو بارہا
یاد بھی اُنکی نہین دفن اسمین کل کسکو کیا

بعد مرنیکے یہ سمجہی کہوئی کیا عمر عزیز
کچہ بہلائی اور برائی مین نہ کی ہمنے تمیز

لہ سریر فردوس حسن بیان صباح (۱)

زندگی جسپر تھی نازش مایہ صد افتخار	موت جس سے تھا تغافل اک بلائے زوال
اب اکیلی قبر ہے اور تیرگی اور بے بسی	تو نہ چھوڑا سوقت مین بہر خدا ای بیکسی
خوف و عبرت سی ہوا وہ مقبرہ میدان ہو	رگ رگ ہون عقدۂ سربستہ دل کی آرزو
دلسے عبرت لیگئی دلکی تمنا یونکو یون	آگئی ہو جسکی اُسکو موت لیجاتی ہے جون

شاعری ہے یہ اور سید ہا دا ہی بیان
قائل اب حسن گل و بلبل ہے نذر باغبان

حاضرین مجلس شہزادہ کی تیزی طبیعت کی داد دینے لگے اور نظم سے نہایت خوش ہوئے چونکہ اس جواب مین ۱۲ بجگئے مجلس برخواست ہوگئی اور بقیہ دو سوال کے لئے اگلا روز مقرر ہوا۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے عرض کیا کہ خانہ زاد کو ایک وجہ سے ریاست حیدرآباد کے نواب مدار المہام عالیجناب راجہ راجگان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر کی مدحت سرائی کا فخر حاصل ہی چند روز یہ خانہ زاد سخت بیمار رہا غیر حاضری کی معذرت اور عالیجناب کے یاد نہ فرمانیکا افسوس دعائے خلعت نظم مین ارشاد ہو۔ خانہ زاد کا تخلص بیدل ہے۔

جواب

ایجاد و ندیم نعمت بیدل — مختصر ہی عریضہ مجبور — کیا کروں عذر آستان بوسی — ای تسلی دہ دل ناشاد

بیدل و رزم شاد سے محروم — اور حلو خانہ وزیر سے دور — دور از نیخال چرخ کہنہ ہوں — کسقدر رہ گیا تہا مجبور

گھر مین دو آدمی سو دو نون — ایک بیمار دوسرا رنجور — کاسہ مین شیرۂ فلوس خیار — کیسہ خالی ضرور تین بہر پور

بے دبی نے بنایا زندانی — خواب آنکھون سے دور سے دور — موت آئی تو روک لوگ نہین — جان جانے کا تو سو گوارسے دور

حاضری کی امید تھی میری — بیٹھنے کے لئے دل رنجور — عمر کے دن مگر تھے کچہ باقی — ملک الموت ہو گیا مجبور

زیست نے دی نوید افزائش — ضعف نے کی امید عفو قصور — یہ تو سب کچہ ہوا مگر سر دم — کہتی تھی بار بار طبع غیور

دلسی بیدل کی یاد ہو یون دور — بی نیازی تھی کیون بندہ نواز — بندہ پرور غلام تہا مجبور

ہی دعا گو کی یہ دعائے دلی — ای خداوند کارساز امور — گو چراغ سحر ہون مین اشاد — ساغر عمر طبعی ہی معمور

دیکہلی بیدل اپنی آنکھون سے — شاد کے تن پہ خلعت دستور

ظہور الدین احمد۔ قائل

دوائے یرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان مین مبتلا ہو کر سخت اور پرہیزی معالجون سے عاجز ہو جاتے ہین اسلئے بنظر آسانی رفاہ عام احقر کے دواخانۂ یونانی محلہ بیلہ راجہ چندو لال بکیٹھہ باشی واقع سمت دوم صفائی اندرون بلدہ مکان نمبر ۱۲۱۴ عرصہ دراز سے تیار ہو رہی ہے سات پوڑی دو دیہ قیمت ۴ حالی ملتی ہین بوقت اخذ ادویہ ترکیب اسکی کہدیجاویگی - طرفہ یہ ہے کہ پرہیز بالکل نہین جو چاہو استعمال کرو صدہا مریض شفا پا چکے -

نرد خضاب عمدہ

خضاب عمدہ اعلیٰ درجہ کا تیار کیا گیا ہے جسکے لگانے سے سفیدی بالونکی بالکل جاویگی اور رنگ بالون کا سیاہ ہی رہتا ہے بھورا پن نہین ہوتا جنکو منظور ہو لیجائین اور آزمائین قیمت بالکل کم ہے فی نرد ۴ بوقت اخذ خضاب ترکیب بتلائی جائیگی -

المشتہر

حکیم فتح چند صدر محاسب جاگیرات عالیجناب راجہ راجایان راجہ کشن پرشاد مہاراجہ بہادر پیشکار و منصرم مدار المہام سرکار عالی

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق
بحق مہیر الال صاحب نشاط محفوظ ہیں کامنافع عالیجناب
مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا
اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی -

۱- امرائے عظام سے ... ۵

۲- پبلک سے ... ۴

۳- باہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک - ۴

۱ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے انکو
ایک اشرفی پیش کیجائیگی -

۲ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس -

مضامین اور قیمت درخواست خرید بنام مہیر الال صاحب نشاط مہتمم
محبوب پریس حیدرآباد علاقہ مہاراجہ بہادر
پیشکار و منصرم مدار المہام سرکار عالی
پہونچنی چاہیئے



اللہ اعظمت

عہد سلطنت آصفیہ خراسان شنوای ابر نیسان پرور

بنال اے دل کہ دوراں می نہ ماند

سنہ ۱۳۳۰ھ

اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی ملاذ الامم ملک العرب والعجم ناصر الاسلام والمسلمین ابو الفتح میر سر محبوب علیخان آصف جاہ نواب نظام الملک مبارز الدولہ بہادر فتح جنگ خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ جسمین نظم و نثر

کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی نبانی

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد

تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی [پیشکار و منصرم مدار المہام سرکار عالی]

ہین حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ بزنگرانی ہیرالال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے

شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبہ آصفی نمبر (۱۱) جلد (۵)

نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۱۷	بقیہ علم کی فضیلت اور الخ	جناب ظہور الدین احمد صاحب۔ قائل۔



تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

جب تیمور کو خوشی اور نشے اور نخوت نے چھا لیا تو برابر اپنے برادر کی طرف سہارا لیا اور اُٹھنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لوگ سہارے کو کھڑے ہو گئے جب سیدھا ہو گیا تو آدمیون کے بیچ مین ایک اسطرف اک اُس طرف اُچھل کر کھڑا ہو کر بوڑھی داڑھی پانون لنگڑانا چنے لگا مصنف نے کیا لطف کا شعر لکھا جسکا ترجمہ پیش نظر ناظرین ہے -

ترجمہ شعر

ہے عجب لنجا بجائے تا لیان	گو لنگا ہو قوال لنگڑا ہو نچیر

جب تیمور ناچنے لگا تو بادشاہون اور امرا کبیر اور بادشاہون کی عورتون نے جواہرات اور موتی اور چاندی سونا قیمتی چیزین بکھیرین (یعنے جس طرح امرا محفل رقص مین ناچنے والون کو دیتے ہین اسطرح تیمور کے سر پر سے بکھیرا) برابر ہی سے رہے یہانتک کہ دلہن محل مین داخل ہوئی اور تیمور کی آرزو پوری ہوئی اور یہ مجمع برخواست ہوا -

ترجمہ شعر

عیش یہ سارا تماشا گویا ایک ساغر کا نشا ہے لذتین تو ہو چکین لیکن خمار آنیکو ہے

فصل

جب تیمور دنیا کے مقاصد حاصل کرچکا ۔ اور اُسکی رات (عمر) تمامی کو پہونچی ۔ اور تیمور نے اپنے مقاصد مین عروج کیا اور اپنے مدارج کی سیڑہی پر اوپر کے ڈنڈے پر پہونچا اور عمر کا مہتاب چہینے کے قریب ہوا اور آفتاب زندگی ڈوبنے لگا تو زمانے نے ایسا تاک کر تیر مارا کہ سہم قاتل تہا مہلت نہ دی ۔ اور زمانے نے بزبان حال فصیح لفظون مین ندا دی (دلہن نے خالی کرالیا گہرا ے دیورون کے بیت یہ مثل ہے اُسوقت بولتے ہین جب مخالف گہر خالی کرالین) اگر تیمور سُن لیتا تو چلّا اُٹہتا ۔

ترجمہ شعر

ہی زمانہ ایک سیڑہی کی مثال اے ہمنفس	جسقدر اوپر چڑہی اُتنا ہی وہ نیچے پڑے
اُسکی معنی قیامت ہی کہ جسمین شرط ہی	جسقدر اوپر چڑہی اُتنا ہی وہ نیچے گرے
جتنا اُنچا ہو کوئی اُتنا ہی سر لوٹی فزون	کیونکہ لازم ہو گیا ہی شرط کو پورا کرے

اسوقت کچہ نشا اُترا اور اپنی اصل کی طرف پلٹا اور گناہ سے باز آیا اور کیا باز آیا اور سمجہا کہ اُس نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور خیال کیا کہ امر ریاست مین قصور ہوا اور جانب سیاست کا کنارہ گر گیا اور مصلح سلطنت (عقل) نے سو طریقے تقصیر کے

ثابت کئے اب تیمور نے اپنے قصوردن کا تدارک کرنا شروع کیا اور یہ خواہش کی کہ اپنے چھٹکارے کی طلب کرے۔

بعض حوادثات جو تیمور سے متعلق ہین

تیمور نے ہندوستان مین ایک جامع مسجد دیکھی کہ بصیرۃ کی چراگاہ تھی اور نظر کے لئے خوش آیند منظر اُسکی چھت اپنے نقش ونگار اور استواری مین کہ سنگ ابیض سے بنائی گئی تھی ایسی تھی جیسا فرش تھا۔ تیمور کو اُسکی صورت پسند آئی اور سمرقند مین اُسکے نمونہ کی مسجد بنانے کا ارادہ کیا چنانچہ ایک میعاد ان مین جگہہ تجویز کی اور فرمان جاری کیا کہ اس طرز پر مسجد تیار کی جائے اور سنگ مرمر کے پتھر بنائے جائین اور یہ کام محمد جلد کو کہ اعوان شاہی اور اہل دیوانسے تھا سپرد کیا۔

محمد جلد نے اُسکے بنانے مین کوشش اتم اور اُسکی ترتیب اور ترکیب اور زینت اور استواری مین سعی بلیغ کی۔ اور چار مینار قائم کئے اور محمد جلد اپنے اس کام مین انجنیرون اور مستریون سے مباہات کرتا تھا اور یہ گمان تھا کہ اگر یہ کام کسی اور کو سپرد ہوتا تو ہرگز اسطرح اور اتنا جلد نہ تیار کرسکتا اور یقین تھا کہ تیمور ضرور اس کارگزاری سے خوش ہوگا اور

ترقی دیگا اور مرتبہ اعلیٰ کو پہونچائیگا۔

جب تیمور سفر سے واپس آیا اور اُن چیزون کی جو بعد مین ہوئین دیکھہ بھال کرنے لگا ایک روز جامع مسجد کو دیکھنے گیا کیا قیامت تھی کہ دیکھتے ہی حکم دیا کہ محمد جلد کو پورا جملہ منھ سے نکلنے نہ پایا کہ خدام نے زمین پر ڈالکر پانون مین رسّی باندھکر گھسیٹنا شروع کیا اور یہانتک منہ کے بل ڈال کے گھسیٹا کہ تمام جسم پاش پاش ہوگیا اور تمام مال و اسباب پر ضبطی سرکاری ہوکر اہل و عیال جاگیر و مال خالصہ سرکاری ہوگیا۔

اسکے اسباب متعدد تھے کہ محمد جلد پر آفت آئی مگر سب سے بڑھکر یہ سبب تھا کہ ملکہ کبریٰ یعنے تیمور کی بڑی بیگم نے حکم دیا کہ مدرسہ تیار کیا جائے۔ باتفاق رائے انجنیران و معماران تجربہ کار یہ قرار پایا کہ مدرسہ ملکہ کا جامع مسجد تیموری کے مقابل ہو۔

معمارون نے مدرسہ کے ستون اور بنیادین بہت مضبوط بنائین اور مدرسہ کی بلندی اور دیوارین مسجد سے بڑھ گئین اور باعتبار استواری و بلندی مدرسہ مسجد سے زیادہ ہوگیا۔

آپکو یاد رہے کہ تیمور چیتے کی خاصیت اور شیر کی وضع رکھتا تھا (یعنے جیسے چیتے کے اندر حسد ہوتا ہے اور کینہ وری کرتا ہے ایسے ہی تیمور کی حالت تھی اور جس طرح شیر اپنے مقابل کسیکو دیکھہ نہین سکتا اسی طرح تیمور کسیکو اپنے سے زیادہ دیکھنا پسند نہین کرتا تھا) جس نے تیمور کے سامنے سر اُٹھایا کچل دیا جو سیدھا ہوا کمر توڑ دی۔ اسی طرح جو چیز اُسکی طرف منسوب ہو جیسے مسجد مکان وغیرہ۔

جب تیمور نے دیکھا کہ مدرسہ کی عمارت بڑھگئی اور مسجد جس مین بوجہ بانی (تیمور) جبروتی شان تھی مدرسہ سے گھٹ گئی اور مدرسہ بہت بلند اور طویل القامت ہوگیا سینہ مین بوجہ غیظ و غضب آگ لگ گئی اور بنانے والے کی ساتھہ آپنے دیکھا کہ کیا کیا۔ افسوس محمد جلد کی سب تمنائین خاک مین مِل گئین اور بخت نے مساعدت نہ کی۔

یہ قصہ جس موقع پر بیان کیا گیا اس سے قبل کا ہے (مترجم)۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ فرمائین کہ جب تیمور کو اپنے افعال پر افسوس تھا تو محمد جلد سے یہ حرکت کیون کی یہ واقعہ اسفناک افسوس سے پہلے کا ہے گو بعد مین ذکر کیا گیا اسی واسطے مصنف نے

کہا کہ یہ قصہ ماقبل مابعد ذکر ہوا) ۔

نکتہ

جس طرح کہ بانی مسجد (تیمور) اپنے چارون طرف کے گناہون سے گھرا ہوا تھا اسی طرح اِس مسجد پر پتھرون کا ہر چہار طرف سے اتنا بوجھ پڑا کہ مسجد کا کندھا رہگیا اور اُسکی طاقت کی گردن اُنکے اُٹھانے سے دہس گئی اور پتلی پڑگئی حتی کہ چھت نے آیہ اِذَا السماء انشقت پڑہی یعنے چھت شق ہوگئی اور چھت مین درز آگئی ۔

تیمور سے یہ نہوسکا کہ اُسکو گرا کر پھر مضبوط بنائے جیسے تھا ویسے ہی چھوڑ دیا اور مصاحبین اور اہل محلہ کو حکم دیا کہ جمع ہون اور جمعہ پڑہین چنانچہ تیمور کی حیات مین یہ حالت تھی کہ جب نمازی جمع ہوتے پتھرون سے خوف کرتے تھے کہ امین سے کونسا اللہ کے خوف سے گرتا ہے اور اسی موقع پر فرشتہ جبال کہتا تھا واذ نتقنا الجبل فوقھم کانہ ظلۃ (ترجمہ) جب ہمنے پہاڑ کو اونکے اوپر مثل سائبان کے معلق کیا (یہ بنی اسرائیل کا قصہ ہے کہ پہاڑ معلق کیا گیا تھا اونکے اوپر) گویا یہان بھی یہی حالت تھی ایکوقت اسمین لوگ بکثرت جمع تھے اور ہر ایک بچاؤ کئے ہوئے تھا

کہ اوسکے پتھرون سے ایک ٹکڑا گرا پتھر کا گرنا کہ جو بیٹھے ہوے تھے گبھراکر دروازونکی طرف بھاگے فقط ایام کو قائم چھوڑا اور امین اللہ داد بھی تھا کہ جو مکر و فریب مین تیمور کا شریک اور کفو تھا جب لوگونکو معلوم ہوا کہ واقع مین ذری سا پتھر تھا سب لوٹے اور وہ پریشانی دور ہوئی جب نماز سے فارغ ہوکر لوگ منتشر ہوگئے تو اللہ داد نے مجھ سے کہا (یہ اللہ داد آفت تھا چلتا ہوا فریبی ہوشیار تیز طبع جو رسوائی کے کعبہ کے گرد سو سو اور ہزار ہزار طواف کرتا تھا) مناسب ہے کہ اس مسجد کو مسجد الحرام کہین اور اسکی نماز کو نماز خوف۔ اور یہ بھی کہا کہ اس معبد کی شان مین یہ شعر پڑہا جائے اور ہر جگہ لکھا جائے۔

ترجمہ اشعار

بناؤ نہ مسجد زر ظلم سے	جو توفیق اسکی نہین آپ کو
زنا کی کمائی سے پالے یتیم	نہ خرچی کماؤ نہ خیرات دو

فصل

جب تیمور بلاد روم پر حملہ آور تھا اوسکی طبیعت ممالک شرق کی جولانگہ فتح مین گھوم رہی تھی مشہور ہے کہ تیمور نے اللہ داد کو لکھا کہ وہانکے بلاد کی کیفیت لکھے۔

جب تیمور پر ممالک شرق کے حالات منکشف ہوگئے

اور گانو اور مضافات بلاد اور اعمال کی کیفیت اسیطرح ظاہر ہوگئی کہ چشم بصیرت نے ملاحظہ کیا اور تمام بلاد کا فوٹو تیمور کے سینہ پر کھینچگیا تو وہانکے لئے اوسیکے اطراف کے روسا کو مہیا کیا۔ اونمین **بیردی بیگ** اور **تنکری بیردی** اور **سعادات** اور **الیاس خواجہ** اور **دولت تیمور** اور **زیادات** تہا (**سعادات** اللہ داد کا آدمی تہا اور **زیادات** دولت تیموریہ سے ایک شخص کا لقب تہا) اور انکے سوا چند پلٹنین اور حکم دیا کہ یہ **اللہ داد** کے پاس جائین اور **اللہ داد** تعمیل حکم کا سامان کرے اور یہ سب جاکر ایک قلعہ **اشخمرہ اشبارہ** سے دس منزل پر قوم مغل کے علاقہ مین بنائین اور یہ خراب ہوگیا تہا کیونکہ دو مملکتون مین متنازع فیہ تہا۔

یہ لشکر جرار درہ کوہ مین پہنچا اور خلاف عادت قلعہ کے بنانے مین مشغول ہوا (**عساکر تیموری** کی عادت یہ تھی کہ اس شہر کو برباد کیا اور قلعہ کو توڑا اوس بلدہ کو اوجاڑا اوس قریہ کو جلاکر خاک سیاہ کیا اسلئے قلعہ بنانا خلاف عادت ہوا)

قلعہ بنانے کے لئے توجہ اس گروہ کی اخیر ۷۸۶ھ اور ابتداء ۷۸۷ھ مین تھی۔ اور تیمور کی غرض یہ تھی کہ خطا کی آمدورفت مین

ایک ٹھہرنے کی جگہہ ہونا چاہیئے ۔

جب ان لوگون نے بنیاد ین قلعہ کی قائم کین اور انواع و اقسام کے بیوتات تجویز ہو گئے اور دیوارون پر منڈیرین بنگئین یا یہ کہئے کہ علم دیوارون پر قائم ہوئے تو فرمان امیر بدین مضمون پہونچا کہ تعمیر قلعہ بند کی جائے اور بالکل نسیانسیا کی جائے اور تم سب پلٹکر شہرون مین کاشت کی فکر کرو بانیطور کہ جو دیہات اور امصارین ماہر فن کاشت یعنے بونے کاٹنے اُڑانے کے فقیہ ہین اور جتنے بانگر (زمین مرتفع اور کہادر (زمین نشیب) کے مزارع خود کاشت پائی کاشت کاشتکاران بارانی چاہی ہین حد و دسمر قند سے اشبارہ تک تمام کاروبار بیع و شرا چہوڑ کر دو فصلی کاشت کی فکر کرین اور بطور اذان کے عام منادی کیجاے کہ اگر کوئی حالت اضطرار مین نماز چہوڑے تو چہوڑے مگر فلاح (سحر کا کہانا جو رمضان مین کہاتے ہین) نہ چہوڑے لفظ فلاح بزبان بی بمعنی طعام سحر و کاشت آتا ہے مطلب یہ ہے کہ اشد ضروریات کو چہوڑ دے مگر کاشت کو نہ چہوڑے ۔

تیمور کی غرض یہ تھی کہ اگر اس سفر مین سامان خورد و نوش

تھوڑا بہت گھٹجاے تو یہ پیدا وار اک عمدہ سامان ہوگا۔

حکم تیموری پہنچا کہ فوراً تعمیر کو بند کر کے سب اپنے اپنے بلدہ کو واپس آئے اور ہل بیل نکالکر حسب الحکم تمام زمینین جن مین کھیتی نہ تھی درست کی گئین اور تخم پاشی کی گئی جیسے ہی کاشت سے فارغ ہوے کہ موسم گرما نے یعنے صیف نے اپنا بوریا بدھنا سنبھالا اور قاصد موسم خریف نے اپنے علم نصب کئے اور زمین کے ہودون پر اپنی جھولین ڈالدین

تیمور کا بسمت خطا عزم اور سکرات موت کا آنا اور آنکھین کھلنا اور سفر سے سیدھا سقر کو انتقال کرنا

تیمور کی عادت تھی جب ذرا فرصت ملی اور افاق کی طرف متوجہ ہوا اور اطراف واکناف کا قصد کیا اور ممالک کی فتح کی دھن لگی اب تیمور نے سمند سفر کی باگ اپنی عادت کے موافق خطا کی طرف پھیری اور یہ عین صواب تھا کیونکہ خطا اُسکا شعار تھا اور تمام لشکر کو حکم بھیجا کہ مستعد ہوجاؤ اور چار برس یا زیادہ کا سامان کرو اور تیار ہوجاؤ سب نے بسر وچشم منظور کیا اور حلقہ بگوش اطاعت ہوگئے اور

اپنا اپنا سامان تیار کرلیا اور مچھلی کی طرح مظالم کے بحار مین جا پڑے کہ بندون پر ظلم کرین (مترجم) بیان صاحب کتاب نے بروج فلک کا تلازم بیان کیا ہے جو زبان اُردو مین بے لطف ہوتا اِسواسطے چھوڑ دیا۔

قاصد ہلال قوس نے (ہلال قوس یعنے وہ ہلال کہ جب شمس بُرج قوس مین ہو) اپنی سردی کا فرمان ہرکان مین پہونک دیا کہ لشکر جاڑہ کا عالم کون و فساد (دنیا) مین خیمہ زن ہے امرا مستعد ہوجائین اور ننگے اور ننگ پیری بچاوکرین اور اسکی رستگاری کے لئے اُدن کافات کو کافی نہ سمجھین (مترجم) ہمنے کافات شتا کا ذکر پہلے معہ ترجمہ اشعار کیا ہی۔

ہرکاف یکسان نہین ہے بلکہ یہ ایک نشانی ہے اللہ تعالےٰ کی نشانیون سے تم اللہ تعالیٰ کی نشانیون کو دل لگی نہ سمجھو۔

وہ یہ بتلا رہا ہے کہ میرے آنے کا مقصد انفاس کا ٹھنڈا کرنا (یہ زبان اُردو کا محاورہ ہے کہ فلان شخص ٹھنڈا ہوگیا یعنے مرگیا) ناکون اور کانون کا ہلاک کرنا ہاتھ پیرون کا گرادینا سرون کا قلع قمع۔

موسم خریف جنود شتا کا مقدمۃ الجیش ہے اور عساکر سرما

کے باوے کا آگے آگے لانے والا اور اُسکی برآمدگی کا نمونہ
اور اُسکی شدت وخوف کا جاسوس۔ اُسکے فرمان کا سرنامہ اُسکے
لشکر کی لین ڈوری ہے۔

پھر ٹھنڈی ہواؤن شکنندہ سے چلّایا (یعنے ہواؤنکی آواز
گویا موسم خریف کا چلّانا تھا) اور آنے جانے والون بادلون سے
عالم پر خیمے نصب کئے جنکی آواز سے خلقت کانپ اُٹھی اور
تمام حشرات الارض اپنے معرجہنم مین (بلون مین) جاڑے کے
خوف سے پناہ گزین ہوے۔ آگ بجھہ گئی۔ حوض جم گئے۔
پتے کانپ کانپ کر شاخون سے گرے۔ نہرین منہ کے بل
بلندی سے نشیب کی طرف جاری ہوئین۔ شیر اپنی جھاڑیون مین
اور ہرن اپنی شب باشی کے ٹھکانون مین جا چھپے۔ کون (زمانے)
نے آفت سرما سے پناہ مانگی۔ مکان کا چہرہ زرد ہوگیا۔
باغیچون کے رخسار غبار آلودہ ہوگئے گنجان درختون کے
قد و قامت ڈھلک گئے اور جسقدر تر و تازگی تھی خاک مین ملگئی
زمین کا سبزہ گھاس ہوگیا کہ ہوا اُڑا رہی ہی۔

تیمور کو یہ نسیم کے آوازے بُرے معلوم ہوے اور ہوا
کے جھونکے سرد لگے تو حکم دیا کہ قبون کے (خیمون کے) زرین

اور جیبون کے برگستوانے تیار ہون ۔ اور برف کی تلوارون اور اولون کے تیرون کے لئے مبطنات کی سپر اور پوستین کی زرہ بنائی جاے (مترجم) مبطنات سے وہ کپڑے مراد ہین جن مین بطانہ ہو یعنے دوہرے یا روئی دار ۔ اور سرما کی ملاقات کیلئے لباس المضاعف المضاعف پہنے عزم کے قامت پر آراستہ کئے اور کافات شتا سے فقط ڈھالون پر اکتفا کیا اور کسی کے کہنے سُنے کی طرف توجہ نہ کی اور جاڑہ کے لئے یہی کپڑے اور زرہ کافی سمجھا اور عساکر کو حکم دیا کہ جاڑے کی پرواہ نہ کرین اور خیال کرین کہ بمنزلہ برد و سلام کے ہے یعنے رحمت الٰہی ہے ۔ جب تیمور کا لشکر جمع ہوگیا اور تمام احکام و امور ٹھیک ہوگئے سو چھکڑے جن پر چارون طرف لوہا لگا ہوا ہو باربرداری کے تیار کرائے ۔

موسم سرما نے اپنے آنے کے ساتھ تیمور کے نکالنے مین مبادرت کی اور وظیفہ عمر کی موقوفی کا فرمان دفتر فنا سے نکلوایا ۔

اب تیمور اسطرح جا رہا ہے نہ فرسہاے بادیا کی ہلاکت کا افسوس نہ انسانون کی زوال زدگی کی پرواہ اسی طرح سیحون

پر پہونچا کہ سردی سے جمگیا تہا اور ہوا سے سرد نے اُسپر ایک صاف محل بنا رکہا تہا میرے پہلے اشعار اسکے مطابق ہین ۔

ترجمہ اشعار

بحر پر آیا نظر اک جسر عالی بس دراز	جسکو اللہ نے بنایا شکل مین اک قصر کی
مین جو رد یا آنسوؤن آئے نظر چار و نطرف	یہ شراب ناب تھی شیشے کی اندر جمگئی

تیمور نے سیحون سے عبور کیا اور برابر چلتا رہا اور اپنی ہٹ پر اڑا رہا ہر چند موسم سرما نے ہلاک کیا اور ہر طرف سے ہوائین جو آگ سے مملو تہین آئین اور لشکر تیموری کو اس معرکے سرد نے توڑ دیا اور سوار و نکو سرد گولون نے مار ڈالا۔ اور **تیمور** ہے کہ اس لشکر کو بڑہائے چلا جاتا ہے نہ کسی اسیر کی پروا نہ شکستہ حال کی دلداری۔ برد کا مقابلہ برد (چادر و نسے) کرتا تہا اور جاڑے کے سمندر وان دو انکو اپنے بے ریش و برف سپاہیونسے دوراتا تہا اب جاڑہ اپنی تیز و تند سرد ہواؤن سے گہوم رہا ہے اور اپنی برف و ژالہ بار سحاب کو پہیلا رہا ہے۔ جاڑے کی کنپکپاہٹ نوحہ کنان تھی اور مملکت شتا کی فرمانروا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین تہین۔

جاڑہ **تیمور** کی مجلس مین جاکر کہنے لگا۔ اے منحوس باز آ اور ایظالم ٹھر آخر کب تک اپنی آگ سے دلونکو جلائے گا اور کبتک اپنی گرمیون سے کلیجے بہڑکائے گا۔ اگر تو جہنم کے دو سانسون نسے

ایک ہے تو ہین دوسری سانس ہون (حدیث شریف مین یہ مضمون ہے
کہ دوزخ دو ہین ایک گرم ایک سرد جب دوزخ گرم سانس لیتی ہے
تو گرمی کا زور ہوتا ہے اور سرد دوزخ کی سانس سے جاڑیکا زور شور
ہوتا ہے) اور ہین اور تو دو نحس ہین کہ ہم دونون مل گئے بندگان خدا
اور بلاد کی تباہی کو کیا قران نحسین ہے (قران نحسین کہتے ہین مریخ
اور زحل کے اجتماع کو)

اے **تیمور** اگر تو نے برد (سوہان) کا کام نفوس پر کیا اور تو نے
خلقت کو ٹھنڈا کر دیا (مار دیا) تو میرے زمہریر کے دم خم تجہ سے
بڑہکر ہین۔ اے تیمور اگر تیرے رسالہ مین وہ لوگ تھے کہ جنہون نے مسلمانونکو
ہلاک کیا تو میرے زمانہ مین بعون اللہ تجہ سے زیادہ ہین۔

اے **تیمور** تجکو حوادثات زمانے کی سردی سے انگیٹی کی شعلے
نہین بچا سکتے اور نہ بھٹی کی بھڑکتی ہوی آگ۔ پھر موسم سرما نے وہ
برف باری کی کہ لوہیکو کاٹ ڈالے اور زرہ کی کڑیونکو کھولدے
اور تیمور پر اور اوسکے لشکر پر آسمان زمہریر سے برف کے پہاڑ گرادئے
اور اوسکے ساتھ ہی وہ تیز ہوا چھوڑی کہ کانون اور آنکھونمین اور
ناک کے نتھنون مین برف گھسگئی۔ یہ ہوا اونکی ارواح کو چیر گردن تک
کھینچ لائی اور یہ ہوا وہ ہوا تھی ما تذر من شئی اتت علیہ الا جعلتہ

کالرمیم یعنے یہ ہوا جس پر گزرتی تھی اوسکو مثل مردونکی گلی ہوئی ہڈیونکی کرتی تھی اور زمین مشرق سے مغرب تک بوجہ برف باری ایسی ہوگئی کہ گویا میدان حشر ہے جسمین نامہ اعمال منتشر ہین یا سمندر ہے کہ جسکو خدا تعالی نے چاندی کا ڈہالدیا۔ یہ عالم تہا کہ جب آفتاب نکلتا اور شبنم گرتی ہوتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ فیروزہ کا آسمان ہے اور بلور کی زمین اور مابین زمین و آسمان کے سونے کے ٹکڑے ہین (یعنے شعاع آفتاب سے قطرات شبنم اور صقیع (کہرہ) سونیکے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے۔

جب اس برف باری کے موقع مین معاذ اللہ نسیم چلتی تو سالنین ذی ارواح کے بند ہوجاتی اور گھوڑے اور سوار اور اونٹ اور اونٹ والیکو ہلاک کردیتی یہانتک کہ غربا کو ہلاک کرڈالا اور یہ نوبت پہونچی کہ آگ کا گہاٹ خوش آنے لگا (یعنے جیسے انسان پانی کے گہاٹ پر خوش ہوکر آتا ہے اسیطرح یہ برف زدے آگ پر گرنے لگے جو آگ پر پہنچتا تہا اوسکو سلامتی اور تہنڈک سمجھتا تہا۔) کیا سردی تھی کہ آفتاب بھی کانپ اوٹھا اور چشمۂ آفتاب سردی سے جم گیا اور پانی سوکہہ گیا اور ایسا ہوگیا جیسا کسی شاعر نے کہا ہے۔

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن بیدل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبہ اصفی نمبر (۱۰) جلد (۵)

اگلے روز حسب قاعدہ مجلس منعقد ہوئی شہزادہ والا تبار نے قبل اس سے کہ جناب حکیم الملک بہادر پایخوان سوال مجلس نظم و نثر کا پیش کریں حکیم الملک سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بجواب سوال سوم جو نظم پیش کی گئی اُسکا ابتدائی شعر غلط لکھا گیا اُسکی تصحیح حسب ذیل فرما دیجئے۔ یہ شعر صفحہ ۲۹ کی چودھوین سطر مین ہی۔

شعر صحیح

بحر ظلمت سے جو باہر آیا مہر ضیا	صبح کی آمد ہوئی کچھ کہہ اُجالا ہو گیا

سوال پنجم

حکیم الملک نے عرض کیا کہ حضور مرزا غالب مرحوم کے چند شعر تضمین

فرمائیں مخمس یا مسدس جیسے مرضی مبارک ہو۔

جواب

ای عاشقان جلوۂ مہما سرائے دل
ای رہروان دشت قیامت فضائے دل
ای تشنگان وادیٔ وحشت نمائے دل
ای تازہ واردان بساط ہوائے دل
زینہار اگر تمہین ہوس نائے و نوش ہے

تم شہسوار ابلق شام و پگاہ ہو
لو کام فکر سے جو سر انتباہ ہو
سمجھو اگر طبیعت جودت پناہ ہو
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

شوخی بیک نگہ ستم ایجاد ابتری
مینا بقلقلے سخن آموز بیخودی
ساغر بجرعہ ہمنفس بزم خامشی
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

دنیا کا عیش و رنج ہے کب مایۂ نشاط
دو دن کی چاندنی ہے یہ دو دن کا انبساط
ہر چیز کو ہے عالم ہستی مین انحطاط
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشہ بساط
دامان باغبان و کف گلفروش ہے

وہ موسم بہار وہ پھولونکی بو وہ رنگ
نوخیز وہ جوانی وہ انداز وہ ترنگ
آہستہ روئے نیم محبت فزا و منگ
لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

تھے کان نغمہ ہائے بہشتی کے جزم مین
دل مست عیش بادہ پرستی کے عزم مین

تھے تھرکے کہ تیغین چمکتی تھی رزم مین
یا مجھدم جو دیکھئے آکر تو بزم مین

نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

اک کونے مین پڑی ہے بطِ مے بچی کچی
ساغر ہے سرنگون لب مینا کو چپ لگی

بوجھون تو کس سے پوچھون یہ اندازِ برہمی
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی

اک شمع رہگئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

فیضِ اسد ہے حضرت بیدل کے حال مین
کیف شراب ناب ہے جام سفال مین

استاد کا نہین کوئی ہمسر مقال مین
آتے ہین غیب سے یہ مضامین خیال مین

غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

مجلس نظم و نثر ختم ہوی اور شہزادہ کی لیاقت عام اراکین اور علماء و حکما مان گئے اب انعقاد مجالس علمیہ بغرض تکمیل وصیت فردوس مکان ضرور ہے۔

مجلس علم تاریخ

اگلے روز بدستور سابق مجلس منعقد ہوی شہزادہ وقت معین پر رونق افروز مجلس ہوا بعد تعظیم و تکریم حسب دستور حکیم الملک نے عرض کیا اگر ارشاد ہو تو چند سوال علم تاریخ کے گزارش کئے جائین شہزادہ نے اجازت دی۔

پہلا سوال

سلاطین اسلام سے پہلا بادشاہ ہندوستان کا کون شمار کیا جاتا ہی اور اوسکے خاندان مین کب تک سلطنت رہی اور کیونکر منتقل ہوی۔

جواب

شہزادہ نے کہا اگرچہ حملے مسلمانون کے ہندوستان پر **ولید بن عبدالملک اموی** کے عہد خلافت سے شروع ہوگئے تھے اور سلاطین **غزنویہ** نے کئی بار تاخت کر کے ہندوستان کے راجون سے خراج بھی لیا اور دریاے **ستلج** تک قبضہ کرلیا لیکن **معزالدین سام** کے زمانہ تک جسکو عوام **شہاب الدین غوری** کہتے ہین کسی نے ہندوستان مین دارالسلطنت مقرر نہین کیا اسلیے مورخین نے پہلا بادشاہ اسیکو شمار کیا ہے۔

شہاب الدین غوری نے بعد فتح دہلی مین اپنے غلام **قطب الدین ایبک** کو نیابتاً چھوڑا اور خود **غزنی** کو روانہ ہوا اثناء راہ مین بمقام **رہتک** کہوکرونکے ہاتھ سے مارا گیا۔

جب غور کی سلطنت پر **شہاب الدین** کا بھتیجا **سلطان محمود** تخت نشین ہوا **سلطان محمود** نے فوراً خط آزادی اور چتر شاہی **قطب الدین ایبک** کے پاس بھیجا **قطب الدین** کو جب یہ خبر ملی تو

لاہور تک استقبال کیا اور اوسی روز سے ہندوستان کا مستقل بادشاہ ہوگیا اور دہلی کو دارالسلطنت قرار دیا۔

چار برس کئی مہینے کے بعد بمقام لاہور چوگان بازی کے جلسہ مین گھوڑے سے گرا اور جان بحق ہوا اور اوسکا بیٹا **آرام شاہ** بادشاہ ہوا چند مہینے گزرے تھے کہ **امیر علی اسمعیل** سپہ سالار اور **امیر داود دہلی** آرام شاہ کی حرکات ناشایستہ سے آشفتہ ہوئے تو انہون نے **قطب الدین ایبک** کے داماد **شمس الدین التمش** کو جو بدایون کا حاکم تہا دہلی طلب کیا **آرام شاہ** صف آرا ہوا آخر الامر شکست کہائی اور ۶۰۷ھ ہجری مطابق ۱۲۱۰ عیسوی کو **شمس الدین التمش** تخت نشین ہوا۔

اس بادشاہ کے عہد حکومت مین حوض شمسی اور مسجد قوت الاسلام اور بہت سی عمارتین بنین۔ یہ بادشاہ آخر ۶۳۳ھ ہجری م ۱۲۳۶ء مین بیمار ہوکر مرگیا۔

پہر **رکن الدین فیروز شاہ** فرزند شمس الدین تخت نشین ہوا چند ماہ کے بعد بغرض تنبیہ ملک **اعز الدین** حاکم ملتان فوج کشی کی اوسکے جانے کے بعد ارکین سلطنت نے رکن الدین کی بہن رضیہ کو تخت پر بٹہا کر زرین گڑہا مین رکن الدین یہ خبر سنکر واپس آیا

اور کیلوکھڑے کے میدان مین بھائی بہن سے صف آرائی ہوئی رکن الدین گرفتار ہوا اور قید کیا گیا اور قید خانہ مین مرگیا۔

سلطانہ رضیہ ساڑھے تین برس مستقل فرمانروا رہی۔ (مگر کر جگ نہین کل جگ ہے یہ اس ہاتھہ دے اس ہاتھہ لے) جب **ملک التونیہ** بھٹنڈہ کے حاکم سے لڑائی ہوئی تو امرا نے مخالفت کی اور **رضیہ** کو بھٹنڈہ کے قلعہ مین قید کردیا اور **بہرام شاہ** کو دہلی کے تخت پر بٹھلا دیا۔ آخر رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کیا اور دوبار بہرام شاہ سے لڑی اور ماری گئی۔

بہرام شاہ کی سلطنت کو دو برس کچھ مہینے ہوئے تھے کہ **نظام الدین** مہذب الملک نے دیگر امرا کو ہموار کرکے بادشاہ سے مخالفت کی اور شاہ کو دہلی مین محصور کرلیا تین مہینے تک روز لڑائی ہوتی رہی آخر بادشاہ کو گرفتار کیا اور مار ڈالا اور امیر الامرا ملک معز الدین بلبن تخت نشین ہوا۔

چونکہ امرا **معز الدین** کی تخت نشینی پر راضی نہ تھے انہون نے **رکن الدین فیروز شاہ** کے بیٹے **علاء الدین مسعود** کو جو قصر سپید مین قید تھا فرمانروا بنایا اُسنے چار برس ایک مہینے

سلطنت کی اُسکی سفاکی اور ظلم سے امرا بہ تنگ آئے اور اُسکے چچا ناصرالدین محمود کو بہرائچ سے بلوا کر تخت نشین کیا اور علاء الدین کو جہانسے (قید خانہ سے) بلایا تھا وہین پہونچا دیا اور بالآخر علاء الدین قید مین مرگیا۔

ناصرالدین محمود بیس برس کئی مہینے فرمانروا رہا اور تمام رعایا کو اپنے عدل و انصاف و حسن انتظام سے راضی رکھا۔

جب ۶۶۴ھ (م ۱۲۶۵ء) مین بیمار ہوکر فوت ہوا تو ارکین سلطنت نے شمس الدین کے داماد الغ خان کو تخت نشین کیا اور غیاث الدین بلبن لقب دیا گیا یہ فرمانروا اکیس ۲۱ برس کئی مہینے بڑے شان و شوکت سے حکمران رہا۔

پھر بعد وفات غیاث الدین بلبن کے ۶۸۶ھ (م ۱۲۸۵ء) مین اُسکا پوتا معزالدین کیقباد تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بوجہ عیش و عشرت دو برس کئی مہینے کے بعد مفلوج ہوگیا اور اُسکے بیٹے گیومرث کو امرا نے تخت پر بٹھلایا مگر خلجیون نے مخالفت کی گیومرث کو بہادرپور مین پکڑ کر لے گئے اور مار ڈالا اور ملک جلال الدین خلجی کو تخت نشین کیا۔

اب سلطنت غوریون سے بعد ستاسی برس کے خلجیون مین آئی ابتداء سلطنت غوری ۱۸ ذیقعد ۵۸۲ھ ہجری اور انتہا جمادی الثانی ۶۸۹ھ۔

دوسرا سوال

اہل اسلام مین خلافت مذہبی موقوف ہوکر سلطنت خاندانی کیونکر اور کسکے وقت مین پیدا ہوئی۔

جواب

امام حسنؑ کے عہد خلافت تک طریقہ خلافت یہی تہا کہ بلالحاظ قرب و قرابت خلیفہ سابق کے اہل شورے یعنے مسلمانون مین کے متقی متدین امور سلطنت کے مشورہ دینے کے لایق کسی کو قوم قریش سے لایق سمجھکر اُسکے ہاتہہ پر بیعت کرتے اور امیرالمومنین کے لقب سے پکارتے اور انکی بیعت کے بعد اُسکو سب اہل اسلام نزدیک و بعید خلیفہ مانتے اور اطاعت کرتے تھے یا خلیفہ بذاتخود بمشورہ اہل شورے بلالحاظ قرابت و خاندان کسیکو جانشین کرتا۔ خلیفہ کو اس سے زائد کوئی حق نہین ہوتا تہا کہ مثل دوسرے مسلمانان متوسط الحال کے اپنے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کرے۔ نہ تزک نہ حشم نہ اردلی نہ دربان جب لڑائی کا

موقع ہوتا تو مسلمان اُسکی فوج تھے لڑائی کا خرچ خوراک سامان حرب بیت المال سے ملتا تھا جو غنیمت آتی بپابندی احکام شرع تقسیم ہوتی تھی -

جب حضرت امام حسنؓ نے خلافت سے کنارہ کیا اور ۴۱ھ مین حکومت حضرت معاویہ والی شام کو سپرد کردی تب اُنھون نے طریقہ سابق کو بدلدیا - قصر امارت بنایا - چوبدار رکھے - در دولت پر دربان مقرر کئے اور مثل سلاطین اخیر عمر مین اپنے بیٹے یزید کو جو کسی طرح قابل نہ تھا خلیفہ بنایا اور بجبر لوگون سے بیعت لی جب سے یہ طریقہ خلافت بدل گیا اور سلطنت امویہ ہوگئی -

تیسرا سوال

یہ امارت اس خاندان امویہ مین کس سن تک رہی اور پھر کدھر منتقل ہوئی -

جواب

بنی امیہ کا اخیر والی مروان حمار رہا جو قتل کیا گیا ۱۳۲ھ مین زمام حکومت سفاح کے ہاتھ مین آئی جو بنو العباس کا اول فرمانروا ہے -

بنی امیہ مین بارہ شخص والی ہوئے اور اگر ابو عبد الملیک

جو بوجہ بغاوت شمار مین نہین داخل کیا جائے تو تیرہ ہوتے ہین۔

چوتھا سوال

بنی العباس مین کتنے فرمانروا ہوے اور کسقدر زمانہ تک سلطنت کی اور کس پر ختم ہوئی۔

جواب

ابوالعباس سفاح اول والی ہے کہ جس سے امارت عباسیہ شروع ہوئی اور یہ امارت **مستعصم باللہ** پر ختم ہوئی۔ ابوالعباس سفاح سے مستعصم باللہ تک اس خاندان کے سینتیس ۳۷ بادشاہون نے برابر پانسو چوبیس برس سلطنت کی۔

پانچوان سوال

پہلا بادشاہ جو بغداد مین مرا شاہ **اسپند ترکمان** وہ کون تہا اور اُسکی کیا کیفیت ہے۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ **اسپند** قرایوسف ترکمان کا بیٹا تہا **قرایوسف** اگرچہ خاندان شاہی سے نہ تہا مگر اُسکے باپ **قرا محمد ترکمان** کو جمعیت قوم ترکمان کی اور اُس گروہ کی سرداری حاصل ہو گئی تھی اُسنے اُس قوم کی مدد سے **سنجار موصل** وغیرہ

دخل کرلیا تھا اُسکا بیٹا قرایوسف آذربیجان اور عراق عرب
اور بعض اضلاع عراق عجم پر مسلط ہوگیا اور ہمیشہ امیر تیمور
اور اُسکے بیٹون سے لڑتا رہا چنانچہ میرانشاہ امیر تیمور کا بیٹا
اُسی کے مقابل مین مارا گیا قرایوسف کے چار بیٹے تھے
اصفہان بیگ۔ جہانشاہ۔ قرااسکندر۔ اسپند۔
اسپند جسکے حال سے سوال کیا گیا ہے قرایوسف کے مرنیکے بعد اپنے بھائی قراسکندر کا رفیق
رہا جب ۸۰۲ھ مین مرزا شاہرخ فرزند امیر تیمور اور قراسکندر سے لڑائی
ہوئی تو اسپند کمال دلاوری تین روز میدان جنگ مین شاہرخ کی فوج سے
لڑتا رہا اور آثار شکست شاہرخ کی فوج مین نمودار ہوئے اُسوقت
میرشاہ ملک نے کہ شاہرخ کے امرا سے نہایت چالاک
تھا نقارہ شادیانہ کا بجوا دیا اور مشہور کیا کہ اسپند گرفتار ہوگیا
اس خبر کے سُنتے سے ترکمانون کی فوج مین ہل چل پڑگئی اور لوگ
بھاگ نکلے یہانتک کہ قراسکندر بھی روم کی طرف چلا گیا
اسپند نے جب لشکر کی یہ کیفیت دیکھی تو مجبور معرکہ سے باہر
آیا اور بغداد کی طرف گیا اور بغداد کا مستقل بادشاہ بنگیا۔
اور ۸۱۴ھ مین بعارضہ قولنج فوت ہوا اور بغداد مین
دفن کیا گیا۔

مجلس علم لغت

اگلے روز مجلس منعقد ہوئی حکیم الملک نے علم لغت کے چند سوال پیش کرنے کی اجازت چاہی شہزادہ نے اشارہ کیا۔

پہلا سوال

مسلمان کس زبان کا لفظ ہے اور محمدیون کو مسلمان کیون کہتے ہین۔

جواب

شہزادہ نے کہا محمدیون کے دین کا نام اسلام ہے اور اسلام کے معنی مطیع ہونا۔ اہل اسلام نے جب عرب سے فوج کشی کرکے فارس کو فتح کیا اور اس ملک مین جوق جوق عرب آکر آباد ہوگئے تو اہل فارس انکو مسلم کہتے تھے یعنے اسلام والے جب فارس کے ہزارہا آدمی اسلام لائے تو اہل فارس انکو مسلمان کہنے لگے یعنے مسلم کے مانند کیونکہ اہل فارس مسلم عرب ہی کو جانتے تھے رفتہ رفتہ تغیر لہجہ سے مسلمان ہوگیا اور محمدیون کو مسلمان کہنے لگے اس لفظ کا جزو اول عربی ہے اور جزو ثانی فارسی مگر بوجہ ترکیب فارسی اسکو فارسی کہنا چاہیے۔

دوسرا سوال

روزگار کیا لفظ ہے اور اُسکے کیا معنی ہین ۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ روزگار فارسی لفظ ہے بمعنی زمانہ مگر ہندیون نے اسکو نوکری اور وجہ معاش کے معنون مین مستعمل کیا ہی زبان فارسی مین اِس لفظ کا استعمال بمعنی نوکری ناجائز ہے اگرچہ یہ لفظ اسی معنی مین سالک یزدی کے شعر مین آیا ۔

دلِ آوارہ ام بس بیقرار است	
بہند زلف او بے روزگار است	

لیکن خود شعر کے لفظی اشارہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین لفظ روزگار بمعنی بے معاش ہے ۔

تیسرا سوال

کاٹنے کا ترجمہ فارسی اور عربی مین کیا ہے ۔

جواب

اگر کاٹنے سے مراد تیز خیر سے جدا کرنا ہے تو فارسی مین **بریدن** اور عربی مین قطع اور اگر دانتون سے کاٹنا مقصود ہی تو فارسی ۔ **گزیدن** اور عربی **عض** ہے بہ ضاد مشددہ ۔

اور اگر کاٹنے سے کھیت کا کاٹنا مراد ہے تو فارسی **دروون**

اور عربی مین حصا وہے ۔

چوتھا سوال

وہ کونسے حروف ہین جو فارسی زبان مین آتے ہین اور عربی مین نہین آتے ۔

جواب

(۱) بائے فارسی جیسے پلنگ ۔ پرورش ۔

(۲) جیم فارسی جیسے چرم ۔ چند ۔

(۳) زائے فارسی جیسے ژالہ ۔ ژرف ۔

(۴) کاف فارسی جیسے گواہ ۔ گرو ۔

(۵) واو مجہول یعنے وہ واؤ جسکے ماقبل ضمہ ہوتا ہے اور خوب ظاہر نہین پڑہی جاتی جیسے گور ۔ شور ۔

(۶) یائے مجہول جسکے ماقبل کسرہ ہوتا ہے اور خوب ظاہر نہین پڑہی جاتی جیسے دیر ۔ تیز ۔

(۷) ہائے مختفی جو کلمہ کے آخر اظہار حرکت کے واسطے لکہی جاتی ہے جیسے غنچہ ۔ بنیہ ۔

(۸) خائے فارسی جو پر پڑہی جاتی ہے اور اظہار تفخیم کے لئے اُسکے بعد واؤ لکہی جاتی ہے عام اِس سے کہ خائے مضموم ہو

یا مفتوح یا مکسور اور یہ واو مکتوبی ہوتی ہی پڑہنے مین نہین آتی جیسے خود اور خویش اور خواست ۔

یہ واو معدولہ فارسی مین سوا ر خاے معجمہ کے اور کسی حرف کے بعد نہین لکھی جاتی ۔

پانچوان سوال

لفظ ضحاک کی تشریح فرمائیے ۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ ضحاک لفظ عربی ہے اسکے معنی بہت ہنسنے والا ۔

پیشواؤن مین سے ایک بادشاہ کا نام جو بڑا ظالم تہا اسکے باپ کا نام مرتاس تہا ۔

یہ بادشاہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے (۷۴۰) برس پہلے ہوا ہے کہتے ہین کہ اسکے کندہون پر کوئی عارضہ سانپ کی شکل کا ہوگیا تہا جسکی دوا یا غذا آدمی کا بھیجا تہا چنانچہ اُسکے لئے ہزارون بندگان خدا کا خون ہوا ۔

پہلے یہ عرب کا بادشاہ تہا مگر جب فارس کے بادشاہ جمشید کا ظلم حد سے بڑہ گیا تو ارا کین دولت نے اسکو فوج کشی

اور چڑھائی کی ترغیب دی چنانچہ یہ کامیاب ہوا اور جمشید بھاگ گیا اور یہ تخت ایران پر متمکن ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی کے زمانہ مین مبعوث ہوے اسنے سزاے تازیانہ اور سزاے سولی رائج کی۔

اسنے اپنے باپ کو اسطرح ہلاک کیا کہ راستے مین کنوان کھدوایا اور اُسکو خس و خاشاک سے پٹوایا کہ رستہ چلنے والیکو معلوم نہو۔

ظہور الدین احمد۔ قائل

دوائے یرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان مین مبتلا ہو کر سخت اور پرہیزی معالجون سے عاجز ہو جاتے ہین اسلئے بنظر آسانی رفاہ عام احقر کے دواخانۂ یونانی محلہ بلیہ راجہ چندولال بکینٹھہ باشی واقع سمت دوم صفائی اندرون بلدہ مکان نمبر ۱۲۱۴ عرصۂ دراز سے تیار ہو رہی ہے سات پوڑی ادویہ قیمت عصر حالی ملتی ہین بوقت اخذ ادویہ ترکیب اسکی کہدیجاویگی۔ طرفہ یہ ہی کہ پرہیز بالکل نہین جو چاہو استعمال کرو صدہا مریض شفا پا چکے۔

نرد خضاب

خضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تیار کیا گیا ہے۔ جسکے لگانے سے سفیدی بالونکی بالکل جاویگی اور رنگ بالونکا سیاہ ہی رہتا ہے بھورا پن نہین ہوتا جنکو منظور ہو لیجاین اور آزماین قیمت بالکل کم ہے فی نرد ۴ بوقت اخذ خضاب ترکیب بتلائی جائیگی۔

الشتہ

حکیم فتح چند صدر محاسب جاگیرات عالیجناب اجد راجایان راجہ کشن پرشاد مہاراجہ بہادر پیشکار و منصرم مدار المہام سرکار عالی

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔



وبدا صفی

۱۳۲۵ھ

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۱) جلد (۶)

نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۱۹	بقیہ علم کی فضیلت اور اس کے	جناب مولوی ظہور الدین احمد صاحب۔ قائل۔



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

ترجمہ اشعار

اسقدر سردی ہوتی تھی مہر عالم تاب بھی
پہ انکلیجہ سیکنے کو آگ کا تھا خواستگار

اور یہ حالت تھی کہ جب انسان سانس لیتا تو ریش و بروت پر جمجاتی اور ایسا معلوم ہوتا کہ یہ **فرعون** ہے کہ اپنی ڈاڑھی مونچھ کو موتیون سے آراستہ کیا ہے۔ اگر کوئی کہنکار کر بلغم منجمد منہ سے پھینکتا تو باوجودیکہ اُسمین حرارت ہوتی ہے زمین تک پہونچتے پہونچتے بندوق کی گولی بجاتا۔ پردۂ حیات ہر متنفس کا کھل گیا اور ہر اک زبان حال سے یہ شعر پڑھنے لگا۔

ترجمۂ اشعار

ہوگیا ہی کسقدر سردی کا زور	بچہ ہے سب حال مولی آشکار
جانا دوزخ مین کسی دن ہی اگر	آج کے دن بھیجدے پروردگار

لشکر کا بہت بڑا حصہ ہلاک ہوا اور جاڑہ ہر چھوٹے بڑے کو تباہ کر گیا۔ ناک کان گرنے لگے اور جوڑ جوڑ کھل گیا۔ جاڑہ ادھر سے ہوا چلاتا اُدھر سے پانی کا سمندر برساتا حتی کہ فرعون کی طرح جاڑے نے اُنکو

غرق کیا اور وہ حیران تھے - اور ہاتف غیبی کہتا تھا کہ اپنی خطاؤن کی وجہ سے غرق کئے گئے اور جہنم مین داخل کئے گئے سوا اللہ کے کوئی مددگار نہ تھا - تیمور با وجود اِس گرم بازاری موت کے کچھ پرواہ نہ کرتا تھا نہ مرنیوالے کا غم نہ فوت ہونیوالی شئے کا افسوس -

فرمان تیموری بنام اللہ داد کہ جس سے کلیجے پھٹتے تھے اور پاش پاش ہوتے تھے

جب تیمور سمرقند سے نکلا تو بمقام اشپارہ اللہ داد کو فرمان لکھا کہ جسکے مضمون نے اللہ داد کو بیقرار کر دیا اور طائر نوم کو آشیانہ چشم سے بھڑکا دیا اور فحوائے مضمون سے مفہوم ہوتا تھا کہ تیمور طالب ہلاکی ہے اور اُسکی اولاد کا یتیم بنانے والا اور دیار کا خراب کرنیوالا جس مین تیمور نے اللہ داد پر بہت تنگ گیری کی اور اُسکی سا سب حیلے بند کر دئے اور اللہ داد سے ایسے امور کا طالب ہوا

کہ جسکے مقابلہ مین پہاڑ کا کاٹنا اور بھاری پتھرون کا ادھر سے اُدھر کرنا سہل اور اُسکے ادنا سے حکم کے سامنے پینا بجور کا خوشگوار رہتا۔

ایک ادنی سا حکم یہ تہا کہ فقط ایک روز کے اقامت کے لئے بذات خاص ایکروز کے کہانے اور گہاس دانے کی فکر کی جائے اور اسمین ایک یہ کہ بقدر باربرداری سو اونٹون کے آٹا ہو اور یہ ایکروز کا خاص خرچ ہے کیونکہ وہ (تیمور) اسشبارہ مین فقط ایک شب قیام پزیر ہوگا۔ اور ایسے ہی اور حکم تھے۔

جب اللہ داد فحوائے فرمان پر مطلع ہوا اور اُسکے پیچیدہ اشارون کو سمجہ چکا تو جان لیا کہ عذاب تیموری آیا تمام موانعات کو چہوڑ کر بسعی تمام متوجہ ہوا اور چکپین قائم کین اور اُنکے چلنے کی فکر۔ اور اس زمانہ مین حالت یہ تھی کہ چکپین حال ادیب سے زیادہ تہمین ہوئین تہین اور پانی کے مجرے دست بخیل سے کہ جسکو زمانہ قحط مین حکم دیا گیا کہ آٹا اُڑائے ہوا مین زیادہ تنگ تھے۔ اور نہرون کا خون (پانی) پہاڑ کی رگون مین خشک ہونے والا۔ اور

آنسو عیون کے (چشمونکے) ڈول کے گوشہ چشم سے دور تھے۔
جو کچھ اللہ داد نے کسیوقت کے لئے کہ کوئی حادثہ پیش آئے جمع کیا تھا وہ خرچ کیا۔ اور اپنے عمدہ عمدہ مال کو ریزوان کردیا اور پانیکے اجرا مین مال سے کام لیا اور اہل دول سے فریاد رسی کی امید کی اور تھوڑے تھوڑے پانی سے اور تالابون سے مدد لی۔ اور اپنے اصحاب مشورہ کو متفق الرائے کیا اور ان مخالب (چنگل) اور ناب (کچلی سے) بلیات نازلہ کے دفع کرنے مین امداد چاہی اور اس آفت کے لئے جو طاقت باہر تھی بہت سے دروازے کھڑکھڑائے سب مستعد ہوگئے اور شریک مصیبت ہوے اور اوسکے مرض کے علاج مین سرگرم ہوکر کاریگرون اور آزمودہ کارون کے شیر اور بھیڑیے (یعنے قوی لوگ) جمع کئے اونہون نے نھرونکی دہارمین ایسی ترکیب کی کہ چکیبن چلنے لگین اور وہ برف اور مادمنجمد کو کاٹتے تھے اونکے اوزار ایسے پڑتے تھے جیسے تھنڈے لوہے پر یا جیسے کوئی واعظ جفاکش اپنے حسن بیان سے منکر کا دل نرم کرے یہانتک کہ اونکی مشقت سے سخت زمینین نرم ہوگئین اور چشمونکے آنسو بھنے لگے۔

اور یہ حالت تھی کہ لوگ برف سے بقدر ایک ہاتھ کے نہ کھودتے تھے کہ اک ہوائے خشک کا جھونکا آنکی نکچھڑے چہرون پر آتا تھا۔ جب ہوائے سرد چلی تو پانی اُسکے مقابل مین مُنہ چڑھائے آتا اور ان کھودنے والون کی گرمی اور کوشش کی آگ کی پرواہ نکرتا اور اُس سے زیادہ جم جاتا کہ پہلے تھا اِس تنگی سے پھر پیچھے لوٹتے اور مثل حاملہ عورتون کے پچھلے پانون چلتے (قاعدہ ہے کہ جب ولادت مین سختی ہوتی ہے تو عورت کو پچھلے پانون لوٹاتے ہین) اور اللہ داد باوجود اسکے بہت کچھ خرچ کرتا تھا اور بطور استغاثہ کہتا تھا یا للماء یا للرجال یعنے اے پانی اے لوگو تم میری فریاد کو پہونچو۔

ترجمہ شعر

ہر اک شخص چکی کا تھا اک گدھا	کہ وہ حسب طاقت تھا وان کھودتا
جو پانی چلا تو ٹھہرتا تھا یہ	جو پانی کو ٹھنڈک نے روکا چلا

(یعنے جب پانی نکل آتا تھا تو یہ لوگ ٹھہر جاتے تھے اور جب برف پانی کو جما دیتی تھی تو یہ لوگ کھودنے کو چلتے)۔

یہانتک کہ بالاتفاق سب کہنے لگے کہ یہ تکلیف
مالایطاق ہے ۔
جب اللہ داد کو معلوم ہوا اور اُنکی معذرت قابل
سماعت نظر آئی تو اُسکے آگے تیرگی چھاگئی اور یقین ہوگیا کہ
مین بیشک ہلاک ہونگا اور مین بڑی لبنی چکلی بلا مین پہنسگیا اور
سمجھ لیا کہ اُسکے مخدوم (تیمور) نے اس تنگ وقت مین آٹا
طلب نہین کیا مگر کسی بڑے امر کے لئے اور اللہ داد
کو یہ خبر مل چکی تھی کہ اُسکے حریفون نے چغلیان کہائی ہین
اور جو جو اُسکے دشمنون اور حاسدون نے تیمور سے
لگایا معلوم تہا۔ اور جان چکا تہا کہ تیمور کا دل اسکی جانب سے
بدل گیا اور جو امر محمد جلد بانی جامع مسجد سے کیا گیا وہ
اسکی طرف عود کرے گا اور واضح ہے کہ کس بُری طرح سے
محمد جلد کو قتل کیا اور مال ضبط کیا اولاد کو قید اور اہل کو اسیر
بنایا اور چونکہ اللہ داد کو اس سے بھی دوچند عذاب کا اندیشہ
تہا نہ دنکو چین نہ شبکو آرام زندگی سے ہاتہ دہو کر مال و اسباب
کو علیحدہ اور اہل وعیال کو رخصت کیا اور مہینا رمضان شریف
کا آگیا اور تیمور دس دن کی مسافت پر تہا اور حال یہ ہے کہ

راستے بند اور طالب (تیمور) اور مطلوب (اللہ داد) ضعیف ہوگئے۔ تیمور کا زمانہ موت قریب اور اللہ داد کو خوف تیمور۔

ترجمہ شعر

منظر رہ امر مشکل مین کشود کار کا | زیادہ مشکل مین بہت نزدیک ہوتی ہی خوشی

تیمور کا دار بوار (دوزخ) کی طرف انتقال اور دوزخ کے طبقۂ اسفل مین قرار

اب تیمور برابر منزل بمنزل جا رہا ہے یہانتک کہ کوہ جسکو انذار کہتے ہین پہونچا۔ اور ظاہری جاڑے کا سب سامان موجود تہا لہذا برد باطنی کی فکر کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ معمولی شراب مین اودیہ حارہ اور عطریات کی چیزین اور نباتات خوشبودار نافعہ جن مین کسی قسم کا ضرر نہو ڈالکر کشید کیا جاے اور اللہ تعالی نہین چاہتا تہا کہ یہ روح ناپاک جسم سے علیحدہ ہو مگر انہین تکالیف سے کہ اس نے بندگان خدا کے ستانے کو اختراع کی تہین۔

اب یہ نوبت پہونچی کہ برابر گھونٹ پر گھونٹ اِس عرق کا پیتا تہا نہ لشکر کی خبر لوچہتا تہا نہ کسی کی سنتا تہا یہانتک کہ موت کے ہاتہہ نے اُسکو جام وسُقُوا مَاءً حَمِیمًا (اور پلایا اہل دوزخ کو پانی گرم) کا پلایا جس نے انتڑیون کو کاٹکر پہینکدیا کیونکہ تیمور ہمیشہ سے قضا کا دشمن اللہ کی نعمتون کا منکر تہا۔

اِس مین شک نہین کہ وہ تہا ادہورا اور مظالم کے بوجہ سے ہوگیا پورا بلکہ زائد۔ اِس عرق نے تیمور کی امعاء اور جگر مین یہ اثر کیا کہ اُسکے جسم کی بنیاد جہک گئی اور ارکان جسد بکہر گئے اُسوقت اطبا کو بلایا اور یہ مرض بیان کیا اطبا نے اسطرح علاج کیا کہ تیمور کے پیٹ اور پیشانی پر برف رکھی اس طرح تین دن گزرے اور باربرداری انتقال کی دار عذاب (جہنم) کی طرف جانیکو بندہ گئی۔

اب جگر پارہ پارہ ہوگیا اور اسوقت نہ مال نے مدد کی نہ اولاد کام آئی خون کی قے کرتا تہا اور ہاتہہ حسرت اور ندامت سے کاٹتا تہا۔

ترجمہ شعر

موت کے ناخون جسدم گہس گئے		مٹگئے سب فائدے تعویذ کے

ساقی موت نے جب سخت کڑوا ساغر پلایا اور اسوقت ایمان لایا اُس چیز پر جس کا منکر تھا تو کچھ فائدہ نہ دیا ایمان نے اور کوئی فریادرس نہوا اور آواز دی گئی کہ نکل اے خبیث روح جسم خبیث سے نکل اے بدکار ظالم گنہگار اور مژدہ ہے تجکو دوزخ کا اور فساق کی معیت کا ۔

اگر تو دیکھتا اُسکو بحالیکہ وہ خراٹے لے رہا تھا جیسے اونٹ مذبوح اور رنگ چہرہ کا اُڑتا تھا اور مُنہ کا بایا کھل جاتا تھا اور اگر دیکھتا تو فرشتون کو اس حال مین کہ ظاہر کیا اُنہون نے اپنی خوشی کو اور فساد ڈالا ظالمون پر تاکہ خراب کرین اُنکے دیار اور بجھائین اُنکی آگ اور مٹادین اُنکے منارے اور اگر دیکھتا تو فرشتون کو کفار کی موت کے وقت کہ مارتے ہین اُنکے مُنہ پر اور سرینون پر اور اگر دیکھتا تو تیمور کی عورتون کو اور خدام کو بحالیکہ وہ اُسکے گرد گڑگڑا رہے تھے اور اُسکے اعوان و لشکری کہ گم ہوتا تھا اُنکا افتراپرداز اور اگر دیکھتا تو جبکہ ظالم سکرات موت مین ہے اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ نکالو تم اپنی جانون کو آج بدلا دئے جاؤگے عذاب سے اُسکے بدلے کہ تم اللہ پر بہتان باندھتے تھے اور اللہ کی نشانیون سے منہ چڑھاتے تھے

(تو گھبرا جاتا تو ان حالات کے دیکھنے سے)

پھر فرشتے لائے جہنم سے ٹاٹ اور کھینچا اُنھون نے اِس روح کو (تیمور کی روح کو) جیسے گرم سیخ کسی اونی تر کپڑے سے کھینچی جائے اور منتقل ہوئی وہ روح لعنت اور عذاب الٰہی کی طرف اور جا کر ٹھہری اُسکے زجر و عذاب مین۔

یہ واقعہ ہے چہار شنبہ کا دن ستّرہوین تاریخ شعبان کا مہینا شنبہ کا۔

تیمور کی موت بمقام انذار ہوئی (من المترجم) انذار کے معنے بزبان عربی ڈرانا خبردار کرنا اس مین اشارہ تھا کہ اے تیمور یہ موت تجکو خبردار کریگی کہ تو نے کیا کیا اور بندگان خدا کو بلا وجہ ستایا۔ اور عام لوگون کو تنبیہ ہے کہ موت اک ایسی چیز ہے کہ انسان کی خواہشون کو جو کسی وقت مین کم نہین ہوتین (چنانچہ ہادی مطلق نے فرمایا ہے کہ انسان بوڑھا ہوتا ہے اور اُسکی دو چیزین جوان ہوتی ہین حرص اور امید زیست۔) ف ک مین ملا دیتی ہے اور اُسوقت کی حسرت اور ندامت بیکار نہ توبہ کارآمد نہ ندامت کا نتیجہ نہ حسرت کا اثر ہاتھ ملتے ہوئے چلے جانا۔ گویا انذار مین تیمور کا مرنا بتلا رہا ہے کہ اے سلاطین آیندہ

ایک دن یہ ہونا ہے۔

اور اللہ جل شانہٗ نے تیمور کو موت دیکر اپنے بندون کو عذاب سے چھڑایا۔ تیمور کی موت نے قوم ظالم کی (چنگیز خانی نسل کی) بیخ کنی کردی۔

مصنف تاریخ تیموری نے قصیدہ دربارہ موت تیمور لکھا۔

ترجمہ قصیدہ مصنف

زمانہ ہی دولاب سا گھومتا — سرور اور غم ہین بہم ایک جا
ابھی تھا فلک پر کسیکا دماغ — ابھی پتھرون کے تلے جا چھپا
بسا آسمان ترقی کا تھا — کہ تھا چرخ عزت پہ وہ گھومتا
کیا استوا تک جب اُسنے عروج — ڈہلا اور گہا اور فتور آگیا
بہت شاہون نے ایسی بھڑکائی آگ — سمندر کو کیڑا کیا آگ کا
ہوئے فتح شہر اور مطیع اہلِ شہر — ہوے حکم جاری ہوے کام روا
دیا دہر خائن نے اُنکو فریب — کیا اُنکو شیطان نے حق سے جدا
زمانہ نے ہنسکر لبھایا اُنہین — ہوئے قلعون کے جب وہ فرمانروا
کبھی بہیڑئے تھے وہ ایذا رسان — کبھی شیر تھے وہ شرارت فزا
زمانہ نے گاکر نچایا اونہین — ہر اک اُنمین پتلا بنا کاٹھ کا

وہ کرنے لگے اپنی بابت بیان
گزرتا جو خواب و خیالات کا

بڑھا واہمہ اور ہوا یہ یقین
رہیگا زمانہ مطیع اب سدا

ویا جو کہ دنیا ہمین مل گئی
فزون ہو کمی کا نہین خرخشا

بہت پھر تو کودے اور اُچلے بہم
لگے لڑنے چیتو نکی صورت سدا

وہان لات گھونسا کہ گالی گلوچ
پڑا ہے یہان ہاتھہ تلوار کا

ہوئی یا تو جنگ و جدل اور اگر
ہوئی صلح تو کذب و مکر و دغا

گرے آتش ملک مین چون پتنگ
اور اُس آگ کو نور باور کیا

وہ تھے اپنی عزت مین ایسے ہوئے
زمانہ کا ہے کھیل مکر و دغا

حوادث زمانے کے یون چھا گئے
کہ چھوٹے پرند و نمین شکرا گرا

ہوئی پھر تو یہ حالت ہر ایک کی
کہ یہ گوشت شکرونکو ڈالا گیا

ہلاکی ہٹائی نہ کچھ ملک نے
نہ کچھ ملک و گھر بار نے کی وفا

نہ کچھ کام لشکر نے اصلا دیا
نہ بیٹا نہ پوتا مددگار تھا

مٹایا زمانہ نے نام و نشان
مٹے سِن سے جسطرح لکھا ہوا

نہ چھوڑی کوئی دہر نے اُنکی چیز
مگر ذکر اُنکا کہ ہے جا بجا

مجھے بس یہی فتنہ یہی مثل بحر
زمانہ مین ہی جو کہ پھیلا ہوا

تمر لنگ دجال خلقت کی جو
کمر اور سر عام توڑا کیا

کئے اُسکے دورہ نے پامال شہر
حوادث کا دنیا مین دورا رہا

خدا نے اوسے جب قدر ڈھیل دی
وہ فسق و فجور و ستم مین بڑھا

بتدریج حق نے مدد دی اوسے
ہلاکی کا سرمایہ جو کچھ کہ تھا

کہ احکام جو کچھ کہ جاری کرے
ہو وہان ظلم و انصاف کا تجربہ

بنا بیخ کن عام خلقت کا وہ
عرب اور عجم اور اطراف کا

ہدایت مٹی اور ہلاکی بڑھی
بغاوت کی تلوار کو سر کیا

شریفون کو اور بادشاہونکو اور
ذوی العلم کو بس فنا کر دیا

مٹاتا تھا نور خدا کو شقی
مخالف تھا یہ دین اسلام کا

چلاتا تھا احکام چنگیز خان
یہ ظالم بخس کافر برملا

یہ خونریزی اوسکی سمجھتا مباح
جو صابر ہوا اور شاکر اللہ کا

جو ہون عورتین اہل ایمان پردہ نشین
اونہین قید کرنا تھا اوسکو روا

وہ بچون کو لیون آگ مین پھینکتا
کہ جیسے بخور اور آتشکدہ

لگا پینے ہر دم مے لالہ گون
وہ زانی تھا یہ اوس پہ طرہ ہوا

کبھی عہد شکنی تھا اوسکا شعار
کبھی منتون کو نہ کرتا ادا

عداوت یہ تھی اوسکو سادات سے
کہ جو اہل جرأت تھے اور ذی حیا

کہ لشکر سے اون پر کوئی بھیڑیا
دیا کتکنا کتا تھا چھوڑتا

وہ پہلے تو کرتے تھے دل پاش پاش
پھر آفت تھی بیحرمتی اور فنا

وہ دیتے تھے داغ ایسی پیشانی کو
کہ سجدہ مین رہتی تھی صبح و مسا

وئے داغ اون پسلیونکو کہ جو
سدا خوابگاہون سے رہتی جدا

لیا مال قبضہ سے خلقت کے اور
کیا اوسکو اپنے لئے خالصا

پلائے بہت زہر کے بھر کے جام
دئے ساغر ایسے کلیجہ جلا

کیا آل احمدؐ کو اوس نے اسیر
کہ جو تھے جگر گوشۂ مصطفا

اونہین شام مین جاکے ترکونکے ساتھہ
کیا بیع اور مشترکونکو دیا

اسیطرح اکلوتا اوس مانکا پوت
کہ بچے مرے یا کہ کوئی رہا

جرائم یون ہی روز جاری رہے
زمانے تلک یون ہی چلتا رہا

وہ ایران سے لیکے توران تک
سبھی بستیون پر تھا فرمان روا

خطا سے جو آگے کو نکلا قدم
تو لیتا رہا ملک تا انتہا

بالآخر ہوا جب فساد ونکا شور
شرارت ہوئی برہکی بے انتہا

قضانے کیا آکر اوس پر ہجوم
زوال آگیا جب کمال آچکا

اجل نے اوٹھا کر جو پھینکا اوسے
وہ محلون سے اوٹھکر لحد مین گیا

ودسطوت کرامت ملی خاکمین
گنا ہونکی ذلت مین پگڑا گیا

گیا سیدھا ایکدم جہنم کو وہ
کیا تھا جو یہان وہان بھٹکتا پڑا

جو مجمع تھا وہ سب پریشان ہوا
ہلا گھر جو دولت سے مضبوط تھا

رہی اوسکے افعال سے اتنی بات
کہ وہ مورد لعنت حق رہا

نشان ستم اوسکے باقی رہے
زمانہ تلک اوسکا تھا تذکرا

ذرا سوچ تو اے برادر اسے
جو ہوتا ہے دن رات صبح ومسا

دم مرگ کچھ فرق ہرگز نہین — کہ ہو وہان شکور اور کفور ایکسا
کہان ہین وہ ذی مرتبہ لوگ آج — کہ مصحف کیصورت تھی رخ پر ضیا
سعید و خردمند و صاحب شعور — شریف اور سردار و ذی مرتبا
کہ ہو حسن سے جنکے شرمندہ چاند — سخاوت سے ہو بحر خجلت زدا
بڑون مین جو دیکھو تو وہ صدر ہین — شریفون مین رتبہ ہے سب سے سوا
جو پیسا قضا نے تو آٹا ہوئے — ہوئے پارہ پارہ یہ ذی مرتبا
فنا کی ہوا نے اوڑایا اونھین — اوڑاتی ہے جون ریت بچھوا ہوا
کہان ہین وہ فرزند نورنگاہ — وہ خسکی وہ قلب افروختا
وہ تھے جبکہ اوٹھتے تھے اونسے حجاب — ادہر پردے ہوتے تھے سارے جدا
وہ ملتے تھے دنیا کو اسطور سے — کہ ہو مہر پردے سے طلعت فزا
سیہ چشم ہرنی کہ ہر نوٹا جو — کرے حور جنت کو خجلت زدا
جمال اونکو پہنائے انداز سے — عجب خلعت حسن و ناز و ادا
بنین جانین خلقت کی اونکے لئے — اوتارا زمانہ کے آفات کا
وہ جس گھر مین جا کر ہون مسکن گزین — خوشی سے لگے جھومنے بر ملا
وہ دنیا کے چہرہ پہ ہین مثل چشم — اور آنکھون مین عالم کے ہین وہ ضیا
وہ دنیا کے باغونمین اشجار ہین — اور اشجار پر ہین شگوفہ کی جا
وہ ایکوقت مسرور تھے حسن مین — غرور جمال اور شانِ ادا

جو دیکھو تو ہے عمر ایک شاخ تر
زمانہ نے سونپا سب اچھا برا

اچانک مغان اجل نے اونہین
ہلاکی کا سرشار ساغر دیا

پیا اونکی گلزار ہستی نے جام
ہلاکی کا جس نے چھکایا مزا

وسیع اونکے چھوٹے بہت سے محل
ملا اونکو برعکس چھوٹا گڑھا

پھراون مرنے والون نے جام فراق
بہت غیور اہل غم کو دیا

جنہون نے گریبان کئی غم سے شق
بڑی سینہ کوبی سے ماتم کیا

نکلتا جو رشوت سے کچھ اونکا کام
کہ منت کوئی ہوتی حاجت روا

تو فدیہ وہ دیکر کے رکھتے اونہین
حفاظت مین ان بیاہیونکی جگا

زمین کھاگئی چار دن مین اونھین
نہ جوبن رہا اور نہ زلف رسا

زمین نے کیا کھاکے پوسیدہ جسم
شکم اور سینہ کو شق کر دیا

وہ مٹی مین پوسیدہ ہوکر رہے
ٹھکانا وہی حشر تک اونکا تھا

بناتا ہے ہر دوست اوس جسم کو
مخاطب زیارت کو جب وان گیا

وہ ہوتا ہے نالان بہت قبر پر
کہ جسکا نشان تک بھی مٹنے لگا

وہ ملتا ہے رخسار کو قبر سے
کہ پامالی نے جسکو آٹا کیا

بلاتے ہین جب وہ تو اوسکا جواب
یہی ہے کہ آئے جبل سے صدا

زیارت جو کرتے تھے خود صبح کو
زیارت ہوئی اونکی وقت مسا

یہ ہے سب بحکم خدائے جلیل
کہ جو اوس نے تقدیر مین لکھدیا

یہ دنیا ہے ایک پل صعوبت گزار
اوترنے کو پار اوسکے توشہ بنا

جو ہے مغز اسمین کرا وسکو طلب
کہ چھلکون سے دنیا کا گھر ہے بھرا

کھوتی جو دنیا و ما فیہا سب
مثال سراب و غبار رہوا

تو دنیا کا احسان کھوتا بعید
نہ صابر نہ شاکر سے ہرگز ذرا

نہ منقاد ہوتی کبھی ایسے کی
کہ ہو فخر اور کبر مین مبتلا

یہ حالت ہے اور جو کہ سرکش ہوئے
وہ لنگڑے ہین یا اور اعور رہین یا

خدا نے کیا خلق حق کے لئے
اوسنون نے لیا کام بس جھوٹ کا

خدایا تو رکھ ہمکو ثابت قدم
اوسی پر کہ جو نیک ہو جا دا

خطائین جو ہمسے ہوئین بے شمار
کرم سے اونہین عفو کرا ے خدا

سعادت پہ ہو خاتمہ اے کریم
چلے داؤ ہمپر نہ شیطان کا

ہمین اوس تجارت مین کر سود مند
خسارہ کا جسمین نہین تذکرا

وہ بھیج اپنی رحمت کے ابر مطیر
کہ ریزان ہین بر افضل الانبیا

شفیع قیامت زکی و طہور
جناب محمد رسول خدا

اور اولاد و اصحاب و اتباع پر
کہ ہین وہ بزرگ اور بس مقتدا

(من مترجمہ) یہان تک کتاب تاریخ تیموری عربی یونی ورسٹی لاہور کے کورس مین جسکی بہت بڑی شاخ دارالعلوم

حیدرآباد ہے داخل ہے بیدل مداح مدار المہام مہاراجہ بہادر
ومددگار مہتمم مدرسۂ دارالعلوم اس ترجمہ کو عالیجناب وزارت پناہ کے
نام سے معنون کرتا ہے۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن بیدل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبہ آصفی نمبر (۱۲) جلد (۵)

اسکے نام سے ظلم اور سخت دلی مراد لیتے ہین۔

یہ شخص فریدون ابن آمبتین کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔

بعض اہل لغت کی رائے ہے کہ لفظ ضحاک وہ آک کا معرب ہے یعنے دس عیوب والا چنانچہ اونکی تفصیل اسطرح بیان کی گئی ہے۔

(۱) بدصورتی نہایت بدشکل تھا۔

(۲) پستہ قد یعنے ٹھنگنا۔

(۳) ظلم سخت ظالم تھا ایک ظلم تو یہی تھا کہ روز انسان کا

بیجا آتا تھا۔

(۴) دروغگوئی پر لے سریکا جھوٹا اور فریبی تھا۔

(۵) بد دلی۔

(۶) بیدینی۔

(۷) بسیار خواری۔

(۸) بے شرمی۔

(۹) عقل سے بے بہرہ۔

(۱۰) بد زبانی۔

بعض لوگونکی رائے ہے کہ پیدایش کے وقت اُسکے اگلے دو دانت باہر نکلے ہوے تھے چونکہ اُسکے مان باپ عربی تھے اونھون نے بطور پیشین گوئی یا تفاؤل (نیک فالی) یہ نام رکھا تھا۔

ہرچند یہ سب معنے مناسب ہین اور تطبیق بھی ہوتی ہی مگر قریب الفہم یہی امر ہے کہ حوا خیز بیان ہوا۔

مجلس علم معانی

اگلے روز بدستور مجلس منعقد ہوی اور ادائے رسم تسلیم **حکیم الملک** نے سوالات علم معانی کی اجازت طلب کی

شہزادہ نے اشارہ کیا۔

پہلا سوال

ارشاد ہو کہ خبر و انشا مین کیا فرق ہے۔

جواب

جو نسبت کہ کلام مین ہوتی ہے اور جسکی وجہ سے مجموعہ چند کلمات کا کلام بنجاتا ہے اگر وہ نسبت ذہنیہ حکایت ہے۔ کسی نسبت خارجیہ کی اور عند التکلم یہ قصد ہے تو وہ کلام خبر ہے ورنہ انشا مثلاً یہ کلام کہ زمین گول ہے اسمین اک نسبت ہے کہ ہر وقت سمجھنے معنی کے ذہن مین حاصل ہوتی ہے اور متکلم کا یہ قصد ہے کہ خارج مین جو نسبت واقع ہے ذہن مین اوسی کی حکایت کی گئی تو یہ کلام خبر ہے۔ دوسرے کیا کہتے ہو۔ اسمین بھی نسبت ذہنیہ ہے مگر اسکا کوئی محکی عنہ خارج مین نہین اور نہ وقت تکلم یہ قصد کیا جاتا ہے لہذا یہ انشا ہے کیونکہ اس مقصود مخاطب کا مقولہ دریافت کرنا ہے نہ محکی عنہ کا ثبوت۔

دوسرا سوال

مسند الیہ کی تاکید کس غرض سے ہوتی ہے۔

جواب

تقریر کیواسطہ یعنے معنی اوس لفظ کے جو مسند الیہ
واقع ہوا ہے اچھی طرح سامع کے ذہن مین آجائے اور اوسکو
یہ دہوکا نرہے کہ مسند الیہ یہی ہے یا کوئی اور۔

متکلم کو جب یہ شبہ ہوتا ہے کہ سامع نے مسند الیہ کو
نہین سنا یا یہ کہ سامع سمجھا نہین تو ایسے وقت مین بغرض دفع وہم
سامع کے یا اپنی غلط فہمی کے دفعیہ کے لئے مسند الیہ کو مکرر
بیان کرتا ہے مثلاً کسی فاصلہ سے متکلم نے کہا کہ زید آیا اور
خیال کیا کہ شاید سامع نے نہ سنا ہو تو وہ کہتا ہے زید زید آیا
یا متکلم نے کہا کہ تائی موجود ہے اور اسکو یہ وہم ہوا کہ سمجھا۔
نہین کیونکہ جمعہ کا روز ہے اور اصلاح بنانے کے لئے نائی
(حجام) کی تلاش ہے تو بغرض دفع کرنے غلط فہمی سامع کے
وہ کہتا ہے کہ تائی تائی موجود ہے۔

یا اسلئے کہ سامع نے مسند الیہ کو مجازاً سمجھا۔
جیسے کسی نے کہا کہ یہ خط چھوٹی بیگم نے لکھا ہے اور چھوٹی بیگم
کی عمر مثلاً ۷ برس کی ہے تو سامع خیال کرتا ہے کہ مجازاً کہدیا جیسے
کہتے ہین یہ گھر امیر نے بنایا حالانکہ بنانے والے معمار ہین اسیطرح
سامع نے سمجھا کہ چھوٹی بیگم کا لکھنا مجازاً ہے کیونکہ خط اونکی طرف سے

لکھا گیا اس دفعیہ کے واسطے متکلم تاکید کرتا ہے خود چھوٹی بیگم نے لکھا ہے جیسے عربی مین کتب مزیدا لفسہ۔

یا یہ کہ عموماً عورتین لکھنا نہین جانتی سامع کو خیال ہوا کہ کسی سے لکھوا کر بھیجا ہے اور چھوٹی بیگم کیطرف مجازاً ہے یا دفع وہم سہو کے لئے یعنے سامع کو کسیوجہ سے یہ گمان ہو کہ متکلم سے سہو ہوا۔

مثلاً شب کو بموجودگی متکلم و سامع کسی نے آکر کہا کہ محمد حسین مرگیا صبح کو متکلم نے کہا کہ محمد حسن محمد حسن مرگیا یہ تاکید اس غرض سے کیگئی کہ سامع یہ خیال نکرے کہ متکلم نے سہواً بجائے محمد حسین کے محمد حسن کہا۔

کبھی تاکید اسلئے کئے جاتی ہے کہ مسند الیہ کے تمام افراد کو شامل کرنا متکلم کو مقصود ہے۔ جیسے نسیم کا شعر جو مثنوی گلزار نسیم مین لکھا ہے۔

ہمارے بزرگون نے سچ ہی کہا
کہ ہین آدمی زاد کل بے وفا

لفظ کل سے جو مسند الیہ (آدمی زاد) کی تاکید کیگئی اس سے متکلم کی غرض یہ ہے کہ آدمی زاد کا کوئی فرد بیوفا ہونے سے

مستثنے نہین ہے۔

تیسرا سوال

شرط کا وجود اور عدم کس مقام پر احتمالی ہوتا ہے۔

جواب

شہزادہ نے کہا جن کلمات شرط مین معنی ظرفیت کے ہوتے ہین اونکی شرط کا وقوع بقینی سمجھا جاتا ہے بزبان اردو کلمہ شرط متضمن معنے ظرف زمان لفظ جب ہے اور اوسکے مرادف۔

اور کلمہ شرط متضمن معنی ظرف مکان زبان اُردو مین جہان اور اوسکی مرادف ہین مثلاً کوئی کہے جہان تم جاؤگے مین بھی جاؤنگا۔ جب تم نوکری چھوڑدوگے مین چھوڑدونگا۔

اِن کلمات کا جملہ شرطیہ پر لانا اوسی مقام پر چاہیئے جہان شرط کا وقوع آیندہ زمانہ مین یقینی ہو۔

جن کلمات شرط مین معنی ظرفیت نہین ہین جیسے اگر یا۔ اوسکے مرادف وہان دیکھنا چاہیئے کہ فعل شرط کا ماضی تمنائی ہے یا اور اگر ماضی تمنائی ہے تو عدم وقوع شرط کا یقینی ہے اور اگر ماضی تمنائی نہین تو وقوع شرط اور عدم وقوع دونو احتمالی ہین۔

مثلاً اگر تم پیروی کرتے تو مقدمہ خراب نہ ہوتا یہان بوجہ واقع ہونے ماضی تمنائی کے یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ پیروی نہین ہوئی۔

مثلاً اگر معشوق سے وصال نہوا تو ہم زہر کھالین گے یہان بوجہ نہونے ماضی تمنائی کے وصال کا ہونا نہونا دونون احتمالی ہین۔

اور کبھی اگر جب کے مقام پر بولا جاتا ہے جس موقع پر متکلم کو اظہار تجاہل منظور ہو جیسے کوئی شخص کسی سے پوچھے کہ تم کب سفر کو جاؤ گے اور اُسکو اپنے سفر کا حال چھپانا منظور ہو تو جواب دیتا ہے کہ اگر ہم جائین گے تو تمکو خود معلوم ہو جائیگا یہان اگرچہ سفر کرنا متکلم کے ذہن مین یقینی ہی مقتضاے مقام یہ تہا کہ بجاے اگر کے جب کہتا مگر بقصد تجاہل اگر کا استعمال کیا کہ مخاطب سفر کے جانے کو یقینی نہ سمجھے۔

یا اُس جگہ کہ جہان وقوع شرط صرف متکلم کے ذہن مین یقینی نہو۔

مثلاً کوئی مسلمان کسی ملحد سے کہے کہ اگر قیامت آئیگی

تو تمپر ضرور عذاب ہوگا یہان مخاطب قیامت کے آنیکا منکر ہے اسلئے باوصفیکہ قیامت کا آنا متکلم کے ذہن مین یقینی ہے لفظ اگر بجاے جب کے استعمال کیا گیا۔

یا اُس موقع پر کہ جہان مخاطب کو بطور زجر و توبیخ کے وقوع شرط سے جاہل فرض کیا گیا۔

اِسکی مثال وہی مذکورہ بالا مثال ہے بانیطور کہ ایک پابند احکام اسلامی ایک فاسق فاجر مسلمان سے کہے کہ اگر قیامت آئیگی تو تجکو ضرور عذاب ہوگا اس مثال مین مخاطب منکر قیامت نہین ہے مگر زجراً اُسکو منکر اور شرط سے جاہل فرض کیا گیا اسواسطے لفظ اگر استعمال کیا۔

یا جہان بطور تعجب کے فعل شرط کو ایک امر بعید القیاس تصور کیا جائے جیسے کوئی حاکم مرتشی سنکر کہے اگر حاکم رشوت لیتا ہے تو رعیت کا خدا حافظ چونکہ متکلم کے نزدیک حاکم کا فعل بعید از قیاس ہے تو وہ کلمہ جو شرط کے یقینی ہونے پر دلالت کرے استعمال نہین کیا گیا۔

چوتھا سوال

پھر حکیم الملک نے پوچھا کہ تغلیب کسکو کہتے ہین

اور اُسکی مثال کیا ہے۔

جواب

تغلیب کے لغوی معنے غالب کرنا۔ اصطلاحی معنے اہل بلاغت کے نزدیک چند اشیاء سے ایک کا باقی اشیاء پر غالب کرنا۔ یہ غلبہ یا حکم مین یا تسمیہ مین۔

غلبہ فی الحکم کی مثال کوئی واعظ ایسے مجمع مین کہ جہان ملحد اور مسلم جمع ہون یہ کہے کہ اگر قیامت آئیگی تو تجکو اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا اس موقع مین واعظ نے حکماً ملحد و مسلمانون پر غلبہ دیکر اگر کا لفظ استعمال کیا کہ جو غیر یقینی امر مین کہا جاتا ہے حالانکہ قیامت کا آنا اہل اسلام کے اعتقاد کے موافق یقینی ہے۔

غلبہ فی التسمیہ کی مثال شمسین چاند سورج کو کہتے ہین۔ یا تمام قوم ابدالی کو درانی کہنا درانی اصل مین لقب احمد شاہ کا تھا جو بعد نادر شاہ خراسان تبستان۔ کابل۔ سند۔ پنجاب۔ ملتان۔ کشمیر کا بادشاہ اور ہندوستان کا شاہنشاہ ہوا تھا وہ قوم ابدالی سے تھا اب تغلیباً ہر ابدالی کو درانی کہتے ہین۔

پانچوان سوال

ایجاز۔ اطناب۔ مساوات۔ کی تعریف اور اُنکے اضداد تبلاؤ۔

جواب

ادا کرنا کسی معنی کا اُن لفظون سے جو مقدار مین معنی کے برابر ہون مساوات ہے یعنے جو معنے مخاطب کو سمجھانے منظور ہین اُسکے ہر جزو کے لئے ایک لفظ مستعمل ہو مثلاً کوئی پوچھے کہ محمد حسن کیسا ہے اُسکے جواب مین یہ کہنا کہ محمد حسن اچھا ہے مساوات ہے اور اُسی معنی کا ایسے الفاظ سے ادا کرنا جو مقدار مین معنے سے کم ہون ایجاز ہے بشرطیکہ فہم معنی مین وقت نہو مثلاً سوال مذکور کے جواب مین یہ کہنا اچھا ہے اگرچہ اس جواب مین محمد حسن حوسند الیہ ہے مذکور نہین مگر مخل مقصود نہین کیونکہ قرینہ سوال سے مفہوم ہوتا ہے اور اسی جواب کا ایسے الفاظ مین ادا کرنا جو مقدار زائد ہون اطناب ہے بشرطیکہ وہ زیادتی کسی غرض کے لئے ہو مثلاً جواب مین کہا جاے کہ محمد حسن اچھا آدمی ہے۔ لفظ آدمی زائد ہے مگر اس زیادتی سے ایضاح بعد ابہام کا لطف حاصل ہوا

کیونکہ اچھا کہنے سے اک خلجان تھا کہ یہ اچھائی باعتبار سخا کے ہے یا حسن کے یا علم کے جب کہا آدمی تو یہ ابہام دور ہوا اور ظاہر ہے کہ سننے مبہم کے بعد کہ جسکے سننے سے توجہ طبیعت کی اُسکی انکشاف کی طرف ہوتی ہے جب ایضاح ہوتا ہے تو موجب لذت اور باعث استقرار فی الذہن ہوتا ہے مساوات کی کوئی ضد نہین ہے ۔

ایجاز کی ضد اخلال ہے یعنے الفاظ کا معنے سے کم ہونا بانیطور کہ مخل فہم ہو اور کافی نہون مثلاً سوال بالا کے جواب مین کہے کہ ہے لفظ ہے سے **محمد حسن** کا اچھا ہونا نہین سمجھا جاتا۔

اطناب کی ضد **حشو** اور طویل ہے ۔ طویل لفظ کا اصل معنی سے زائد ہوتا بانیطور کہ منجملہ دو لفظون کے زیادہ ہونیکے تعیین کسی لفظ کی طرف نہ کی جائے جیسے بجواب سوال بالا کہے محمد حسن اچھا اور خوب ہے ۔ اچھا اور خوب منجملہ انکے ایک لفظ زائد ہے مگر یہ نہین کہہ سکتے کہ معین یہ زائد ہے ۔

حشو لفظ کا زائد ہونا اور زائد کا متعین ہونا جیسے بجواب سوال مذکور محمد حسن اور محمد حسین اچھے ہین اس مین لفظ محمد حسین زائد ہے کیونکہ سائل محمد حسن کی کیفیت پوچھتا ہے ۔

اہل مجلس نے شہزادہ کی تحسین کی اور مجلس ختم ہوئی

مجلس علم بیان

اگلے روز مجلس بدستور منعقد ہوئی ارباب علم اور ارکان سلطنت جمع ہوئے شہزادہ وقت معین پر تشریف فرما ہوا سب نے تعظیم و تکریم کے مدارج طے کئے حکیم الملک نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو آج چند سوال علم بیان کے گزارش کئے جائیں شہزادہ نے اجازت دی۔

پہلا سوال

تشبیہ وہمی اور خیالی میں کیا فرق ہے اور یہ دونوں تشبیہ حسی کی قسمیں ہیں یا تشبیہ عقلی کی۔

جواب

شہزادہ نے کہا مدار تشبیہ کے حسی یا عقلی ہونے کا مشبہ بہ کے حسی یا عقلی ہونے پر ہے اور اہل بلاغت نے خیالی کو حسی کے اقسام میں اور وہمی کو عقلی کے اقسام میں داخل کیا ہے لیکن وجہ افتراق وہمی اور خیالی مختلف تقریروں سے بیان کی گئی صحیح تقریر جو اعتراضات کی بوچھار سے محفوظ ہے یہ ہے۔

اگر مشبہ بہ مدرکات حواس سے نہو تو خیال کرنا چاہیئے کہ مادہ اُس مشبہ بہ کا جس سے خیال نے اُسکو ترکیب دیا ہو مدرکات حواس ظاہری سے ہے یا نہین اگر ہے تو تشبیہہ خیالی ہے۔

جیسے شعراء متقدمین نے معشوق کے سُرینون کو کوہ سیمین سے تشبیہہ دی اگرچہ کوہ سیمین کسی نے نہین دیکھا لیکن اُسکا مادہ سیم مدرکات حواس ظاہری سے ہے خیال نے اُس سیم کا ایک پہاڑ تصور کیا اور سُرین معشوق کو اُس سے تشبیہہ دی تو یہ تشبیہہ باعتبار مادہ مشبہ بہ خیالی ہی۔

اور اگر اُسکا مادہ بھی مدرکات حواس ظاہری سے نہو تو دیکھنا چاہیئے کہ صورت ذہنی مدرکات کی حواس ظاہری کی صورت خارجیہ سے مماثلت رکھتی ہے یا نہین اگر رکھتی ہی تو تشبیہہ وہمی ہے جیسے کسی بدشکل عورت کی چڑیل سے تشبیہہ چڑیل کی ایک فرضی صورت ہے جسکا وجود نفس الامر مین نہین۔ مادہ اُسکا چند تصورات مفروضہ ہین جنکے اجتماع سے چڑیل کی ہیت فرضی ذہن مین موجود ہو گئی جیسے مصنف **مثنوی گلزار نسیم** نے لکھا ہے۔

دانت اُسکے تھے گورکن قضا کے	دو نتھنے رہِ عدم کے ناکے

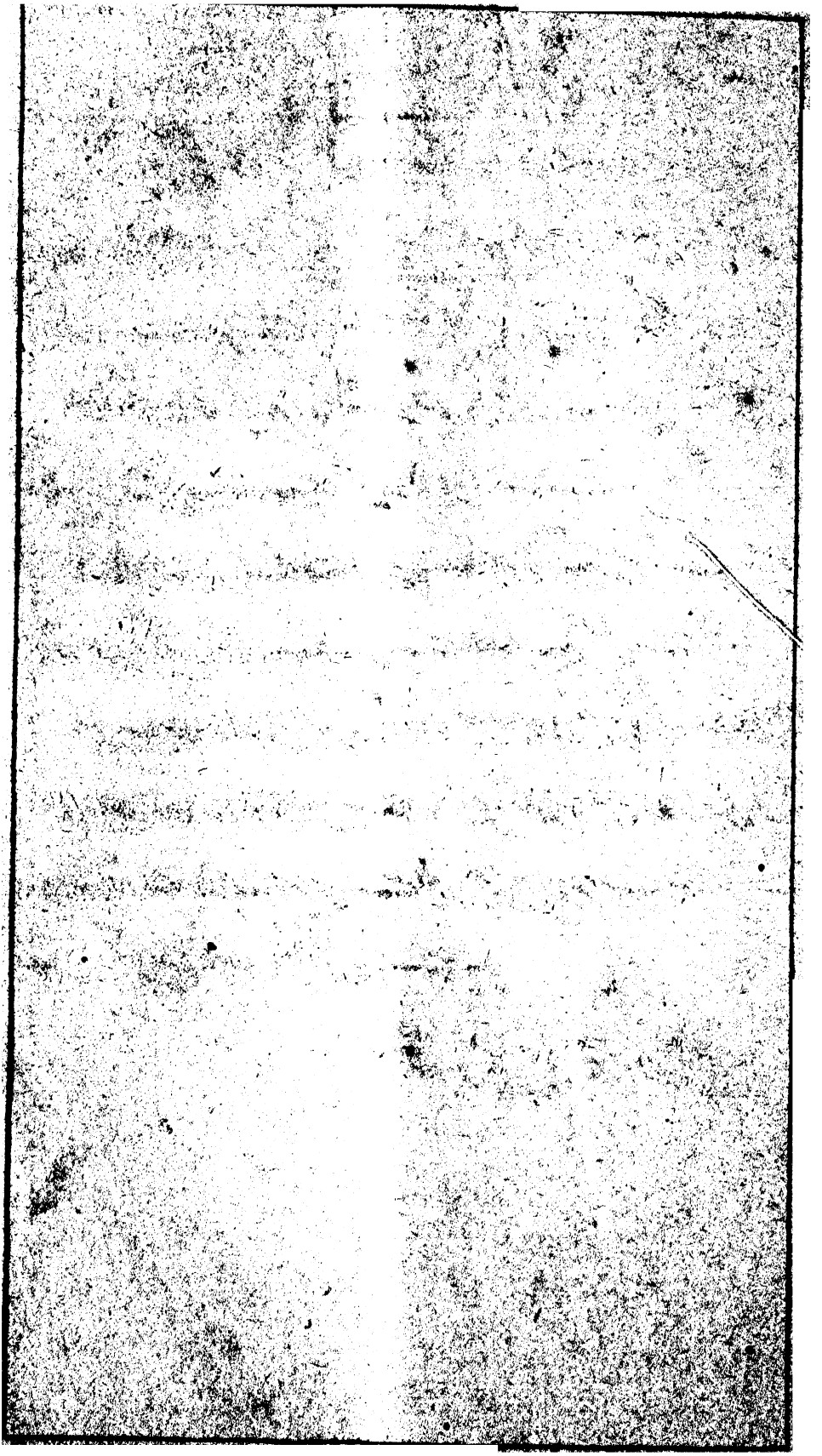
اب دیکھیئے نہ چڑیل حواس کے مدرکات سے ہے نہ اُسکا مادہ مدرک بالحواس ہے لیکن اُسکی ہیئت حاصلہ فی الذہن جاندارونکی ہیئت کے موافق ہے اسلئے اس تشبیہہ کو وہمی کہتے ہین۔

اور اگر وہ صورت مدرکات حواس کی صورت سے بھی مماثل نہین تو وہ تشبیہہ عقلی ہے۔ جیسے تشبیہہ علم کی حیات سے۔

اور اگر مشبہ بہ مدرکات حواس سے ہو تو تشبیہہ حسی ہے جیسے رخسار کی تشبیہہ گلاب کے پھول سے اور لب کی لعل سے۔

اِس بیان کے موافق تشبیہہ کی چار قسمین ہوتی ہین مگر چونکہ خیالی مین مادہ مشبہ بہ کا مدرکات حواس سے ہونا ہی اُسکو حسی مین اور وہمی کو کہ مادہ بھی اُسکا مدرکات حواس سے نہین عقلی مین بہ سبب مناسبت یکدگر و تقلیل اقسام داخل کر دیا ہے۔

ظہور الدین احمد۔ قائل



نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل
حقوق بحق رای سہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا
منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو تصنیف خاص
عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی ہے

۱- اعزای عظام سے ... ...



سنہ ۱۳۲۰ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں بیاد یاری سالہ جسمیں کہ نظم و نثر
کے اخلاقی علمی و مشکل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی
عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد و بہادر المتخلص بہ شاد
تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی آپ پیشہ رو منصرم مدار المہام کارہائے
ہین حسب الحکم مہاراجہ معظم الیہ زینگرانی ہیرالال شانشاط

محبوب پرلیس حیدرآباد میں پیشکار ہے

فہرست مضامین و بدیۂ آصفی نمبر (۲) جلد (۶)

نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	ترجمہ تیموری حصہ دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب ضیا
۲	۱۷	بقیہ علم کی فضیلت اور اس	جناب ظہور الدین احمد صاحب قائل



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصۂ دوئم تیموری

تاریخ تیموری کا وہ حصہ جو تیمور کے انتقال کے بعد کے حوادثات پر مشتمل ہے

(تیمور کے بعد جو شرو پیش آئے)

اللہ داد کا ایک دوست تھا سعادت نائب ممالک اندکان ذی رتبہ اور مشہور شخص جو امراء باش خمرہ کی آبادی کی غرض سے بھیجے گئے تھے اُن مین یہ بھی تھا اُس نے اللہ داد کے پاس بذریعہ قاصد یہ خوشخبری پہونچائی کہ ماوہ فساد اُٹھ گیا اور تیمور نے مظالم ممالک چھوڑ دئے اور اُن مظالم

کو لیکر درک اسفل مین مالک دوزخ کی خدمت اختیار کی ۔
یہ قاصد ۱۴ ماہ رمضان کو اللہ داد کے پاس پہونچا جس نوید غیر مترقب نے اللہ داد کا غم وہم مٹا دیا بلکہ یہ کہنا بہت ٹھیک ہوگا کہ نئے سر سے زندہ ہوگیا یا یہ کہئے کہ مسافر کا اونٹ جس پر کھانا پانی تھا اور جنگل لق و دق مین گم ہوا وہ مل گیا ۔
اللہ داد کا باقی حال جو کچھ تا دم انتقال ہوا آئندہ مفصلاً بیان ہوگا ۔

کون بعد تیمور یا وری تخت سے تخت نشین ہوا

جب تیمور نے اپنا حصہ عمر پورا کیا اور خداوند تعالیٰ نے عالم کو اُسکے رنج سے نجات دی تو تیمور کے ساتھ اُس وقت اُسکے اقارب و اولاد سے ایک سلطان خلیل تیمور کا نواسا امیر انشاہ کا بیٹا اور دوسرا تیمور کا بھانجا سلطان حسین تھا ۔
تیمور کے مرنے کے بعد لوگون نے یہ چاہا کہ یہ واقعہ پوشیدہ رہے اور عام خلقت پر ظاہر نہو لیکن یہ خبر فوراً پھیل گئی تو گھبرائے اور طبیعت مشتعل ہوئی اور خلقت نے جان لیا کہ ظالمون کی دم کٹ گئی اُسوقت عساکر تیموری نے بہت سرعت اور تیزروی سے تیمور کی ہڈیون کو لیکر سمرقند کو

کوچ کیا - ادہر سلطان خلیل کے بخت نے مساعدت کی میدان خالی پایا تخت پر بیٹہہ گئے امیر انشاہ اسکا باپ اسوقت ملک آذربیجان اور اُسکے مضافات کا والی تہا اور اُسکے دو بیٹے عمر اور ابوبکر اُسکے ہمراہ تھے اور اُنکے اور ماوراء النہر کے درمیان سیکڑون پہاڑ اور جنگل اور ہزارون بند تھے -

قوم چغتائی مین ابوبکر بڑا گھوڑ چڑہا اور تلوریاکہ کہوپریون اور خودون مین اُتارنے والا -

یہ مشہور ہے کہ ابوبکر گائے کو کہڑا کرتا یا اونٹ کو بٹہاتا اور ایک وار مین دو کر دیتا کہ تسمہ لگا نہ رہتا -

امیر انشاہ کو بعد تیمور کے قرا یوسف نے قتل کیا اور ملک آذربیجان پر قابض ہو گیا امیر انشاہ کے بیٹے عمر کو اُسکے بہائی ابوبکر نے قتل کیا اور ابوبکر کو ایدکو والی کرمان نے قتل کیا جنکی صف آرائیان اور قصے مشہور ہین -

شاہرخ ابن تیمور - ہرات اور ممالک خراسان مین تہا اور پیر محمد ولایات فارس اور وہان کے بلاد پر متصرف تہا -

تیمور کو دکان نے اپنا ولیعہد اولاد کے ہوتے اپنے

نواسے محمد سلطان کو کیا تھا کیونکہ تیمور کو اُسکے قیافہ اور عادات سے رشد و فلاح کی امید تھی لیکن قضا نے مخالفت کی اور تیمور کا مقصد دلی پورا نہ ہوا اور ولیعہد بہادر کا شہر آق مین انتقال ہوا - اُسکے بعد تیمور نے پیر محمد برادر متوفی کو ولیعہد مقرر کیا -

جب قاصد موت نے تیمور پر ہجوم کیا اور اُسکی روح مہیبہ نے آواز سخت دی تو تیمور بخار غفلت مین غریق تھا اور مہلت کا امیدوار مگر موت نے ذبح ہی کر ڈالا اور عسکر تیموری خبطیونکی طرح دلکیتا رہگیا اور اسوقت تیمور کے بیٹے پوتے نواسے بہت فاصلہ پر تھے اپنی اپنی جگہہ مین قایم ہلاکی سے مامون تیمور کی طرح غافل -

اور ولیعہد بہادر یعنے پیر محمد قندہار مین تھے - قندہار خراسان - اور ہند کے درمیان واقع ہے - اور قندہار اور ماوراء النہر کے درمیان بہت لق و دق چٹیل میدان ہین الحاصل اُس دار الملک کے کہ تیمور نے پیدا کیا یعنے سمرقند کے قریب سوا خلیل سلطان ابن امیر انشاہ اور کوئی نہ تھا - اور اسکے علاوہ موسم شتا کے دُہنے نے فرش زمین پر جاڑیکا

لحاف بچھا کر برف کی روئی اسقدر پھیلائی کہ وجہ عالم اور اطراف
ڈھک گئے اور ریٹھہ اور شانون تک چھپ گئے تو ایسے
وقت مین ان حشرات ارض کی جرأت نہ تھی کہ لحاف سے
مُنہ نکالین یا آستین کے شگوفہ سے انگلیون کی کلیان متبسم ہون
کیونکہ یہ خوف تھا کہ مبادا پھول چننے والا یعنے نسیم اُچک لیجائے
اور یہ تو بہت ہی بڑی بات تھی کہ سامان کے فراش پر سفر کے لئے
انگڑائی لے اور ہاتھہ پھیلائے یا پیر چلنے کو اُٹھائے جب یہ
حالت تھی تو سلطان خلیل ٹھنڈے ٹھنڈے اس غنیمت پر
مستولی ہو گیا نہ کوئی مقابل نہ جھگڑا نہ ٹنٹا اور عالم کے جہنم سے کوثر
وسلسبیل کو بدل لیا اور سلطنت نے اپنی رفعت مین بزبان حال
ندا دی کہ نعم البدیل (کیا اچھا بدلہ ہے) دشمن کے عوض دوست
اور عدو کی جگہہ خلیل آگیا اور عساکر اور امرا پر قادر ہوا اور خلاصہ
لشکر اور سر برآوردہ زعما (کفیل سلطنت) پر حکمران بنا اور عرب
وعجم کے جتنے گروہ سردارون اور عام لوگون کے تھے سبکو
گھیر لیا اور طوق اطاعت سب کی گردنون مین ڈالدئے اور
صداقت کے بازار ومنین انعام واکرام کی دوکانین کھولدین اور
سب نے معاملہ بیعت علی الخلافت کیا کسی کو قدرت نہ تھی کہ اُس روز

اُسوقت اطاعت سے باہر ہو یا بیعت کی تیز روی سے پالون
ملتا رہجائے

سلطان خلیل حسن مین **یوسف** اخلاق مین پیر و حضرت
سرور کائنات نرمی مین **ابراہیم خلیل اللہ** کا تابع سچائی مین حضرت
اسمعیل کا ہمدم - صباحت و ملاحت کے اقسام کا جامع - اُسکے
محاسن کو کاتب قدرت نے قلم کن سے لکھا عمدہ حرکات و سکون
سے - سب سے پہلے لوح جمال پر الف قامت جسکی وجہ سے
حسن عذار **دال** اور جیم کی طرح خمیدہ پشت حاضر خدمت ہوا ہر
دیکھنے والے کو مزین نظر آیا اور اُسکے سین تبسم اور میم دہان نے
اُسکو عیب نہ لگایا کیونکہ وہ جھوٹ اور خلاف وعدگی کے لئے نہین
کھلا اُسکے ابر کرم سے ہر خواہان نے نفع اُٹھایا اور اُسکے کرم سے
ہر اک مستفیض ہوا اُسکے ابر کف نے سونا برسایا جس نے لشکر کے
ہر خود پوش اور جوانان شجیع کو شکار کیا اور سُست ہو گئے اِسکی وجہ
سے وہ جنہون نے بدعہدی کی اور علیحدہ ہو گئے تھے - اور نفوس
واقیہ نے (یعنے وہ لوگ جو کچھ عزیمتین پڑھکر دم کیا کرتے ہین) اور منتر جنتر
کرنے والون نے اُسکی شادی کے لئے منتر پڑھے - اور آفات
کے دفع کے لئے سورہ **طور** اور سورہ **احقاف** دم کی اور اُسکے

نون حاجب اور منہ اور نظر اور زلف پر خم پرچم عشق سلاطین نے
اُسکی تعریف مین منہ کھولے یسین طاہا دم کیا۔
(من المترجم) یہ مضمون صاحب کتاب نے بتلازم حروف تہجی
لکھا ہے جسکے بیان سے زبان اردو قاصر ہے خلاصہ مضمون کا
ترجمہ کیا گیا)۔

(لشکر کا بند سے چھٹکارا اور تیمور کی ہڈیونکو
لیکر سمرقند کو لوٹنا

جب قصاب فنا نے تیمور کو ذبح کیا اور قربانی کے اونٹ
کی طرح حصے کئے تو تیمور گائے کی طرح خراٹے لے رہا تھا پھر
قضا کے قصاب نے ارادہ کیا کہ آتش دوزخ سے قبر مین جھلسے
تیمور نے اپنے خلیل (سلطان خلیل) سے استغاثہ کیا خلیل نے
پناہ دی اور دفن مین تاخیر کی اور قصاب سے کہا کہ جلدی نہ کرو اور
محافہ مین گاڑی پر بسہولت بار کرا کے سمرقند کو پلٹا۔
اب نہر خجند کھل گئی (برف سے جو منجمد تھی وہ حالت نہ رہی اور
مدعی شتاء نے اپنا بدلا گرمی سے لیکر دل ٹھنڈا کیا اور آتش غضب
فرو ہوئی۔

ترجمہ اشعار مصنف

ہوا نرم دنیا پہ قلب نسیم	زمانہ نظر آیا ہنستا ہوا
بڑھا ہو کے منصور جیش ربیع	پھری فوج سرما ہزیمت زدا

وزرا تیمور کی دلی حالت جو مستتر تھی

تیموری لشکر کے افلاک مین ایسے سیارے تھے کہ جنسے آسمان جگمگاتا تھا اور اُنکی رایونکی اقتدا کی جاتی تھی اور اُنکے دیکھنے سے روشنی ہوتی تھی۔

ترجمہ شعر مصنف

منتخب تھی امنین ہر اک کام کے مرد شریف	رای مین تھے آفتاب اور حملہ مین شیر نر

جنکو حوادثات نے مہذب اور تیموری بلاؤن نے چھیلا جھالا درست کر دیا تھا۔ تیمور نے بڑے بڑے بند مکانات انکے ذریعہ سے کھولے اور بہت تنگ مواقع انکے ٹکرون سے کشادہ کئے اور بڑے بڑے دشوار گزار راستون مین اُنکے حملون سے خلاصی پائی اور اپنے مطالب کو اُنکے عزم سے پایا اور اُنکی ہمت کے وسیلہ سے کنوز مطالب کو حاصل کیا۔ تیمور چاندتا اور یہ لوگ بمنزلہ ہائے کے اور تیمور کاریگر اور یہ آلات تیمور روح

اور یہ حواس یہ لوگ ہاتھ پانون تھے اور تیمور بمنزلہ سر کے ۔
جب اُنکے عساکر کا آفتاب گر گیا اور منتشر ہو گئے کنس (ستارے
سوا شمس و قمر) اور کوچ کیا اُنکے زحل نے اور امیدین خاک مین
رل گئین مین نے کہا ۔

اندھیرے کی بدلی ہوئی روشنی	ہوا بدلے مریخ کے مشتری

اُسوقت ہر ایک نے اپنی فکر کے پانسے کو دوڑایا اور اس واقعہ کے
انجام کار کو سوچا ۔
سلطان خلیل نے بمقابلہ حوادثات آیندہ کے اپنے کو ناقابل
خیال کیا اور سمجھ لیا کہ دریاے منازعت کی موجین ہر طرف سے
آنے والی ہین ملک کا گھاٹ کسی طرح میرے لئے تکدر سے صاف
اور ہوا تغیر سے پاک نہین رہ سکتی کم سے کم یہ ہے کہ فرا تبدار زمین سے
جو بڑے ہین اُنکے ایلچی کہین گے کہ بڑون کو مقدم سمجھنا چاہیے
اِس خیال سے سلطان خلیل نے ہر شدت کے واسطے دفعیہ اور
ہر تعداد کے واسطے سامان اور ہر دانہ منکے کے لئے اُسکا
سلسلہ سے باہر کرنے والا اور ہر لڑائی کے لئے ذرہ ہر تیر کے
واسطے ڈھال ہر حادثہ کے لئے کشود کار ہر بلا کی کا مخرج ہر لکچر
کے لئے مخاطب ہر بات کا جواب ہر لڑائی کے لئے لڑائی ہر بات

کے واسطے بات ہر عذر کے مقابہ مین عذر ہر کاٹنے کے بدلے
دانت کا توڑنا ہر بلا کے لئے بلا ہر شکستگی کیلئے قطع کا سامان کیا
لیکن جاڑے کی لگام نے ہر مُنہ زور کی منہ زوری کو رد کر دیا
اور برف کی تلوار نے ہر پرندے کے بازو کاٹ ڈالے اسلئے
کسی سے بجز اطاعت سلطان خلیل کچہ نہ بن پڑا سب بسر و چشم
منقاد ہو گئے اور سمرقند واپس ہونے پر رضامندی سے ساتھہ
ہو لئے لیکن دلون مین خلیل کے لئے وہی تھا جو حبیب - (یعنے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے عبد اللہ بن ابی بن
سلول کے جی مین تھا (یہ قصہ مشہور ہے) -

ان ہمراہیان سلطان خلیل مین ایک شخص بزندق تھا جس نے
قلعہ مخالفت کی دیوار کو اونچا کرنا چاہا اور سلطان خلیل سے کہا
کہ رائے عالی ہو تو مین آگے جاکر تمام امور کا بندوبست کرون اور
منجانب سلطنت ایلچی اور پیغام رسان سلطنت بنکر قواعد کو استوار
کرون اور ہر اک صادر و وارد کو آپکی تشریف آوری کی خوشخبری
دون تو ہر شخص سلام کے لئے مستعد اور اسباب حضوری دربار
سے درست ہو جائیگا پیشگاہ سلطان سے گزارش منظور ہوئی اور
اپنے سے پہلے روانہ کر دیا -

بزندق نہر سیحون پر پہونچا اور اُسپر پُل کشتیون کا قائم کیا اور تمام پلٹنون اور سوارون کے عبور کا سامان مہیا ہوگیا - بزندق اپنی جماعت سمیت پار ہوا اور حکم دیا کہ پل فوراً توڑ دیا جاے اور نافرمانی کا اعلان کیا اور کھلم کھلا سرکشی کے ساتھ قصد سمرقند کیا تو -

ترجمہ نظم اتفاقی

سمرقند کی چار دیواری نے	بہت دانت پیسے زرد عناب
وہ عصمت نے دروازہ پر شہر کے	بزندق کے آنکو ڈالا حجاب
یہ ممکن نہ تھا کوئی رکھے قدم	پڑا ساری لشکر کے منہ پر نقاب

جب بزندق نے یہ دیکھا تو اپنے اعلان تمردی کا تدارک کرنا چاہا اور اس قسم کی گفتگو کی کہ اسکے بیان سے لوگ مغالطہ مین پڑ گئے اور بغاوت کا گمان مشتبہ ہوگیا -

سلطان خلیل جب پُل پر پہونچے اور اُسکو ٹوٹا ہوا پایا نہ کچھ بزندق کی کارروائی کی پرواہ کی نہ بزندق کی بلکہ پل دوبارہ تیار کیا اور سمرقند مین داخل ہوئے -

سمرقند مین داخل ہوکر اول کارروائی سلطان خلیل کی یہ تھی کہ تمام بلاد ماوراء سیحون کا والی متولی سمرقند کو بنایا -

متولی سمرقند کو خداداد کہتے تھے اور یہ بہت بڑا دشمن سلطان خلیل کا تھا۔ اور تیمور کے رفقا رملکہ نظرار (امثال) سے سمجھا جاتا تھا اور یہ سلطان حسین تیمور کے بہانجے کا طرفدار اور ان بلاد مین ایسا ممتاز تھا کہ جیسے انسان مین سر اور سر مین آنکھ اسلئے سلطان خلیل کو بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ خداداد سے سلامتی روی اختیار کرے اور مصالحت کے طریقے سے اُسکو ان بلاد پر جن پر وہ پہلے سے فرمان روا تھا قائم رکھے چنانچہ ولایت بلاد ماوراء سیحون و سمرقند۔ خداداد کو تفویض کی دل ہرچند ہموم و غم سے مملو تھے مگر مصلحت۔

سلطان خلیل کا بکروفر سلطنت وطن پہونچنا

جب سلطان خلیل سمرقند پہونچا تو شہر کے سربرآوردہ لوگون نے استقبال کیا اور نائب سمرقند معہ سادات بلدہ حاضر ہوا اور دیگر بلاد کے نائبون کی طرف سے ایلچی آئے۔ یہ سب حضار لباس ماتمی در بر سیاہ پوش تھے ان امرار عظام نے تیمور کی مڈیون کو بڑی تعظیم سے دیکھا اور سلطان خلیل کو ریاست اور سلامتی کی مبارکباد دی۔

ترجمہ اشعار

رنج و اظہار مسرت تھا ہراک کے چہرہ پر	یون نمایان جسطرح فصلِ ربیع آتی ہے جب
موت سے تیمور کی اور سلطنت پر شاہ کی	ابر آسا روتے تھے اور غنچہ ساں ہنستی تھی سب

اور ان حضار نے تحفجات گران بہا اور ہدیات عمدہ پیش کئے سلطان خلیل ہراک سے حسب مرتبہ پیش آتا اور بٹھاتا تھا۔

سلطان خلیل نے بزندق سے کہا کہ کچھ شرم کی بات نہین اور دوستون کی طرح پیش اور خندہ پیشانی سے فرش گفتگو سے باہمی بچھایا اور اس قسم کی باتین کین کہ جیسے بزندق نے لوگون کو اپنی حرکت ناشایستہ کے بعد مغالطہ مین ڈالدیا تھا اسی طرح سلطان خلیل نے اسکو (بزندق) کو مغالطہ مین ڈالدیا (بزندق) کو یہ گمان بلکہ یقین ہوگیا کہ سلطان خلیل میری بغاوت سے بالکل بیخبر ہین اور جب بنیاد بزندق کی مضبوط ہوگئی (اور خیالات سلطان کی طرف سے صاف ہو گئے تو بزندق کو اُکھاڑا اور سلطان خلیل نے بحالت غفلت موت کے شیر کے آگے ڈالدیا وہ فوراً نگل گیا پھر اُسکے گھرون پر لوٹ کے کئے چھوڑ دئے اور شہاب ثاقب آتش افشانی کے جنہون نے ادیم (چمڑہ) دیار کو پھاڑ ڈالا اور حریم کا تہتک کیا اور نیا پُرانا سب محو کر دیا۔

(ذکر اس خبیث (تیمور کا چھپانا اور قبر کے گڑھے مین ڈالنا)

سلطان خلیل اول شخص ہے کہ اپنے نانا کے جہیانے مین
اور اُسکی تجہیز و تکفین اور قبر مین اُتارنے مین مشغول ہوا۔
تیمور کی لاش آبنوس کے صندوق مین رکھی اور اُسکو سردارون
نے اپنے سرون پر اُٹھایا وہ لوگ سیاہ پوش تھے اور اُنکے ساتھ
امرا اور اعیان مملکت کے گروہ تھے اور اُتارا تیمور کے نواسے
محمدؐ سلطان مرحوم کی قبر کے پاس محمدؐ سلطان کے مدرسہ مین اُس
مکان کے قریب جسکو روح آباد کہتے ہین اور وہ مشہور موضع
ہے گویا کہ اسوقت میت چولھے پر تھا (جن کا یہ مذہب ہے کہ
جنازہ کو تین آدمی اُٹھائین تو گویا تین آدمی چولھے کی تین دیوارین
تھین اور میت بمنزلہ ہنڈیا کے جو چولھے پر رکھتے ہین) ایک تہ خانہ
مین جو خفیہ نہ تھا دفن کیا۔ اور وہان پر تمام رسوم عزاداری قائم کئے
حفاظ اور دعاگو اور ربعات (جو چوتھے روز ختم قرآن کرین) اور
تقسیم صدقات اور کہانا اور مٹھائی مساکین کو دینا اور قبر کو کوہان شتر
کی طرح بنایا اور سب کام پورے کئے اور قبر پر تمام پوشش تیمور
کی پہلا دی اور دیوارون پر ہتہیار لٹکا دئے اور دیگر اسباب
یہ سب اشیاء مرصع اور زرین اور جواہر سے مزین تھین۔ کے
ادنیٰ شے اک اقلیم کے خراج کی برابر تھی اور ایک دانہ ان جواہرات

انبار کا مقومین کی تقویم سے باہر تھا اور سونے چاندی کی قندیلین اطراف
مین آویزان کین اور وہان کی زمین پر کنارون تک حریر و دیبا کے
فروش بچھا دئے۔ اور ان قندیلون سے ایک قندیل تھی سونے کی
جس کا وزن چار ہزار مثقال جو ایک رطل ہوتا ہے سمرقندی اور
دمشقی۔ دس رطل۔ پھر قبر پر قرار اور خادم مقرر کئے اور مدرسہ کے لئے
دربان اور پہرہ مقرر کیا اور اُنکے لئے وظیفے سالانہ ماہانہ روزانہ
مقرر کئے۔ پھر ایک زمانہ کے بعد آبنوس کے تابوت سے نکال کر
یا اُس سمیت فولاد کے تابوت مین ڈالا جسکو شیراز کے ایک کاریگر نے
بنایا تھا۔ تیمور کی قبر مشہور مکان مین ہے وہان منتین چڑھائی جاتی ہین
اور حاجتین طلب کی جاتی ہین اور دعائین مانگتے ہین اور جب
سلاطین وہانسے گزرتے ہین تو بہت تعظیم اور خضوع سے بلکہ بعض
وقت گھوڑون سے اُترتے ہین۔

فصل

(زمانے کا اعتدال اور سلطان خلیل کے احوال)

جب تیمور کو موت کے نعرے نے پکڑا اور ہو گیا غشا۔
(سو کہا ہوا پتا) اور موسم سرما کھڑا ہو گیا جو پہلے سے آلتی پالتی مارے
بیٹھا تھا شعرا نے زمانہ کی مدح اور خلیل سلطان کی مبارکباد اور

تیمور کے مرثیہ مین زبان کھولی موسم شتا نے سُنکر اُسکو کچھ بڑھا کر
گایا اور عالم نے اُسکی نہضت مین سینے اور سرین بلند کئے زمانہ ربیع
کے آنے سے خوش ہوا - باغیچون نے ابر باران کی حسن آفرینی کی
شکر گزاری کی کہ ٹیلون پر پھولونکے علم بلند کئے اور خیام صنعت کاری
نے درختون کی کلیون سے خیمے نصب کئے اور آنکھون کو باغیچونکی
شگفتگی سے منور کیا - اور باغون کی جامع مسجدون مین شاخون کے
ممبرون پر طیور کے لکچرارون سے تسبیح خالق مین وہ لکچر دلائے کہ
ماہران اسرار بلاغت اور دیوان فصاحت کے موزون طبع کی زبانون
پر اُسکے پاکیزہ لغات سے مُہر سکوت لگ گئی - طیور کی نغمہ سنجی سے
اشجار رقص کرنے لگے اور نہرین اپنی موجون سے تالیان بجانے لگین
یا یہ کہئے کہ چیرز اُڑانے لگے -

رات دن برابر ہو گئے - زمین نے ملبوس خاکی اُتار کر خلعت سبز
گلزار زیب بدن کئے - اور شاخون نے برقی روئی کے کپڑونکے
عوض وہ لباس جنکو قدرتی رنگریز نے گلکار بنایا تھا پہنے خلیل سلطان
کے اقدام مین طیور نے نغمہ سنجی کی اور زمانہ نے ہر جگہ گل و ریحان
کے پھول بچھا دئے -

فصل

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمان سدل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۱)، جلد (۶)

دوسرا سوال

تشبیہ مقلوب کسکو کہتے ہین اور اُس تشبیہ سے کیا غرض ہوتی ہے۔

جواب

تشبیہ مین ہمیشہ مشبّہ بہ کا کامل ہونا وجہ شبہ مین مقصود ہوتا ہی مثلاً کسی بہادر آدمی کو شیر کے ساتھ تشبیہ دی جائے شجاعت مین یا دانتون کو چمک مین ستارون سے تشبیہ دی جائے تو ظاہر ہے کہ شیر انسان سے شجاعت مین اور ستارے دانتون سے

چمک مین کامل تر ہین اسیوجہ سے ناقص کو کامل سے تشبیہہ دیکر اُسکا مرتبہ بڑہاتے ہین اور جس جگہ مشبہ بہ درحقیقت ناقص ہو وہان یہ مقصد ہوتا ہے کہ تشبیہہ دینے والے نے بنظر مبالغہ اُسکو کامل فرض کرلیا اور جو مرتبہ کامل کا تہا یعنے مشبہ بہ ہونا وہ اُسکو عطا کیا ایسی تشبیہہ کو تشبیہہ مقلوب کہتے ہین اور اس تشبیہ سے غرض مبالغہ ہوتا ہے جیسے (مصرعہ)

ابر تر اک پاٹ ہی دامان اشک آلود کا

اگرچہ ابر تر کی مین دامان اشک آلود سے کہین زیادہ ہے لیکن کہنے والے نے دامان کی تری مین ایسا مبالغہ کیا کہ اُسکے پاٹ کو ابر تر کا مشبہ بہ کیا۔

تیسرا سوال

حکیم الملک نے پوچہا کہ استعارہ کلمہ کے سب اقسام مین ہوتا ہے یا بعض مین۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ استعارہ کلمہ کے سب اقسام مین ہوتا ہے مگر جو استعارہ اسم جنس مین ہو وہ اصلیہ کہلاتا ہے اور جو حرف یا فعل یا صفت مین ہو اُسکو تبعیہ کہتے ہین۔ وجہ اُسکی یہ ہے

کہ استعارہ مین مستعار لہ یعنے مشبہ کے واسطے ایسی صفت کا ثابت کرنا ہوتا ہے جو مشابہ ہوتی ہے مستعار منہ یعنے مشبہ بہ کی صفت سے تو لفظ مستعار کے معنی ایسے ہونے چاہیین جو موصوف ہونے کے لایق ہون ۔ اور موصوف ہونیکی لیاقت یا اسم جنس کے معنی مین ہے یا علم کے معنی مین مگر علم مین جبتک کہ اُسکو اسم جنس تاویلا نہ قرار دیا جاے استعارہ جاری نہین ہوتا کیونکہ وجہ جامع جو استعارہ کی شرط ہے علم مین نہین پائی جاتی اب صرف اسم جنس مستعار ہونے کی لایق رہگیا اسی واسطے جس استعارہ مین لفظ مستعار اسم جنس ہو وہ استعارہ اصلیہ ہے جیسے گل کا استعارہ رخسار سے اور سنبل کا زلف سے ۔

اور جس مین مستعار فعل یا حرف یا صفت ہو وہ تبعیہ ہے اسلئے کہ استعارہ فعل اور صفت کا جو فعل سے مشتق ہو یا مشتق فعل کی مرادف ہو استعارہ مصدر کا تابع ہے اور استعارہ حروف کا تابع استعارہ متعلق معانی حروف کا ہے ۔ استعارہ فعل کی مثال ؎

کھلے جاتے ہین گل فرط طرب سے ٹپکتی ہی ہنسی غنچہ کے لب سے	

مصرعۂ آخر مین دو استعارہ ہین ایک ہنسی کا شگفتگی سے دوسرا ٹپکتی ہے، کا استعارہ (قریب الظہور ہوتی ہے) سے یہان مثال مین استعارہ ثانی مراد ہے۔

یہ استعارہ حقیقت مین معنی مصدری یعنے (ٹپکنے) کا (قریب الظہور ہونے) سے ہے اسی کی تبعیت سے (ٹپکتی ہے) مین کہ فعل حال ہے جاری ہوا۔

مثال استعارہ صفات کہ مشتقات فعل سے ہین (مصرعہ)

دل ہے اسیر سلسلۂ زلف یار کا	

اسیر صفت ہے مشتقات فعل سے یہ عربی لفظ ہے بروزن فعیل بمعنی مفعول اور استعارہ ہے عاشق سے اور یہ حقیقت مین استعارہ مصدر کے تابع ہے۔

مثال صفت کی جو مشتقات فعل کے مرادف ہو۔ (مصرعہ)

جو مست ہین درس کے انکو شراب کیا ہے	

یعنے مست دیدار کو شراب کی حاجت نہین ہے یہان لفظ مست صفت ہی مگر کسی فعل سے مشتق نہین لیکن مخمور کے ہم معنی ہے یہ استعارہ بھی تابع مصدر ہے یعنے اصل استعارہ (مستی) کا (سرور) سے ہے۔ مثال استعارہ حرف کی (مصرعہ)

آئے ہین ہم اس جہانمین رنج اُٹھانیکے لئے

(لئے) اُردو مین ایسا حرف کہ غرض پر دلالت کرتا ہے اور یہان غرض کے معنے بے استعارہ کے درست نہین ہوتے کیونکہ دنیا مین آنا کوئی امر اختیاری نہین کہ اُسمین غرض پائی جائے بلکہ یہان رنج اُٹھانا جہان مین آنے پر متفرع ہے۔ حرف غرض بمقام تفریع لایا گیا اور غرض معنی اصلی حرف (لئے) کے نہین ہین بلکہ متعلق معنی جیسے عربی مین (من) فارسی مین (از) اُردو مین (سے) کے معنی ابتدا کے نہین بلکہ متعلق معنی ہین اسی لئے استعارہ حرف تابع متعلق معنی ہے۔

چوتھا سوال

مثل اقسام مجاز سے کس قسم مین داخل ہے اور مثل کو لفظاً بدل سکتے ہین یا نہین۔

جواب

شہزادہ نے کہا مثل استعارہ مین داخل ہے جس استعارہ مین وجہ شبہ جسکو وجہ جامع بھی کہتے ہین کئی چیزون سے نکالی جائے وہ استعارہ تمثیل کہلاتا ہے جیسے کسی مفلس کو جو منعمون کی وضع رکھتا ہو کہا جائے۔ (مثل) دلی کی دلوالی منہ چکنا پیٹ خالی وجہ شبہ

یہان کئی چیزین ہین۔ بناوٹ سے فراغت کا اظہار اور ناداری اور آلام کا وجود۔

وہ لفظ مستعار جو تمثیل مین مستعار منہ کی جگہہ بولا جاے اگر اُسی مقام مستعار منہ مین شایع الاستعمال ہے تو اُسکو مثل کہتے ہین مثال اوپر بیان ہوچکی۔

مثل مین تغیر نہ جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مثل بوجہ اشاعت بمنزلہ علم کے ہوجاتی ہے اور جیسے علم مین تصرف منع ہے مثل مین بھی ناجائز ہے۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے دریافت کیا کہ حقیقت اور تصریح مین کیا فرق ہے۔

جواب

شہزادہ نے کہا اگر لفظ اپنے معنی موضوع لہ یعنے اُن معانی مین جنکے لئے اول بنانے والے نے بنایا مستعمل ہو تو حقیقت ہے اور اگر اپنے معنی موضوع لہ مین مستعمل نہو تو دیکھنا چاہیئے کہ اصلی معنی کا ارادہ بھی ممکن ہے یا نہین اگر ممکن ہے تو کنایہ ہے جیسے خندہ رو بمعنی خوش خلق کے۔ اور اگر ممکن نہین تو مجاز ہے جیسے گل بجائے

رخسار کے۔

اب خیال کیجئے کہ حقیقت مجاز کے مقابل ہے اور تصریح کنایہ کے جب شہزادہ نے پانچون سوالات کے جواب دئے تو مجلس برخواست ہوئی اور شہزادۂ والا تبار کی تحسین اہل مجلس نے کی اور شہزادہ اپنے مستقر کو نہضت فرما ہوا۔

مجلس علم بدیع

اگلے روز بدستور مجلس منعقد ہوئی ارکان دولت اور ارباب حکمت حاضر ہوئے شہزادہ جس قت رونق افروز ہوا بعد ادائے مراسم تعظیم و تکریم حکیم الملک نے سوالات علم بدیع کی اجازت طلب کی شہزادہ نے منظور فرمایا۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے دریافت کیا کہ ایہام کسکو کہتے ہین اور ایہام تضاد اور ایہام تناسب کی تعریف اور باہمی فرق اور وجہ تسمیہ بیان فرمائیے۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ کلام مین ایسا لفظ استعمال کرنا جو دو معنین ہو ایک معنی قریب جو متبادر الی الفہم ہون دوسرے بعید جیسے

اِس شعر مین -

ہجران مین بھی زیست کیون نہ چاہون	
جان دادہ شوخ بیوفا ہون	

اِس شعر مین لفظ جان دادہ کے دو معنی ہین ایک جان باختہ دوسرے جان بخشیدہ معنی قریب کہ عاشق کے حال کے مناسب ہین اور شوخ کی طرف اضافت کرنے سے بتبادر الی الفہم ہین معنی اول ہین مگر شاعر کا مقصود معنی ثانی سے ہے کیونکہ مصرعہ اولے کے معنی معنی ثانی لینے سے خوب منطبق ہوتے ہین -

تمام عشاق صدمہ مفارقت سے گھبراکر زمانہ فراق مین موت کے خواستگار رہوتے ہین مگر شاعر یہ کہتا ہے کہ ہجر مین جان دینا گو اسان اور عشاق کی تمنا ہے مگر میری جان عطیہ معشوق ہے مین مفارقت مین بھی گو کتنا ہی صدمہ ہو اُسکا دینا نہین چاہتا -

یہ مطلق ایہام کی تعریف ہے کہ معنی ثانی بعیدہ مراد ہون قطع نظر اس سے کہ باہم معنی مراد کسی لفظ سے تضاد پیدا کرے یا اُنمین تناسب ہو یا معنی غیر مراد مین تناسب و تضاد ہو -

ایہام تضاد یہ ہے کہ کلام مین ایسے دو لفظ لائے جائین کہ معنی مراد سے جن مین تضاد و تقابل نہ ہو مگر معنی غیر مراد دوسرے لفظ

ضد ہون جیسے مصرعۂ ہذا مین ۔

گریان سے چشم خندہ صبح فراق سے	

خندہ سے مراد پو پھٹنا اور تاریکی مین سے روشنی کا ظاہر ہونا اس مین اور گریہ مین کچھ تضاد نہین ہے البتہ خندہ کے معنی قریب غیر مراد یعنے ہنسی اور گریہ مین تضاد ہے ۔

ایہام تناسب کلام مین ایسا لفظ لایا جائے جسکے دو معنی ہون ایک مراد اور ایک غیر مراد اور کلام مین معنی غیر مراد کے مناسبات مذکور ہون جیسے اس شعر مین ۔

سبوئے غنچہ ہے لبریز صبا بھرا ہے پھول سے گل کا پیالا	

پھول کے دو معنی ہین ایک گل دوسرے شراب بیان مراد معنی ثانی ہین یعنے شراب اور غنچہ معنی اول غیر مراد کے مناسبات سے ہے ۔

تعریفات ایہام اور ایہام تضاد اور ایہام تناسب بتلانے کے بعد ہم باہم تفرقہ بیان کرتے ہین ایہام مطلق اور ایہام تضاد و تناسب مین یہ فرق ہے کہ ایہام مطلق مین لفظ کے دو معنی ہوتے ہین ایک قریب دوسرا بعید اور اُنکا مراد و غیر مراد ہونا

قرینہ پر موقوف ہوتا ہے مگر معنی غیر مراد ممکن الارادہ ہوتے ہین
مثلاً مثال مذکور مین **جان وادہ** کے معنی مراد جان بخشیدہ ہی
مگر جان باختہ معنی لینے بھی ممکن ہین کیونکہ متکلم عاشقی کا دعوی کرتا ہے
اور عاشق کا جان باختہ ہونا ممکن ہے - اور ایہام تضاد و ایہام تناسب
مین غیر مراد کا ارادہ مخل ہے اور کلام بیمعنی ہو جاتا ہے مثال اول مین
خندہ بمعنی ہنسی صبح کے لئے کہ صفات انسانی سے ہے بے معنی ہے
اسی طرح مثال ثانی مین گل کے معنی مین پھول کا استعمال اتحاد ظرف
ومظروف کو مستلزم ہے اور یہ مخل معنی ہے - بہرا ہے پھول سی گل کا پیالہ
یعنے پھول سے پھول بہرا ہے یہ لغو ہے - ایہام تضاد اور تناسب
کے لفظ خود اُنکا فرق باہمی بتلا رہے ہین حاجت تشریح نہین ہی -

دوسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ ایہام اور ادماج مین کیا فرق ہے

جواب

شہزادہ نے کہا کہ ایہام کی تعریف سوال اول کے جواب
مین بیان کی گئی **ادماج** اسکو کہتے ہین کہ جس غرض سے کلام بولا گیا
ہے اُسکے سوا اور بھی مطلب کلام سے نکلتا ہو جیسے اس
شعر مین -

	مجکو احسان جتا کر سر دشمن کا ٹا مین گرانبار رہوا غیر سبکدوش رہا	

سیاق شعر اس اظہار کے لئے ہے کہ قاتل نے بار احسان مجھپر کیا غیر کو احسانمند نہین کیا اور یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ غیر بار سر سے سبکدوش رہا۔

ایہام مین ایک لفظ محتمل دو معنی کا ہوتا ہے اور اوماج مین پورے کلام سے دو مطلب پیدا ہوتے ہین۔

بیسواں سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ تجنیس کی کتنی قسمین ہین۔

جواب

شہزادہ نے کہا دو لفظون کے ہمجنس ہونیکو تجنیس کہتے ہین۔

اگر دونون لفظ تعداد حروف اور ترتیب اور ہیئت مین یکسان ہون تو تجنیس تام ہے جسکی چند قسمین ہین۔

تجنیس مماثل اگر دونون لفظ نوعیت مین یکسان ہون یعنے دونون اسم ہون یا فعل ہون یا حرف ہون جیسے اس شعر مین۔

	اگر موج ہوا سے شمع ہو گل تو گل مین رنگ و بوئے گل ہو بالکل۔	

اول گل سوختہ شمع اور دوسرا پھول کے معنی ہین ۔

تجنیس مستوفی اگر نوع مختلف ہو جیسے اس مصرعہ مین ۔

یہ جان کہ تا صبح مری جان نہین ہے	

پہلا لفظ **جان** امر ہے جاننے سے دوسرا بمعنی روح اول فعل دوسرا اسم ۔

تجنیس مرکب اگر دونون مین ایک مفرد ہوا ور دوسرا مرکب اسکی دو قسمین ہین ۔

ایک **تجنیس متشابہ** یعنے وہ دو لفظ جن مین سے ایک مفرد اور دوسرا مرکب ہے اگر کتابت مین یکسان ہین ۔

دویم **تجنیس مفروق** جس مین دونون کتابت مین یکسان نہین ۔

مثال تجنیس متشابہ

بھر کر مے ناب سے پیالے		بولے معشوق سے پیالے

مصرعۂ اولیٰ مین پیالے جمع ہے پیالہ کی اور مفرد ہے مصرعۂ ثانیہ مین پیا بمعنی محبوب زن اور لے بمعنی بگیر مرکب ہے مگر کتابت مین یکسان ہین ۔

مثال تجنیس مفروق

وہ پری شہزادہ پر پروانہ تھی		اُسکی شہزادہ کو کچھ پروا نتھی

مصرعۂ اولیٰ مین لفظ پروانہ مفرد ہے بمعنی جانور معروف اور مصرعہ ثانیہ مین پروا اور حرف نفی سے مرکب ہے مگر کتابت یکسان نہین ہے کیونکہ حرف نفی کتابت مین فعل سے متصل لکھا جاتا ہی۔

تجنیس مفوجر مین تجنیس ایک پورے کلمے اور دوسرے کلمہ کے جزو کی شرکت سے پیدا ہوتی ہے اس مصرعہ مین۔

تلاش کار اُسے جیلۂ شکار سے ہے	

دیکھئے کار پورا کلمہ ہے مگر جب تلاش کا شین ملایا گیا تو شکار سے تجنیس پیدا ہوئی۔

یہ سب تجنیس تام کی قسمین تھین جن مین تعداد حروف اور ہیئت اور ترتیب مین متجانسین کا یکسان ہونا شرط ہے۔ اور اگر اختلاف ہو تو تجنیس محرف ہے۔

مثال تجنیس محرف

وہ اپنی کشتہ فرقت کو کب جلاتے ہین		پس فنا بھی اُسے رشک سی جلاتے ہین

دونون مصرعون کے قافیہ مین تجنیس محرف ہی۔

اور اگر تعداد حروف مین اختلاف ہو تو ضرور ہے کہ ایک کلمہ مین حروف کم ہونگے دوسرے مین زائد اسکو **تجنیس ناقص** بھی کہتے ہین اور **تجنیس زاید** بھی کہتے ہین۔

مثال اُسکی کہ اول کلمہ مین حرف زائد ہو

ہی ترے دم سے رونق بزم سخا وجود	آباد ہی وجود سے ترے جہانمین فیض

وجود اور جود مین تجنیس ہے۔

مثال اُسکی کہ درمیان کلمہ مین ہو

	درِ دیر پر جبہہ سا ہو گیا

در اور دیر مین تجنیس ہے۔

مثال اُسکی کہ آخر مین زائد ہو

	لکھا دلبر کے نام نامہ

نام اور نامہ مین تجنیس ہے۔ اور اسکو **تجنیس مطرف** بھی کہتے ہین

تجنیس مطرف مین ایک حرف سے زائد بھی الا ناصفت ہے اسوقت اُسکو **تجنیس مذیل** کہتے ہین۔

مثال تجنیس مذیل

	سر اہے ترے عاشق کی پڑی گر طوق گردنمین

گر اور گردن مین تجنیس ہے۔

اگر متجانسین کوئی حرف دوسرے لفظ کے حرف سے نوعیت مین مختلف ہو تو بحالت قرب مخرج دونون کے **تجنیس مضارع** ہی جسکی مثال یہ مصرعہ ہی غریب و قریب مین تجنیس ہے۔

	پہونچا ہے یہ غریب تو اب موت کے قریب	

اور اگر قرب مخرج نہو تو تجنیس لاحق ہے جیسے مصرعہ ذیل مین زمین و زامنین تجنیس لاحق ہے ۔

اور اگر دونون لفظ ترتیب حروف مین مختلف ہون تو تجنیس قلب ہے پہر اگر ایک کلمہ کے حروف کو بہ ترتیب اُلٹنے سے دوسرا کلمہ پیدا نہین ہوتا تو قلب بعض ہے اور اگر دوسرا کلمہ بعینہ پیدا ہوتا ہے تو قلب کل ہی

قلب بعض کی مثال

	فصل ربیع آئی تو اُڑنے لگا عبیر	

ربیع اور عبیر مین قلب بعض ہے ۔

قلب کل کی مثال

	ہے شبِ تار رات فرقت کی	

رات اور تار مین قلب کل ہے ۔

اگر یہ دونون لفظ جنمین قلب کل ہی بیت کے اول و آخر مین واقع ہون تو قلب مخنج ہے جیسے اس شعر مین ۔

راز دل کس سے کیجئے اظہار		کون سنتا ہے حال عاشق زار	

راز و زار مین قلب مخنج ہے ۔

اور اگر کوئی پورا مصرعہ یا جملہ یا شعر ایسا ہو کہ اُلٹنے سے وہی بعینہ حاصل ہو تو

وہ قلب مستوی ہی جیسے اس شعر مین -

کہا قدسیون نے اُسے دیکھکر	کہ یہ حور تو قوتِ روح ہے

قدسیون کا مقولہ - یہ حور تو قوت روح ہے اگر اُلٹا جاے تو یہی ہوتا ہی
اگر دو لفظ کتابت مین یکسان ہون تو تجنیس خط ہی جیسے مصرعۂ ذیل مین
لفظ بلاس اور تلاش -

بلاس پوش ہون مجکو نہین تلاش حریر	

اگر ایسے دو لفظ جسمین کسی قسم کی تجنیس ہو بلا توسط متصل کلام مین واقع
ہون تو اُسکو علاوہ اُس تجنیس کے جو اُنمین ہے تجنیس مکرر اور تجنیس مزدوج
بھی کہتے ہین جیسے مصرعۂ ذیل کے لفظ خام و خم مین تجنیس زائد تھی مگر اتصال
سے تجنیس مکرر بھی ہو گئی -

صدمۂ صرصر سے ہو جاتی ہے شاخ خام خم	

اور اس مصرعہ ذیل مین تجنیس تام بوجہ متصل ہونے کے تجنیس تام
مکرر ہو گئی -

اے رشک مہر مہر و فا تجہ مین کچہ نہین	

ظہور الدین احمد - قائل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل
حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع
عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا
اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔

نمبر (۳) ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۱ھ جلد ۱ (۱)



دبدبۂ آصفی

۲۰ سنہ ۱۳ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر سر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں یہ ماہوار رسالہ حسب الحکم فرمانروائے دکن
کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکی ادارت کا فخر
عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر اخلص شاد
تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی پیشکار و منصرم مدار المہام سرکار
ہیں حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی ہیر الال صاحب شاد

محبوب پریس حیدرآباد علاوہ پیشکاری سے
شایع ہوا

فہرست مضامین و بدیہ آصفی نمبر (۳) جلد (۶)

نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	کوہ آتش فشان	جناب مولوی غلام محمد صاحب ضا منتظم کیبنٹ کونسل
۲	۱۶	بقیہ علم کی فضیلت اور الخ	جناب ظہور الدین احمد صاحب ضا۔ فائل۔



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

کوہ آتش فشان

اندنون جزائر غرب الہند سے جو وسط امریکہ مین واقع ہین
متواتر اور متوحش خبرین مواد آتش فشان کے پھوٹ نکلنے اور
متعدد شہرون کے تباہ اور برباد ہونے اور ہزارون
جانون کے تلف ہونیکی اکثر اخبارات مین دیکھی جارہی ہین
خصوصاً جزیرہ مارٹینیک کا تو بالکل صفایا ہوگیا کہتے ہین
غرہ مئی گزشتہ کو جب شہر سنہ پیر جل رہا تھا تو
تقریباً چالیس ہزار جانین اُس مصیبت مین مبتلا تھین جو لوگ
اُنکے بچانے اور آگ سے نکالنے کے لئے بھیجے گئے تھے
وہ باہر کھڑے دیکھ رہے تھے کسی طرح اندر جانہین سکتے
تھے کیونکہ شہر کے چارون طرف سے شعلے نکل رہے تھے

اور مردون کے اجساد پتھرون اور آتش افشان مواد کے
نیچے دبے جارہے تھے۔ پہلے متواتر زلزلے آئے
پھر مکانات اسقدر جلد جلد گرنے لگے کہ کسی سے نہ بن پڑا
کہ بھاگ نکلے یا کسی مقام پر پناہ لے پھر تو زمین جابجا سے
شق ہوگئی اور آگ کے طوفان شعلون اور آتش فشان مواد
کے ساتھ ہر طرف سے نکل پڑے اور دیکھتے دیکھتے
چالیس ہزار جانون کو جلا بھنا کر تہس نہس کر دیا ایک دن
پہلے وہان آباد شہر رشک چمن غیرت گلشن تھا دوسرے
دن تمام شہر گلخن بنگیا اور رطب و یابس سب جل بھن کر
خاک سیاہ ہوگیا آج وہان راکھ کے تودون پر ہوا کھیلتی
نظر آرہی ہے۔

یہ سنکر اکثر اذہان اس طرف منتقل ہونگے کہ یہ آتشین مواد
کیا ہے اور اسکے دفعتہً زمین سے باہر نکل آنے کے
اسباب کیا ہوتے ہین۔ ہمنے چاہا کہ آپکے ناظرین کو
اس باب مین کچھ سنائین اسلئے یہ چند سطور ہدیۃً روانہ خدمت
ہین و بدیۂ آصفی مین جگہ دیکر ممنون فرمائیے۔

آتش فشان کی نسبت فلاسفہ یونان کی رائے یہ ہے کہ

جوف زمین کے اندر بخار تر یا بخار خشک یعنے دہوان یا ہر دو قسم
کے بخار متولد ہوتے ہین اور بسبب ان بخارون کے پیدا ہونیکا
آفتاب کی تاثیر ہوتی ہے جو زمین کے سطح ظاہری پر اپنی گرم
شعاع ڈالتی رہتی ہے۔ اگر وہ بخار یا دہوان مقدار مین کم ہون
تو زمین کی برودت اُسکی حرارت کو اور بھی کم کردیتی ہے اور
باہر نکلنے سے روکتی ہے اور وہ زمین کے اندر ہی اندر رہجاتی
ہین اگر کسی مقام پر اس قسم کے بخار اور دخان مقدار مین اسقدر
زیادہ ہون کہ اُنکی حرارت زمین کی برودت پر غالب آسکے
تو وہ ابخرے زمین کے اوپر نکلنے کے لئے قوت کے ساتھ
حرکت کرتے ہین اور اگر کافی قوت اُنمین ہے تو سطح زمین کو
پھاڑکر باہر نکل آتے ہین اور اگر کافی قوت اُنمین نہین ہے
اور زمین کے سوراخ اور منافذ وسام سختی کے ساتھ بند ہین
تو اُن ابخرون کی حرکت وقوت واضطراب سے زمین جنبش مین
آتی ہے اور چونکہ اس دخانی مادہ مین جو زمین کے اندر بند
اور محبوس ہے دُہنیت اور چکنائی ہوتی ہے اور حرارت اُسمین
بدرجہ غایت ہوتی ہے اور جب وہ حرکت کرکے قوت شدید
کے ساتھ زمین کے ایک مقام کو پھاڑکر باہر آتا ہے تو اُس

حرکت و اضطراب کی شدت سے اس دخان مین اور زیادہ حرارت
پیدا ہوتی ہے اور آخرکار اس حرارت سے آگ بھڑک اُٹھتی ہی۔
یہ ہے آتش فشان مادّہ کی حقیقت۔ لیکن اسباب مین **فلاسفہ**
یورپ کی جدید تحقیق زیادہ دلچسپ ہے ہم پہلے اپنے مضامین
(کرۂ زمین اور اُسکی تکوین) اور (تاریخ عمر دنیا) اور (کہکشان) مین
جو رسالہ دبدبۂ آصفی مین چھپ چکے ہین۔ فلاسفہ جدید کی راے
کسیقدر بیان کر چکے ہین خلاصہ مختصر یہ ہے کہ ابتداے پیدایش مین
تمام کائنات یعنے دنیا و مافیہا اور دوسرے تمام سیارات
نظام شمسی بخار یا ابر رقیق کی شکل مین تھے اور شدت حرارت
سے شعلہ ریز تھے پھر رفتہ رفتہ اُس بخار سے چند جُمعے الگ
ہوگئے اور بتدریج اُنمین برودت کے اثر کرنے سے کثافت
آگئی اور اُنکے اجرام حجم اور کثافت مین مختلف ہوگئے اور
قوت جاذبہ کے سبب سے جو ہر ایک جرم مین موجود تھی
وہ اجرام اپنے نفس پر دورہ کرنے لگے پھر اسکے بعد اُن
اجرام مین سے ایک جرم کو اپنا مرکز بنا کر سب اُسکے گرد
گھومنے لگے۔ یہی سیارات ہین جو شمس کو مرکز بنا کر اُسکے
اطراف گردش کر رہے ہین جسکو ہم نظام شمسی کہتے ہین۔ لیکن چونکہ

یہ سیارات اپنے اوائل دوران مین گیس اور ابر رقیق کی حالتین تھے ہر ایک اُنمین سے الگ حسب اقتضا اپنی حالت کے کثیف اور غلیظ ہونے لگا اور حرارت جو بدرجۂ اتم ہر ایک مین تھی کم ہونے لگی اُن سیارات مین سے ایک ہماری زمین بھی ہے۔ غرضکہ حرارت کے کم ہونے سے زمین کی کثافت بڑھنے لگی یعنے زمین کے تمام اجزا جو پہلے شدت حرارت کی وجہ سے بخار اور ابر رقیق کی حالت مین تھے سیال بن گئے پھر سیال پر بار دیگر برودت کا اثر پڑنے سے جامد بنگئے لیکن تغیر تمام اجزا مین یکسان نہوسکا کیونکہ ان اجزا مین مختلف قسم کے مواد تھے اور ہر مواد کی خاصیت جدا تھی یعنے ہر مواد کے جامد یا سیال یا بخار بننے مین ایک خاص درجہ کی حرارت اور برودت درکار ہے۔ اسطرح زمین پر صدہا ہزار سال کے کئی دورے گزرے جسمین مختلف حالات اور تغیرات کرۂ زمین پر ظہور مین آئے اُنکا بیان کرنا اس موقع پر ضرور نہین ہے از انجملہ ایک امر یہ تھا کہ ایک چھلکا یا حلقہ کرۂ زمین کے سطح ظاہری سے جدا ہوکر زمین کے گرد چکر کھانے لگا اُسی کا نام قمر ہے۔

اجزائے زمین سے سب سے پہلی سطح ظاہری زمین کا ٹھنڈا

ہوگیا کیونکہ سب اجزا سے زیادہ فضا ر کے سامنے بھی یہی جزو کہلا رہا اور اپنی حرارت کو پہنچاتا رہا اسلئے اوپر کا چھلکا بمرور زمان حجم اور موٹائی مین بڑہتا گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب اجسام سیال سے جامد ہونے لگتے ہین تو سکڑتے ہین اسی قاعدہ پر زمین کا چھلکا بھی سکڑ گیا اور سکڑنے سے جابجا اُسمین شق پڑ گئے اور شقون کی وجہ سے بعض جگہہ گڑہے بنگئے اور بعض مقام بلند ہوگئے انہین گڑہونکا نام وادی اور بلندی کا نام پہاڑ ہے ۔

چونکہ زمین اپنی حرارت برابر باہر پہنچاتی رہی حتی کہ کرہ کے وسط تک برودت پہونچ گئی۔ اور پانی کرۂ زمین کے اطراف پہلے بخار کی صورت مین محیط تہا پہر وہ بھی برودت کے اثر سے کثیف بنگیا اور پانی بنکر زمین پر اُتر آیا اور زمین کے نشیبی مقامات پر دوڑ گیا اور بلند مقامات کو چہوڑ کر گڑہون کو بہر لیا اس سے دریاؤن کا وجود ظہور مین آیا ۔

یہ سب حادثات سطح ظاہری پر ہو رہے تھے باین ہمہ کرۂ زمین کا باطن اپنی اصلی حالت پر بدرجۂ غایت شدید الحرارت رہا کیونکہ اوپر کا چھلکا جون جون موٹا ہوتا گیا ویسے ویسے باطن کرہ مین برودت کا اثر کم پہونچنے لگا ۔

بعض علما یہ گمان کرتے تھے کہ زمین کا باطن بھی سیال حالتمین ہے کیونکہ اُنھون نے یہ فرض کرلیا تھا کہ اُسجگہ پر اُسقدر حرارت موجود ہے جسقدر کہ سخت سے سخت فلیز کو گلانے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ ایسا سمجھنے کا سبب یہ تھا کہ جسقدر زمین کو عمق مین کھودتے جاؤ اُتنی ہی حرارت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور بڑھتے بڑھتے اُس درجہ تک پہونچ جاتی ہے جس مین سخت سے سخت معدن پگھلنے لگتا ہے۔

لیکن محققین متاخرین یہ ثابت کرتے ہین کہ کرہ زمین کا حصہ باطنی سیال نہین بلکہ صلب اور سخت ہے کیونکہ اُسکے اوپر زمین کا بڑا بھاری چھلکا موجود ہے اور اُس بھاری ثقل کے ضغط کی وجہ سے باطن زمین پگھلنے نہین پاتا۔ کیونکہ کسی معدن کے اوپر جتنا زیادہ ضغط ہوگا اُسقدر درجۂ حرارت کا اُس معدن کے گلانے کے لئے زیادہ ہونا چاہیے مثلاً پانی سطح دریا پر ایکسو سختی کراوے کے درجہ پر کھولنے لگتا ہے۔ لیکن جب ہم اُسپر ایک بھاری ثقل رکھدین تو اُس درجہ سے دوگنی چوگنی حرارت بمناسبت اُس ثقل کے پانی کے کھولنے کے لئے درکار ہوگی۔ یہی حال کرۂ زمین کے باطن کا ہے یعنے وہان

حرارت اسقدر موجود ہے کہ معدنیات کے پگھلانیکے لئے
تو کافی وافی ہے لیکن اوپر کے چھلکے کا ثقل اور ضغط اُسکے
پگھلنے کا مانع ہے اگر احیاناً کوئی امر ایسا حادث ہو جائے
کہ اُس ثقل اور ضغط کو باطن ارض سے رفع کر دے گو وہ رفع
کتنا ہی قلیل مقدار مین کیون نہو تاہم باطن ارض جو منجمد اور
سخت تہا بخار اور سیّال کی حالت مین بدل جاویگا اور
زور کرکے اوپر کے چھلکے کو قوت اور شدت کے ساتھہ
اُکھاڑ دیگا اور جوف زمین سے آگ اور دھوان نیکر اوپر
کے سطح پر نکل آویگا۔ اسی کو آتش فشان یا جوالہ مکھی یا والکینو
(Valcano) کہتے ہین۔

ثقل اور ضغط کے اُٹھہ جانیکے اسباب مختلف اور بکثرت
ہوتے ہین اُنمین سے مشہور تر اسباب یہ ہین کہ (۱) تہوڑا تہوڑا
پانی دریا کا زمین کے گہرے گہرے شقوق مین داخل ہوتا رہتا ہے
اور بخار بنتا جاتا ہے اور زمین کے چھلکے کے اندر اندر
اسطرح بخار کے مداومت سے کسی قدر ضغط مرتفع ہو جاتا ہے
پھر اسقدر حصہ یکایک بخار اور سیّال کی حالت پکڑ لیتا ہے
اور اُسکی راہ مین جسقدر حصہ چھلکے کا ہے اُسکو زور سے

اُکھاڑ پھینکتا ہے اور آتش فشان بنجاتا ہے۔

(۲) کبھی برسات کا پانی شقوق زمین مین اُترتا رہتا ہے اور اُن شقوق کو کاٹ کاٹ کر بڑا بناتا ہوا عمق کے اندر چلا جاتا ہے اور بعض اوقات بہت گہرے عمق مین جہان اعلیٰ درجہ کی حرارت موجود ہے جا پہونچتا ہے اور یک بیک اُس حرارت پر پہونچنے سے بخار بنجاتا ہے اور آتش فشان ہوجاتا ہے۔

اِسطرح آتش فشان مادون کی پیدایش زمین کے اوائل خلقت مین بہت تھی پھر سطح زمین کا چھلکا موٹا ہونے سے رفتہ رفتہ کم ہوگئی۔ اسی حرارت باطنی کے عمل سے زمین مین جنبش اور بڑے بڑے زلزلے آتے ہین اور اسی سے بعض جزیرے دریا کے اندر ڈوب جاتے ہین اور اسی سے نئے نئے جزیرے سطح دریا پر نکل آتے ہین۔ اسی سے بعض مقامات زمین کے اوپر کو بلند ہوجاتے ہین اور بعض پہاڑ زمین کے اندر دھس جاتے ہین جہان پہاڑ بہت تیزی سے نیچے کو اُترجاتا ہے تو بعض اوقات عجیب ہولناک طور سے اُلٹ جاتا ہے کہین بہت بڑا آتش فشان نکل آتا ہے اور بڑے زور سے

مواد پھینکتا ہے اور بہنے لگتا ہے اُسکے باعث اطراف کی زمین شدت سے ہلنے لگتی ہے اور عمارات و مکانات مسمار ہوجاتے ہین اور درخت وغیرہ ٹوٹ پھوٹ کر رہجاتے ہین ۔

آتش فشان مخروطی شکل کا پہاڑ ہوتا ہے اور اُسکی چوٹی پر کھلا ہوا منہ ہوتا ہے اُسی منہ سے وہ اپنے پیٹ کا مواد باہر پھینکتا ہے ۔ مواد کیا ہوتا ہے کچھ تو بخار اور کچھ سیال اور کچھ حصہ منجمد ہوتا ہے ۔

بخار کیا ہوتا ہے وہی جسکو گیس اور بھاپ کہتے ہین اکثر یہی حصہ سب سے پہلے اُسکے منہ سے برآمد ہوتا ہے اُسمین پانی کے ابخرے اور دوسرے بخارات اور مختلف قسم کے گیس ہوتے ہین بعض اُنمین کے زہر قاتل ہوتے ہین ۔ اور **سیال** کثرت حرارت سے پگھلا ہوا مواد ہوتا ہے جسکو (Lava) لاوا کہتے ہین پھر وہ سخت و منجمد ہوجاتا ہے اور سخت ہونے سے قبل سطح زمین پر بہتا بھی ہے پھر وہ پتھر کا ایک طبقہ بن جاتا ہے جسکی ترکیب باختلاف مقامات مختلف ہوتی ہے ۔ اور مواد منجمد کیا ہوتا ہے ۔ پتھر یا معدنیات کے ٹکڑے ہوتے ہین بخار کی قوت قویہ سے آتش فشان کے منہ تک

چڑہ آتے ہین اور زور سے باہر نکلتے ہین اور کبھی اُسکے
مُنہ سے راکھ اور غبار اسقدر نکلتی ہے کہ تمام جو سما کو مکدر بنا دیتی
ہے حتیٰ کہ آفتاب کی شعاع کئی روز تک زمین پر پہونچنے نہین پاتی
آتش فشان کرۂ زمین پر ابتک بہت ہین باوجودیکہ بڑے بڑے
اُنمین کے ٹھنڈے ہو چکے ہین بعض اُنمین سے ظاہر ہین اور
بعض چھپے ہوئے اسلئے آتش فشان کو تین قسمون پر منقسم کرتے ہین
پہلی قسم کو عاملہ کہتے ہین جنکے منہ سے ابتک اوقات معینہ
یا غیر معینہ پر آگ نکلتی رہتی ہے۔
دوسری قسم کو بجھے ہوئے کہتے ہین جو کہ بالکل ٹھنڈے
ہو چکے ہین اور پھر اُنسے آگ نہین نکلی۔
تیسری قسم کو کامنہ یا مخفی کہتے ہین جو کہ زمانہ دراز تک
چھپے رہتے ہین پھر اُنسے آگ نکلنے لگتی ہی۔
لیکن ان اقسام کے درمیان کوئی صاف اور صریح حد فاصل
ابتک قائم نہین ہوئی ہے کیونکہ بعض آتش فشان جو بجھے ہوئے
خیال کئے گئے ہین کچھ بعید نہین ہے کہ اُنپر زمانہ ہاے دراز
گزرنے پر پھر وہ عاملہ بنجائین۔ اور آگ پھینکنے لگین۔ چنانچہ
وِسووی آس کے مشہور آتش فشان مین ایسا ہی ہوا ہے

جو شہر نا پلی ملک اٹلی مین ہے، لوگ اُسکو بالکل بجھا ہوا
سمجھتے رہے اور اُسکے سطح پر اور اطراف وجوانب پر جھاڑیان
اُگ گئی تھین اور جنگلی جانور چرند و پرند اُنمین آ بسے تھے
غرضکہ قرن اول میلادی تک وہان امن چمن رہا ۷۹ء مین
اُسکے جوف سے قرا قر کی آواز آنے لگی اور یکایک پہوٹ
نکلا اس زور سے کہ اُسکا آدہا سطح ہوا مین اُڑگیا اور اسنے
اسقدر مواد زمین پر پھینکا کہ دو آباد شہر اُس مواد کے نیچے
دفن ہو گئے جو روما کے شہرون مین بہت پُر رونق تھے اور
اُنکا نام پومپے اور ہرکلانوم تھا شہر پومپے ابتک اُنمین
راکھ کے تودون مین دبا ہوا تھا ابھی چند سال قبل اُسکو کھولا گیا ہے
اور اُسکے اندر سے بڑی بڑی عمارات مساجد مکانات محلات
پُل اور سرا اور تراشے ہوے بت وغیرہ وغیرہ چیزین برآمد
ہوئی ہین بعض اشیا مین پانی اور بعض مین مٹی نے اثر کیا تھا
اور اکثر ایسے مکانات پائے گئے جنکے سطح مواد آتش فشان سے
پٹ گئے تھے لیکن اُن مکانات کے اندر مٹی وغیرہ کوئی چیز داخل
ہونے نہ پائی تھی۔ اُن گھرون کے باشندے جیسے کے ویسے
مرکر رہ گئے تھے۔ کوئی دسترخوان پر ہے کوئی باورچی خانہ مین

کہین شادی کی محفل ہے کسی گھر مین کفن دفن کا سامان ہو رہا ہے
اللہ اللہ اس شہر خموشان کا نظارہ بھی کیا ہی عبرت افزا
ہوگا۔

اسی دردناک حادثہ پر لارڈ لٹین کی کتاب مبنی ہے جسکا نام
(ایام پمپائی) ہے اور جسکا ترجمہ عربی مین ہو کر حال مین چھپا ہے
زیادہ تفصیل اس حادثہ کی مطلوب ہو تو اُسکو دیکھنا چاہئے۔
وسودی اُس کا آتش فشان ابتک قسم عاملہ مین شمار کیا جاتا ہے
اور ابتک لوگ اُسکے جوف سے غرانے کی آواز سنتے رہتے ہین
جیسے کوئی شیر حملہ کرتے وقت غراتا ہے۔ ہر قرن یا چند قرن کے بعد
کبھی کبھی وہ پھوٹ نکلتا ہے اور اپنی راکھ اور بخار وغیرہ مواد
پھینکتا ہے۔

دنیا مین بعض ایسے موقع ہین جہان آتش فشان کثرت سے
پیدا ہوتے ہین اور بعض جگہ کم ہوتے ہین۔ انکی کثرت خصوصاً
بڑے بڑے دریاؤن کے کنارہ پر ہوتی ہے بالتخصیص جہان
کہین دریا کے کنارے بلند پہاڑون کے دامن مین واقع ہوئے
ہون اور نیز بڑے دریاؤن کے وسط مین آتش فشان بہت
ہوتے ہین بیشتر جزائر بحر محیط اور جزائر بحر اٹلانٹک درحقیقت

پہلے آتش فشان پہاڑ تھے اور اسی آتشی مواد کے زور سے
اُبھر کر سطح آب کے اوپر نکل آئے ہین۔
غرضکہ غالباً آتش فشانون کی تخلیق سواحل بحر پر یا وسط
بحر مین ہوتی ہے۔ کبھی خشکی پر نکل آوے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ
اُسکے قرب وجوار مین کوئی نہ کوئی بحیرہ یا اسی قسم کا کوئی اور پانی
ہوگا اور نیز اُن مقامات مین جہان بہت سے جزائر کا مجمع ہو
آتش فشان زیادہ نکلتے ہین جیسے جزائر غرب الہند کا سلسلہ
یا جزائر انٹیل کا مجمع اسی مین جزیرہ **مرٹینک** ہے جو اسوقت
آتش فشان مواد سے برباد ہو گیا ہے اور جسکا قصہ ہم اوپر
لکھہ آئے ہین۔
حاصل کلام بقول صاحب جریدہ الہلال حضرت انسان نے
بہت سے دورے اپنی زندگی کے اس کرۂ خاکی پر بسر کئے ہین
اور اپنی سعادت کے وسائل بہت سے تلاش کر نکالے ہین بیماریون
سے بچنے اور عوارض جویہ سے محفوظ رہنے کی جان توڑ کر کوششین
کی ہین۔ جڑی بوٹی نباتات وعقاقیر کے فوائد تجربہ کر کے ڈھونڈ نکالے
ہین حیوانات میکروبی اور اُنکے طبائع پر بڑی بڑی بحثین ہو رہی ہین
اور اُنسے محفوظ رہنے کی بہت کوشش کی گئی ہے۔ جس سے

اب امید کی جارہی ہے کہ ان مباحث کے عمدہ نتائج کے
حاصل ہونے پر انسان ایسی حالت مین پہونچ جائے گا
کہ جس مین امراض یا تو بہت کم ہو جائین گے یا ایک سرے سے
باطل ہو جاوینگے ۔ اور ہوا کی خاصیت اور اُسکے چلنے اور
بند ہونے کے مواقع اور اوقات اور ایک طور سے
دوسرے طور پر بدل جانے کے قواعد جو ابتک معلوم
نہین ہین اچھی طرح معلوم کر لینے کے بعد عوارض جو تپ سے
محفوظ ہونے کی بہت کچھ امید ہو سکتی ہے یہ سب کچھ ہوا اور
ہو رہا ہے لیکن حضرت انسان بھولے بیٹھے ہین کہ جان کا خطرہ
صرف اوپر کی جہت سے یا پس پشت سے یا سامنے سے ہی
نہین آتا بلکہ تحت قدم کی جہت سے بھی کبھی بڑا بھاری خطرہ آنیوالا
ہے جس کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہین ہے منجمین جو ستاروں کے
حساب لگا کر زمین کے زلزلے یا آتش فشان کے نکلنے کی پیشین گوئی
کرتے ہین بالکل لغو اور عند العقل نا قابل قبول ہے چنانچہ
حال مین مسٹر ایم کنداسامی پلے نے مدراس میل مین پیشین گوئی
کی ہے کہ ۳۰ یا ۳۱ ماہ روان (اگست) کو تمام ہند مین زلزلہ عظیم
آویگا ۔ کچھ بعید نہین ہے کہ روز روشن کی طرح اُسکی غلطی تمام عالم پر

ثابت ہو جاوے۔ اگر بفرض محال ایسی پیشین گوئی صحیح بھی نکل آئے تو
اُس سے مفر کہاں ہے۔ یقول الانسان یومئذٍ این المفر۔

یوم یغشٰھم العذاب من فوقھم ومن تحت ارجلھم ویقول ذوقوا
ما کنتم تعملون ۱۲ سورۃ العنکبوت۔

والسلام علے من اتبع الھدٰے

غلام محمدؐ منتظم کیا بینٹ کونسل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبہ آصفی نمبر (۲) جلد (۶)

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ سجع فقط نثر مین ہوتا ہی یا نظم و نثر دونون مین۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ عرب کے اہل بلاغت نے سجع کی تعریف یہ کی ہے متفق ہونا نثر کے آخر فقرات کا حرف واحد پر اس سے لازم آتا ہے کہ سجع نثر ہی مین ہو مگر اُنہین مین سے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ سجع نثر کے ساتھہ مخصوص نہین ہے بلکہ ایک صنعت کو جو خاص

نظم مین ہوتی ہے اور تشطیر کہلاتی ہے سجع مین داخل کیا ہو وہ یہ ہو بیت کے ہر مصرعہ کے دو ٹکڑے کئے جائین اور مصرعہ کے دونون ہم قافیہ ہون جیسے اِس شعر مین ۔

وفورِ تعب سے الم کے سبب سے
مری چشم تر ہے شکستہ کمر ہے

لیکن فارسی اور اُردو مین سجع اسکو کہتے ہین کہ ہر بیت کے چار ٹکڑے کئے جائین تین ٹکڑے باہم متفق القافیہ ہون اور چوتھا اصل غزل یا قصیدہ کے ہم قافیہ ہو چنانچہ یہ ذوق کا شعر مثالاً درج ہے ۔

جو رنگ الفت سے آشنا ہین ۔ وہ گرچہ بھی ہین خوشنما ہین
کہ رنگ ہی سے گران بہا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

یہ صنعت سوائے نظم کے نثر مین نہین ہو سکتی ۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ مبالغہ کس کس مقام پر پسندیدہ ہوتا ہے ۔

جواب

شہزادہ نے کہا مبالغہ کی دو قسمین ایک تبلیغ جسکا وجود عقلاً اور عادتاً ممکن ہو دوسرے اغراق جسکا وجود از روئے عقل

ممکن ہونا پسندیدہ نہین البتہ تیسری قسم یعنے **غلو** جسکا وجود نہ عادتاً ممکن ہو نہ عقلاً جبتک کوئی سبب پسندیدگی کا نہو پسندیدہ نہین ہوتی اگرچہ اسباب پسندیدگی کے حصر کا کوئی قاعدہ نہین ہے مگر کتابون مین جو مذکور ہین بیان کئے جاتے ہین ایک یہ کہ کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جاے کہ جو مبالغہ کو قریب صحت کردے جیسے لفظ گویا ذیل کے مصرعہ مین -

یہ تیز تگ ہی کہ گویا ہوا پہ اُڑتا ہے	

شاعر گھوڑے کی تعریف کرتا ہے جسکا ہوا پر اوڑنا عادتاً عقلاً محال ہے مگر لفظ گویا نے اس مبالغہ کو جو **غلو** ہے قریب بصحت کردیا دوسرے یہ کہ مضمون مبالغہ نازک خیالی سے ادا کیا جاے جیسے تلوار کی تعریف مین یہ شعر کسی شاعر نازک خیال نے لکھا ہے -

یاد مین اُسکے گر عدو دیکھلے اپنے باپکو	
مان سے کہے مجھے حلال ایک ہی دو حرام	

یعنے تلوار کی یاد مین یہ برش کا اثر ہے کہ یاد کرنے والیکی نگاہ دو ٹکڑے ہو جائے اور اس احوال ہونے کے سبب سے وہ ایک کو دو سمجھے اگرچہ تلوار کی یاد مین یہ برش عقلاً اور عادتاً محال ہے مگر چونکہ یہ مضمون ایک نازک خیال بندی کے ساتھ ادا کیا گیا

پسندیدہ ہو گیا۔

تیسرے یہ کہ مبالغہ مین ہنسی اور ٹھٹھے کا مضمون پیدا ہو جیسے مصرعۂ ذیل مین۔

	؎ جو تیون کو ہاتھہ مین گھوڑا نعل مین مار

یہ حکایت سودا کے قصیدہ مین گھوڑے کے مالک کی زبان سے مذکور ہے۔

گھوڑے کا نعل مین دبا کر بھاگنا اگرچہ عقلاً عادتاً محال ہی گو کتنا ہی دُبلا کیون نہو مگر حضرت سودا نے گھوڑے کی حقارت کو ایسے انداز سے بیان کیا کہ خواہ مخواہ سُننے والے کو ہنسی آجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ مبالغہ پسندیدہ خیال کیا گیا۔

جب شہزادہ پانچون سوالات کے جوابات سے فارغ ہوا حاضرین مجلس نے شہزادۂ والا تبار کی ذہانت اور طلاقت لسانی پر آفرین اور تحسین کی مجلس برخاست ہوئی اور شہزادہ اپنے مستقر کو نہضت فرما ہوا اور اراکین سلطنت اور حکماء وعلما اپنے اپنے مکانات کو تشریف لے گئے۔

مجلس علم معما

اگلے روز بدستور مجلس منعقد ہوئی اراکین سلطنت اور

اعیان حکمت اپنے مراتب مقررہ پر رونق افروز تھے کہ شہزادہ والا تبار ہوادار پر سوار تشریف فرما ہوا۔ سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے جب شہزادہ نے کرسی زرنگار پر جلوس فرمایا سب حاضرین مجلس اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھ گئے۔

یہ شہزادہ کے علم کی فضیلت تھی کہ روز بروز شہر مین شہزادہ کی لیاقت زبان زد خلایق تھی اور روز بروز ارکین سلطنت شہزادہ کو مالک تاج وتخت سمجھکر مؤدبانہ بیٹھتے تھے اور رعب سلطانی سے ہر اک مثل بید لرزان اور اپنی آئندہ امید ونکی فکر مین شہزادہ کی مرضی کا جویان تھا حکیم الملک کو جون جون شہزادہ کے علم وفضل پر وثوق ہوتا تھا اپنے آقاے جنت مکان کی وصیت کی تکمیل کی وجہ سے پھولے نہین سماتا تھا۔

محل مین شہزادی کو جب یہ معلوم ہوا کہ شہزادہ حسب وصیت پدر بزرگوار ضرور مالک تاج وتخت اور میرا شوہر ہونے والا ہے تو دنرات شہزادہ کے اخلاق اور حسن ظاہری اور کیفیت مزاج کی در پردہ والدہ ماجدہ سے پوشیدہ نگران تھی۔

شہزادی کو چونکہ شہنشاہ جنت مکان نے اعلیٰ درجہ کی تعلیم دلائی تھی اور شہزادی علاوہ علم حدیث فقہ۔ اصول۔ معانی بیان

ادب۔ فلسفہ۔ ہیئت۔ ریاضی وغیرہ وغیرہ کے نوشت و خواند و زبان انگریزی مین بھی بی۔ اے۔ پاس تھے شہزادہ کے جوابات کو خفیہ طور سے سُنکر ہمہ تن شوق تھی کہ آلی کب اپنے ہم مذاق شوہر سے خط علمی حاصل کرونگی۔ بعض اوقات فرط اشتیاق مین بے ساختہ اپنی ہمجولیون سے کہہ اُٹھتی کہ یہ نگوڑا امتحان شیطانکی آنت ہوگئی کس دن بیچارہ غریب الدیار شہزادہ اس قید سے رستگاری پائیگا جب سہیلیان باہم ایک دوسرے کو دیکھکر خفیہ خفیہ کچھ اشارے کرتین اور چپ چپ کر ہنستین تو شہزادی جھیپ کر انجان بنجاتی۔ اے قائل تو کہان سے کہان جا نکلا اہل دربار حاضر ہین دن چڑھتا ہے گرمی بڑھتی ہے فرمائے حکیم الملک کیا دریافت کیا۔ حکیم الملک نے شہزادہ سے معما کے سوالات کی اجازت طلب کی شہزادہ نے اجازت دی۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ معما کے کمال و نقصان مین کیے درجہ ہین۔

جواب

شہزادے نے فرمایا کہ چار درجے ہین۔

اول۔ درجہ یہ ہے کہ معما نام کے حروف مرتبہ پر معہ حرکات وسکنات کے دلالت کرے جیسے **مومن خان** کے اِس معمے مین **مہتاب راے** کا نام نکلتا ہی۔

معما

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا		ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

ہم کے اُلٹنے سے مہ۔ **بات** کے اُلٹنے سے **تاب**۔ **یار** کے اُلٹنے سے **راے** ہوتا ہے اور سب لفظون کے بہ ترتیب جمع کرنے سے **مہتاب راے** ہوگیا۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ حروف مرتبہ پر دلالت کرے حرکات وسکنات کا لحاظ نہ ہو جیسے ذیل کے معمے مین۔

معما

کیونکر نہون ملول مین شب کچھ نہین رہی	

یہ مومن کے نام کا معما ہے۔ شب سے مراد لیل ہے۔ اور **لیل** کے حرف جب **ملول مین** سے نکالے تو **مومن** رہگیا اگرچہ اُن حروف مین جو نکالے گئے ترتیب کا لحاظ نہین ہے مگر حروف حاصلہ مین ترتیب ملحوظ ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ حروف پر دلالت کرے بلا لحاظ ترتیب

جیسے اِس معمے مین -

معما

قید بیدرد ہے خانہ بے در ہے	تو بھی صاحب غلام سے ملئے

قید کی حد حرف (د) ہے جب اُسکو دور کیا تو ے باقی رہا جسکے عدد ایکسو دس ہین مطابق عدد علی کے اور خانہ کا در ہاے ہوز ہے اُسکو دور کیا تو خان رہگیا اُس مین غلام کو ملایا تو غلام علی خان ہوا مگر اول علی خان کی طرف اشارہ ہے پھر غلام کی طرف بغیر اِس دلالت کے کہ غلام اول مین علی خان کے ملایا جائیگا یا آخر مین اس وجہ سے ترتیب ملحوظ نہ رہی -

چوتھا درجہ یہ ہے کہ مجموعہ حروف پر بغیر لحاظ حرف حرف کے دلالت کرے جیسے معما مذکورۂ بالا مین قید بے در کے کہنے سے اسم علی باعتبار مجموعہ اعداد کے حاصل ہوتا ہے یہ نہین کہ ایکسو دس ۱۱۰ عدد کے کون کون سے حرف لئے گئے ہین -

دوسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ اعمال معما کی کتنی قسمین ہین -

جواب

شہزادے نے کہا اگر عمل حروف اسم کے حصول کیلئے ہے تو اُسکو عمل تحصیلی کہتے ہین اور اگر بغرض ترتیب حروف و تکمیل صورت کیا گیا تو وہ عمل تکمیلی ہے اور جو عمل واسطے تصحیح حرکات وسکنات کے کیا گیا وہ عمل تذئیلی ہے یا اعمال تحصیلی اور تکمیلی کی سہولت کی غرض سے کیا جاے تو اُسکا نام عمل تسہیلی ہے اعمال معما کی یہی چار قسمین ہین۔

بیسواں سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ فن معما مین اصول و لواحق کن چیزون کو کہتے ہین اور تمہارے کی اُن مین سے کیسے قسمین ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا اجزاء اسما مین سے جو ضروری الذکر ہوتے ہین اُنکو اصول اور جو غیر ضروری ہین اُنکو لواحق کہتے ہین اور جن اصول کو مادہ اسم کی تحصیل مین دخل ہو وہ اصول مقومہ اور جن اصول کو تکمیل صورت سے تعلق ہو اصول متممہ کہلاتے ہین اور جن لواحق کو مناسبت اصول کے ساتھ ہو وہ لواحق محسنہ اور جنکو مبائنت ہو وہ لواحق مشوشہ اور جنکو نہ مبائنت نہ مناسبت

وہ لواحق سالمہ کہے جاتے ہین۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ کلمہ کے حروف اول و آخر و درمیانی کا اشارہ منجملہ اعضاء انسانی کے کس کس عضو سے کیا جاتا ہے۔

جواب

شہزادہ نے کہا سر اور لب اور رخ سے حرف اول کیطرف اشارہ کرتے ہین اور دل اور مغز اور کمر سے حرف درمیانی کیطرف اور قدم اور پانون سے حرف آخر کی طرف پوست کا اشارہ مجموعہ اول و آخر کی طرف ہوتا ہے اور پہلو کا اشارہ اول کی طرف بھی ہوتا ہے اور آخر کی طرف بھی۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ اصطلاح معما مین فاسد اور کاین کسکو کہتے ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا جس حرف کو تبدیل کرتے ہین اُسکو فاسد اور جسکو اُسکی جگہہ رکھتے ہین اُسکو کاین کہتے ہین جیسے ذیل کے معمے مین۔

معمّا

ایک ہے اُسکی بات اور چتون چشمہ چشم بنگیا ہے دہن

یہ اسم امین کا معما ہے۔ اول مصرعہ کے لفظ ایک سے الف حاصل ہوا۔ اور چشم کو عربی مین عین کہتے ہین۔ اور چشمۂ عین حرف عین ہے۔ دہن بنگیا۔ دہن تعبیر ہے میم سے کہ خط نسخ کا (م) بشکل دہن ہوتا ہے جب حرف عین کو جو چشمہ چشم (عین) تھا میم سے بدلا کہ دہن ہے تو مین حاصل ہوا جب الف جو اول مصرعہ سے حاصل ہوا تھا مین سے ملایا تو امین حاصل ہوا۔

اسمین عین فاسد ہے اور میم کاٰئن۔

شہزادہ جب جوابات سے فارغ ہوا مجلس برخواست ہوے۔

مجلس علم انشا

اگلے روز بدستور سابق مجلس منعقد ہوئی اعیان دولت اور ارکان سلطنت جمع ہوے شہزادہ وقت معہود پر زیب افزاے انجمن ہوا بعد ادائے مراسم تعظیم و تسلیم حکیم الملک نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند سوال علم انشا کے عرض کئے جائین شہزادہ نے اجازت دی۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ نثر کے اقسام بیان فرمائے

جواب

شہزادے نے کہا چونکہ امتیاز نظم کا نثر سے وزن اور قافیہ پر موقوف ہے یعنے جس کلام مین وزن و قافیہ دونون ہون نظم ہے ورنہ نثر۔ اسی لحاظ سے نثر کی تین قسمین کی گئین۔

اول۔ عاری جسمین وزن نہ قافیہ جیسے یہ فقرہ۔

مثال نثر عاری

عقل سے انسان اور دیگر حیوانات مین جیسے گاؤ خر امتیاز ہے۔

دوسری۔ مرجز جس مین وزن ہو قافیہ نہو جیسے ذیل کا فقرہ۔

مثال مرجز

عقل ہے آدمیت کا جوہر گاؤخر ہی نہو جسمین یہ صفت

تیسری مسجع جس مین قافیہ ہو وزن نہو جیسے فقرہ آئندہ

مثال مسجع

عقل آدمیت کا جوہر ہے جسمین نہو وہ گاؤخر ہے۔

دوسرا سوال

پھر حکیم الملک نے پوچھا کہ وہ کون کون سے الفاظ ہین کہ بعد اسمار عدد کے خاص خاص معدود دن کے واسطے لکھے جاتے ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا حصر ایسے الفاظ کا دشوار ہی اسواسطے کہ منشیون کے اصطلاحات اور کنایات مین بھی تغیر ہوتا ہے مگر جسقدر مشہور ہین پیش کرتا ہون۔

لفظ **نفر** انسان کے لئے جیسے چار نفر معمار مرسل ہین

راس گھوڑا گائے بیل۔ بکری۔ بھیڑ وغیرہ کے لئے جیسے دو راس بیل بھیجے۔

مہار۔ فقط اونٹ کے لئے جیسے چہار مہار اشتر عربی آج خرید کئے۔

دست شکاری پرندون کے لئے جیسے پانچ دست باز سرکار نے جلسۂ تاج پوشی کے لئے آج دہلی کو روانہ فرمائیے اور **سپر** کے لئے جیسے یکدست سپر۔

زنجیر۔ فقط ہاتھی کے لئے جیسے چار زنجیر فیل شکار مین ہمراہ سرکار ہین۔

قلادہ خرگوش بندر شکاری چوپایون کیلئے جیسے یک قلادہ

خرگوش وہفت قلادہ سگان تازی پہونچے۔

منزل۔خیمہ۔جہاز۔کشتی۔حویلی۔پلنگ۔ہوادار۔پالکی۔گاڑی۔کے لئے مصطلح ہے جیسے یک منزل خیمہ وغیرہ وغیرہ موصول ہوے۔

قطعہ نگینہاے جواہر خط۔باغ۔تالاب۔حصۂ زمین کے لئے جیسے یک قطعہ یاقوت ودو قطعہ تمسک۔یک قطعہ باغ۔یک قطعہ تالاب۔یک قطعہ زمین۔

سلک۔گردن کے زیور کے لئے جیسے یک سلک گلوبند ودو سلک جیغا کلی۔

طاقہ۔پارچہاے ریشمی ولشمینہ کے لئے لکھا جاتا ہے جیسے یک طاقہ شال ودو طاقہ اطلس ارسال خدمت ہین۔

قبضہ۔دستی ہتیارون کے لئے جیسے قبضہ شمشیر وخنجر وغیرہ۔

ضرب۔سلاح آتشین کے لئے جیسے یک ضرب توپ و چہار ضرب بندوق۔

دستہ۔تیرون اور کاغذ کے لئے جیسے یک دستہ خدنگ ودستہ کاغذ وبکاری فورا بھیجدو۔

جفت۔موزہ پاپوش اور زیور جو جوڑا جوڑا ہوتا ہے

جیسے کنگن پہونچی وغیرہ۔

جلد۔ چمڑے اور کتاب کے لئے جیسے یک جلد گاؤ میش چار جلد کتب۔

فرد۔ قالین اور فروش کے واسطے جیسے ایک فرد قالین شطرنجی۔ سوزنی۔

دانہ۔ مروارید۔ مرجان۔ میوہ ہائے خرد جیسے دانہ انبہ۔ وجام۔ انار۔ یہ الفاظ اسمار عدد اور معدود کے درمیان لکھتے ہین جیسے یکہ اس اسپ۔

بیسواں سوال

بہر حکیم الملک نے پوچھا کہ مکتوب الیہ کے کتنے مراتب مقرر ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا کہ تین مرتبہ ہین اگر مکتوب الیہ کاتب سے برابری کا دعوی رکھتا ہے تو مساوی اگر مرتبہ مین زائد ہے تو بڑا اگر کم ہے تو چھوٹا۔ پھر ہر اک کی تین تین قسمین ہین۔

مساوی کے اقسام

مساوی مطلق۔ جسکا مرتبہ کاتب سے نہ زیادہ ہو نہ کم۔

مساوی مائل بعلو۔ جسکے مرتبہ مین ایسی زیادتی ہو کہ شمار واعتبار نہو سکے۔

مساوی مائل بہ کمی۔ جسکے مرتبہ مین ایسی کمی ہو جسنے یا زیادتی مائل بعلو مین غیر معتد بہا تھی۔

عالی کے اقسام

اندک عالی جسمین کسیقدر زیادتی معتد بہ ہو۔

بسیار عالی جسمین بہت زیادتی ہو مگر انتہا کو نہ پہونچے۔

نہایت عالی جسکی زیادتی انتہا کو پہونچ جائے۔

اقسام دانی کے (چھوٹے کے)

تھوڑا کم۔ جسمین کمی کسیقدر ہو۔

بہت کم۔ جسمین کمی زائد ہو۔

نہایت کم۔ جسکی کمی انتہا کو پہونچ جائے۔

ظہور الدین احمد۔ قائل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھپی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا کل حقوق بحق مہر لال صاحب نشاط محفوظ ہیں اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ... ... عہ

۲۔ پبلک سے ... ... ے

۳۔ باہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک۔ ہر

۴۔ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے اُنکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

۵۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام مہر لال صاحب نشاط نائب مہتمم محبوب پریس حیدرآباد علاقہ مہاراجہ دربا پیشکار و منصرم مدار المہام سرکار عالی پہونچنی چاہئے



دبدبۂ آصفی

۱۳۲۰ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ جسمین
کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی
عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص شاد
تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی آ پیشکار و مدار المہام کارعائے
مہین عالیجاہ مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی مہیا ہوا ہے نشاط
محبوب پریس حیدرآباد دکن
شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۵) جلد (۶)

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	ترجمہ تیموری حصہ دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بدایونی
۲	۱۷	بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب ظہور الدین احمد صاحب۔ قائل



کم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

مکر وحیلہ و فریب سے کیونکہ جو کچھ خدا داد نے اپنی ہاتھون زمانہ بہتایت مین بویا تہا اُسکو اللہ داد نے اُسکے ساتہہ ملکر پیا اور چہانا یہانتک کہ خداداد نے اللہ داد کے چہوڑنے مین ہمت کی مگر بہت کچہ عہد و میثاق لیکر۔

اب اللہ داد اپنے بہروسہ کی جگہہ پہونچا اور اپنے خدام اور رفقا سے جا ملا اور یہ سب لوگ شاہ رخیہ مین تہے ان لوگون کو اطلاع کی اور تمام کیفیت سُنائی اور اللہ داد پہلے سے مہیا تہا اور ہر طرحسے ہتیار اور اپنے بچاؤ کی فکر کر چکا تہا۔ پہر اللہ داد مستعد ہوگیا اور سیحون کو شب کے اندہیرے مین عبور کیا۔

اللہ داد کا خلیل سلطان سے ملنا اور بعزت و اکرام اپنے وطن مین پہونچنا

جب اللہ داد اسطرف یعنے خلیل سلطان کی طرف آگیا اور اُس طرف یعنے خداداد وغیرہ سے کچہ تعلق حاضر و غائب نہ تہا فوراً حکم دیا کہ اسباب باندہا جائے اور سامان لیا جائے اور اپنے رفقا کو ہتیار بند کر دیا اور کوچ کی اطلاع دی قبل صبح اور عورتون وغیرہ ضعفا کو باربرداری کے ساتہہ آگے روانہ کر دیا

اس اطلاع سے شرایط اقامت کو توڑ دیا اور خلیل سلطان کی حدمت
مین ایک قاصد تیز رو روانہ کیا اور تمام واقعات جو اُسمین اور
خداداد مین ہوے تھے اور آئندہ کے لئے عہد و میثاق ہوئے
لکھہ بھیجے اور استقبال کی خواہش کی کہ فوج و سامان آرایش سے
سرفرازی کی جاے (اور مطلب یہ تہا کہ خلیل سلطان کا رنگ طبع
معلوم اور یہ کام جو بیوقوفی سے کر رہا ہے اُسکے انجام سے مطلع ہو)
شاید کہ خداداد احمق سمجہے کہ انجام کار کیا ہے اور اس خیال سے
ہمارا لوٹانا چاہے اور فوج ہمارے روکنے کو بھیجدے اس
احتمال سے مدد طلب کی۔

پہر اللہ داد معہ رفقا اس تیز رفتاری سے چلا کہ تیر نشانہ پر
اور اسطرح پر اُڑا کہ نجم ثاقب صبح ہونے سے پہلے اُنکو بامرادی
کے آثار نمایان ہوے اور تمام موقع جہان راستہ گم اور کاواک
تہا قطع ہو گئے اور قطع کیا رفتار کے تر پر (تر اُس لکڑی کو کہتے ہین
جسپر کپڑا بنکر جولاہا لپیٹتا ہے) اُس کپڑے کو (راستہ) کو جسکا تانا
اُنکی سواریون نے شفق کے رنگون اور چمن کی کلیون سے تنا تہا یعنے
صبح کے وقت جس راستہ پر شفق کا اثر اور پہول نظر آنے لگے
اور رات کے سفر کو دن کے سفر سے ملا دیا (یعنے برابر چلتے رہے)

اور تمام دن چلتے رہے یہانتک کہ شام ہوگئی۔ اور جب وہ تھک گئے
اور بیکار ہوگئے راکب و مرکب اور خنقا رتاریکی مین اپنے بازو
لٹکا دئے اللہ داد انکو لیکر ایک سنگلاخ زمین مین اترا اور آرام
کیا اور حکم کیا کہ آگ روشن کی جاے اور کوئی شخص نیند کا مزا چکھنے کا
قصد نہ کرے۔ اور نہ تلوار میان کیجاے اور نہ تلوار نظر میان کی جاے
پھر بقدر قوت لایموت کھا کر نماز خوف یاس ورجا کی حالت مین ادا کی
اور اتنے دیر ٹھرے کہ گھوڑون کے توبرے اتر گئے پھر حکم دیا اور
اور سب لاد پھاند کر راستہ لگے۔

خداداد کا متنبہ ہونا کہ اللہ داد نے دھوکہ دیکر عذاب مین ڈالا

پھر خداداد اپنے نشۂ غفلت سے چونکا اور بیفکری کے
اندھیرے سے چمکا اور سمجھا کہ اللہ داد نے ون دھاڑے فریب دیا
اور کھلم کھلا سحر کیا اور آفتاب عقل گہہ گیا اور جو اقسم کے ایک داؤ
پر جیت لیا یہ خیال کر کے ظالم کی طرح اپنے ہاتھہ کاٹنے لگا اور
فوراً ایک لشکر جرار تیار کر کے واسطے گرفتاری اللہ داد کے
روانہ کیا وہ لشکر بہت تیز روی سے پیچھا کئے اللہ داد کے
ملنے کی جستجو مین گیا مگر نہ اسکو پایا نہ اسکا نشان اور کسی سے

اُنکی خبر تک ملی سب حیران و پریشان پھر پھرا کر بے نیل مرام ذلیل و خوار ہو کر واپس آئے ۔

اللہ داد اپنے مقصد پر پہونچا اور خلیل سلطان سے ملا عہدۂ وزارت خالی تھا تنہا وزیر مقرر کیا گیا کیونکہ اللہ داد کے پہونچنے سے پہلے شیخ نور الدین بطور بغاوت نکلا ادھر سے شاہ ملک اور جونا فرمان ہوئے دبے دبے پانون چل نکلے تھے اللہ داد کو دیکھکر خلیل سلطان خوش ہو گیا اور تمام وزرا اور اراکین پر مثل سابق افسر کر دیا ۔

اب اللہ داد ہر طرح سے قابو یافتہ ہو کر جو چاہتا تھا کرتا تھا اور معافی مملکت مین اپنے انتظامی فن بدیع سے لکھنے پڑھنے لگا ۔ انتظامی فرامین جاری کئے عساکر کی ترتیب قلعجات کی حفاظت سرحدی نگہبانی شروع کی تمام امور کا انتظام ہو گیا اور لڑمین ملک کی گلو بند کی جو کھل گئی تھین منتظم ہو گئین ۔ لوگون کو اطمینان ہوا اور قوانین اپنے قاعدہ پر بنیاد گزین ہو گئے ۔

اللہ داد ۔ دوسرا برندق تیسرا ارغون شاہ اور چوتھا جسکو کجول کہتے تھے یہ سب ملکر تدابیر ملکی مین مشورہ کرتے تھے اور ہر اک اپنی رائے ظاہر کرتا تھا مگر ان مین دستور اعظم اور

مطاع وکرم اللہ داد تھا عزل ونصب قبض وبسط کا اختیار سوائے اللہ داد کسیکو نہ تھا۔

شیخ نورالدین اور خداداد نے ڈاکہ زنی اور شروفساد اختیار کیا اور اطراف ترکستان پر قبضہ کرلیا اور ان شہرونکے ممالک سے سیرام اور تاشکند اور اندکان اور فرغند اور شاہرخیہ اور انزاد اور سغناق اور اسکے سوا جو اس اطراف وجوانب مین شہر تھے دبالئے اور یہ وتیرہ اختیار کیا کہ سیحون کو عبور کیا اور ممالک ماوراء النہر پر چاہا یا مارا۔

کبھی اُنکی سرکوبی کو خلیل سلطان جاتا کبھی لشکر بھیجدیتا بہرحال وہ جمتے نہ تھے بھاگ جاتے تھے قریب مین ہم ذکر کرینگے۔

تیمور کے بعد جو تورانمین حوادثات پیدا ہوے

مغول کو تیمور کے مرنے سے پہلے یہ خبر پہونچ چکی تھی کہ تیمور نے اپنے مکر کے پتھر ان قلعون کے توڑنے پر جھکا دئے ہین اور اپنے قصد کے تیر کمانون مین لگالئے ہین کہ انسے پیٹ اور سینے ہمارے چھیدوے اور اُنکو یقین تھا کہ یہ جال ہے اُسکے مکر کا اور رسی ہے اُسکے شکار کی اسوجہ سے وہ بیقرار ہوگئے اور باہم یہ پکار راڈالا کہ بھاگو بھاگو اور یہ لوگ شہرون مین متفرق ہوگئے

اور قلعون اور پہاڑونکے دامن مین جا چھپے اور گڑھیون اور پہاڑ کی کھوون مین پناہ گزین ہوئے اور گھرے گھرے گڑھون اور کھڈونمین مثل مردون کے جا پڑے اور اسی طرح اہل دشت کے قوی لوگ جنگل اور ریت کے ٹبھون مین متفرق ہوے **اہل مشرق وخطا** حدود چین مین چلے گئے اور وہ لوگ اسطرح پہرتے تھے اگر کسی غار وغیرہ مین پناہ دیکھتے چھپ رہتے۔ حق یہ ہے کہ تیمور کی ہیبت اور سرکشی کمال کو پہونچ گئی تھی یہانتک کہ شرقاً غرباً ایک عالم کو ایک ذرا سے اشارہ مین ہلاک کیا اور ایسا ہوگیا جیسا کسی شاعر نے لکھا ہی۔

ترجمہ اشعار عربیہ

وہ کمانین تیر افگن کے بغیر	تیر ٹہلاتی تہین دل مین لوگونکے
اور تلوارین بغیر از سر کئے	دوڑتی تہین گردنون پر آپسے
کرتے تھے گھوڑی سوار یکے بیانتک بے نیاز	ہوتے تھے بیفکر راکب حفظ سے تقدیر کے

جب تیمور کے مرنے کی خبر یکے بعد دیگرے پہونچی اور سمرقند کی یہ سمر (بات) قند مکرر ہوگئے اور اس خبر کی شہرت درجہ احاد سے فوا تر تک پہونچ گئی اور یہ امر ہراک کو متحقق ہوگیا اور موقع انکار و تکذیب خبر کا نہ رہا تو ہراک کا دل اپنے ٹھکانے پر آگیا اور خوف امن سے بدل گیا آواز بلند کہنے لگے کہ اب بدلہ لینے کا وقت ہے

لوٹ مار شروع کردی ہر اک اپنے حقوق کے واپس لینے پر آمادہ ہوگیا اور ہر اک طوق غلامی سے نکلنے پر مستعد ہوا۔

جانب شرق سے اول جو اٹھا قوم مغول تھی اُنہون نے **اشبارہ** اور **آسی کول** کا قصد کیا اور بڑھتے بڑھتے خداداد سے جا ملے خداداد نے اُن سے صلح کی اور باہم اس شرط پر صفائی ہوگئی کہ جو کچھ تیمور نے تمسے لیا ہے واپس کیا جاے اور وہ لوگ اپنے دشمن کے مقابلہ مین بالاتفاق کام کرین اور باہم ایک دوسرے سے حق جوار ادا کرنے لگا اس صلح کی بدولت یہ تمام شہر مطمئن ہوگئے۔

ایدکو کا تتار مین اُٹھنا اور دیار ماوراء النہر کا قصد کرنا

پھر جانب شمال سے ایدکو ایک لشکر مثل ذرہ ہاے ریت لیکر اُٹھا اور بڑی کوشش سے ممالک خوارزم کا قصد کیا اور اُسکا نائب موسیکا تھا جب تتار کو دیکھا اور اپنی جان پر ہلاکی کا خوف کیا معہ اہل وعیال چلدیا۔ اور یہ واقعہ ہے اُسوقت کا کہ تتار رومیہ نے جوار **غون شاہ** کے ماتحت تھے ہلاکیا اور **نخرجیحون** کو بجالیکہ وہ جمد (جمی ہوئی برف) تھی عبور کیا اور ارغون شاہ اپنے ٹھکانے

کو واپس ہوا۔

اب ایدکو بعد قطع مسافت خوارزم پہونچا اور قبضہ کرلیا اور اپنے سوارون کو لیکر بخارا پر چھاپا مارا اور اُسکے اطراف لوٹ کر پھر خوارزم کو واپس آیا۔ ایدکو کی اِس حرکت نے چغتائی کی آتش غضب بھڑکا دی اور ایدکو نے اپنی طرف سے خوارزم اور اُسکے مضافات پر مسمے انکا کو والی بنایا۔

بالاخران شہرون مین بھی امن چین ہوگیا اور مقیم و مسافر مطمئن ہوگئے کیونکہ خلیل سلطان نے یہ پالیسی اختیار کی کہ جو شخص بُرائی کرے اُسپر احسان کیا جاے اور جو غصہ ہو اُسکو منائے اور ہر بعید عن الصلح کو اپنے احسانات سے قریب کرے اور نفوس کو عطیات نفیس سے شکار کرے اور شیرون کو انعامات کے پھندون سے پچھاڑے۔

اِس پالیسی نے ہر قریب و بعید اور تمام صادر و وارد کو دوست بنا دیا اور عام رغبت لوگون کی خلیل سلطان کی طرف ہونے لگی مگر شیخ نورالدین اور خداداد فساد بڑھاتے رہے اور باہم دشمنی مین ترقی ہوئی اور بہت سے شہر اختلاف باہمی سے برباد ہوگئے۔

ذکر پیر محمد کا جسکو تیمور نے وصی کیا تھا اور تیمور کا نواسہ تھا اور باہم اُسمین اور خلیل سلطان مین جو ہوا

پھر پیر محمد بیتیجا خلیل سلطان کا وہ جسکو تیمور نے اُسکے بھائی محمد سلطان کے مرنے کے بعد ولیعہد کیا تھا قندہار سے نکلا اور سمرقند کا قصد بمعیت لشکر جرار کیا اور خلیل سلطان اور وزرا ر مملکت و اراکین سلطنت اور اعیان کو لکھا۔

مین ولیعہد سلطنت ہون اور تیمور کے بعد قائم مقام ہون تمام مملکت پر اپنے نانا کا تخت میرا حق ہے کیونکر خلیل سلطان غصب کر سکتا ہے۔ ملک میرا ملک ہے کیسے خلیل سلطان اُسکو چھین سکتا ہے۔

ہر شخص نے وزرا و اراکین سے اپنے لایق جواب دیا اور جو کسی کی سمجھ مین آیا وہ خطاب کیا مگر خلیل سلطان نے معارضہ کیا اور ہر مسئلہ کا جواب اُسکے برعکس دیا۔

مضمون جواب خلیل سلطان

اے پیر محمد یہ ہمارا مسئلہ دو حالت سے خالی نہین یا یہ کہ ملک بذریعہ نسبت ہی یا اکتساب اگر نسب اور رشتہ کا خیال ہے تو اسوقت وہ شخص موجود ہے جو مجھسے اور تمسے دونون سے زیادہ مستحق ہی یعنے میرا باپ امیران شاہ اور میرا چچا شاہرخ بھائی امیران شاہ کا تو چاہیئے کہ وہ دونون بالمناصفہ مالک ہون ہمکو ان دونکی موجودگی

مین کوئی حق نہین۔

تاہم مین زیادہ تر مستحق ہون کہ صاحب ملک ہون اور انتظام حسب خواہش ذی حق کرون اور یہ دو طرحسے ہو یا یہ کہ وہ دونون جھگڑا چھوڑین اور جو اُنکے مطالبہ کے قابل ہے میرے لئے علیحدہ کردین اور جو جسکے قبضہ مین ہے اُسپر قناعت کرین اور اُسکی حفاظت مین سرگرم انتظام ہون یا یہ کہ مجکو اپنے مقبوضات یا موروثات مین قائم مقام بنائین مین اُنکے حصہ کی حفاظت اور انتظام نیابتاً کرون۔

اور اگر ملک اکتسابی چیز ہے تو تمہاری تحریر ٹھیک نہین کیونکہ یہ پہلے سے کہتے آئے ہین کہ ملک عقیم (لاولد) ہے اسمین وراثت نہین جسکی تلوار وہ شہریار۔

ترجمہ شعر

گھوڑ و پہ زین باندھو ہتیارونکو جلادو	اور مستعد رہو تم غالب کا ہے زمانہ

اور اگر یہ زعم ہے کہ ہمارے نانا نے ہمکو ولیعہد بنایا اور اپنی وصیت مین زمام مملکت ہمارے ہاتھ مین دی ہے تو بتلائے اور سمجھ لیجئے کہ اُنکو جو ملک ملا تغلب سے ملا اور جو ملک اور بادشاہت حاصل ہوئی سب لوٹ مار جین جھپٹ سے ملی۔

اور اگر مان لیا جاے کہ وصیت کی تو تیمور نے اپنی زندگی مین
بلاد کی تقسیم کی اور اپنی اولاد کے نامزد کر دیا۔ مملکت اذربیجان میرے
والد بزرگوار کو اور ولایت خراسان مین چچا جان کو مقرر کیا اور
میرے بھتیجے پیر عمر کو عراق عجم اور یہ دیار اور تمکو منجملہ اسکے
قندہار کا والی بنایا اور اُسی کا تمکو وصی اور ولیعہد بنایا جیسا کہ لکھا
اور حکم دیا اور تیمور مظالم کا بوجھ اپنی گردن پر لیکر چلدیا اب کہئے
اس وراثت مین میرا حصہ کیا ہی وصیت کو چھوڑو۔

میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ میرے مقبوضات میرے
حصہ مین چھوڑ دئے جائین اور تم مین سے ہر اک اپنے اپنے مقبوضہ
پر قناعت کرے۔

اور باوجود ان تمام تحریرات کے مین تمکو باور کراتا ہون کہ اگر
میرے والد اور چچا تمہارے تابع ہو گئے تو مین تمہاری اطاعت
کو موجود ہون۔ یا اُنہون نے وصیت کو مان لیا اور تمہارے ہاتھ پر
بیعت کی تو مین بیعت کو حاضر ہون۔

اور اگر وہ حق راستہ پر چلے تو یاد رہے کہ ملک شکار ہے
اور وہی اُسکے لئے اولے ہے جو سبقت کے نیزے اُکھاڑ لے گیا
اور اللہ تعالیٰ نے موانعات کو اُسکے لئے دور کر دیا کیونکہ اللہ نے

میرے لئے اسباب ملک مباح کردئے اور یہ مسلمہ بات ہے
کہ مباح چیز پر جسکا ہاتھہ پڑگیا وہی اُسکا مالک ہی۔
علاوہ اسکے مدرسہ فقہ ملک کے تمام مدرسین یعنے اعیان و اراکین
دولت میرے تابع ہین۔ اور جنکو عقود (معاملات) سلطنت مین شرکت
ہے اُنھون نے مضاربتہ (چونکہ اول لفظ عقود بیان کیا ہے اسلئے
مضاربتہ لائے کیونکہ یہ بھی ایک عقد ہے یعنے ایک شخص کا روپیہ
اور دوسرے کی محنت اور یہان لفظ مضاربتہ سے معنی لغوی مراد ہین
یعنے لڑنا مارنا چھوڑ دیا) چھوڑ دی اور میری اطاعت قبول کی اور میری
تولیت مین (یا دشاہ ہونے مین) مرابحہ (نفع) سمجھے (لفظ تولیت
اور مرابحہ فقط عقود کے مناسبت سے لکھے) اور جب سب لوگ
میرے اخلاق اور برتاؤ سے واقف ہوگئے میرے
ہاتھہ پر بیعت کی۔
وزرا اور اعیان نے ایسے جواب دئے کہ ہرگز قابل التفات
نہ تھے نہ کان سُنکر روک سکتے تھے۔ البتہ خواجہ عبد الاول نے
کہ جو علماء کا افسر اور سادات و امرا ماوراء النہر کا مطاع تھا جسکے
احکام کے تیز جمیع امرا و روسا کے دلون پر جاگزین تھے جواب دیا
اور اچھا جواب دیا مفید اور مختصر مسکت پیر محمد معاون خلیل سلطان

جواب خواجہ عبد الاول

خواجہ نے علی وجہ التسلیم جواب دیا بیشک آپ امیر تمور کے ولیعہد ہین اور خلیفہ امیر بعد امیر مگر اسکا کیا علاج کہ آپکے نصیبے نے مساعدت نہ کی اگر نصیبا یاوری کرتا تو آپ امیر کے مرنے کے وقت تخت کے قریب ہوتے اب آپ کے مناسب حال یہ ہے کہ آپ اپنے مال پر اور جو آپکے قبضہ مین ہے اُسپر قناعت کرین اور آپ رحم کرین اپنے سوارون اور پیدلون پر اور جسقدر ممالک آپکے قبضہ مین ہین اُنکا انتظام کرین اور بے فساد بڑہائے اگر نہ مانینگے اور جو کچھہ اللہ نے دیا ہے اُسپر قناعت نہ کرینگے اور آپ اپنی مملکت سے قدم نکالکر اس طرف کا قصد کرینگے تو آپ سخت تکلیف مین پڑجائینگے اور یہ ولایت مقبوضہ ہاتھہ سے نکل جائیگی اور آپ رہ جائینگے مذبذب نہ اِدہر کے نہ اُدہر کے۔

سلطان خلیل کا سلطان حسین کو اپنی مدد کے لیے روانہ کرنا اور سلطان حسین کا خلیل سلطان سے بغاوت اور امرا سے میل و مخالفت

پھر خلیل سلطان نے فقط قول پر قناعت نہ کی اور فعلا دکھلایا اور

فوراً لشکر جرار پیر محمد کے استقبال کے لئے بزیر کمان اپنے باپ کے پھوپھی زاد بھائی سلطان حسین کے روانہ کیا اور چغتائی کے ہر سردار اور سربرآوردہ کو معین کیا اور سلطان حسین کی معاونت مین بہت آدمی دئے جن مین ایک کجول دوسرا ارغون شاہ تیسرا اللہ داد تھا یہ لوگ اسطرح چلے کہ گنتی مین بیشمار سامان مین بھرپور اور یہ واقعہ ہے غرہ نصف ذی قعدہ کا یہ لوگ نہر جیحون کو عبور کرکے اُسکے مضافات مین خیمہ زن ہوے اور اُسکے اطراف و جوانب مین پھیل گئے۔

ایک وقت یہ لوگ خوش حال خوش دل خنک چشم تھے کہ یکایک سلطان حسین بیمار بنگیا اور امرا کو بلایا کہ جو کچھ منصوبہ ہے اور جسکی فکر مین ہے اُس مین رائے لی اور پوشیدہ آدمیون کو بٹھا دیا دائین بائین چھپا کر اور یہ جب اُس شیر کی گودی مین اور اُسکی جیب مین آگئے اُنپر حملہ کیا جیسا شیر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے اور اپنے مشیرون کو چمکا دیا وہ ایسے گرے جیسے بھوکے ہریسہ (ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے) پر گرتے ہین پھر اپنے رفیقون کو زدوکوب کا حکم دیا جب یہ لوگ سست ہوگئے باندھ لئے گئے اور سلطان حسین بڑا غصیارہ اور دلیر تھا اور تھورا اور دبدبہ والا جو کہتا تھا کہنے سے پہلے ہاتھ سے کر بیٹھتا تھا فوراً انمین سے ایک شخص کا خون

بٹایا گیا جسکا نام خواجہ یوسف تھا اور تیمور کی زندگی مین بحالت عدم موجودگی تیمور نائب سمرقند ہوتا تھا یہ ایک مشہور امیر تھا یہ فوراً قتل کیا گیا اور دار آخرت کو بھیجا گیا۔

اسکے بعد سلطان حسین نے دعوی سلطنت کیا اور خلقت کو اِدہر اُدہر سے بلایا۔ اسوقت یہ سردار ڈر گئے اور سمجھ گئے کہ آفت آگئی۔

اللہ داد کا سلطان حسین کو فریب دینا اور اپنی ہلاکی کی تلافی مکر و جھوٹ سے کرنا

مگر اللہ داد نے اپنے دل خوف زدہ کو ٹھہرایا اور عقل جو گم ہو گئی تھی جب ٹھکانے آلگے تو مبادرت کرکے سلطان حسین کو پکارا اور بصد خضوع و خشوع اپنے ہمراہیون کی بقا کا خواستگار ہوا اور بعبارۃ فصیح ظاہر کیا کہ مین آپکا خیر خواہ ہون۔ پھر خلوت مین لیجا کر کہا کہ آپکی اِس کارروائی کا پہلے سے امیدوار تھا اور منتظر تھا کہ کسوقت جس امر کی پیروی مین آپ ہین ظاہر ہوتا ہے۔

اے امیر خلیل سلطان کو کہان سے یہ حوصلہ ہوا کہ اکیلا سلطنت کرے ہان اتنی بات ہے کہ مولانا سلطان یعنے آپکی ہیبت ملوک مین پھیلی ہوئی ہے اور اُسکو کسی سے کبھی واسطہ نہین پڑا اے مولانا اگر مجکو ذرا بھی خبر ہوتی تو مین تمام تدابیر حسب رائے عالی کرتا۔

اور آپکی طبیعت کریمہ شاہد ہے کہ جو مین کہتا ہون سچ ہے اور مین آپکا قدیم سے غلام خانہ زاد ہون۔ اور آپ اُن ممالیک اور سپاہیون سے دریافت کیجئے کہ اُنکو خداداد کی قید سے کس نے چھڑایا اور پھندون سے جیل کے کس نے نکالا اور خداداد کے آتش غضب سے کس نے نجات دلائی اُسکے ضرر رسانی کی آگ سے کسنے بچایا۔ اگر مین نہوتا تو خداداد سبکو ہلاک کرتا اور اُنکے بچون کو یتیم بناتا اور اُنکے بڑون چھوٹونکو جزع وفزع مین ڈالدیتا۔ اگر آپ اُنسے دریافت فرمائین گے تو وہ حقیقت حال سے مطلع کرینگے اور مجکو امید ہے کہ وہ لوگ جب آئے ہونگے بیشک آپکو اطلاع دی ہوگی اور اگر وہ بھی نہ کہین تو اپنے دل سے پوچھئے۔

اللہ داد برابر اپنے کلمات بلیغہ سے سلطان حسین کی فرعونیت کی آگ کو بجھاتا اور ہمیشہ اُسکے تکبر اور رعونت کے نتھنون مین نخلخے اپنے حیلون کے عنبر مکر اور مشک حسن بیان سے معطر سنگھاتا۔ اور اپنے حیلہ سازی کی کمان سے مکر کے تیر جن مین بہالین قضا وقدر کی تہین سویدائے قلب پر سلطان حسین کے بٹھلاتا وہ کارگر ہوتے تھے۔

آخرالامر یہ ہوا کہ سلطان حسین قریب مین آگیا اور اللہ داد کو اپنا مددگار دریافت کیا اور اُسکی رائے اپنے امور مین لینے لگا۔ مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن بیدل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

بیان چار حروف قبل روی

حرف دی پچھے پہلے یا حرف ساکن ہو یا متحرک اگر ساکن ہے تو یا حرف علت ہے یا حرف صحیح اگر حرف علت ہے تو وہ روف ہی۔

مثال روف کی

بیدل

بے بسی نے بنایا زندانی		خواب آنکھوں نے دور دیسے سرور
موت آئے تو روک ٹوک نہین		جان جائے تو سوگوار سے دور

ان اشعار مین واو رار مہملہ سے پہلے روف ہی۔

اور اگر حرف صحیح ہے تو اُسکو قید کہتے ہین ۔

مثال قید

چمن مین ریح عاصف کا نہین دخل		جھکے ہین بار برگ و بار سے نخل

اِس شعر مین خار منقوطہ لام سے پہلے قید ہے ۔

اور اگر ما قبل روی متحرک ہے تو یا بعد الف واقع ہے یا کسی اور حرف کے بعد واقع ہے اگر حرف متحرک بعد الف واقع ہے تو دخیل ہے اور الف ما قبل تاسیس ہے ۔

مثال دخیل و تاسیس

بیدل

یا رب رہے فیض شاد جاری		ہو نخل سخا مین آبیاری

لفظ جاری اور آبیاری مین الف تاسیس ہے اور رائے مہملہ دخیل ہے اور اگر کسی اور حرف کے بعد واقع ہے تو نہ وہ حرف قافیہ مین شمار نہ اُسکا کوئی نام ۔

اور سوا ان چار حرفون کے ایک حرف اور ہے کہ اُسکو ردف زائد کہتے ہین اور خواجہ نصیر الدین طوسی نے اسکا نام روی مضاعف رکھا ہے اور وہ حرف صحیح ساکن ہے جو روی اور حرف علت ساکن کے درمیان واقع ہو جیسے سین مہملہ اس شعر کے قافیہ مین ۔

مثال

راضی ہون تری رضا پہ ای دوست		انکار نہین جو کینچ لے پوست

چار حرف جو بعد روی کے ہوتے ہین

ایک **وصل** یعنے وہ حرف جو بے فاصلہ بعد روی کے آئے جیسے یاے تحتانی اِس شعر مین ۔

شعر

مرد تم پری پر وہ تم پر مرے		بس اب تم ذرا بیٹھو مجھ سے پرے

دوسرا خروج جو بعد حرف وصل کے آئے جیسے الف ذیل کے شعر مین بعد تاے مثناۃ کے ۔

شعر

جو سینہ پر کبھی وہ ہاتھ دھرتا		تپش دل کی مرے دریافت کرتا

تیسرا مزید، مزید وہ حرف ہے جو بعد خروج کے آئے جیسے ذیل کے شعر مین الف بعد یاے تحتانی ۔

شعر

عروسِ گور نے جسکو بلایا		اُسے آغوش مین اپنی سُلایا

چوتھا نائرہ ۔ نائرہ وہ حرف ہے جو مزید کے بعد آئے جیسے یاے تحتانی بعد ہمزہ کے اِس شعر مین ۔

شعر

تمنے دریا دلی یہ فرمائی	مجکو بخشا لباس سرمائی

اس شعر مین را مہملہ ردی ہے میم - وصل - الف خروج ہمزہ مزید یا ر تحتانی نائرہ ہے -

دوسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ ان حروف سے کس کسکا اختلاف جائز ہے اور کس کسکا ناجائز -

جواب

شہزادہ نے کہا روی کا اختلاف کسی طرح جائز نہین ہے - کیونکہ اُسپر قافیہ کا مدار ہے اس اختلاف کو اکفا کہتے ہین اور اکفا عیب فاحش ہے -

روف کا اختلاف عربی مین اسطرح کہ ایک جگہہ واو دوسری جگہہ یا جائز ہے جیسے معمول اور تعمیل کا قافیہ مگر فارسی مین جائز نہین البتہ ایک ہی حرف اگر کہین معروف اور کہین مجہول ہو تو جائز ہے جیسے گور اور نور - اُردو مین یہ بھی جائز نہین -

حرف قید کا اختلاف عربی مین جائز اور اُردو فارسی مین ناجائز اگر دونون حرف قریب المخرج ہون تو فارسی مین بھی بکراہت جائز ہے

جیسے نہر اور بحر۔
حرف دخیل کا اختلاف جائز ہے جیسے یاور اور ساغر۔

بیدل

دنیا مین نہین ہے کوئی یاور		بیخود رہون دیدے ایک ساغر

حرف تاسیس ہمیشہ الف ہوتا ہے اُسکا اختلاف ممکن نہین اور اگر بجاے اُسکے اور حرف آئیگا تو اُسکو تاسیس نہ کہین گے۔
ردف زائد کا اختلاف ناجائز ہے۔
ہر چہار حرف مابعد روی کا اختلاف ناجائز ہے۔

میسر اسوال

پھر حکیم الملک نے پوچھا کہ حرکات قافیہ کی کتنی ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا جن حرکات کے نام فن قافیہ مین مقرر ہین چہ ہین۔
اول۔ رس۔
دویم۔ اشباع۔
سویم۔ خذو۔
چہارم۔ توجیہ۔

پنجم۔ مجرے۔
ششم۔ نفاذ۔
رس ماقبل تاسیس کی حرکت کو کہتے ہین اور وہ ہمیشہ فتحہ ہوتا ہے۔
اشباع دخیل کی حرکت کو کہتے ہین۔
خدو۔ ردف یا قید کے ماقبل کی حرکت کو کہتے ہین۔
مجری۔ روی متحرک کی حرکت کو کہتے ہین۔
نفاذ۔ حرف مابعد روی کی حرکت کو کہتے ہین۔
نائرہ منجملہ حروف مابعد روی کے ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ ان حرکات مین سے کس کس کا اختلاف جائز ہے اور کس کس کا ناجائز۔

جواب

شہزادے نے کہا رس ہمیشہ فتحہ ہوتا ہے اسلئے کہ مابعد اُسکا تاسیس ہے جو ہمیشہ الف ہوتا ہے۔ اسلئے رس کا اختلاف ممکن نہین۔
اشباع یعنے حرف دخیل کے حرکات کا اختلاف حرف

اوس حالت مین جائز ہے کہ روی متحرک ہو جیسے اِس شعر مین۔

شعر

منہ پھیر دیا بھادرون کا	جی چھوٹ گیا دلاورون کا

مصرعۂ اول مین دال پر ضمہ اور مصرعۂ ثانیہ مین واو پر فتحہ ہے۔

حذو کے بعد اگر ردف واقع ہوا ہے تو اختلاف اُسکا کسیطرح جائز نہین۔

اگر حرف قید ہے تو درصورت متحرک ہونے روی کے اختلاف جائز جیسے اِس شعر مین۔

شعر

دل جو زلفِ یار سے وابستہ ہے	یہ حماقت دیدہ و دانستہ ہے

س۔ کے ماقبل کی حرکت مصرعۂ اولیٰ مین فتحہ ہے اور مصرعۂ ثانیہ مین کسرہ ہے۔

توجیہ کا اختلاف بھی جائز نہین مگر روی متحرک ہو جاے اور حرف وصل اُسکے بعد واقع ہو تو اختلاف اُسکے ماقبل کی حرکت کا جائز ہے الّا اسوقت مین روی کے ماقبل کی حرکت کو توجیہ

نہین کہتے کیونکہ توجیہ روی ساکن کے ماقبل کی حرکت کا نام ہی۔

مثال اختلاف حرکت ماقبل روی متحرک

شعر

کاش جب وہ تیغ مقتل مین چلے	پہلے میرے ہی گلے سے آ ملے

اِس شعر مین مصرعۂ اول کے لام کے ماقبل فتحہ ہے اور مصرعۂ ثانیہ مین کسرہ ہے۔

مجری اور نقاد کا اختلاف مطلقاً ناجائز ہے۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ قافیہ معمول کسکو کہتے ہین اور وہ معیوب ہی یا نہین۔

جواب

شہزادے نے کہا قافیہ معمول وہ ہے جو دو لفظ کی ترکیب سے قافیہ ہونیکی صلاحیت پیدا کرے یا ایک لفظ کی تحلیل سے۔

اول کی مثال یہ شعر ہے اُس غزل کا جس مین قافیہ کہلانا ملانا ہے۔

شعر

کہانتک ہو جفاؤن کا تحمل	قیامت ہے مگر پر دل آنا

قافیہ کہلانا کا دو لفظ سے بنا کر دل آنا کیا گیا۔

دوسرے کی مثال اس غزل مین قافیہ سحرائی۔ نظرائی ہے۔

شعر

کیون قیس بس ناقہ ہے یہ نغمہ سرائی	کیا محمل لیلی کی کہین سے خبر آئی

یہ قافیہ اگرچہ صنعتون مین شمار ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ مطلع مین دلیل عجز ہے۔

یہ جوابات سنکر حکیم الملک نے کہا کہ یہ مجلس علم قافیہ تمام ہوگئی مگر بنظر استفادہ عرض ہے کہ آپ اصل واقعہ قیس کا ارشاد فرمائین۔ شہزادہ نے کہا کہ اب وقت نہین کل بیان کرون گا۔

استفسار کیفیت قیس

اگلے روز حکیم الملک نے کہا کہ حسب الارشاد حاضرین کو قیس کی حالت سے سرفراز فرمائے۔

جواب

شہزادے کہا مجنون کا نام قیس ہے مگر بوجہ دیوانگی محمد دانا کہتے تھے۔ یہ کوئی ایسا ویسا آدمی نہ تھا ملوح بن فراخم عامری جو

قبیلہ بنی عامر کا رئیس اور سردار تھا قیس کا باپ تھا اور یہ بخدا واقع عرب کا باشندہ تھا۔ اسکی قسمت مین ریاست کے بدلے عشق کی وراثت آئی یہ آگ اسکے پڑوس سے اُٹھکر سر مین بھی جسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔

مجنون ابھی سات برس کا تھا کہ اُسکے گھر چند مہمان آئے چونکہ لیلی اور قیس کے گھر پاس پاس تھے اور دونون گھرانون مین کمال ارتباط اور اتحاد تھا اسلئے قیس کی مان نے اُسے لیلی کے گھر بھیجا کہ لیلی کی مان سے چھاچ کی ہانڈی بھروا لا جب قیس اُسکے گھر مین گیا تو لیلی کی مان نے لیلی سے کہا کہ بیٹی کوٹھری مین سے ہنڈا لاکر قیس کی ہانڈی بھر دے جب لیلی ہنڈا لیکر آئی اور قیس کی ہانڈی مین چھاچ ڈالنے لگی تو قیس نے ہانڈی کو نیچے رکھدیا اور لیلی کی بھولی بھولی صورت اور الھڑپن کو تکنے لگا لیلی نے بھی ٹکٹکی باندہ دی دونون اس کھیل مین ایسے محو ہوے کہ ہانڈی چھاچ سے بھر کر چھلک بھی گئی مگر لیلی ڈالے ہی چلی گئی یہانتک کہ چھاچ کا ہنڈا خالی ہوگیا مگر ان دونون کو محویت سے فرصت نہ ہوئی لیلی کی مان نے دیکھکر کہا کہ لڑکی دیوانی تو نہین ہوگئی کہ ساری چھاچ اُنڈیل کر زمین پر دریا بہا دیا اور ابھی تک دونون مین سے ایک کو بھی خبر نہین۔ یہ سُنتے ہی دونون شرما گئے مجنون بھری ہانڈی لیکر اپنے گھر چلا آیا۔ لیلی دوڑکر کوٹھری مین چھپ گئی۔ بڑھیا تاڑ گئی کہ

خدا خیر کرے بچپن کی لگی بُری ہوتی ہے ایسا نہو کہ یہ کھیل کچھ گل کھلائے اُسنے لیلی کو پکارا وہ بڑی دیر کے بعد آنکھین نیچی کئے ہوئے کوٹھری سے باہر نکلی۔

شعر

یہ نیچی نیچی نظرین کیا کیا نہ رنگ لائین	انداز ہی غضب ہی ظاہر تری حیا کا

لیلی کی ماں نے مجنون کا آنا جانا گھر مین بند کر دیا اور لڑکی سے کہا کہ اگر تو نے کبھی اس سے بات کی تو تو ہی جانے گی۔ مگر عشق کا خانہ خراب ہو یہہ دونون کے دلون مین گھر کر چکا تھا ادھر لیلی کو چٹک تھی اُدھر مجنون کو لٹک ہوگئی۔

شعر

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر	ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

مگر مجنون غریب نے تو ابھی ہوش ہی نہین سنبھالا تھا کہ بیچارے پر محبت کا آسمان ٹوٹ پڑا چنانچہ وہ خود اپنے ایک شعر مین کہتا ہے کہ مین لیلی پر اُسوقت عاشق ہوا کہ وہ بھولی بھالی مٹکنا سی تھی اور مین سات برس کا لڑکا تھا مجھے انگنا برس بھی نہین لگا کہ عشق نے آلیا۔

لیلا ؛ عامرہ بنت عامر بھی ایک پاکدامن باعصمت نیک بخت لڑکی تھی ہان طبیعت کی چلبلی اور پرلے درجہ کی شوخ ضرور تھی۔

قیس بھی آفت عشق سے پہلے بڑا صورت دار اور طرحدار لڑکا تھا ہمیشہ خوش پوشاک رہتا اور عمدہ سے عمدہ لباس پہنا کرتا تھا۔

ایک دن اسی سج دھج سے ایک خوبصورت سانڈنی پر سوار ہوکر گھر سے نکلا راستہ مین ایک ایسی جگہ سے گزرا کہ جہان اُسی قبیلہ کی کریمہ نامی ایک لڑکی اپنی ہمجولیون سے بیٹھی باتین کر رہی تھی اور اُسکی سہیلی لیلی بھی وہان موجود تھی۔ سجیلی قیس کی دلربا ادا اور اُنکی بانکی وضع کا جادو ان پر چل گیا سب نے ملکر کہا کہ قیس ہمسے باتین نہین کرتے۔ آؤ دیکھو کس مزے کی باتین ہو رہی ہین یہ تو خدا سے چاہتے ہی تھے اُتر پڑے اور یہان تک مزے مین آئے کہ غلام کو وہی اونٹنی ذبح کرکے کباب بنا ڈالنے کا حکم دیا اور سب نے مل کر اُسے چٹ کیا۔ تمام دن اس شغل مین گزار دیا اِدہر اُدہر کی وہ گپین اُڑائین کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے۔

جھٹ پٹا ہو چلا تھا کہ اتنے مین ایک شخص منازل نامی کہ وہ بھی قبیلہ بنی عامر سے تھا آنکلا سب کی سب لڑکیان اُسکی باتون مین جا گھسیں اور قیس کو بھول گئین قیس کو یہ حرکت نہایت ہی ناگوار گزری جھنجلا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور اس مضمون کا شعر پڑھتا ہوا چلا گیا کیا مین نے اپنی

اونٹنی اسی لئے فوج کی تھی کہ میرے عیش مین منازل شریک اور مخل ہو اور اُسکی صورت دیکھتے ہی سب بُہن بُہن کرتی ہوئین اُسکے پاس دوڑ جائین اور مجھے یہ گنگرون کی آواز صدائے صور ہو جائے۔

شعر

بھر بھر کے وہ دیتی ہین جو جام اور کسیکو	لے لے کے مزے پیتے ہین ہم خون جگر اور

اس جلسہ کی اور سب باتین تو دل لگی ہی مین ٹل گئین مگر لیلی کے دل پر قیس کے حُسن وجمال نے اپنا سکہ جمالیا قیس کو اس بات کی خبر بھی نہ ہوئی اور لیلی اُسکے اندرونی محبت مین لوٹ پوٹ ہو گئی قیس تو چلا گیا مگر لیلی کی رات جس مصیبت سے تارے گنتے ہوئے گذری اُسکا دل ہی جانتا ہے۔

شعر

کہون کس سے مین کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے	مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

میان قیس بھی دوسرے روز اُسی چاٹ پر پہرا اور ایک اونٹنی پر سوار ہو کر اُس سے بھی زیادہ بن ٹھن کر بنی عامر کے خیمون مین چکّر لگانے چلے منڈلاتے منڈلاتے کہان پہونچے لیلی کے خیمہ کے پاس۔ اُسوقت لیلی اپنی دو ایک سہیلیون کے ساتھ بیٹھی ہوئی دل بہلا رہی تھی قیس نے اُسے دیکھکر اپنی اونٹنی ٹھہرائی اور سب سے

صاحب سلامت کی لیلی کی ہمجولیون نے اپنی سہیلی کا اشارہ پاکر قیس سے کہا کہ آپ بھی آئے اور دم بھر بیٹھکر لطف صحبت اُٹھائیے۔ جب یہ اُترکر آبیٹھے تو اُنمین سے ایک بولی کیون جی ایک ایسی لڑکی سے تمہارا جی باتین کرنیکو چاہتا ہے جو تمہین چھوڑکر نہ منازل کی طرف متوجہ ہو نہ کسی اور کی جانب دیکھے قیس نے کہا ہان ہان بی خدا کی قسم مین بھی یہی چاہتا ہون۔

لیلی ایک عقلمند لڑکی تھی اُسنے اس بات کا اندازہ شروع کیا آیا میرے دلکی حالت نے قیس کے دلپر کچھ اثر ڈالا یا نہین۔ لیلی کی ہمجولیان تو قیس سے باتین کرتی تہین اور لیلی اُنکی بات کا ٹکراور ذکر چھیڑتی تھی اور کن انکھیون سے دیکھتی کہ قیس پر کیا اثر ہوتا ہی۔

شعر

نکلیگی کہو کس طرح یہ دلسے ہمارے	گھر کرتی ہی چھپ چھپکے جو رفتار محبت

لیکن عشق کے غماز دونون کی آنکھون سے ناز و انداز کے سوال و جواب کرتے جاتے تھے اور ایک دوسرے کے جذبۂ محبت رنگ دکھلاتے تھے۔

شعر

میانِ عاشق و معشوق رمزیست	کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

عشق کی جڑین دونون دلون مین جگہہ پکڑ رہی تہین کہ لیلی نے ایک بہت سخت امتحان کیا وہ کیا تہا کہ جب اتفاق سے بنی عامرہ کے قبیلہ کا ایک اور لڑکا آگیا لیلی قیس کے چہیڑنے اور اُسے جلانیکے لئے اُس لڑکے کو الگ لیجا کر دیر تک کانا پہوسی کرتی رہی۔

شعر

وای ناکامی مجنون سیہ بخت زبون	جسے لیلا بھی یہ کہتی ہے کہ سودای ہے

جب بہت عرصہ ہوگیا تو اُسے رخصت کر کے چلی آئی اور قیس کی صورت دیکہنے لگی کیا دیکہتی ہے کہ قیس کا تو عجب حال ہے غصہ کے مارے چہرہ تمتمایا ہوا ہے اور شدت غیرت سے یہ عالم ہے کہ ایک رنگ آتا ہے ایک جاتا ہے لیلی کے دلمین تو عشق کی آگ بہڑک ہی رہی تھی ضبط نکر سکی اور از خود رفتہ ہو کر وہ شعر زبان پر لائی جسکا خلاصہ اس شعر سے ملتا ہے۔

شعر فارسی

من تن شدم تو من شدی من جان شدم تو من شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

شعر اردو

اک حشر بپا تہا دمِ اظہار محبت	رفتار قیامت ہوئی رفتار محبت

یہ شعر سنتے ہی قیس کے رہے سہے ہوش جاتے رہے۔ دہم سے زمین پر گر پڑا۔ لیلی کی ہمجولیان گہبرا کر۔ اے ہے کیا ہوا۔ ای ہی کیا ہو

کہتی ہوئی دوڑیں۔ کسی نے منہ پر پانی چھڑکا۔ کسینی نے گلاب کا عطر سنگھایا کوئی کیوڑا لے دوڑی۔ کسی نے تلوے سہلائے۔ کسی نے کانوں میں تیل ڈالا جب جا کر ذرا ہوش آیا۔

ظہورالدین احمد۔ قائل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی

۱۔ امرائے عظام سے + + + + + + ۵

۲۔ پبلک سے + + + + + + ۷

۳۔ باہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک۔ ۸

۴۔ جو صاحب سب سے اعلی مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے انکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

۵۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام ہیرالال صاحب نشاط نائب مہتمم محبوب پریس حیدرآباد علاقہ مہاراجہ بہادر پیشکار و مدارالمہام سرکار عالی پہونچنی چاہیئے



لعظمت اللہ

خزان شواہ وار شکین پرند

بنالا وول العدوین کرشاہ وبد بصفی

خبار کرتے ہیں جون صبحگاہ

آصفی

سنہ ۱۳۲۰ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ہماری رسالہ جسمین نظم و

نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے

بانی بہانی عالیجناب راجہ راجہ بان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص شاد

تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی پیشکار و مدار المہام سرکار عالی ہین

حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی ہیرالال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاوہ پیشکاری سے

شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۶) جلد (۶)

نمبر سلسلہ	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	ترجمہ تیموری حصۂ دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب۔ بیدل
۲	۱۷	بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب ظہور الدین احمد صاحب۔ قائل



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بقیہ حصۂ دوم تاریخ تیموری

جب سلطان حسین نے جان بخشی کا احسان اللہ داد پر رکھدیا تو اُسوقت اللہ داد کے رفقا کے بارہ مین مشورہ لیا اللہ داد نے کہا یہ امر مسلم ہے کہ خلیل سلطان نے اپنے احسان وانعام سے خلقت کو اپنا کیا اگرچہ شجاعت وتہور کا مادہ کم تہا مگر پہلوانون اور دلیرون کو اپنے احسان اور داد دہش سے غلام بنا لیا ہے مگر مال مآل کا رجانیوالی چیز ہے اور آپ بفضلہ آپکی سخاوت مشہور ہے اور آپکی شجاعت کا ڈنکا پہلوانون مین بج رہا ہے اور آپکے شکست دینے والی تیزون کے نشان سردار اور رئیسون کی پیشانی پر ثبت ہین اور آپکی فتحمندی کے پرچم زمانے کے قلعجات پر اُڑ رہے ہین

ترجمہ شعر

کتنے کتنے ذی شجاعت چوٹرو پر کہا تیرے	بھاگتا ہی دیکہکر تجکو وہ بہتا پا دتا
جب ہوا تو معرکہ مین معرکہ کا چشم وسر	فتح سر مین آنکہہ مین دروازۂ نصرت کہلا

اور مجکو یقین ہے کہ تمام لشکری ترے ظہور سے خوش ہونگے اور دل ہاتہون اُچہلنے لگین گے کیونکہ تیری حرکت کی خوشی مین اُنکو سکون وطمانیت حاصل ہوگی ۔

اُنکو اسوقت ایسے سردار کی ضرورت ہے کہ جسکی تدابیر کے

قواعد سے وہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرین وہ ایسا سردار ہو کہ جیسے سیل روان یا بحر دخار اگر بلائے تو منصور اور اگر بلایا جائے تو مددگار جیسا کہ مفہوم شعر سے واضح ہے ۔

ترجمہ شعر

صاحب تدبیر کو وصف شجاعت فضل ہی	ہوتا ہی ذوالرای دنیا مین مدبر اور دلیر

اور جیسے دوسرے شاعر نے کہا ہے ۔

ترجمہ شعر

معرکہ مین فتح پاتا ہے وہی مائی کا پوت	موت کو آنکھو نسے دیکھی سامنی اور جا پڑے

اس زمانہ مین اس جبہ کلی کا کوئی آدمی سوا ترے نظر نہین آتا ۔ اور قوت ۔ کرم حسب ترے ساتھ ہے جب تو چلتا ہی چلتے ہین جہان ٹھہرتا ہے ٹھہرتے ہین ۔

اگر شاہ ملک اور نور الدین سن پائین کہ تجسا حصن حصین اُنکا پشت پناہ ہے تو وہ اپنے قصد کی سند روایت تجھ تک پہونچادین اور تیری حمایت مضبوط مین جاگزین ہون ۔

خلاصہ یہ ہے کہ تو سبکا سردار ہے اور وہ سبکے سب تیری غلام ہین اور جب یہ بات ہوئی تو وہ سب ترے قابو مین آجائینگی تجکو اختیار ہے خواہ اُنکو باقی رکھ یا ہلاک کر مگر اُنکا باقی رکھنا قرین مصلحت ہے

غلام ہمیشہ مراحم آقا کے امیدوار رہتے ہین اور اگر اقتضاے رائے عالی یہ ہے کہ ہم کل پا بجولان ہاتھون مین ہتھکڑیان مقید رہین تو رای عالی اعلی ہے اور اتباع مرضی مولی اولی ۔

سلطان حسین نے اللہ داد کی راے مان کی اور بذات خود اُسی وقت سے اُسکی راے کو اپنے لشکر کا جھنڈا قرار دیکر اُسکے پیچھے پیچھے ہولیا ۔

سلطان حسین کا اپنے امرا سے عہد میثاق لیکر معہ اُنکے خلیل سلطان پر حملہ کرنا

سلطان حسین نے اپنے امرا کو طلب کیا یہ سب اُسکی سطوت کے جیلخانہ مین مقید تھے اور انکے متعلقین نے قصد کیا کہ اپنے ٹھکانے جالگین اور مخبر ہر اک کے مکان کو گئے اور وہان رونا پیٹنا پڑ گیا ۔ سلطان حسین نے امرا کو طلب کر کے حلف کی بھاری بھاری بیڑیان اُنکے پیرون مین ڈالدین کہ تم خلیل سلطان کے حملہ مین دکھ سکھ کے شریک رہو ہر اک نے قسم کی بیڑی کے لئے پیر بڑھایا اور یمین کی ہتھکڑی کی طرف ہاتھ دراز کیا اور حسب مرضی سلطان حسین سب نے معاہدہ کیا کہ ہم جان مال اہل وعیال سے جان نثاری کو

حاضر ہین -

جب سلطان حسین کو بعد حلف لینے کے اطمینان ہو گیا اور بدظنی جاتی رہی ان سبکو بدستور قید رکھا اور بقصد سمرقند پلٹا اور بجانب خلیل سلطان ایک قاصد روانہ کیا کہ مین عنقریب بعد عبور جیحون عازم سمرقند ہون آپ مستعد جنگ رہین مین اپنے مامون کے (تیمور) کے ملک سے حصہ لونگا اور دوبارہ تخت نشینی منازعت کرونگا -

خلیل سلطان کا بمعیت لشکر سمرقند سے سلطان حسین کے لئے جانا اور سلطان حسین کا ناکامیاب واپس ہونا

خلیل سلطان فوراً سلطان حسین کے استقبال کے لئے سمرقند سے نکلا -

اُدہر سلطان حسین نے اللہ داد اور اُسکے ہمراہی شیاطین مقید کو طلب کیا اور دوبارہ اُنسے تجدید عہود کی اور بیڑیان عہد و پیمان کی بھاری بھاری اُنکے پیرونمین ڈالکر اپنی اپنی خدمت پر مامور کیا اور اختیار بندوکشاد دیکر خلعت سے سرفراز کیا اور انعامات دیکر

بہت احترام وعزت کی اور اُنکے متعلقین کو امیدوار انعام کیا اور
اس تمام جمعیت کے ساتھ کوچ کرکے بمقام کش پہونچا۔

اللہ داد نے بہت عرصہ ہوا کہ خلیل سلطان کو اپنے
واقعات اور گرفتاری کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اے خلیل سلطان
تیری فال مبارک ہے اور امر حمید ہے۔ آپ بعزم استوار اپنی
جگہ سے حرکت کریں دونوں بازو لشکر سلاح بندی سے لوہے
کے نظر آئیں کیونکہ انکا مقابل یعنے سلطان حسین شکار ہے اور
اللہ عنقریب تیری مدد کریگا آپ اُسکے کید و مکر سے کچھ اندیشہ نکریں
اگرچہ آپ صاحبزادہ ہیں مگر وہ نوعمر ہیں کہ آپکی ہوائے صحبت
نے دلوں کو جوان بنا دیا اسلئے آپ شیخ سلطنت ہوگئے اور سب
لوگ آپکے مرید بنگئے۔

سلطان حسین بھی مدینہ کش کے قریب پہونچا۔

اسوقت سلطان حسین نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور قریب
تھا کہ اپنی دلاوری اور شجاعت دکھلائے اور غضب وطیش کا اظہار کرے
اللہ داد کو میمنہ پر مقرر کیا اور میسرہ پر اُسکے دونوں رفیقوں
(کجول ارغون شاہ) کو قائم کیا۔

جب دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے اور قریب تھا کہ لڑائی چھڑجائے

اور عہود و پیمان کی تکمیل کا وقت آگیا راستے مسدود ہو گئے اور شیران دلاور اور جوانان زور آور بھبکنے لگے اور ہمراک نے اپنی جگہہ سے مبادرت کی دفعتہً اللہ داد اور اُسکے ہمراہیون نے خلیل سلطان کے لشکر کا قصد کیا اور سلطان حسین کا لشکر تتر بتر ہو گیا اور لشکر کی عزت کے کپڑے سے اُتر گئے اور رنگے نامرادی اور ہلاکی کے کپڑون مین لپٹے ہوے رہگئے اور سلطان حسین اِس آفت ناگہانی سے یہانتک پریشان ہوا کہ کچہ ساز و سامان کی خبر نرہی اور ناکامیاب مثل قصہ خفے حنین (یہ قصہ مفصلاً اوپر بیان ہو چکا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائین) واپس ہوا اور جنگل و بن کو قطع کرتا ہوا اپنے نامور زادہ بہائی شاہ رخ صاحب ہرات کے پاس پہونچا۔

تہوڑا ہی زمانہ گزرا تہا کہ سلطان حسین مرگیا۔ ہم یہ نہین بتلا سکتے کہ سلطان حسین کو کوئی دوا رہلک پلائی گئی یا اپنی موت سے مرا۔ سلطان حسین کا یہ انجام ہوا اور خلیل سلطان بیفکر خوش و خرم اپنے ملک کو واپس ہوا۔

بقیہ حال پیر محمد کا کہ اُسکو اپنے قصد سے کیا خوشی اور غم ہوا اور انجام کار کس وبال

وحزن مین گرفتار ہوکر نقصان اُٹھایا

پیر محمدؒ نے اپنے نکلنے مین بہت کوشش کی اور طلب کے باغیچون اور مرغزارون مین گھوما اور بعد گفت وشنید و آمد رفت مراسلات یہ قرار پایا کہ بسم اللہ آئے ہمین میدان ہمین گو۔ منازل جنگ مین فروکش ہون اور بروج مقابلہ ومقاتلہ کی سیر کرین۔

پیر محمدؒ کے یہان متولی امور دیوانی اور استوار کنندہ قواعد ملک وسلطنت ایک شخص تہا جسکو پیر علی تازکہتے تھے یہ شخص حامی ملک تھا اور محافظ طرق۔ میدان مملکت کی ناف۔ اور دائرۂ فرمانروائی کے آسمان کا قطب۔ علماء اوقات واحوال کا پیشوا۔ اور جناح لشکر کی قوت پرواز تہا۔

پیر علی تازنے عساکر قندہار سے وہ لشکری پہاڑ انتخاب کیے کہ اگر قندہار پر جہک جائین تو اُسکو گرادین اور ایسے عزم سے کہ تلوار سے زیادہ تیز تہا ارادہ کیا اور ایسے جزم سے کہ نیزہ سے زیادہ نفوذ کرے اِس لشکر جرار اور بحر ذخار اور سیل کثیر کو لیکر چلا اور جیحون پہونچکر ٹہرا اور اس بحر مواج کو حکم دیا کہ نہر سے عبور کرین اب اللہ نے دو بحرون کو ملا دیا ایک کا پانی میٹھا خوشگوار دوسرا کڑوا زہر اس مجمع عساکر نے اپنی کشتیون سے بحر (وسط)

نہر کو شق کیا اور مثل بنی اسرائیل کے نہر سے عبور کیا۔ اور یہ افسر سخت مزاج کالخشب انکو لیکر مضافات نخشب مین مقیم ہوا۔

عساکر خلیلیہ کا جنود قندہار سے مقابلہ اور اُنکا بوجہ ہزیمت آفت مین پڑنا

خلیل سلطان نے پہلے ہی سے اپنا بندوبست کر لیا تھا اور تمام ملوک سے عہد لئے تھے کہ حاضر دربار دولت ہون اور اشجار وظائف سے کرم کا پھل چنین اور شیاطین قندہار کی لڑائی کے لئے مستعد ہون عوام وخواص نے **لبیک** کہا اور اعیان ریاست سے جو لوگ بستان خلیل کے اشجار احسان سے بار ور تھے جمع ہو گئے حتی کہ اس بحر مواج عساکر کو ہر طرف سے جن وانس کی موجین آنے لگین۔

چغتائی اور جتا کے روس۔

بلاد ترکستان کے فرعون۔

فارس عراق رستمدار کے سوار۔

خراسان ہنود تتار کے اجنہ۔

اور وہ لوگ جنکو تیمور نے وقت کے وقت کے لئے رکھ چھوڑا تھا

اور جنکو کبھی سفر و حضر مین اپنے سے جدا نہین کیا تھا اور تمام امورات خیر و شر کے لئے نگاہ رکھا تھا۔

ترجمہ شعر

موت سے ڈرتے نہین ہین یہ سوار	جبکہ چکی جنگ کی چکر مین ہو

پھر نئے سر سے اُنپر احسانات کی فاتحہ دم کی اور اُن مین سے دوست خیر خواہ کو انتخاب کیا۔ اور عطیات کی زرین از سر تا پا پہنا دین اور ہر اک کے قامت امید پر دُہرے دہرے خلعت انعام سجا دئے گویا کہ زمین نے اُنکے لئے اپنے خزینے کھولدے اور اپنی معادن سے جواہرات اور فلزات ظاہر و باطن بکھیر دئے۔

ہر پیدل اور سوار کی ان نفائس سے مزین ہوکر یہ حالت تھی کہ اپنے حسن ہیئت سے پردہ نشین دلنون پر عیب لگاتے تھے۔

اُنکی یہ حالت تھی کہ مکارہ فتح کے اُنکی سالنون سے آتے تھے اور چمکارے نصرت کے اُنکی چمکتی ہوئی بیرقون سے نکلتے تھے سبع مثانی (سورہ الحمد) ابواب کامیابی کی اُنکے چہرون پر فاتحہ (لکھی ہوئی)

یہ لشکر اسی طرح بعد کوچ و مقام کے بمقام **قرشی** پہونچا۔ یہ ایک شہر ہی جسکا ذکر اُپر آچکا ہے۔ یہان پہونچکر یہ لشکر مقام گزین ہوا۔

یہ واقعہ ہی ۱۲۱۸ھ غرۂ رمضان المبارک یوم یکشنبہ کا۔

ان دونون فوجی دریاؤن کا دامن ملگیا ہراک نے تفرق اور تتر بتر ہونے سے اپنی سیل کو روکا اور پلٹنون اور رسالونکی اغبار سے حفاظت مین رانکو تمام کیا۔

ترجمہ شعر صاحب کتاب

ہوئی روشنی یون اندہیرے وا	کہ جسطرح کالی سی چمکے ہے ما

جب فجر نے اپنی نقرئی تلوار میان سے لی اور اُسکی ڈہال کا سونا ظاہر ہوا اور جو (باین سمار والارض) کی تختی پر جو کچہ رات نے لکہا تہا وہ سیاہی دہو ڈالی یہ پہاڑ لیعنے عساکر طرفین ٹکرانے پر مستعد ہوگئے اور ان قبائل کے دلون مین آتش حمیت لبغرض بیخ کنی مشتعل ہوئی ہر لشکر نے میمنہ میسرہ مقدمہ موخرہ درست کیا اور باہم بعد قربت کے اشارے کنائے ہونے لگے اور امداد باہمی اور شد امد کی برداشت پر تیار ہوگئے اور رجز پڑہنے لگے اور شعر فخریہ گانے لگے اور جانبین سے مبارکباد دینے لگے اور پلٹنیں پلٹنونکی طرف اور رسالے رسالون کی طرف متوجہ ہوے اور بلند ہوگیا اندہیرا غبار کا نیزونکی پیکانون تک حتیٰ کہ دیکہنے والے کو نظر مین ستارے رات کے اور اس غبار مین نیزون سے خون کے چشمے

جاری ہو گئے پہر بعد نصف النہار کے غبار کم ہوا اور پہاڑ قندہاری گر پڑا اور کامیابی اُن بڑے بڑدن کی مٹگئی۔

اور لغزش کا غبار پھیل گیا اور خبر شکست فاش ہوگئی اور آوازہ فتح خلیل سلطان آفاق مین اور گیا اور اطراف مین نعرۂ نصرت خلیل بلند ہوا۔ اور پیر محمد اسطرح شکست کھا کر بھاگا کہ اوسکے سر تک دریائے بلا کی موجزن تہا اور دلمین چقماق تباہی شعلہ زن تھی گویا کہ دلمین سچے کوئلون کی آگ روشن تہی اور جگر مین کیکر کی لکڑی کی آگ ملتہب تھی پیدلون کا لشکر اور پہلوان بیکار ہوگئے اسباب سب لٹگیا اور حریم غلام باندیان قید ہوگئے اور بہلا برا نیا پرانا اسباب غارت ہوگیا اور دامن ہزیمت کو سنبہال کے بہاگا اور سمجہا کہ جان بچا کر بہاگنا نصف غنیمت ہے (غنیمت اوس کو کہتے ہین جو قوم فاتح کو کچہہ ملتا ہے) جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

ترجمۂ شعر

لوٹنا سالم ادہوری فتح ہے	جان کا بچنا غنیمت جان لے

اور خلیل سلطان فتح و نصرت کا جہنڈا بلند کئے اسطرح پلٹا کہ کون و مکان مین روشنی ہوگئی اور شمل صبح کے مملکت خلیل روشن ہوگئی اور ضولت خلیلی کا عالم مین چرچا ہو گیا۔ خلیل سلطان نے

شکر خداوندی ادا کیا اور ماہ رمضان کے روزے موضع
چکدلیک مین ادا کئے۔

لشکر عراق کا خلیل سلطان پر خروج بڑی کوشش سے اور قصد وطن کرنا

پہر غرۂ شوال ۸۰۰ھ کی شب دوشنبہ مین عراقین (کوفہ) کے
سردار اور شجاع اسطرح نکلے کہ اہل وعیال بال بچے اتباع واولاد
ساتہہ تھی (اہل عرب کا دستور تہا کہ جب کسی معرکۂ جنگ مین جی توڑ کے
لڑنے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویون اور بچون کو میدان جنگ
مین لاتے کہ بھاگ نہ سکین اور حمیت اسکی مقتضی نہو کہ مستورات اور
اولاد کو چہوڑ کر جان بچائین مگر یہہ لوگ بقصد وطن نکلے تھے)
انکا افسر حاجی باشا تھا یہہ لوگ اوسکے فرمان بردار تھے جو
چاہے کرے۔

یہہ لوگ شجیع اور رعب داب کے آدمی تھے ان کے
ہم صحبت **سلطان علاء الدین** سلطان احمد بغدادی کا بیٹا تہا
جیسکو تیمور نے قید سخت مین رکہا تہا اور خلیل سلطان نے اوسکو
رہا کیا اور ذی مرتبہ بنا دیا۔

ایک وقت سب لوگ اپنی عید کی فکر مین مشغول تھے کہ ان روسا عراق نے ہاتھہ اوٹھائے اور شاید انمین پہلے سے کچھہ کہی بدی تھی اور یہہ لوگ رات کے اندہیرے مین نکلے اور عرائس (دلہنین) عراق کیطرف متوجہ ہوئے اور ماوراء النہر کی پردہ نشینون کو طلاق دیکر اونسے بیزار ہوگئے - اور وجہ یہہ تھی کہ اونہون نے سن لیا کہ دارا عراق نے اپنے بانی کو ہمان کیا اور وہان کی سلطنت کی نہرون کا پانی اپنے ٹہکانے سے بہنے لگا جب یہہ چلے نہ کوئی ان کا راہ گیر ہوا نہ کسی نے تعاقب کیا نہ کسی کو یہہ قدرت ہوئی کہ چلنے سے اونکو روکے وہ لوگ قطع جیحون خراسان پہنچے - اور چون کہ جس نے جس جگہ اونکی کیفیت سنی تعرض کیا بوجہ عدم اتفاق اون کا مجمع متفرق ہوگیا اور عراق پہنچنے سے پہلے وہ متفرق شہرون مین رہگئے اور دیگے ایران کدہر توران کہان دجلہ کہان جیحون -

خلیل سلطان نے اسی جگہ عید کی اور بعد دو گانہ عید الفطر اپنے وطن کو واپس ہوا -

پیر محمدؐ نے شکست کیا کر اور
قندہار پہونچکر کیا کیا

جب پیر محمد قندہار پہونچا اور گہر مین جا ٹہرا تو تمام کاروبار پریشان ہوگئے اور اوسکے دلیر لوگ محلون کے گرد گہومنے لگے اور اوسکے لشکر کے کواکب سیارہ سے بدور (سردار) چکر لگانے لگے اور شب و روز آتش غم بڑہکنے لگی اپنی جی ہی جیمین افسوس سے اوتنے لگا اور غم کے شعلے دل و جگر سے اوٹہنے لگے اور چون کہ کم عقل اور بے شعور تہا مرغان فرامین اقالیم کے باشندون کیطرف اوڑانے لگا اور اسپنے احباب کو جنکی دوستی پر وثوق تہا اور جنسے عہد و پیمان تہے خلیل سلطان پر برانگیختہ کیا اور اپنے زخمی دلکا علاج ہر دل جلے اور سلیم القلب سے کرنے لگا بہون نے منظور کیا اور بسر و چشم لبیک کہا اور تمام وادیمین اور پہاڑ سوار و پیدل سے بہر گئے اور ایک قاصد معہ مراسلہ خلیل سلطان کے پاس روانہ کیا۔

مضمون مراسلہ پیر محمد

یہہ امر پیش نظر رہے کہ ہماری اول صف آرائی یون ہی اچانک بے پروائی سے تہی کہ تمام ہوگئی یا یہہ سمجہے کہ ایک شرارہ تہا جسکے بجہانے مین سہل انکاری کی گئی تو بہڑک اوٹہی۔

اور اگر مین پہلے سے سمجہتا اوس بات کو جو اخیر مین سمجہا یا ڈرتا اور پرہیز کرتا اوس سے کہ جسکو حقیر خیال کیا یا امر اہم جانتا اوس امر کو جسکو

چھوٹا سمجھا تو بلاشک مین فتحمند ہوتا اور شکست نکھاتا اور اپنے
مطالب پر غور کرتا تو لغزش نہوتی لیکن مین نے سوچ سمجھہ سے کام
نہ لیا اور اپنی سلامتی کو ضائع کیا مین نے یہہ امر اونکیو نکے اشارہ
مین نکلتا سمجھا اس لئے کف افسوس کاٹنے پڑے ۔

باوجود ان سب امور کے آپ کو یاد رہے کہ آپ کے لشکر
کی جراری اور قوت امداد و پشت دپناہی ۔ تیرون کی دھوم بختیاری
تلوار کی کاٹ نیزہ کا رشد یہہ سب کچھہ روسای عراق کے
بدولت تھی اور اسکا نتیجہ تہا کہ اتفاق سے اون کا آپ کا اتفاق
ہوگیا ۔ اب آپ مین اونمین بگڑگئی اتفاق جاتا رہا اور خلاف پیدا
ہوگیا مین خیال کرتا ہون کہ اسنے آپ کے جگر کو پارہ پارہ اور فکر
کو مختل کردیا اور مین پھر تازہ دم ہوکر آتا ہون نہ فوج مین کوتاہی
نہ ہتھیارون مین کمی آپ مستعد جنگ رہیے اور یقین کر لیجئے کہ اب
صفحہ ہستی سے آپ کا نام مٹگیا کیونکہ آپ جانتے ہین کہ لڑائی مثل
ڈول کے ہے ابہی اسکے ہاتھہ مین ہے اور ابہی دوسرے کے
کل آپ کی ہمپر چلگئی تھی اسیطرح کلکو ہماری آپ پر چلے گی فقط

پیر محمد کا خلیل سلطان پر مکرر حملہ کرنا
اور پہلے کیطرح شکست کہاکر بہاگنا

پیر محمد اپنے لشکر اور اعوان کو لیکر خلیل سلطان کیطرف متوجہ ہوا اور جیحون کو عبور کیا اور بمقام **حصار شادمان** پہونچا۔

اوہر سے خلیل سلطان پلٹنین اور رسالے بیشمار لیکر نکلا اوسکے لشکر کے سپاہی گویا مدیان اور چیچڑیان اور مینڈکین تھے کہ جو خونکا دریا بہا دین (اس تشبیہ مین اول تشبیہ جراد (مدی) یہہ بتلاتی ہے کہ فوج کے دل تھے جیسے مدی دل۔ اور دوسری تشبیہ مین اشارہ ہے کہ یہہ سپاہی خون عدو کے ایسے پیاسے ہین جیسے جوئین اور چیچڑین ہوتی ہین۔ تیسری تشبیہ یہہ ظاہر کرتی ہے کہ یہہ فوجی لوگ بعد کمسان اور قتل کے جب خون کی ندیان بہ جاین اسی طرح للکارتے رہتے ہین جیسے مینڈک مہہ برستے مین) خلیل سلطان یہہ فوجی پہاڑ اور بحار لیکر باطمینان بڑہا یہانتک کہ خود قندہار سے جا ملا اور لشکر قندہاری اوتنا ہی تھا جیسا اوپر ذکر کیا گیا لیکن عساکر قندہاری کے دل جلنے کے لئے آتش خلیل کی چقماق شعلہ فگن تھی چونکہ یہہ فوج صدمۂ شکست سے مثل مارگزیدہ کے تھی یہہ مصرعہ اُنکے حق مین درست تھا اور مثل راست۔ چنانکہ مارگزیدہ ز ریسمان ترسد۔

مصرعہ رند

ہمین کا ٹا ہی جیسے سانپ نے رسی سی ڈسی ہے

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن۔ بیدل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

غرض قیس اور لیلی کی محبت کی یہی ابتدا اور یہی درس عشق کا مدرسہ تہا نہ کہ وہ عام مکتب کہ مشہور عوام ہے۔

شعر

عقل کے مدرسے سے اوٹہہ عشق کے میکدے میں آ	جام فنا و بیخودی اتو پیا جو ہے سو ہو

اسی محبت نے دونون کے دلون کو گرفتار الفت کر دیا۔ لیلی چونکہ گہر کی بیٹنے والی اور سنجیدہ و شریف عورت تھی اوس نے دلپر ہزار کوفت اوٹہائی مگر ننگ خاندان کے لحاظ سے قدم باہر نہ نکالا لیکن قیس پر یہہ اثر ہوا کہ وہ اپنا آپ رقیب بنکر مان

باپ عزیز و اقارب و دوست احباب کو چھوڑ کر صحرا نورد ہو گیا۔
قبیلہ بنی عامر کے فرودگاہ کے پاس جو ریت کے ٹیلے تھے اونہین مین پڑا رہتا اور رات دن ہائے لیلی ہائے لیلی پکارا کرتا۔ عریانی کا لباس پہنا ننگ خاندانی کے لباس سی ننگا ہوا۔

شعر

تن کی عریانی سی بہتر نہین دنیا مین لباس	یہہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اولٹا

کھانا چھوڑا پینا چھوڑا جو قافلہ اودہر سے گزرتا اوسے بھوکا پیاسا ننگا دھڑنگا پاتا گو صحرا اور ریگستان ہی مین رہتا تھا مگر لیلی کی کوشش نے وادی نجد کو مرکز بنا دیا تھا جہان بنی عامر کے قبیلہ کا مسکن اور ٹھکانا تھا وہین قیس کا رہنا اور چکر لگانا کوئی راہ گیر کیون نہ ملجائے اوسکے ہاتھہ لیلی کو پیغام محبت بھیجتا۔

شعر

موئی ذی قیس سے عاشق کو تنکی چنوائے	وہ ایسی کیا تھی مین قربان کلموئی لیلی

اگر کوئی اوس سے بات چیت کرتا تو مطلق جواب نہ دیتا ہان اگر کوئی لیلی کا ذکر چھیڑ دیتا تو مجنون سے پیچھا چھڑانا دوبھر ہو جاتا اوسوقت باتین بھی ٹھکانے کی کرنے لگتا۔

اوس زمانہ مین اسلامی حکومت کا یہہ قاعدہ تھا کہ جس طرح

کفار سے جزیہ لیا کرتے تھے اوسی طرح مسلمانون سے بھی زکوۃ
وصول کرتے تھے اون دنون مین **نوفل بن مساحق** نامی ایک
شخص بنی عامر سے زکوۃ وصول کرنے پر مامور تھا جب نوفل ادہر
سے گزرا تو مجنون کو آہ و بکا کرتے دیکھکر لوگونسے پوچھا کہ یہہ
کون ہے اور کیون روتا ہے لوگون نے تمام واقعہ کہہ سنایا
نوفل کو اوسکے حال پر نہایت ترس آیا اور پاس جاکر حال پوچھنا
چاہا اوسکے ساتھیون نے کہا کہ جبتک لیلی کا ذکر نہ چھیڑوگے یہہ
بات نہین کرنے کا نوفل نے مجنون کے سامنے اگر لیلی کا
ذکر چھیڑا مجنون فوراً مخاطب ہوگیا اور نوفل سے خوب باتین
کین اور نہایت تڑپتے ہوئے آپ اپنے اشعار سنائے
نوفل نے کہا اچھا آپ کی مرضی ہے کہ مین لیلی کے ساتھہ آپکی
شادی کرادون مجنون کی اس سے زیادہ تمنا ہی کیا تھی کہا مان
مگر یہہ کیونکر ممکن ہے نوفل نے کہا کپڑے پہنو اور میرے ساتھ
ہولو غرض نوفل نے اوسے کپڑے پہنائے اور اپنی ساتھہ
لیکر قبیلہ بنی عامر کی طرف روانہ ہوا۔

جب بنی عامر کو اس کی اطلاع ہوئی تو سبکے سب ہتھیار باندھ
لڑنے مرنے کو مستعد ہوگئے اور نوفل سے کہا کہ قسم ہے

کی یہہ ہرگز ہرگز نہوگا کہ مجنون ہمارے گھرون مین قدم رکھے کبھی
نہوگا کہ مجنون ہمارے گھرون مین قدم رکھے پہلے تو نوفل نے سبکو
دہمکایا اور اپنی طرف سے لڑائی کی تیاری دکہائی مگر جب دیکہا کہ بنی عامر
جان دینے پر تیار ہین تو مجنون کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بہی میرے
نزدیک تمہارا ناکام ہی جانا صدہا آدمیون کی جان جانے سے بہتر ہے
لہذا مین مجبور ہون اور تمکو اجازت دیتا ہون کہ جدہر جی چاہے
اودہر چلے جاؤ نوفل کی یہ تقریر سنکر مجنون نہایت برہم ہوا اور
غضب الودہ لہجون مین کچہ اشعار پڑہتا ہوا اُنہین ریگستانی ٹیلون پر
جا بیٹہا۔

جب یہانتک نوبت پہونچی اور لیلی کے باپ کو کسی طرح پر رحم نہ آیا تو
مجنون کے والد نے اپنے تمام اعزہ واقربا کو جمع کیا۔ لیلی کے باپ
کے پاس لے گیا اور درخواست کی کہ خدا کے واسطے اب اس دیوانے
بادیے مجنون کے حال پر رحم کہا وجسقدر مہر منظور ہو بند ہوا لو بلکہ اسیوقت
پر کہا لو مگر مجنون کے ساتہہ لیلی کا عقد کردو۔ اس درخواست نے رحم
کے بجاے لیلی کے باپ کو اور بھی بہڑکا دیا اُسنے کہا میری جو کچہ رسوائی
ہوئی ہے تہوڑی نہین ہے کہ اب اور بھی زیادہ رسوائی کو اپنے سر
آپ تہوپون مین قسم کہاتا ہون کہ جاہے اودہر کی دنیا اودہر ہوجائے

مگر لیلی کا نکاح مجنون کے ساتھہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ ادہر مجنون کے رشتہ دار مایوس ہوکر واپس آئے ادہر لیلی کے باپ نے اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھہ لیلی کا عقد کر دیا۔

اس خبر سے مجنون کی مایوسی اور بھی زیادہ ہوگئی حتیٰ کہ ریگستان مین بھی ماہی بیتاب کی طرح چین نہ پڑا اور جابجا مارا مارا پھرا مجنون کی یہ حالت دیکھکر اُسکے بھائی بندون سے کسی طرح خاموش نہین بیٹھا جاتا تھا آخر سب نے مجنون کے باپ سے کہا کہ ابتو اسکی حالت کسیطرح نہین دیکھی جاتی ابکی مرتبہ ایام حج مین اسکے ساتھہ چلکر حج کرواؤ اور پردہ کعبہ پکڑکر دعا مانگو شاید قبول ہوجائے۔ چنانچہ مجنون ماری باندھے اپنے باپ کے ساتھہ مکۂ معظمہ کو گیا۔

بعد فراغت حج شب کو میدان منےٰ مین جب تمام حاجی جمع ہوے تو کسی عورت نے دوسری عورت کو کہ اُسکا نام بھی لیلی تھا پکارا۔ اس آواز نے مجنون کے سینہ مین پھر آگ بھڑکا دی اس نام کے سنتے ہی ایک ایسی چیخ ماری کہ لوگون کو خیال ہوگیا کہ شاید اس چیخ کے ساتھہ ہی اُسکا بھی دم نکل گیا۔ مجنون نعرہ مارتے ہی غش کھاکر زمین پر گر پڑا۔ تمام رات بیہوش پڑا رہا صبحکو ہوش آیا تو آنکھہ کھولی اور اپنے جذبات دل کے نغمون سے غزلخوانی شروع کر دی۔ باپ نے جان لیا کہ اب

اِس مرض کے لئے کوئی علاج کارگر نہین۔

شعر

مجہ سے مریض کو طبیب ہاتہہ تو اپنا مت لگا
اسکو خدا پہ چہوڑ دے بہر خدا جو ہو سو ہو

الحق سہ

جو چارہ گر آیا مرے بالین پہ یہ بولا		اللہ کو سونپا مجھے بیمار محبت

پس وہان سے واپس لے آیا۔ یہان پہونچتے ہی وہی مجنون تہا اور وہی اُسکا نجد کا ریگستانی ٹیلہ۔

شعر

عشق مین تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط و زندگی چہوڑ دیا جو ہو سو ہو

کہتے ہین کہ مجنون صحراے نجد مین پہرتے پہرتے ایک دفعہ لیلیٰ کے خاوند سے جا ملا اُسے پہچان کر وہ پُر درد اشعار پڑہے جنکا یہ مضمون تہا کہ مجھے خدا کی قسم سچ سچ بتا کہ کبہی صبح سے پہلے تو نے لیلیٰ کو اپنے گلے سے لگایا ہے۔ یا اُسکے منہ کا بوسہ لیا ہے۔ کبہی تیرے جسم پر اُسکی زلفین لہرائی ہین۔ یہ اشعار سُنکر اُسکا خاوند شرم سے پسینے پسینے ہو گیا اور ندامت کے لہجہ سے کہا کہ اگر قسمیہ پوچہتا ہے

تو ہان ایسا ہوا ہے - یہ جملہ سُنتے ہی مجنون طیش مین آیا اور لپک کر دونون ہاتھون سے دو دہکتے ہوے انگارے اُٹھائے گوشت چرچراکر جلنے کی آواز لیلی کے خاوند کے کانون تک آئی اور اُسنے حیرت سے دیکھا کہ انگارون کے ساتھ مجنون کی ہتھیلیون کی کھال چربی کیطرح بہہ کر گر پڑی چنانچہ وہ گھبراکر اُٹھ کھڑا ہوا سچ ہے -

شعر

بوسے دئے غیرونکو ہمین اتنا نہ پوچھا	بیٹھا ہی کوئی اور بھی حقدار محبت

مجنون کے اشعار بہت ہین اور ہر شعر سے اُسکی ازخود رفتگی و کمال محبت کی بو آتی ہے آخرش اُسکی یہ کیفیت ہوگئی کہ انسانون سے کچھ تعلق نہ رکھا حیوانات سے یہانتک ربط بڑہایا کہ وحوش صحرا کے اُسکو اپنا دوست سمجھنے لگے یہ اُنمین بہرا کرتا تہا اور وہ بھاگنا کیسا کہ بھڑکتے بھی نہ تھے مجنون کو سب سے زیادہ اُنس ہرنیون سے تہا اُسے اُنکی آنکھون سے معشوقیت برستی ہوئی معلوم ہوتی تھی - وہ اکثر اوقات ہرنیون کو تصویر لیلیٰ کہا کرتا تہا بلکہ اپنے ایک شعر مین تو صحرا کی ہرنیونکی طرف مخاطب ہوکر یہ کہتا ہے کہ اے ہرنیون مجھے خدا کے لئے بتاؤ کہ لیلی تم مین سے ہے یا آدمیون مین سے ہے ہین کہ مجنون انہین جنون انگیز ولولون مین جنگل وصحرا اور کوہ وبیابان

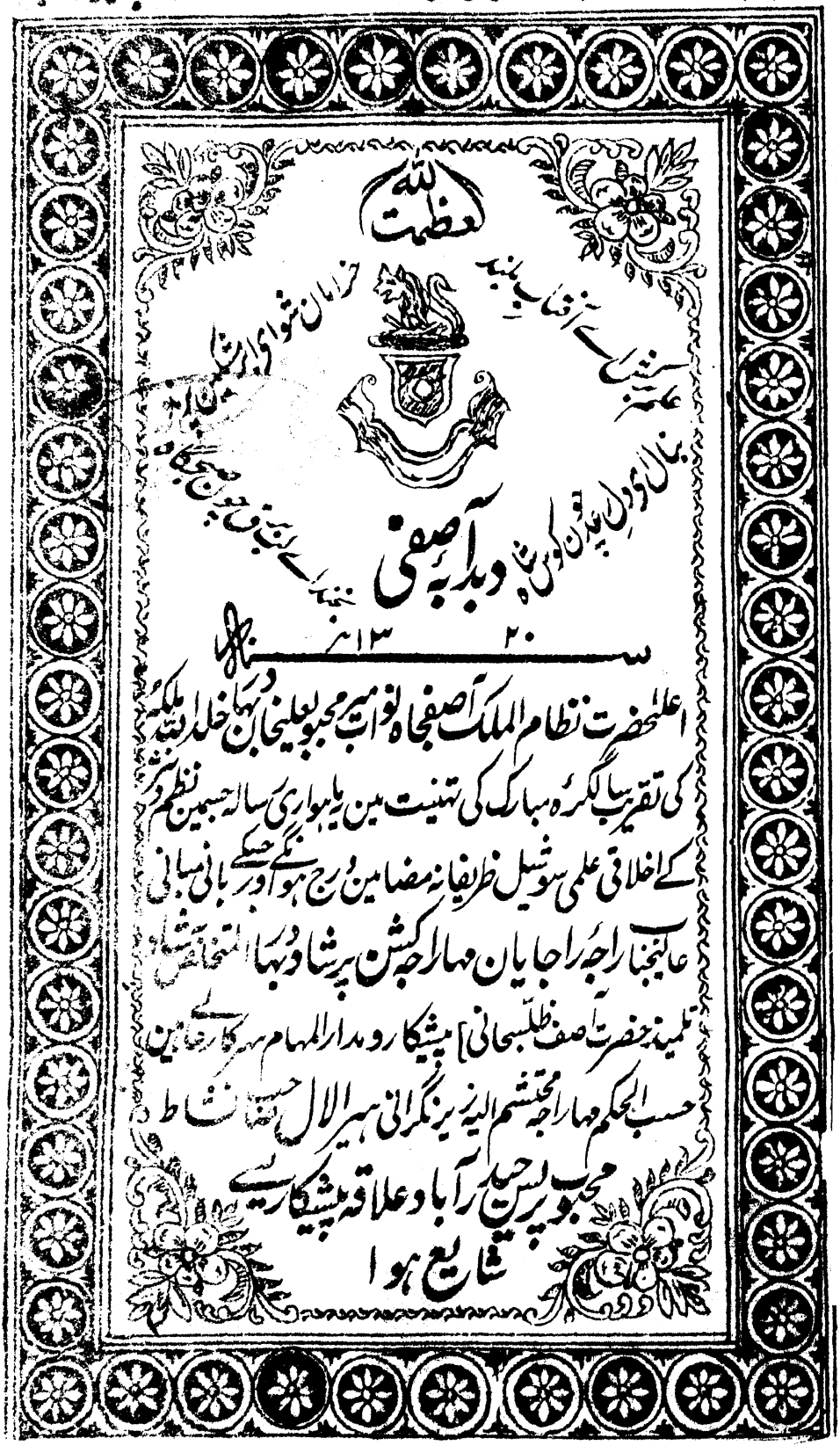
کی خاک اوڑاتا پھرتا تھا کہ لیلی اوسکے غم مین کڑہتے کڑہتے
مرگئی لوگون نے دفن کردیا اور مجنون کو خبر بھی نہ ہوی - دو چار
روز بعد جب گوشہ گزار ہوا کہ لیلی مرگئی تو بنی عامر کے قبرستان
کی طرف پہونچا اور لوگون سے پوچھا کہ لیلی کی قبر کہان ہی - لوگون
نے خوف سے کہ کہین یہہ بھی نہ مرجائے قبر بتانے مین تامل کیا
مجنون نے قبرون کی مٹی اوٹھا اوٹھا کر سونگھنی شروع کی جب
لیلی کی قبر کی مٹی ہاتھہ آئی تو اوسے سونگھہ کر یہہ شعر پڑہا - لوگ
چاہتے ہین کہ اوسکے عاشق سے اوسکی قبر چھپائین مگر خود اوس
کی قبر کی مٹی بتا رہی ہے کہ یہہ اوسکی قبر ہے یہی شعر پڑہتے پڑہتے
گرا اور مرگیا -

ظہور الدین احمد - قائل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل
حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اس کا منافع
عنایتجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا
فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔



اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ہواری رسالہ جسمین نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہوئے اور جسکے بانی مبانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص شاد تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی] پیشکار و مدار المہام مہرکاری دکن حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی ہیرالال صاحب نشاط محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۷) جلد (۶)

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱		بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب ظہور الدین احمد صاحب۔ قائل
۲	۲۳	تقریر تیموری۔	جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب تسلی۔
۳	۲۸	ترجمہ خطبۂ تاریخ تیموری	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

کے

لیکن معتبر ذریعون سے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ مجنون ریگستان تو دون پر پھرتے پھرتے وہین مرا ہوا ملا۔ اُسکی موت کے وقت کوئی شخص موجود نہ تھا ایک وادی مین جہان پتھر کی چٹانین بکثرت تھی اُسکی لاش پڑی ہوئی ملی جس شخص کی نظر پہلے پہل اُسکی لاش پر پڑی وہ قبیلہ بنی عامر کا ایک شخص تھا جو کسی ضرورت سے اُس وادی مین ہو کر گذرا تھا۔

شعر

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر	

مجنون کی لاش دیکھتے ہی وہ بنی عامر مین آیا اور مجنون کے اعزہ کو اُسکے مرنے کا پیغام سُنایا بنی عامر کے لوگ روتے پیٹتے اس مقام پر پہونچے اور اُسکی لاش کو غسل دیکر کفنا دفنا دیا۔

شعر

بیابان مرگ ہی مجنون خاک آلودہ تن کسکا	سئی ہے سوزن خارِ مغیلان کو کفن کسکا

لوگون کا بیان ہے کہ بنی عامر کو کسی نے کبھی اسقدر روتے اور ماتم کرتے نہین دیکھا تھا جسقدر کہ وہ مجنون کی تجہیز و تکفین کرتے وقت رو پیٹ رہے تھے ایک عام ماتم اور کہرام تھا جس مین عورتین اور مرد سب شریک تھے یہانتک کہ بچے بھی اپنی باریک اور سُریلی آوازون سے ہائے مجنون ہائے مجنون پکار رہے تھے

شعر

ہوے مرکے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا	

لیکن یہ امر یقینی معلوم ہوتا ہے کہ لیلی۔ مجنون سے پہلے ہی گذر گئی تھی مجنون ۸۰ھ مین مرا ہے جبکہ خلفاے بنی امیہ کا دور دورہ اور اُنکی سطوت و جبروت کا چار دانگ عالم مین ڈنکا بج رہا تھا۔

بہ خاک مرقد مجنون گذشتم و دیدم	کہ آستانہ بہ تمنای آشنا خفت ست

شعر

تھی وہ مجنون کے دم ہی تک رونق		خاک اُڑتی ہے اب بیابان مین

یہ وہی مجنون ہے جسکے جوش عشق کے متعلق اسلامی دنیا مین بڑے بڑے افسانے گڑھے گئے ہین جسے شعرانے کہین محمل لیلا کے ساتھہ دوڑایا ہے کہین صحراے نجد کا دیوانہ بنایا ہے کبھی اُسکی تصویر اُڑتے ہوے بگولے مین دکھائی ہے کبھی مجنون کا خون نکلوانیکو لیلی کی فصد کھلوائی ہے۔ عورتون کا مسئلہ ہے کہ لیلی مجنون کی شادی مین وہی شخص شریک ہوگا جس کی داڑہی پر کبھی استرا نہ پھرا ہوگا۔

نوٹ

یہ دھوکا ہے کہ مجنون حضرت امام حسن علیہ السلام کا رضاعی بھائی تھا وہ ایک اور قیس بن ذریح قبیلہ کنانہ مین سے تھا جو بنی کعب کی ایک بیٹی لبنی بنت حباب پر عاشق تھا اور جناب امام حسن علیہ السلام نے سفارش کرکے اُسکی معشوقہ کے مان باپ کو راضی کردیا تھا عقد کے بعد جب کچھ عرصہ تک اولاد نہ ہوئی تو ذریح نے مشکل قیس کا دوسرا نکاح کردیا جسکے سبب اُسے اپنی معشوقہ کو چھوڑنا اور ایک ہی غم مین دونون کو تڑپ تڑپ کر مرنا پڑا۔

ہوتا ہے بُرا ہاے یہ آزار محبت		بچتا ہی نہین کوئی بھی بیمار محبت

جب شہزادہ نے یہ داستان قیس کے بیان کی سب حاضرین مجلس نے شہزادہ کے معلومات پر تحسین کی اور مجلس برخواست ہوئی اور شہزادہ ہوادار پر سوار ہو کر اپنے مستقر کو گیا۔

مجلس علم منطق

اگلے روز بدستور مجلس منعقد ہوئی اراکین دولت اور علماء حکمت اپنی اپنی کرسیوں پر رونق افروز تھے کہ شہزادۂ والا تبار کا ہوادار آیا حکیم الملک نے استقبال کیا سب حضار نے تعظیم و تکریم کی پھر حکیم الملک نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو چند سوالات علم منطق کے پیش کئے جائیں شہزادہ نے منظور فرمایا۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے کہا کہ الانسان وحدہ ناطق وکل ناطق حیوان یہ شکل اول ہے مقدمات صادقہ شرائط انتاج موجود مگر نتیجہ کاذبہ ہے یعنے الانسان وحدہ حیوان۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ وحدہ ناطق کی ضمیر فاعل سے حال ہے اور ناطق حد اوسط ہے جب حد اوسط گرایا گیا تو اُسکے معمولات بھی حذف ہو گئے اور نتیجہ الانسان حیوان باقی رہا جو صادق ہے۔

حکیم الملک نے عرض کیا کہ جو کچھ ارشاد ہوا بجا ہے مگر یا وہ اشکال رفع نہین ہوتا کیونکہ ہم کہہ سکتے ہین الانسان فقط حیوان۔ یا مجرد الانسان حیوان تو اب جواب مذکور سے رفع اشکال نہین ہوسکتا۔

شہزادے نے تھوڑی فکر کے بعد حکیم الملک کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔

صغرے الانسان فقط حیوان۔ دو قضیون سے مرکب ہے ایک موجبہ صریحہ یعنے الانسان ناطق۔ دوسرا سالبہ غیر صریحہ یعنے مفہوم فقط کا۔ غیر الانسان لیس بناطق۔ اس وقت یہ قوت مین موجبہ مرکبہ موجیہ کے ہے اور بحث مختلطات مین یہ مسئلہ طے ہوچکا ہی کہ صغرے شکل اول کا اگر مرکبات موجبہ سے ہو تو نتیجہ سے قید لادوام۔ لاضرورۃ کی کہ صغرے مین ہوتی ہے حذف کی جائے گی اسلئے کہ صغرے موجبہ مرکبہ کبرے بسیطہ کے ساتھ دو قیاس بنتے ہین پہلا شرایط انتاج پر مشتمل ہوتا ہے اور دوسرا نہین ہوتا اسلئے کہ صغرے اُسکا سالبہ ہے اور وہ مفہوم ہے قید لادوام۔ لاضرورۃ کا اس واسطے عقیم یعنے غیر منتج ہوگا اور بعد حذف قید کے قیاس اول مشتمل الشرایط رہتا ہے اور نتیجہ صادقہ

نکلتا ہے بنا ر علی ہذہ القاعدہ ہم مسئلہ مسئولہ مین بھی یہی عمل کرتے ہین
دو قیاس ہو گئے ایک الانسان ناطق وکل ناطق حیوان دوسرا
غیر الانسان لیس بناطق وکل ناطق حیوان۔ اور قیاس ثانی مین جب
قید سلبی لگا کر صغرے کبرے اول سے ملا تو عقیم ہو گیا ہمنے حسب قاعدہ
مصرحۂ بالا قید کو حذف کیا تو قیاس اول منتج ہو گیا جسکا نتیجہ صادقہ الانسان
حیوان ہے اسطرح دفع اشکال ہوتا ہے۔

حکیم الملک اس جواب سے نہایت خوش ہوا اور علماء موجودہ
نے شہزادے کو بڑی وقعت سے دیکھا اور روز بروز عزت
شہزادے کی بڑھتی گئی۔

دوسرا سوال

یہ مسئلہ اپنے موقع پر ثابت ہو چکا ہے کہ صورۃ علمیۃ علم حصولی
ہی اور علم صورۃ علمیۃ کا علم حضوری ہے۔ اور علم حضوری
اپنے معلوم کے ساتھ متحد بالذات والاعتبار ہے ان تینون مقدمات
سے لازم آتا ہے کہ علم حصولی اور حضوری متحد بالذات والاعتبار
ہون اور یہ قطعاً باطل ہے کیونکہ علم حصولی اور حضوری باہم
قسیم ہین اور قسیمین کا متبائن ہونا واجب ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا کہ قسمین مین ضروری امر تقابل ہے یعنے اجتماع دو مفہومون کا محل واحد مین فی زمان واحد من جہۃ واحد غیر ممکن ہے۔

اور تباین یعنے دونون مفہومون مین تفارق کلی اسطرح ہونا کہ اُنکا اجتماع محل واحد مین اگرچہ دو زمانون مین یا دو جہت سے ہو ممکن ہو جیسے انسان اور فرس قسمین مین ضرور نہین ہے۔ اور یہ کیسے ہو دیکھو فصل اور خاصہ باہم قسم ہین اسلئے کہ کلی کے اقسام سے ہین اور فصل مین دونون جمع مین دو جہت سے جیسے مثلاً ناطق فصل ہی نوع انسان کی اور خاصہ ہے جنس حیوان کا اسی طرح جنس اور عرض عام جنس مین جمع ہوتے ہین کیونکہ جنس (حیوان) جنس ہے نوع انسان کی اور عرض عام ہے فصل (ناطق) کا۔

جب یہ تقریر ثابت ہوگئی تو معترض نے اس قول سے کہ لازم آتا ہے متحد ہونا علم حصولی اور حضوری کا بالذات و بالاعتبار اگر وہ معنی لئے ہین کہ حقیقت دونونکی ایک ہو جاتی ہے تو یہ ملازمۃ ممنوع ہی کیونکہ حقیقت علم حصولی کی صورۃ حاصلہ ہے اور حقیقت علم حضوری کی شے منکشف بنفسہ مدرک کے نزدیک بغیر حصول اُسکی صورت کے اور یہ دونون مختلف ہین۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ شخص علم حصولی و حضوری

ایک ہوتا ہے تو یہ ملازمت مسلم مگر بطلان لازم ممنوع ہے اسلئے کہ علم حصولی اور حضوری کا صادق آنا صورت واحدہ شخصیہ پر وجہت سے ہے کیونکہ یہ صورت علم حصولی ہے بالنسبتہ ذے صورت کے اور علم حضوری ہے بالنسبتہ اپنی ذات کے اور اس وجہ سے کہ یہ منکشف بنفسہا ہے بغیر اسکے کہ اس صورت کے لئے کوئی اور صورت حاصل ہو۔

اور یہ منافی تقابل نہین کیونکہ وجہت سے ہے۔

بیسرا سوال

حکیم الملک نے کہا کہ یہ سوال اگرچہ متعلق علم نحو ہے مگر چونکہ اصول منطقیہ کی بنیاد پر ہے لہذا عرض کرتا ہون۔

نحوی کہتے ہین کہ **فعل** مستقل ہے باعتبار معنے تضمنی **حدث** کے غیر مستقل ہے باعتبار معنے مطابقی کے اور **حرف** نہ باعتبار معنی مطابقی مستقل ہے نہ باعتبار معنی تضمنی کے۔

اسپر اعتراض یہ واقع ہوتا ہے کہ **نحات** نے اپنی جگہ یہ ثابت کیا ہے کہ لفظ ابتدا موضوع ہے واسطے مفہوم کلی کے اسلئے اسم ہے اور **کلمہ من** موضوع ہے واسطے ہر ایک ایک جزئیات غیر مستقلہ کے اسلئے حرف ہے ایسے ہی لفظ **ظرفیۃ** اور **فی**۔

اب خیال کیجئے کہ ہر ادراک جزئیات سے مرکب ہی طبیعۃ کلیہ و تشخصات سے اور طبیعۃ کلیہ مستقلہ ہی تو لازم آتا ہی کہ حرف بھی مستقل ہو بمعنی تضمنی جیسا فعل مستقل ہی بمعنی تضمنی اور یہ کہنا کہ فعل مستقل ہی اور حرف مستقل نہین زبردستی ہے ۔

جواب

شہزادے نے کہا کہ وہ جزئیات جنکے لئے حرف وضع کئی گئی ہین روابط مخصوصہ لبسیطہ غیر مستقلہ ہین اُنسے تعبیر کیا جاتا ہے ابتدا ظرفیتہ ۔ الصاق سے مثلاً جیسا کہ انسان تعبیر کیا جاتا ہے ضاحک اور کاتب سے ممکن ہی کہ یہ مفہومات کلیہ مستقلہ عرضیات ہون اور اور ذاتیات سے نہون کہ لازم آئے ترکب ان جزئیات کا مستقل و غیر مستقل سے اور اسپر یہ اعتراض ہو کہ حرف بھی بمعنی تضمنی مثل فعل کے مستقل بمعنی تضمنی ہے ۔

اور اگر معترض کے نزدیک یہ ذاتیات حروف سے ہین تو اسکا ثبوت بذمہ مدعی ہے ۔

حکیم الملک نے یہ جواب سنکر شہزادے کی ذہانت اور معلومات پر نعرہ تحسین بلند کیا ۔

اور کہا کہ ہم شہزادیکو نہایت خوش قسمت خیال کرتے ہین کہ جسکو غیب سے اللہ تعالی نے ایسا شوہر ذی حسب و نسب صاحب علم عنایت کیا ۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے عرض کی کہ محققین علم منطق کا اتفاق ہے کہ حصول اشیاء بانفسہا کے معنی یہ ہین کہ جو ماہیت موجودہ فی الخارج شخص خارجی کے ضمن مین پائی جاتی ہے مثلاً جیسے ماہیت انسانی زید مین بنفسہا موجود ہے وہی ماہیت ذہن مین حاصل ہوتی ہے بغیر ان تشخصات خارجیہ کے اور ذہن مین تشخصات ذہنیہ سے مشخص ہوتی ہے اور تشخصات ذہنیہ تشخصات خارجیہ کے مشاکل ہوتے ہین یہانتک کہ شخص ذہنی یعنے صورت متحد بالنوع اور مغائر بالتشخص ہوتی ہے شخص خارجی یعنے ذی صورت اور دیگر افراد نوع سے جیسے کہ اشخاص خارجیہ فی انفسہا ایک دوسری سے مغائر ہوتے ہین۔

حصول اشیاء بانفسہا کے یہ معنی نہین کہ شخص خارجی بعینہ ذہن مین حاصل ہوتا ہے اور لازم آئے کہ بڑے جسم کے تصور سے دل پھٹ جائے اور آگ کے تصور سے جل جائے اور جب وہ بعینہ ذہن مین جائے تو خارج مین نہ رہے۔

اور اسپر بھی محققین کا اتفاق ہے کہ ذات کے لئے جمیع مراتب وجود مین ذاتیات واجب الثبوت ہین۔

اب ہم کہتے ہین کہ جب صورت زید کی ذہن مین حاصل ہوئی تو اس صورت ذہنیہ مین یا ماہیت انسانیہ متحقق ہوگی یا نہین دونون باطل ہین۔

اگر تحقق کو مانتے ہو تو جسمیتہ کا نہونا اور عدم نمو۔ عدم حس عدم تحرک بالارادہ۔ عدم ادراک کلیات وجزئیات یہ مبطل تحقق ہین اور بصورت بطلان تحقق مقدمہ ثانیہ کہ ذات کو جمیع مراتب وجود مین ذاتیات واجب الثبوت ہین باطل ہوگیا اور شق ثانی یعنے عدم تحقق ماہیت کا بطلان بوجہ اسکے کہ یہ منافی مذہب ہی ورنہ مقدمہ اولی باطل۔

جواب

شہزادے نے کہا کہ جواب اسکا جو کتب منطقیہ مین لکھا ہے یہ ہے کہ معنی حصول اشیاء بالنفسہا کے یہ ہین کہ اگر پائی جائی یہ شے موجودہ فی الذہن خارج مین عین فی بصورت ہو یہ معنے نہین کہ نفس ماہیت صورت ذہنیہ مین متحقق ہوتی ہے جسپر محذور لازم آئین۔

حکیم الملک نے کہا کہ اسمین نظر ہے۔

تقریر نظر

نسبتہ صورت ذہنیہ کی صاحب صورت سے ایسی ہے جیسے تصویر کی نسبت تصویر والے سے بلکہ اُس سے بھی ضعیف کیونکہ تصویر مین دونون خارجی ہین جس کا تعلق ایک سے ایسا ہی ہے جیسے دوسرے سے اور یہان صورت ذہنیہ خارج مین نہین۔

پھر جبکہ ایک خارجی دوسرے خارجی کے ساتھ متحد نہین تو ہوسکتا ہی کہ صورت امر ذہنیہ مفروضہ فی الخارج دوسرے خارج سے ہرگز متحد نہو۔

اور یہ بھی استدلال ممکن ہے کہ جیسے حصہ مخصوصہ موجودہ فی الخارج جو ضمون مین شخص خارجی کے ہی صورت ذہنیہ مین بعینہا موجود نہین ہوتا اسی طرح تشخصات بھی صورت ذہنیہ مفروضہ فی الخارج کے مغائر ہون تشخصات صورت خارجیہ موجودہ فی الخارج سے کیونکہ عرض واحد کا قیام دو محل مین محال ہے۔

شہزادے نے کہا کہ مراد مشاکلت تامہ ہے اتحاد و بالذات نہین۔

حکیم الملک نے یہ سنکر کہا کہ اگر یہ ہے تو باہم قائمین بحصول لا بالنفسا اور قائمین باشباحہا مین نزاع لفظی رہگیا کیونکہ قائل حصول بالاشباح بھی اس اتحاد کے منکر نہین۔

شہزادے کو بعد تامل یہ کہنا پڑا کہ واقعی حصول اشیا بانفسہا کے کوئی ٹھیک معنی نہین ہم مذہب حصول اشیا بالاشباحہا کو مانتے ہین ۔
پھر شہزادی نے کہا کہ یہ تمام مباحث علم جزئیات اور علم طبیعتہ کلیتہ موجودہ فی الجزئیات مین ہے اور حصول نفس مفہومات کلیہ قطعاً بانفسہا ہے ۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے کہا کہ تمام منطقی انسان کی تعریف حیوان ناطق کرتے ہین ۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ معرف فقط بدن انسان ہے تو اُسپر ناطق صادق نہین آتا کیونکہ کلیات اور جزئیات کا ادراک مجردات کے خواص سے ہے اور بدن جسم ہے جسکو مطلق ادراک نہین ۔

یا فقط نفس انسان معرف ہے تو اُسپر حیوان صادق نہین آتا کیونکہ نفس مجرد ہے بسیط ہے اُسکو جسمیتہ اور احساس اور نمو اور حرکت ارادیہ سے علاقہ نہین اسکا کوئی حصہ نفس مین نہین ۔

یا معرف مجموعہ بدن ونفس کا ہے تو حقیقتہً وحدانیہ متحصلہ نہوگی اسواسطے کہ مجرد فی نفسہ اجسام کا مباین ہے اور تحصل حقیقتہ وحدانیہ کا

متبائنات سے بغیر عروض ہئیت اجتماعیہ اور اختلاط باہمی اور مزاج واحد ہونے کے متصور نہین اور نفس کو بدن کے ساتھ اک علاقہ مجہول الکنہہ ہے جو تدبیر و تصرف بدن کے لئے کافی ہے اور ان دونون مین کوئی اجتماع اختلاط حلول نہین کہ جسکی وجہ سے حقیقتہ وحدانیہ حاصل ہو کیونکہ مجرد اجتماع نفس الامری بغیر عروض ہئیتہ اجتماعیہ اور اختلاط باہمی تحصل حقیقتہ وحدانیہ کے لئے کافی نہین ورنہ لازم آتا ہے کہ تمام موجودات عالم نوع واحد ہو جائین بخلاف ہیولے اور صورت کے کہ اُن مین حلول اور اختلاط کی وجہ سے حقیقتہ وحدانیہ جسم کی حاصل ہو گئی حسب خدشات مذکورہ بالا تعریف کے کوئی معنے حاصل نہ ہوئے۔

جواب

شہزادے نے کہا ماہیات کی دو قسمین ہین ایک ماہیات اعتباریہ جیسے نوع جنس فصل مثلاً اور واضع انکے اہل اصطلاح اور متواتر اُن سے منقول ہین۔ اسلئے نفس ماہیت یا جو اُسمین داخل ہے اُسکو ذاتی کہتے ہین یعنے نوع۔ یا جنس۔ یا فصل۔ اور جو خارج ہو اُسکو عرضی کہتے ہین خاصہ یا عرض عام۔ اِس اعتبار پر تمیز ذاتیات کی عرضیات سے سہل ہے۔ دوسرے ماہیات نفس الامریہ

جیسے ماہیت انسان اور فرس اور بقر کی جنکا واضع اور صانع
بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین اور منجانب اُسکے کوئی حکم بھی درباره ذاتیات
وعرضیات کے نہین کہ تمیز ہو ذاتیات وعرضیات مین اور اُنکے
اقسام مین کیونکہ مشتبہ ہے **جنس وعرض عام** اور **فصل وخاصہ**
اور **حد ورسم**۔

سخت متحیر ہوے عقلا کہ مبتدی کے لئے ذاتیات ماہیہ اور
عرضیات کی کیا مثال مقرر کی جائے چنانچہ اُنہونے **ظن** اور **تخمین** سے
کام لیا۔

جو چیز **ضروری الثبوت** تھی نفس ماہیہ کے لئے اور اُس مین
کسی شئے کی طرف اضافت کی حاجت اور **حیثیت زائدہ** کی قید کو
دخل نہ تھا اُسکو **ذاتی** قرار دیا اور جو اسکے خلاف تھی اُسکو بغرض تعلیم
مبتدیون کے **عرضی** ٹھرایا خواہ یہ ظن وتخمین مطابق واقع کے ہو
یا نہو۔

اور **انسان** پر جس قدر آثار مترتبہ تھے اُنمین سے بعض درحقیقت
انسان کے بدن پر محسوس اور مترتب تھے۔ اور بعض حقیقت مین
نفس پر مترتب تھے۔ اور ان دونون مین (بدن اور نفس مین) محسوس
اور آنکھون کے سامنے بدن تھا نہ کہ نفس اہل منطق نے تمام آثار کو

جو انسان پر مترتب تھے۔ بدن کی طرف منسوب کیا بحکم بادی الرائے۔

یہان اسقدر بتلانا ضرور ہے کہ **عرف معروف** اہل منطق کے نزدیک یہ ہے کہ وہ غالب اور اکثر اوقات حکم کرتے ہین بمقتضاے وقت فلسفیانہ اور کبھی بحسب بادی الرائے حکم کرتے ہین۔

کیا آپ نہین دیکھتے کہ منطقیون نے لاشئی اور لامفہوم اور لاممکن وغیرہ کو کلیات سے گنا ہے حالانکہ صلاحیت اُن مین کسی شئے پر صادق ہونے کی نہین چہ جائیکہ اُسکو یہ کہا جاے کہ **مقول علی کثیرین**۔ اور یہ حکم کیا کہ **عکس** ضروریہ کا دائمہ ہے۔ یا موجہات مرکبہ کو باعتبار جزء اول کے کہ وہ قضیتہ صریحہ ہے موجبہ یا سالبہ کہتے ہین حالانکہ دوسرا قضیہ غیر صریحہ اُسکا عکس ہوتا ہے اور اس طرف التفات نہین کرتے کہ مجموع **ایجاب** و **سلب** نہ ایجاب ہی نہ سلب ہے۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ مُعرّف حیوان ناطق کا زندہ انسان کا بدن ہے اور نسبت نطق کی بدن کی طرف بمقتضاء بادی الرائے ہی ورنہ درحقیقت نطق مترتب ہی نفس پر۔

پھر جب حکم بمقتضاء بادی الرائے اہل منطق کے نزدیک **معروف** معرّف

تو یہ معترض کا مناقشہ اور اعتراض بے ٹھکانے ہے۔

شہزادے نے جب تقریر بیان کی تو عموماً سب علمار مجلس نے اور خصوصاً حکیم الملک نے جوابات کی تحسین کی اور سب خصار مجلس بالاتفاق کہنے لگے کہ امیرزادون کا اس زمانہ مین پڑہنا ہی اک عجائبات سے ہے اور اسقدر معلومات کا وسیع ہونا تو حسب رفتار زمانہ اعجاز ہے آفرین ہے شہزادے کی علم دوست طبیعت کو اور نہایت قابل قدر وتحسین ہے وہ اُستاد جسکے معلومات کے ناپید اکنار دریا سے شہزادے نے اپنی غواصی شوق سے یہ موتی نکالے اور حافظہ کے رشتہ مین پرو کر سلک بے بہا تیار کی مجلس ختم ہوئی حضار بعد ادائے مراسم تسلیم رخصت ہوے اور شہزادہ ہوادار پر سوار ہو کر اپنے مستقر کو تشریف فرما ہوا۔

مجلس علم ہیئت

اگلے روز بطور معمول مجلس منعقد ہوئی ارباب علم اور ارا کین سلطنت جمع تھے شہزادہ وقت معین پر مجلس افروز ہوا سب نے تسلیم وتکریم حسب مدارج کی حکیم الملک نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو چند سوال علم ہیئت کے گذارش کئے جائین شہزادہ نے اجازت دی۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ منطقۃ البروج کسکو کہتے ہین اور اُسکے کے حصہ ہین۔

جواب

منطقۃ البروج اُس دائرہ عظیمہ کا نام ہے جو بقدر میل کلی کے دائرہ معدل النہار سے ہٹا ہوا ہے اور دو نقطون پر جنکی دوری برابر ہے معدل النہار کا تقاطع کرتا ہے۔

اہل ہیئت نے اس دائرہ کو بارہ مساوی حصّون پر تقسیم کیا ہے ہر حصہ کو برج کہتے ہین۔

اسمار بروج

(۱) حمل۔
(۲) ثور۔
(۳) جوزا۔
(۴) سرطان۔
(۵) اسد۔
(۶) سنبلہ۔
(۷) میزان۔

(۸) عقرب -
(۹) قوس -
(۱۰) جدی -
(۱۱) دلو -
(۱۲) حوت -

اور ان دو نقطون مین سے جن پر تقاطع منطقۃ البروج کا معدل النہار کے ساتھ ہوتا ہے -

ایک نقطہ اعتدال ربیعی -
دوسرا نقطہ اعتدال خریفی -

اور برجون کا شمار نقطہ اعتدال ربیعی سے کیا جاتا ہے -

وجہ تسمیہ بروج

اس علم کے آغاز تدوین مین جو صورت ثوابت کے مقابل جس برج کی پائی گئی تھی اسی صورت کے نام سے برج کو موسوم کر دیا پھر جس جس زبان مین ترجمہ اس علم کے مسائل کا ہوتا گیا اس زبان مین ناموں کا بھی ترجمہ ویسا ہی ہوا -

طریقہ حکماء ہند

حکمار ہند کا طریقہ منطقۃ البروج کی تقسیم مین یہ ہے کہ وہ بروج کی تقسیم دو طرح پر کرتے ہین۔

ایک سائن یعنے بروج منتقلہ جیسے مذکور ہوے۔

دوسری نرین یعنے بروج غیر منتقلہ۔

نرین کا آغاز نقطۂ اعتدال ربیعی سے نہین کرتے بلکہ اُس کوکب سے کرتے ہین جو وقت تسمیہ بروج حمل سے اول تھا پھر اُس سے تیس تیس درجہ کا فصل دیکر ہر اک برج کا مبدء قرار دیتے ہین۔

اقلیدس صوری اور کوپرنیکس فرنگی نے اسی طریقۂ نرین کو پسند کیا ہے۔

کہتے ہین کہ زمانہ اسلام سے پہلے عرب کے ہیئت دانون مین بھی یہی طریقہ رائج تھا۔ اسکا پتہ کتب قدیم سے ملتا ہے۔

دوسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا صورتین جو ثوابت کی وضع وترتیب کی نظر آتی ہین کیا کیا اور ہر صورت مین کتنے کتنے ستارے مرصود ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا متاخرین کی تحقیق کے موافق (۹۶) صورتین ہین۔

(۱۲) منطقۃ البروج پر جنکو بارہ برج کہتے ہین ۔
(۳۷) منطقۃ البروج کے شمال کو ۔
(۴۷) منطقۃ البروج کے جنوب کو ۔

بیان اُن برجونکا جنکے نام سوال اول کے جواب مین بتلائے گئے

اول ۔ حمل ہے بصورت بیش جسکے دو سینگ ہین ۔ اگلا دھڑ بجانب شرق پچھلا دھڑ بجانب غرب اور پانون جنوب کو پیچھے کو پھیرے ہوے ہی جیسے بیٹھہ کہلاتا ہے اسمین (۶۶) ستارے ہین ۔

دوسرا ۔ ثور ۔ بیل کی صورت اگلا دھڑ بجانب شرق اور پچھلا بجانب غرب پچھلے پانون اور پٹھے نہین ہین ۔ اسمین (۱۴۱) ستارے ہین ۔

تیسرا جوزا جسکو **توامین** بھی کہتے ہین دو آدمی کی شکل پر ایک دوسرے سے ملے ہوے ۔ سر شمال مشرق کو اور پانون جنوب مغرب کو اسمین (۸۵) ستارے ہین ۔

چوتھا ۔ سرطان کیکڑے گھنگچے کی صورت اگلا دھڑ مشرق کو پچھلا مغرب و جنوب کو اسمین (۸۳) ستارے ہین ۔

پانچوان ۔ اسد ۔ شیر کی صورت منہ مغرب کو اور پشت شمال کو اسمین (۹۵) ستارے ہین ۔

چھٹا ۔ سنبلہ جسکو **عذرا** بھی کہتے ہین ایک لڑکی کی صورت ہے

بائین ہاتھہ کو لٹکائے ہوئے اور دہنے ہاتھہ کو اٹھائے ہوئے جس مین خوشہ ہے۔ اسمین (۱۱۰) ستارے ہین۔

ساتوان۔ میزان۔ ترازو کی صورت دونون پلے اُسکے مغرب کو اور ڈنڈی مشرق کو ہے اسمین (۵۱) ستارے ہین۔

اٹھوان۔ عقرب بچھو کی صورت سر بجانب شمال مغرب اور دُم بجانب جنوب مشرق اُٹھائے ہوئے اسمین چوالیس ۴۴ ستارے ہین۔

نوان۔ قوس۔ جسکو رامی بھی کہتے ہین ایک چوپایہ کی صورت ہی گردن سے پیچھے پیچھے کو اور گردن سے آگے ایک مرد کا جسم سر سے کمر تک نکلا ہی عمامہ سر پر رکھے اور شملے لٹکائے اور یک ہاتھہ مین کمان دوسرے ہاتھہ سے کھینچی ہوے اسمین اُنہتر (۶۹) ستارے ہین

دسوان۔ جدی۔ بزغالہ کی صورت جسکے دو سینگ ہین سر اور ہاتھہ مغرب کو اور پشت شمال کو اور پشت سے دُم تک مچھلی کی صورت اسمین اکاون (۵۱) ستارے ہین۔

ظہور الدین احمد۔ قائل۔

نثار متین شاعر خوش آئین محب دلی مولوی محمد قطب الدین صاحب تسلی کی تقریظ اور مصنف تاریخ تیموری پر ریویو

دنیا مین نہ کوئی چیز اچھی ہے نہ بُری بلکہ انسانی استعمال سے اچھائی اور بُرائی کی نسبت کسی چیز یا کسی فعل کے ساتھہ کی جاتی ہے محض غذا نہ اچھی ہے نہ بُری جب وہ انسانی تصرف مین آتی ہے تو کہین اسکو بوجہ زیادتی وشکایت سوءہضم بُرا کہا جاتا ہے اور کہین بوجہ اعتدال اور جزو بدن ہونے کے اچھائی سے منسوب کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چیز کی جا و بیجا استعمال ہی کا نام اچھائی اور بُرائی ہے ۔

فن تاریخ چونکہ انسانی افعال اور تغیرات عالم کا قلمبند کرنے والا اور انسانی استعمال کے اچھے اور بُرے ہونے کو ظاہر کرنے والا ہے اسلئے سب سے زیادہ ضرورت ہر شے کے علی محلہ استعمال کی تاریخ نویسی مین ہے ایک مورخ کو واقعات وحادثات عالم کا اسطرح بیان کرنا فرض ہے کہ اسکی تحریر سے تمیز نہو سکے کہ وہ کن باتون سے خوش ہوتا ہے اور کن سے رنجیدہ بلکہ اسبات کا اظہار ہو کہ مورخ کی منصفانہ قائم کردہ رائے اسکی ذاتی رائے نہین علل و اسباب واقعات کا ایک لازمی نتیجہ ہی

ورنہ تاریخ نویسی سے جو غرض ہے اسکا حاصل ہونا محال ہے کیونکہ انسانی فطرت مین خطا کا جزو شامل ہے اور بحیثیت انسان ہونے کے کوئی فرد اس سے مبرا نہین ہوسکتا اگر بعض خطاؤن کے سبب ایک انسان کے کل افعال کو بُرا اور بعض نیکیون کے سبب کل افعال کو اچھا بنا دیا جائے تو علاوہ رائے کے علی محلہ استعمال ہونیکے ناظر پر اچھائی اور بُرائی کے اظہار سے جو اثر ڈالنے کی خواہش کیجاتی ہے پوری نہو سکے گی ۔

قدما کی تصانیف مین جہان ایسی ہی منصفانہ تحریرون کے نمونے خاص کتب رجال مین عام طور سے نظر آتے ہین وہین عام تاریخون مین ایسی کتابین بھی ملتی ہین جس مین ذاتی اغراض کے سبب کہین برائیون کو اچھائیون سے بدل دیا گیا ہے اور کہین اچھائیون پر تعصب کے مارے خاک ڈالی گئی ہے اسی قسم کی ایک تصنیف تاریخ تیموری بھی ہے جسمین مصنف نے نامعلوم ذاتی رنج کے سبب تیمور پر باوجود مسلمان ہونے کے وہ بزدلانہ حملے کئے ہین جو غیر مذہب کے متعصب پیرو سے بھی ناممکن ہے جس سے مصنف کے کیرکٹر اور اخلاقی کمزوری کا پتہ چلتا ہے مصنف نے اتفاقی حادثہ کی وجہ تیمور کے پیر مین لنگ آجانیکے واقعہ سے فائدہ اُٹھا کر لنگ کو اسکے کیرکٹر پر منطبق کرنیکی ایسی ناکام

کوشش کی ہے جس سے خلاف خواہش اسکی راے کے
لنگ کا اظہار ہو گیا ہے ممکن تہا کہ ہم دوسری معتبر تاریخون کی سند
پر مصنف کے تعصب کے شواہد واقعات سے بحث کرتے ہوئے
پیش کرتے مگر بوجہ رمضان صرف ایک ہی فقرے پر اکتفا کرتے ہین
جو سر ولیم میور سے متعصب اور دشمن اسلام نے ہندوستان کے
مسلمان باشندون کے واقعات کے لئے راجستان
کے اعتبار کرنے سے انکار کرتے ہوے اس کے مصنف مسٹر ٹاڈ
کی نسبت لکہا ہے اور بالکل مصنف تاریخ تیموری پر صادق آتا ہی
وہ لکہتے ہین کہ مسلمانون کے متعلق مسٹر ٹاڈ کی تاریخ پر اسلئے اعتبار
نہین کیا جا سکتا کہ اسمین مصنف نے بالکل راجپوتون کا جامہ
پہن لیا ہے"۔

ایک ایسی کتاب جس کا درجہ تاریخی حیثیت سے اسقدر گرا ہوا
ہے معلوم نہین کہ کس طرح پنجاب یونیورسٹی کے کورس مین شامل
ہوئی اور خدا جانے منتخب کرنے والون نے کیون اسقدر انصاف
سے مسلمانون کے متعلق صحیح خیالات پہیلانے مین کام لیا ممکن ہے
کہ محض ادبی حیثیت سے اسکا شریک کورس کیا جانا بتلایا جائے
مگر جو لوگ عربی تصانیف سے ذرہ برابر بھی واقفیت رکہتے ہین

تبلا سکتے ہین کہ اسکا درجہ ادبی کتب مین بھی کیا ہے۔ خیر! ہمکو
تو یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے مکرم مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب
بیدل سہارنپوری نے جس غرض سے اسکا ترجمہ وبدیہ آصفی
مین سلسلہ وار شایع کیا ہے وہ حاصل ہوئی یا نہین ہم مولوی صاحب
کو مبارکباد دیتے ہین کہ اِن کی سعی قابل شکریہ طلبا رہے
جن کے لئے انہون نے اِس قدر محنت لفظی ترجمہ کرنے مین
گوارا کی ہے گو ممکن تہا کہ مولوی صاحب اُردو ادب
کا بھی ترجمہ مین لحاظ رکھتے اور موجودہ حیثیت سے
ترجمہ زیادہ دلچسپ ہوتا مگر جو لوگ تاریخ مذکور کے طرز
تحریر اور غرض ترجمہ کو جانتے ہین وہ تسلیم کرینگے کہ ایک ایسی تعصب
اور غضب سے بہرپور کتاب کا ترجمہ طلباء کی سہولیت کا
لحاظ کرتے ہوے اس سے زیادہ عمدہ نہین ہوسکتا تہا اب
پنجاب یونیورسٹی کی ڈگری چاہنے والے طلباء کو مولوی صاحب
کی سعی سے تاریخ تیموری کے پڑہنے مین ہزار درجہ پہلے سے
آسانی ہوگئی ہے چونکہ مولوی صاحب نے ایک
علمی ضرورت پوری کی ہے اس لئے نہ صرف طلباء
کو بلکہ پنجاب یونیورسٹی اور عام پبلک کو ان کا

شکریہ ادا کرنا چاہیئے وما علینا الا البلاغ۔

محمد قطب الدین تسلی سکرٹری
انجمن محبوبیہ۔

ترجمہ
خطبہ تاریخ تیموری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لایق حمد وہ ذات باری ہے کہ جسکے ارادہ اور تدبیر کے تُرپر دتُراُس لکڑی کو کہتے ہین جسپر کپڑا بننے والا جسقدر کپڑا بنتا ہے لپیٹتا ہے) لپیٹا جاتا ہے کپڑا قضا و قدر کے امورات قطعیہ کا۔

اور جسکے چشمۂ قضا سے قدر کے بحار کی طرف دہر کے پانی کے ریلے جاری ہوتے ہین۔

جس نے چکہا یا بعض اولاد آدم کو بعض کی لڑائی اور قتل کا مزا تا کہ ازمائی اُن مین سے نیکوکارون کو اور وہ غالب ہے درگزرکنندہ اور پردہ پوش۔

جس نے زمانۂ ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آٹھوین صدی مین فتنون کے دریا چھوڑ دیئے کہ جو اندھیری رات

کی طرح چھا گئے اور کوئی نہ سمجھا کہ یہ کیا ہے یکایک طوفان خیز ہوئے
(یہ اشارہ ہے زمانہ تیمور کی طرف ۔
مین اللہ کا سپاس گزار ہون مثل اُس شخص کے کہ جو اُن فتنون کی
آگ کے کنارہ پر ہو اور اللہ اُس سے بچا وے ۔
اور شکر گزار ہون اُسکی طرح کہ جسکو ہلاکی مین ڈالدیا ہو اُسکے
عدل نے پھر نجات دی اُسکو اپنے فضل سے ۔
اور مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ کے جو حاکم عادل
ہے جو ظالم سے دن قیامت کے مظلوم کا بدلہ لیگا ۔
اور گواہی دیتا ہون کہ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اُسکے بندے ہین اور رسول کہ جسکو رحمۃ للعالمین بنایا اور
خاتم النبیین کیا ۔
خبر دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرار سے ۔
اور بتلا دیا جو ازل مین ہوا اور قیامت تک ہوگا ۔
آپ نے پناہ مانگی غلبہ قرض اور قہر رجال سے اور موت حیات
کے فتنون سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے ۔
اللہ کی رحمت اُسپر ایسی رحمت کہ کتب تواریخ کے سینون مین
مشک خالص کی طرح مہکتی ہے ۔

اور درود بھیجنے والے کے واسطے نیکیون کے ثمرات کی اونچی
اونچی شاخین جھکا دیتی ہے۔
اور درود اُسکی اولاد و اصحاب پر جنہون نے فتح و نصرت کی
سیلین اقالیم مین پھیلا کر شرف حاصل کیا اور مضبوط کیا اراکین اسلام کو
اور آباد کیا عدل و احسان سے۔
اور سلام اللہ کا بہت بہت ہمیشہ ہمیشہ۔
بعد حمد و صلوٰۃ کے جبکہ تاریخی حالات مین عبرت ہے عبرت
لینے والون کے لئے اور تنبیہ ہے اہل فکر کی اور اعلان ہے کہ ساکن
دنیا پا برکاب ہے اور یاد آوری ہے گزشتہ حالت کی کہ کیسے
گھٹی اور بڑھی۔
اور کس طرح بُرائی سے روکا اور بھلائی کا حکم کیا اور کیونکر آبادی
مکاری اور نخوت اور جبر نقصان اور جمع اور ذخیرہ اور تکبر اور افتخار
ہوا اور ترش روئی اور خندہ پیشانی ہوئی اور بچپن سے بڑھاپے تک
کتنے تغیرات ہوئے اور کس بیخبری مین قضا کے چنگل اُچک لیگئے
تمام عیش صاف مکدر ہو گیا اور لبِ شیرین و تلخ جاتا رہا ان امورات
مین عبرت ہے اور تذکرہ ہے نصیحت گیر کے لئے اور بصیرت ہے
صاحب نظر کو۔

اور تہا تعجب انگیز بلکہ بلا عظیم وہ فتنہ کہ حیران ہے اسمین ذی عقل
اور اُسکے اندہیرے مین دہشت ناک ہوتا ہے نہایت سمجہدار اور
بیوقوف ہوتا ہے حکیم اور ذلیل ہوتا ہے خزبہ فتنہ زمانہ تیمور کا
کہ جو سردار تہا فاسقون کا لنگڑا دجال کہ جس نے فتنہ قائم کیا شرق
سے غرب تک ۔

دنیا دنی اُسکی طرف متوجہ ہوئی اور والی ہوگیا اور دورہ کیا
زمین مین اور فساد برپا کیا اور ہلاک کردیا کہیتون کو اور مویشی کو اور
نسل (یعنے انسانون اور جانورون) کو اور یتیم کیا (قتل کیا) جبکہ
عام ہوگئی اُسکی نجاست مٹی سے (مطلب یہ ہے کہ جب شرارت
اُسکی طبیعت مین پہیل گئی اور ملک گیری کا قصد اور والیان ملک سے
جنگ وجدال اور مقابلہ ومقاتلہ پر کمر باندہ لی یہی معنی ہین نجاست
عام ہونے کے) تب غسل دیا سرکشی کی تلوار سے ہر اک غرمحجل کو۔
(غرمحجل بچکلیان گھوڑے کو کہتے ہین اور مراد یہ ہے کہ شرفا جنکی
پیشانیون پر آثار شرافت نمایان تھے) اس غسل سے اُسکی نجاست
متحقق ہوگئی ۔

من المترجم

یعنے جب تیمور کے جی مین یہ سمایا کہ والیان ملک سے بعد جنگ وجدال

اور مکر و فریب اور رعب و داب جس طرح سے ہو ملک غصب کیجئے تو یہ فعل نجس تھا اور یہ نجاست ثابت اُسی وقت ہوئی کہ عموماً لڑنا شروع کیا اور اُسکے مظالم کی شہرت ہوگئی۔

یہ مصنف کا تعصب ہے کہ ملک گیری کو نجاست سے تعبیر کیا اگر غور سے دیکھئے تو ملک گیری کیا بلکہ زن اور زر اور زمین تینون ایسی چیزین ہین کہ بغیر خون خرابے کے نہین ملتین سب سے پہلے عورت کے لئے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا قصہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہر دفعہ مین ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی اور ایک مرتبہ کی لڑکی دوسری مرتبہ کے لڑکے سے منسوب کیجاتی تھی۔ قابیل کی بہن نہایت حسین تھی اور حسب قاعدہ ہابیل کو ملتی قابیل نے عورت کے لئے بھائی کو مار ڈالا۔ (مصنف کہتا ہے)

ارادہ کیا مین نے کہ ذکر کرون حال تیمور جو مین نے آنکھون دیکھا اور جو کچھ کہ مین نے سُنا اور بذریعہ روایت پہونچا کیونکہ واقعات تاریخی سے یہ بڑا مسئلہ کہ ہی اور اسقدر بڑی عبرت کی داستان کہ قضاء خداوندی اسکی بیانمین اسیقدر پریس نگریکی۔

مین اللہ سے خواستگار الہام صدق اور جو بے طریق حق ہون کیونکہ قبولیت اسکے ہاتھ ہی اور وہی مقاصد کے تیر نشانے پر پہونچاتا ہی اور وہ بس ہی مجکو اور اچھا ہی وکیل۔

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھبی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اس کا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ روپے

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔



آصفی

سنہ ۱۳۲۰ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ جسمین نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی نہانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد صاحب المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی آپشکار و مدار المہام سرکار عالی کے حسب الحکم مہاراجہ مجتشم الیہ زیر نگرانی میر لال قناعت نشاط

مصحح پرلیس حسب آبا باعملاقہ پشکار یہ

شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبہ آصفی نمبر (۹) جلد (۶)

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱۵	عورتونکی تعلیم اور شادی	جناب مددگار صاحب دارالعلوم
۲	۱۶	بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب ظہورالدین احمد صاحب - قائل
۳	۲۹	بقیہ حصہ دوم ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

عورتونکی تعلیم اور شادی

انسان کی زندگی بجاے خود ایک تاریخ ہے اگر ایک روز کو ایک صفحہ فرض کرلیا جاے تو یہ تاریخ زندگی اُتنے ہی صفحات پر مشتمل ہوگی جتنے زندگی کے دن ہونگے آدمی کو روزانہ کچھ نکچھ سوانح پیش آتے ہین اور کوئی نہ کوئی نئی چیز نظر آتی ہے ۔

میری زندگی کی تاریخ مین آجکے دن کا صفحہ بھی دلچسپی سے خالی نہین ۔

علی الصباح حسب معمول مکان سے چلا تو چلتے پھرتے ایک مدرسہ کی طرف جانکلا ۔

جس طرح بچونکو آغوش مادر سے پہلوانون کو اکھاڑے سے بادہ گسارون کو میخانہ سے اُنس ہوتا ہے اسی طرح تعلیم یافتہ لوگونکو

مدرسہ سے مدت العمر تعلق قائم رہتا ہے مجکو وہی تعلق مدرسہ مین
لے گیا۔ طلبہ مختلف جماعتون کے علحدہ علحدہ کمرون مین قرینہ
کے ساتھ بیٹھے ہوے اوستاد کے سامنے ہمہ تن گوش ہین
ایک بچہ عبارت پڑہتا جاتا ہے اور مدرسین متانت و وقار
کے ساتھہ اپنی دولت علم شاگردون پر لٹا رہے ہین۔

یہ سب کچہ تھا مگر ساتھہ ہی اکثر طلبہ کے پیش نظر ایک رسالہ تہا
جسکو بہت غور سے دیکہہ رہے تھے میری متجسس نگاہ بھی اُسکے
دیکھنے اور مطالعہ کی جویا ہوئی۔ نہ رہ سکا ایک طالبعلم سے لیکر
جو دیکہتا ہون تو وہ ایک مطبوعہ رسالہ ہے جو ماہوار بزبان عربی
مصر سے شایع ہوتا ہے اسکی اشاعت کنندہ ایک لیڈی
ہے اور اُسپر بخط جلی انیس الجلیس لکہا ہے اسمین عورت نے
چند مضامین دربارۂ تعلیم نسوان دئے ہین اور ثابت کیا ہے
کہ سیادتِ علم نسوان کا حصہ نہونا چاہیئے۔

اس رسالے نے میری طبیعت انصاف پسند کو اس مضمون
کے لکہنے پر آمادہ کیا آجکل زمانہ جہان لوگون کو اور سیکڑون
باتین اصلاح کی سمجہا رہا ہے اِن مین سے ایک لڑکیون کی تعلیم اور
شادی کا مسئلہ ہے عام اس سے کہ وہ بیوہ ہو یا ناکردہ شوہر

جو واقعی منجملہ امور اصلاح طلب کے اس ملک کے واسطے ایک بہت بڑا اور قابل درستی امر ہے جسکے درست نہونے سے ہم لوگ دوسرے ملک کے آدمیون کے سامنے ایک قسم کے وحشی اور درندون سے زیادہ وقعت نہین رکھتے ۔

ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے ملک مین قصائیون کا نام بے رحمی مین ضرب المثل ہے مگر جب غور کرتے ہین اور منصفانہ نظر کو وسعت دیتے ہین تو ہم اُن سے بدرجہا بڑھے ہوے نظر آتے ہین ۔

افسوس قصائی گھنٹہ آدہ گھنٹے کی جائز تکلیف رسانی مین بیرحم بنایا جائے اور ہم لوگ اپنی خودغرضی یعنے جھوٹی بھلائی دکھلانے کے واسطے اپنی اولاد کو جو جانورون سے کرورون درجہ افضل اور بہتر ہے تمام عمر مصیبت مین ڈالنا اچھائی اور نیک چلنی خیال کرین افسوس صد افسوس ۔

ہماری اولاد بھی ہماری طرح خدا کی پیدا کی ہوئی دنیا مین آئی ہے اور ہمسے اُسکا صرف اسی قدر تعلق ہے جیسے کسی نووارد مسافر کا کسی دیرباش شخص سے اپنی منزل مقصود کے راستہ دریافت کرنے مین ہوتا ہے جسکا ٹھیک ٹھیک بتلا دینا (جو مراد اُنکی سچی تعلیم اور بہی خواہی سے ہے) ہمارا فرض ہے ۔

ہم بجاے اسکے کہ رہنمائی کرین۔ اُسی حالت مین کہ وہ بیچارہ بے یار و مددگار اک لق و دق ویرانہ مین کھڑا ہکا بکا بامید امداد ہماری طرف دیکھہ رہا ہے اپنی ذاتی خواہش کے موافق ایسے گنجان اور دشوار گزار جنگل (یعنے جہالت) کی راہ بتلا کر اُسکی متاع عیش اور آیندہ بہبودی کی امیدون کو خاک مین ملا دین اور اُسکو اِسی ظلمتکدہ (جہالت) مین چھوڑ کر ہم علیحدہ ہو جائین اور وہ بیچارہ مسافر (ہماری اولاد) تمام عمر تڑپ تڑپ کر بسر کرے۔ منصف مزاج لوگون کو تعصب سے علیحدہ ہو کر خیال کرنا چاہیئے کہ آدہ گھنٹہ کسی جانور کو تکلیف دینے والا زیادہ بے رحم اور قصائی ہے یا عمر بھر کے واسطے غیر محدود مصیبتون مین پھنسانے والا۔

سچا خالق سب کا پروردگار ہے ہم لوگ جو خود مخلوق ہین دوسری مخلوق (اولاد) پر کوئی حق مالکانہ اسکے سوا نہین رکھتے کہ پہلے آنے والے پیچھے آنے والون (اولاد) کو سنبھالین یا جو روحین ظلمتکدۂ جسمانی کی قید مین بوجہ نوگرفتاری کے حواس باختہ ہین اُنکے ہوش و حواس اور عقل کے درست ہونے تک معین و مددگار رہین۔

ہمکو کوئی حق نہین کہ اُنکو اپنا مملوک سمجھکر جو چاہین کرین۔

تعجب ہے کہ ہمارے ملک مین کھلم کھلا ایسی راہ زنی ہو اور
کوئی حاکم یا گورنمنٹ اُسکے انسداد کی طرف توجہ نہ فرمائے اور
ہمارے عقلا اُس غلامی کی مصیبت کو جھیلکر بھی نہ چیتین - دہائی
دہائی - دہائی - کولمون پر پہرے ہون اور اشرفیان لٹین - محدود
مالیت کی رہزنی پر اسقدر توجہ کہ جس سرحد مین واقع ہو گا نون کے
گا نون آفت مین آجائین - اور بے مثل و بے انتہا مال و دولت
(یعنے انسان کی تمام زندگی کا عیش و آرام) حکام کے سامنے خم
ٹھونک ٹھونک کر باجے گاجے سے لوٹی جائے اور کوئی خبر نہو
اندہیر - اندہیر - اندہیر -

مین اپنی قوم کو یاد دلاتا ہون کہ رسم ازدواج کو ہادی مطلق نے
رضامندی طرفین سے تعبیر کیا ہے اور بنظر احتیاط شہادت کو
لازم ٹھرایا - البتہ باپ دادا کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ بے تمیزی
کے سن مین اگر اپنی اولاد کا نکاح کردین تو طرفین کو کوئی حق اُسکے
انفساخ کا نہو گا - اور یہ حکم اُس چال چلن پر مبنی تھا کہ اُس زمانہ مین
ہر فرد بشر قومی ہمدردی کا پتلا اور اپنی ایسی بھلائی کا کہ دوسرے کو
ضرر پہونچائے مخالف تھا چہ جائیکہ باپ باوجود اسکے اگر باپ دادا
کے سوا اور کوئی ولی کم سن بچون کا نکاح کردے تو بعد بلوغ ہر اک کو

اختیار دیا گیا ہے کہ انفساخ کا خواہان ہو۔ اُس زمانہ مین زن و مرد باعتبار ہمدردی و علم و جہل کے قریب قریب تھے جب حکومت بنی امیہ اور خلافت عباسیہ مین علم نے ترقی کی تو دونون نوع بشر مین کم و بیش علم کی روشنی نمایان تھی تاریخ سے کیسی کیسی ذی علم عورتون کا پتا ملتا ہے۔ اُسکے بعد جب مسلمان اسکے مصداق بنگئے (اللہ کسی قوم مین تغیر نہین پیدا کرتا تا وقتیکہ وہ اپنے مین تغیر پیدا نہین کرتے) اور جہل و بے تہذیبی فسق و فجور کے عادی ہوئے ہمدردی کا نام و نشان مٹگیا خود غرضی ہر طبیعت مین حکمران ہوئی تو عام یہ وتیرہ ہوگیا کہ ہر لڑکی کا ولی یہ دیکھتا ہے کہ لڑکا مجھ سے بڑھ کر یا مساوی درجہ مین مالدار ہو اسکا خطرہ بھی نہین کہ لڑکی حسین ہے یا بدصورت بدخلق یا نیک خلق ہے کچھ گھرستی سے واقف ہے یا نہین جسکا نتیجہ اسوقت تک یہ ہے کہ قیصدی دس بھی ایسے نہ نکلین گے کہ زن و شوہر یک دل و دو قالب ہون بلکہ برعکس خاوند آوارگی مین مبتلا اور بیوی کو زندگی تلخ قید دوام کا سا منا نہ جارفتن نہ پائے ماندن۔ یہ فقط اسکا نتیجہ تھا کہ لڑکی کا باپ بوجہ خود غرضی اپنی بیٹی کی بدحسن و بدخلقی کے نتائج کو خیال نہین کرتا تھا اور یہ امر کہ زن و شوہر کی رضامندی باہمی قبل از ازدواج ضروری ہے مدت سے

برائے نام رہگیا اس لازمی امر کو کہ جسکی نگہداشت نہ کرنے سے ہزارون رسوائیان بدنامیان بیہودگیان پیش آتی ہین خلاف شرافت سمجھا اب اِس زمانہ مین کہ سید احمد خان مرحوم نے دنیا دی سبز باغ دکھلاکر نوجوانون کو بطمع اعزاز علمی چسکا لگا دیا اور نو واردان بزم علم کی ترقی آنکھون دکھلادی تو یکے بعد دیگرے علم کی طرف متوجہ ہوے اور اس چوتھائی صدی مین اتنا انقلاب ہوگیا کہ نئی روشنی کے چمکارے شہر بشہر بلکہ گھر بگھر نظر آنے لگے اور خدا کا شکر ہے کہ باعتبار دینوی ترفع کے کچہ مسلمان بھی حکام کے گروہ مین کرسی نشین اور لکچراردن کی جماعت مین صدر نشین اور اسپیکر ہوگئے مین دیکتا ہون کہ تمام نو وارد نسلین اُس علم کی طرف جسکی آجکل پوچہ ہے ہمہ تن متوجہ ہین تھوڑا زمانہ ہوا کہ ہمارے مقدس علما انگریزی کے پڑہنے کو حرام سمجھتے تھے اور یہ حالت تھی ۔

نظم

پڑہیے تو کچہ مسائل یا پارہ ہاے مصحف	لکھیے تو کچہ رسالے یا کفر کا فتاوا
دنیا اور اُسکی عزت ناچیز و نارواہی	ہر دم تھی یہ نصیحت دار المحن ہی دنیا
وہ قوم اور ترقی جنکے ہون یہ رویے	وہ لوگ اور دولت جنکا ہو یہ عقیدا

اسلام نے جو کی ہی کچھ دنیوی ترقی	اور ہند میں جو کچھ کچھ لایق ہین حکم فرما
اِس سی غرض نہین ہی ملحد تہا یا کہ کافر	یا دین کا تہا حامی اسلام پر فدا تہا
سید کا ہی یہ صدقہ سید کی ہی یہ کوشش	غفلت سی قوم جیتی اور سوتونکو جگایا

گو یہ امر خوش کن ہے کہ ہماری قوم خصیض پستی سے اُبھرتی ہے مگر ساتہہی اس تیز روی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ امور مذہبی سے بیخبر ہوتا جاتا ہے جسکا انسداد مسلمان گورنمنٹ پر فرض اور ہر بزرگ خاندان پر واجب ہے۔ ہم دیکہتے ہین کہ ہند کی بہیڑ یا چال ۶-۷ برس کی عمر مین بچے کو اسکول پہونچاتی ہے۔ ہم اِس تھوڑے سے زمانہ ترقی مین بہت نوجوان انگریزی خوان ایسے دکہلا سکتے ہین کہ مذہب سے ناواقف عقائد سے بیخبر ہین۔

اب اِس زمانہ کے تعلیم یافتہ لڑکے اور انگریزی تہذیب کے خوگر فتہ ممکن نہین کہ اولڈ فیشن لڑکیون سے معاشرت پسند کرین اگر اب بھی ہماری قوم اُسکی اگلی ظالمانہ رفتار کی پابند رہی اور بچون کے رشتون مین وہی خود غرضی کہ لڑکے کا ذی لیاقت ذی حسب متمول ہونا پیش نظر رکہا اور لڑکی کی ناقابلیت بدصورتی بدخلقی کا مطلق خیال نہ کیا تو اب پہلے زمانہ سے زیادہ آفت کا سامنا ہے۔

دربارۂ تعلیم نسوان ہماری قوم کے مختلف خیال ہین ۔

بعضون کی راے ہے کہ عورتون کو بجز قرآن شریف اور چند مسائل ضروری کے ہرگز تعلیم نہ دیجاے کیونکہ نیچر نے جس نوع بشر کو دوسرون سے گیارہ حصہ زائد قوت شہوانیہ عنایت کی اور زبان پر شرم وحمیت کا قفل ڈالدیا اُسکے لئے دو زبانین بنانین ایک زبان خداداد دوسری زبان قلم گویا اُسکے خواہشات بہیمیہ کے اظہار کا موقع دینا ہے ۔

بعض لوگ کہتے ہین کہ عورتون کو تمام علوم وفنون کی تعلیم دینی چاہیے تاکہ عورتونکی وسعت معلومات اولاد کی تربیت مین کارآمد ہو اور اس روشنی کے زمانہ مین پڑہی لکھی عورت قطع نظر جس معاشرت کے شوہر کو معتدبہ فائدہ پہونچا سکے ۔

میری راے مین یہ دونون طریقہ افراط تفریط سے خالی نہین نوجوانون کا یہ شوق کہ عورتون کو پوری تعلیم دینی چاہیے لیڈیون کو دیکھکر پیدا ہوتا ہے اور یہ خیال نہین کرتے کہ اُنکی مادری زبان نے تمام علوم وفنون کو جو غیر زبانون مین تھے اپنی آغوش تربیت مین لے لیا کوئی علم نہین کہ زبان انگریزی مین اُسکا ترجمہ نہ کیا گیا ہو ایسے اہل زبان کو من وجہ علوم کی واقفیت چنداں مشکل نہین اگر کسی وقت مین اردو زبان بھی علوم وفنون کی ملجا وماوا بنجائے تو ہماری عورتون کو

تحصیل علوم ایسی ہی سہل ہو گی۔

ایسے ہی وہ لوگ جو مطلق عورتون کی نوشت وخواند کے مانع ہین ٹھیک نہین کہتے دیکھیے روزمرہ کی پیش پا افتادہ بات ہے کہ جاہل عورت کبھی اپنے دلی مقاصد کو گو کہ اسکا لکھنے والا اسکا باپ بھائی بیٹا ہی کیون نہو اپنے دور افتادہ شوہر پر ظاہر نہین کر سکتی ہم دیکھتے ہین کہ ہمیشہ بے پڑھی لڑکیان جب وہ دوسری فیملی مین ملتی ہین کف افسوس ملتی ہین۔ ہمیشہ پڑھا لکھا مرد یا عورت نئے کام کو جاہل سے جلد حاصل کر سکتا ہے مین ایک نظم پیش کرتا ہون جس مین عورت کے افسوس کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔

نظم بیدل

کسی گلی مین ہوا ایکدن گزر میرا
کہ تھا نشاط کے عالم مین ہر بڑا چھوٹا

کہین ترنگ جوانی تھی ہمصفیر سرور
کہین تھین نغمہ سرا بلبلان شرم وحیا

اور ایک کونے مین بیٹھی تھی اک بت کم سن
قیامت آنکھ غضب بانک چاند کا ٹکڑا

یہ کہہ رہی تھی سہیلی سے اپنی وہ لڑکی
نہ پوچھ دلمین ہی میرے اُدھیڑبُن کیا کیا

ہر ایک گنتا ہی اوجڑے نکاح کے دنکو
یہان یہ ہول ہی یارب کہ حشر کیا ہوگا

لگا کے دیدہ نہ بیٹھے کبھی مین سینے کو
سکھانے آتی تھی مغلانی گو بلانا غا

کبھی خفا ہوئین یا چپ گئی سوئی تو بہن
وہ رونا مین نے مچایا کہ گھر کا گھر سارا

لگا یہ کہنے کہ ہی ہے یہ کیا قیامت ہے
کہ شور بور ہوا خون مین ہا بچی کا

ابھی تو نام خدا اسکو انگنا ہی سال
یہ کیکے مجکو اٹھالاتی تین بڑی آپا

نہ چولھے تک کبھی آنے دیا کسینے مجھے
کہ رنگ گرمی سے بچی کا تمتمائے گا

جو پڑھنے لکھنے کو پوچھو تو لفظ بسم اللہ
بروز بسملہ خوانی زبان سے نکلا تھا

بچی ہی گھر مین تو شادی کی ہو دھم خوش ہین
مجھے یہ غم ہی یہ دھن ہی کہ کل کو کیا ہوگا

نہ مجکو کوئی سلیقہ پکانے کھانے مین
نہ سینے اور پرونے مین ہے کوئی ملکا

نہ بیٹھنے کی تمیز اور نہ بولنے کا شعور
نہ بات چیت کی عادت نہ کام کا چسکا

کہین گے کیا مرے میکہ کو لوگ سن سنکر
کہ نام اسنے ڈبویا ہی باپ دادا کا

نیا سفر ہے نیا گھر ہے اور نئی صحبت
نہ میل نند دلسے میرا نہ ساس سے رستا

بنے کی جینا نہ سے کس طرح اپنی
نہ وان مدد کو کوئی ہی نہ ہی کوئی اپنا

کٹین گے کیونکہ الٰہی یہ دن مصیبت کے
تمام ہوگا یہ کسطرح عمر کا حصا

نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم
حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

زمانہ اسوقت پر یہان حال کر رہا ہے کہ حاشا اصلاح ایسی قوم کی جو اپنے معایب سے بیخبر لہو ولعب مین مبتلا غفلت کی عینک آنکھون پر لگائے بے شرمی اور بیحیائی کا لباس زیب بدن کئے

حضیض بے وقعتی مین اُترا چلا جاتا ہے سہل نہین اور عیوب دلنشین اور
اون عادات کا جو نسلاً بعد نسل چلی آتی ہین دفعتہً چھڑانا آسان نہین ہمکو ضرور
ہے کہ ہم رفتہ رفتہ اُنکو تعلیم کے کوچہ تک لائین اور لڑکیون کو اُسوقت تک
کہ تعداد مہذب اور تعلیم یافتہ مردون کی بمقابلہ ان بڑھون کے اُتنی نہو جائے
کہ جتنی اسوقت غیر مہذب اور جاہلونکی تعلیم یافتہ پارٹی کے مقابل ہے
عورتون کو اس سے زیادہ تعلیم نہ دیجاے کہ علاوہ قرآن شریف اور
مسائل صوم وصلوٰۃ کے وہ اپنے روزانہ خرچ کے حساب اور اپنے
دور افتادہ عزیزون کو اپنے مقاصد لکھنے مین دوسرے کے محتاج
نہون۔

اسوقت لڑکون کی تعلیم کے موانع علاوہ اسکے کہ اُسکے بزرگ
اپنے پرانے فیشن کے لحاظ سے اُنکی ضروری تعلیم سے باز آئین
عام اثر ہین جو زمانہ کی بے تہذیبی سے لڑکون کے دلون مین جاگزین
ہوگئے سہل انگاری علم کی بے قدری امور لایعنی کا مشغلہ خط کے
لکھنے پڑھنے پر اکتفا۔ صرف ونحو پڑھکر کسیقدر حدیث چند مسائل فقہ قدر
تفسیر کا دیکھ لینا دستاربندی کی قابلیت زمینارون کی اولاد کو
سرکاری ثمن۔ دستک چیٹی کو پڑھکر جواب لکھنا گانون کی آمدنی کا حساب
کتاب پٹواریکی جمعبندی سے مطابق کرنا انتہا درجہ کی لیاقت مشائخونکے

بچون کا چند خانوادون اور سلسلون کا شجرہ لکھدینا کمال واقفیت اسقدر
توجہ اور شوق کے دامنگیر ہین کہ فیصدی (۱۵) کی کامیابی بھی غیر ممکن
نظر آتی ہے۔ ایسے وقت مین اُس نوع بشر (نسوان) کی اعلیٰ درجہ کی
تعلیم کی طرف توجہ کہ جنکا طبعی جادہ اطاعت ہے اور لڑکون کی طرح کوئی
مانع نہین نہ کہین آمد و رفت نہ کھیل تماشا نہ ہم عمرون کے ساتھہ باختیار خود
نشست برخاست نہ شادی سے پہلے عمدہ لباس بنا وسنگار کی طرف
کہ آجکل نوعمر بچون کا شعار ہے اظہار توجہ نہ ناول دیکھنے کا شوق نہ
قصہ کہانی کی کتابون کا ذخیرہ اگر اُن کی تعلیم مین پوری کوشش کیجاے
تو فیصدی (۷۵) کی کامیابی کی امید دلاتی ہے اب لازمی نتیجہ یہ ہوگا
کہ جاہل لڑکے اور تعلیم یافتہ لڑکی کی معاشرت اُس سے زیادہ آفت انگیز
ہے کہ لڑکی جاہلہ اور لڑکا تعلیم یافتہ کیونکہ زوجیت کا لازمی امر جو اطاعت
ہے کبھی دلی طور سے وہ عورت نہین کرسکتی کہ جو اپنے کو بوجہ علم
خاوند سے افضل سمجھتی ہے اور خانہ داری کے ذلیل کامون کو اس
بھروسہ پر کہ گورنمنٹ قطع نظر اس سے کہ عورت ہو یا مرد علم کی
قدردانی کرتی ہے کبھی پسند نہ کرے گی اور وہ آزادی جو انگریزی
علم کا خمیازہ ہے خاوند کی تابعداری کی بلا جبر اجازت نہ دیگی جسکا
عموماً یہ نتیجہ ہوگا کہ باہم ذرا شکر رنجی ہوئی اور عورت علیحدہ مرد علیحدہ

کچھ خاوند کی نارضامندی کی پرواہ نہ کرے گی ہم دیکھتے ہین
کہ امرا کی لڑکیان مان باپ کی دولت پر خاوند سے بگڑ کر میکے کو
چلی جاتی ہین ہرچند کہ مان باپ کی دولت سے استفادہ سخت
بے اختیاری اور مجبوری کا سامنا ہے۔ ورصورتیکہ عورت یہ خیال
کرے کہ مین خود قابل خدمت اور لایق ملازمت ہون تو پھر اُس سے
ایسے شوہر کی اطاعت کہ جو نظر سے گرا ہوا ہے اور نیز باہم کھٹ پٹ
بھی ہوگئی کیسے ہوسکتی ہے۔

ہرگز ہرگز ابھی وہ زمانہ نہین آیا کہ لڑکیون کی تعلیم مین لڑکونکی طرح
پوری پوری کوشش کیجائے۔

اور نہ یہ لایق ہے کہ جاہل لڑکے کے مان باپ اپنی لڑکی کسی نئے
تعلیم یافتہ سے منسوب کرین۔ وہ زمانہ نہین رہا کہ لڑکے گھر کی بیبیونکی
صورت اور علم کو دیکھین بلکہ اپنے خاندان اور کفو کی لڑکی کو غیر کفو کی
خواندہ اور حسین سے بہتر سمجھتے تھے بدین غرض کہ ہمارا نسب خراب
نہو ہماری اولاد صحیح النسب نجیب الطرفین رہے آجکل دولت نے
نسب کو خاک مین ملا دیا سوا دیہات کے بلاد مین ظاہر حسب
و دولت و سربرآوردگی کو نسب پر مقدم سمجھتے ہین۔ اسم نویسی کی
رسم برائے نام ہے غربا تک یہ پوچھتے ہین کہ لڑکے کی ماہوار کیا ہے

یا اُسکے باپ دادا کو کسقدر آمدنی ہے عرب کا قدیم قول بھی اب
نظر انداز ہے انما الانساب من الاباء یعنے عرب کے لوگ
نسب مین عورت کا خیال نہین کرتے اور یہ بہت ٹیک مسئلہ ہی اگر ہمارے
زمانہ مین اتنا بھی ملحوظ رہتا تو نسب حسب کا خانہ زاد نہوتا ہمکو اس سے
بحث نہین البتہ اس زمانہ مین باعتبار علم کے دیکھہ بھال ضرور ہے۔

مددگار دارالعلوم

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

(۱۱) دلو جسکو ساکب الماء کہتے ہین ایک مرد کی صورت ہے جو کھڑا ہوا ہے۔
سر شمال کو اور پانون جنوب کو مشرق کی طرف جھکا ہوا ہاتھ بڑہاے ہوے۔
ایک ہاتھہ مین اُسکے کوزہ ہے کہ اُس سے پانی اپنے پانون پر ڈالتا ہے اور وہ پانی بہتا ہوا چلا جاتا ہے اُس مین ایک سو آٹھہ (۱۰۸) ستارے ہین۔
(۱۲) حوت جسکو سمکتین بھی کہتے ہین دو مچھلیون کی صورت ہے ایک کا سر مغرب کو اور دُم مشرق کو دوسری کا سر شمال کو اور دم جنوب کو

اور دونون کی دمین ایک قوسی دہاگے سے بندہی ہوئی ہین اسمین ایک سو تیرہ (۱۱۳) ستارے ہین۔

منطقۃ البروج کیجانب شمال کی صورتین

(۱) ذات الکرسی جسکو قابیا بھی کہتے ہین ایک عورت کی صورت پر جو کرسی پر بیٹھی ہے پانون لٹکائے ہوے اور کرسی کا پایہ مثل پایہ میز کے ہے اسمین پچپن (۵۵) ستارے ہین۔

(۲) مرات مسلسلہ ایک عورت کی صورت پر جو ہاتھہ کھینچے ہوے ہے اور اُسکے ہاتھہ مین زنجیر ہے اس مین چھیاسٹھہ (۶۶) ستارے ہین۔

(۳) مثلث اکبر بصورت مثلث متساوی الساقین کے اسمین گیارہ ستارے ہین۔

(۴) مثلث اصغر کہ وہ بھی بشکل مثلث ہے اور اسمین پانچ ستارے ہین۔

(۵) ذباب مکھی کی صورت ہے جو پر کھولے ہوے ہے اسمین چھہ ستارے ہین۔

(۶) حامل راس الغول جسکو برساؤس بھی کہتے ہین ایک مرد کے شکل ہے بائین پانون پر کھڑا ہوا ہے اُسکا شمال کی طرف اور پانون جنوب کی طرف دہنا پانون اٹھائے ہوے اور بائین ہاتھہ مین

ایک بھوت کا سر لئے ہوئے اور دہنا ہاتھہ سر کے اوپر رکھے
اور اُسی ہاتھہ مین تلوار لئے ہوے اس مین پچاونی ستارے ہین -
(۷) زرافہ ایک چوپایہ کی شکل ہے کہ گردن اُسکی اونٹ
کی سی اور رنگ اُسکا چیتے کا سا اور باقی اعضا گاے کے سے
سر اُسکا شمال کو اور پانون جنوب کو پچھاڈ مشرق اور اگلا مغرب
کو اسمین اٹھاون ستارے ہین -
(۸) ممسک العنان ایک مرد کی صورت ہے کہ بیٹھنے کے ارادہ پر
زانو جھکاے ہوے دہنے ہاتھہ مین باگ اور بائین ہاتھہ مین بکری
اور بکری کا بچہ پکڑے ہوے ہے اسمین چھیاسٹھہ ستارے ہین -
(۹) نمر جسکو فرصا دبھی کہتے ہین دوڑتے ہوے چیتے کی
شکل ہے مونہہ اُسکا مغرب کو اور پشت شمال کو اور پیٹ اور
پانون جنوب کو اور دم مشرق کو اسمین چوالیس ستارے ہین -
(۱۰) اسد اصغر بچہ شیر کی صورت ہے جسکی گردن پر بڑی بڑی
بال ہین پشت اُسکی شمال کو اور پانون جنوب کو اور سر مشرق کو اور
دم مغرب کو اسمین تین ستارے ہین -
(۱۱) دب اکبر ریچھ کی صورت ہے پشت اُسکی شمال کو اور
پانون جنوب کو اور سر مغرب اور دم مشرق اس مین ستاسی

ستارے ہین ۔

(۱۲) زلف لیلی جسکو ضفیرہ بھی کہتے ہین کٹے ہوئے گیسوون کی صورت اسمین تینتالیس ستارے ہین ۔

(۱۳) کبد الاسد کلیجے کی صورت اس مین تین ستارے ہین ۔

(۱۴) کلبین دو کتون کی صورت جو دُب اکبر پر حملہ کرنے کو دوڑتے ہین پشت اُنکی شمال کو اور پانون جنوب کو اسمین بچیس ۲۵ ستارے ہین ۔

(۱۵) عواکہ اُسکو صالح اور حارس الکلبین بھی کہتے ہین بصورت ایک مرد کے جو چلنے کو تیار ہے اور دہنا ہاتھہ بڑھایے ہوے دونون کتون کی رسی تھامے ہوے ہے اور بائین ہاتھہ مین لاٹھی سر سے اونچی اُٹھاے ہوئے اور منہ اسطرح کھولے ہوے ہے کہ گویا کتون کو ہلکارتا ہے اسمین چون ۵۴ ستارے ہین ۔

(۱۶) جبل الشیطان پہاڑ کی صورت ہے اسمین گیارہ ستارے ہین ۔

(۱۷) دُب اصغر ریچھ کی صورت ہے جسکے دمڑ پر سر نہین اسمین چوبیس ستارے ہین ۔

(۱۸) اکلیل شمالی جسکو فکہ اور قصعۃ المساکین بھی کہتے ہین دائرہ ناتمام کی صورت ہے اسمین اکیس ستارے ہین ۔

(۱۹) حیہ سانپ کی صورت ہے سر اور دم اُٹھائے ہوے اسمین چونسٹھ ستارے ہین ۔

(۲۰) جاثی علی رکبتیہ جسکو ہرقل اور راقص بھی کہتے ہین ایک مرد کی صورت ہے زانو کے بل کھڑا ہوا ناچنے کے ارادہ پر دہنے ہاتھ مین لکڑی لئے ہوے اور شیر کی کھال کندہون پر ڈالے اسمین ایکسو دس ستارے ہین ۔

(۲۱) خواجسکو ممسک الحیہ بھی کہتے ہین ایک مرد کی صورت ہے جسکی لمبی داڑہی ہے اور کھڑا ہوا ہے دونون ہاتھون مین صورت حیہ کو لئے ہوئے جسکا ذکر ہوچکا اسمین چوہتر ستارے ہین ۔

(۲۲) تنین اژدہے کی صورت ہے اس مین انسٹھ ستارے ہین ۔

(۲۳) سبع شمالی کتے کی صورت ہے جسکے تین سر ہین اسمین تین ستارے ہین ۔

(۲۴) ثور اصغر جسکو بقرہ بھی کہتے ہین گاے کی صورت ہے اسمین سات ستارے ہین ۔

(۲۵) جبتہ الامام ڈھال کی صورت مشرق وشمال کی جانب مستقیم خطون سے اور مغرب وجنوب کی طرف بیضی قوسون سے گھیرے ہوے اسمین آٹھ ستارے ہین۔

(۲۶) شلیاق جسکو موسیقار اور ضنج الروم بھی کہتے ہین ساز موسیقار کی صورت اسمین بائیس ستارے ہین۔

(۲۷) انطینوس جسکو امرو بھی کہتے ہین ایک نوجوان کی صورت ہے ایک ہاتھ سے شکل عقاب کا باز و بغل کی طرف کھینچتا ہوا دوسرے ہاتھ مین کمان لئے ہوے اور چلہ کمان مین تیر جوڑے ہوے جو کہ یہ صورت عقاب کی جزو ہے اسلئے اسکے ستارون کا شمار بیان کرنا کچھ ضرور نہین۔

(۲۸) عقاب جنکو نسر طائر بھی کہتے ہین اُڑتے ہوے گِد کی صورت ہے اسمین اکثر ستارے ہین۔

(۲۹) سہم تیر کی صورت بہال اسکی مشرق کو اور سوفار مغرب کو اسمین اٹھارہ ستارے ہین۔

(۳۰) ثعلب لومڑی کی صورت ہے پشت اُسکی شمال کو اور پانون جنوب کو اسمین سینتیس ستارے ہین۔

(۳۱) بط شمالی بط کی صورت لومڑی کے منہ مین اور جو کہ

یہ صورت جزو ہے صورت ثعلب کی اسواسطے اسکے ستارونکی گنتی ضرور نہین۔

(۳۲) دلفین سر اُسکا آدمی کا سا ہے اور دھڑ مچھلی کا سا اسمین اٹھارہ ستارے ہین۔

(۳۳) مالک البحرین جسکو وجاجہ بھی کہتے ہین ایک پرند کی صورت ہے مغرب کو گردن دراز کئے ہوے اور بازو کھولے ہوے اسمین اکاسی ستارے ہین۔

(۳۴) فرس اضعر گھوڑے کے سر کی صورت ہے کان اُسکے جنوب کو ہین اسمین دس ستارے ہین۔

(۳۵) ذرعہ چھپکلی کی صورت ہے اسمین سولہ ستارے ہین۔

(۳۶) قیقاؤس جسکو ملتہب بھی کہتے ہین بادشاہ کی صورت ہے سر پر تاج رکھے ہوے کہ غصے سے ہاتھہ بالون چلاتا ہے اسمین پینتیس ۳۵ ستارے ہین۔

(۳۷) فرس جنح جسکو فرس اکبر اور ذوالجناح بھی کہتے ہین گھوڑے کے اگلے دھڑ کی صورت ہے بغیر پچھلے اور پچھلے بالون کے اور اُسکے دو پر ہین جن سے اُڑ رہا ہے اسمین نواسی ستارے ہین

یہ سب سینتیس[۳۷] صورتین شمالی ہوئین ان مین سے اگر انطینوس اور بط شمالی جو اور صورتون کے جزو ہین کم کر دئے جاوین تو پینتیس[۳۵] رہجائینگے اور ستارے ہر صورت کے وہی شمار کئے گئے ہین جو خارج رصد نہین ہین ورنہ بعضی صورتین ایسی ہین کہ بغیر خارج ستارون کے ملائے ہوے کامل نہین ہوتین ۔

وہ صورتین جو منطقۃ البروج سے جنوب کو ہین

(۱) وکان ہے بت تراش کی دوکان کی صورت اس مین بارہ ستارے ہین ۔

(۲) سدس مجیب ہے ایک مسدس کی صورت جو تین مثلثون سے مرکب ہی اسمین اکتالیس[۴۱] ستارے ہین ۔

(۳) عنقا ایک پرند کی صورت ہے جو دم اٹھاے ہوے ناچتا ہے دم اسکی شمال کو ہے اور پالون جنوب کو اور منہ جنوب کی طرف مائل بہ مشرق اسمین تیرہ ستارے ہین ۔

(۴) قیطس جسکو سبع البحر بھی کہتے ہین ایک جانور دریائی کی صورت ہے جسکے دو پالون ہین اور مرغ کی سی دم ہے پالون اسکے جنوب کو اور پشت شمال اسمین ستانوے ستارے ہین ۔

(۵) حیۃ الماء یانی کے سانپ کی صورت جسکا سر شمال کو ہے

اِسمین دس ستارے ہین ۔

(۶) حارس الاوقات ساعت فرنگی کی صورت اسمین بارہ ستارے ہین ۔

(۷) کورہ چولھے کی صورت جسپر قرع انبیق رکھا ہوا ہے اِسمین چودہ ستارے ہین ۔

(۸) نھر ایک پیچدار نالے کی صورت اِس مین چورانوے ستارے ہین ۔

(۹) عنکبوت مکڑی کے جالے کی صورت ہی اسمین دس ستارے ہین ۔

(۱۰) مہرادۃ السلاطین جسکو کوکبہ بھی کہتے ہین چھڑی کی صورت جس مین جواہر جڑے ہین اسمین تین ستارے ہین ۔

(۱۱) منقاش اُس اوزار کی صورت ہے جس سے مھرکن پتھر کھودتے ہین اسمین سولہ ستارے ہین ۔

(۱۲) زیفیاس جسکو سمک سیافہ بھی کہتے ہین لمبی مچھلی کی صورت ہے مُنہ کھولے ہوے سر اُسکا جنوب مغرب کو اور دم شمال مشرق کو اسمین سات ستارے ہین ۔

(۱۳) طور پہاڑ کی صورت ہے اسمین تیس ستارے ہین ۔

(۱۴) اجبار ایک مرد کی صورت ہے جو پرتلہ کمر مین لگائے اُسمین تلوار ڈالے کھڑا ہے دہنے ہاتھہ مین لکڑی اور بائین ہاتھہ مین شیر کی کھال لئے ہوئے اسمین اٹھترستارے ہین ۔

(۱۵) ارنب خرگوش کی صورت جو پچھم کی طرف دوڑتا ہی پشت اُسکی شمال کو اور پانون جنوب کو اسمین انتیس ۲۹ ستارے ہین ۔

(۱۶) اثافی تپائی کی صورت جسپر تصویر کھینچتے ہین اسمین آٹھ ستارے ہین ۔

(۱۷) حمامتہ النوح کبوتر کی صورت چونچ مین ایک شاخ لئے ہوئے جنوب کی طرف اُڑتا ہوا اور دم اُسکی شمال کو اس مین دس ۱۰ ستارے ہین ۔

(۱۸) کلب اکبر دوڑتے ہوے کتے کی صورت ہے جسکی دم اور پانون جنوب کو اور سر جھکا ہوا شمال کو ہے اِس مین اکیس ۲۱ ستارے ہین ۔

(۱۹) کلب اصغر جسکو کلب مقدم بھی کہتے ہین وہ بھی کُتے کی صورت ہے اور اُسمین چودہ ستارے ہین ۔

(۲۰) جریش جو ایک چوپایہ کی شکل ہے جسکے دہن پر ایک سینگ ہے پشت اُسکی شمال کو اور پانون جنوب کو اسمین

اکتیس ۳۱ ستارے ہین۔

(۲۱) سفینہ کشتی کی صورت ہے اس مین چونسٹھ ۶۴ ستارے ہین۔

(۲۲) سمکہ طائرہ اُڑتی ہوئی مچھلی کی صورت ہے اسمین آٹھ ستارے ہین۔

(۲۳) حقہ جسکو قطب نما بھی کہتے ہین قطب نما کی ڈبیا کی صورت ہے اسمین چار ستارے ہین۔

(۲۴) شجاع ایک لمبے اور باریک سانپ کی صورت اسمین ساٹھ ستارے ہین۔

(۲۵) مجذاب ہوا کھینچنے کے آلہ کی صورت جسکو انگریزی مین ایر پمپ کہتے ہین اسمین تین ستاری ہین۔

(۲۶) بلوط الملک درخت شاہ بلوط کی صورت جڑ اُسکی جنوب کو ہے اور شاخین شمال کو اسمین بارہ ستارے ہین۔

(۲۷) باطیہ ڈوبے ہوے پیالہ کی صورت اسمین اکتیس ۳۱ ستارے ہین کہ دو انمین سے صورت شجاع کے ساتھ مشترک ہین اور وہ کم کئے جاوین تو انتیس ۲۹ باقی رہینگے۔

(۲۸) حربا دوڑتے ہوے گرگٹ کی صورت پشت اُسکی

جنوب کو ہے اور پالون شمال کو اور منہ مشرق کو اس مین دس ۱۰
ستارے ہین ۔

(۲۹) صلیب چلیپا کی صورت ہے اِس مین چھ ۶
ستارے ہین ۔

(۳۰) غراب جسکو عرش السماک بھی کہتے ہین کوے
کی صورت ہے جسکا سر مغرب کی طرف ہے اسمین نو ۹ ستارے ہین ۔

(۳۱) نخلہ جسکو ذباب جنوبی بھی کہتے ہین اُڑتی ہوئی
مکھی کی صورت ہے منہ جنوب کو اور دم شمال کو اِس مین چار ۴
ستارے ہین ۔

(۳۲) قنطورس صورت اُسکی سر سے پشت تک آدمی کی
سی اور پچھلا دھڑ چوپایہ کا سا اسمین بتیس ستارے ہین ۔

(۳۳) فرجار پرکار کی صورت ہے اسمین چار ۴
ستارے ہین ۔

(۳۴) سبع جنوبی بھیڑیئے کی صورت ہے اسمین چوبیس ۲۴
ستارے ہین ۔

(۳۵) مثلث جنوبی مثلث کی صورت ہے اسمین پانچ
ستارے ہین ۔

(۳۶) مربع اقلیدس مربع کی صورت ہے اسمین بارہ ستارے ہین۔

(۳۷) ہما۔ ہما کی صورت ہے دم اُسکی جنوب کو مائل بہ مشرق اور سر شمال کو اسمین گیارہ ستارے ہین۔

(۳۸) مجمرہ انگیٹھی کی صورت ہے اسمین نو ستاری ہین۔

(۳۹) اکلیل جنوبی جسکی شکل صنوبری ہے اسمین بارہ ستارے ہین۔

(۴۰) منظار ستارہ بین کی صورت ہے اسمن نو ستاری ہین۔

(۴۱) طاوس مور کی صورت ہے بالون اُسکے جنوب کو اور سر و پشت شمال کو اور دُمنہ مشرق کو اور دم مغرب کو اسمین چودہ ستارے ہین

ظہور الدین احمد۔ قائل۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ابھی آوازۂ جنگ بلند نہین ہوا تھا اور طبل غزا پر چوب نہین پڑی تھی کہ ہر گروہ سے ایک ٹکڑی علیحدہ ہوئی اور منادی کی کہ قیامت آگئی کوئی اللہ کے سوا اُسکا دور کرنے والا نہین ہے گویا پیر محمدؒ کو خلعت علیحدگی پہنایا گیا اور کوئی بس کی بات نہ رہی تو فوراً بادبان کشتی ہزیمت کا قلعہ کی طرف پھیرا اور دروازے بند کردئے اور فصیلون کا انتظام کردیا اور حصار شادمان مین محصور ہونیکے لئے مستعد ہوگیا۔

فوراً خلیل سلطان کے لشکر جرار نے محاصرہ کیا اور قوم ترک نے چارون طرف سے گھیر لیا محاصرہ کرنے والے نیزہ باز اور تلوریے اور تیر انداز تھے پیر محمدؒ اپنے قصد وارادہ سے سخت نادم ہوا اور خواجہ عبد الاول کی گفتگو یاد کی مگر مشیت قضا و قدر سے معذوری بیان کی اور قضا نے تیر نشانہ آس مارا جو مصیب ہوا۔ اور کہا۔

ترجمہ شعر

وقت فرصت کو گنواتا ہی ہمیشہ بیوقوف	کام گر بگڑا تو غصے ہوتا ہے تقدیر پر

پیر محمدؒ کی ہر ایک رائے برعکس ہوگئی اور تمام حالت متغیر اور مال وملک قبضہ سے نکل گیا اور متنفر ہوگیا ہر شیر کہ جسنے اُسکی حمایت مین

چقماق حرب روشن کی تھی جب حملہ کیا پیر محمدؒ نے خلیل سلطان پر
اور پلٹ گیا اُس سے ہر قرابت دار اور کہل گئی اُسپر جھولی امیدون
کے سراب ۔ اور اُسکی تدبیر کے ریزون کا تانا بانا فکر کی تر (وہ لکڑی
جسپر کپڑا بنکر لپیٹا جاتا ہے) پر پارہ پارہ ہوگیا اب کوئی سوا اللہ کے
اُسکا والی نہ رہا ۔

پیر محمدؒ کا پھر حیلہ کرنا اور اُسکی سور تدبیر سے اُسپر لوٹنا

جب پیر محمدؒ کی فوت گھٹگئی تو اُسکو حیلہ بازی سوجھی ۔ اور بہت سے
چمڑے مخطط عمدہ دباغت دئے ہوئے اور انواع و اقسام کی رنگتون سے
رنگین منگوائے اور اُنکے کوٹ بشکل درع جو میدان جنگ مین آزمودہ کار
لوگون کے زیب بدن ہوتے ہین قطع کرائے اور بلور وغیرہ صاف پتھر
اُسپر میخون سے جڑے اور کتے عمدہ اور اُنکو ملمع کرکے مضبوط کیلون سے
جما دیا اور اپنے شہر کے بازاری لوگون سے اُنکے چودھری بُلائے
اور اُنکے ساتھ رذیل لوگون سے بڑا مجمع اکٹھا کرکے یہ لبنے لبنے
کوٹ لیکے ذرہین جو چمڑونکی بنائی تہین پہنا دین ۔

اور یہ شروع کیا کہ جب آفتاب بلند ہوا انکو یہ زرق برق چمڑونکی
زرہین پہناکر فصیلون پر اور شہر سے باہر نکالا جب دور سے
اُنکو دیکھنے والا دیکھتا تو سمجھتا کہ یہ بڑے مرد میدان ہین اور یہ خبر

نہین کہ لڑکون کی بندوقین ہین لکڑی کی کہ عید کے دن بچے کھیلتے ہین اور جب یہ غبار کی طرح کا مجمع نظر آتا تھا کہ جس سے میدان پُر دکھائی دیتا ہے تو اسکی بعینہ وہی صورت ہوتی کہ سُراب کو پیاسا ایک میدان مین دیکھکر پانی خیال کرے۔

اسی طرح ایک مدت گزر گئی کہ یہ تکلیف اُٹھاتا رہا اور سختیان جھیلتا رہا۔

اور جس نے یہ تدبیر اور حیلہ بتلایا تھا وہ وزیر اعظم تھا پیر محمدؒ کی مملکت کا جسکو پیر علی کہتے تھے۔

یہ سب کچھ ہوا مگر آخر کار یہ حیلہ کام نہ آیا اور یہ افکار ناقصہ اور تدابیر مہلکہ اُسپر پلٹ پڑین اور بہید کُھل گیا طاقت گھٹگئی ہاتھ تنگ ہوگیا نہ سامان رہا نہ لشکر اور زمانے نے سخت عذاب مین ڈالدیا۔

بالاخر پیر محمدؒ نے دامن عجز و انکسار پھیلایا اور سفارش کے وسیلے تلاش کئے اور سمجھ لیا کہ امر خداوندی سے نجات دینے والا سوائے رحم اور کوئی نہین ہے تب خلیل سلطان سے خواستگار شفقت ہوا اور میرے شعر کے معنی ادا کئے۔

ترجمہ شعر

دیتا ہی ہر دم سخی ہوتا نہین ہرگز ملول	اور معافی اُسکی خصلت ہی اگر ہو وی خطا

خلیل سلطان نے اُسکے مقاصد کو قبول کیا اور طرفین سے معاہدہ بانیطور قائم ہوا کہ کوئی دونون مین سے دوسرے کے بلاد کو آنکھہ اُٹھاکر نہ دیکھے اور اگر کسیکو اللہ بڑھائے تو دوسرے کی جانب سے بیفکر نہو اور جو اُسکے قبضہ مین ہو وہ اُسکو دیدے اور اس دوستی کو ہمیشہ قائم رکھے پھر دونون نے قسمین کہائین کہ باہم مخالفت نہ کرین اور موافقت رکھین اور باہم سچائی سے برتاؤ کرین منافقانہ کارروائی نہ کرین اور اپنے عہود اور قرابت کو پیش نظر رکھین۔

بعد عہد و پیمان اپنی اپنی جماعت کے ساتھہ علیحدہ ہوگئے اور یہ معاملہ ہی ۹۰۷ھ کا۔

پیر علی اور پیر محمد مین باہم مخالفت اور دونونکے مرنے سے مخالفین کی راحت

جب پیر محمد اپنے وطن پہونچا اور اپنی خدام و جیران مین جاکر ملا پیر علی نے حملہ کیا اور ملک کا بالاستقلال دعوی کیا اور قبضہ کرلیا پیر محمد کو قید کیا اور بے بس کرکے خاک مین ملادیا۔

اب چال تھا کہ پیر علی گھومتا تھا اور کہتا تھا امور دنیا ڈگمگا گئی اور علامات قیامت قریب ہوگئین اور یہ دولت دو جانونکی ہی اور حیلہ سازون اور کذابونکا زمانہ ہی تیمور گزر گیا اور وہ دجال اعرج تھا اب زمانہ دجال اقرع (گنجے) کا ہی اور یہ اسلئے کہتا تھا کہ پیر علی اقرع تھا یعنی سر کے بال اُڑے ہوئے تھے

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن ندوی

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱- امرائے عظام سے " " " " " ۵ روپیہ

۲- پبلک سے " " " " " ۶ روپیہ

۳- باہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک۔ ۱ روپیہ

۴- جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے اُنکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی۔

ف ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

مہتمم

مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام ہیرالال صاحب نشاط نائب محبوب پریس حیدرآباد علاقہ مہاراجہ بہادر پیشکار مدار المہام سرکار عالے پہونچنی چاہئے

نمبر (۱۰) ۶ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ جلد (۶)

لعظمت اللہ



خرامان شو ای ابر نیسان بنہ
عمامہ شہ بحر و بر بر سرش
بنال ای دل اندر میان گلوش
بخند ای لب غنچہ اندر دہش

محبوب البلاد

۱۳ ۲۱

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سیالگرہ مبارک کی تحسینت مین یہ ماہواری رسالہ مسمین
نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے
بانی مبانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص
بہ شاد تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی پیشکار و مدار المہام سرکار عالی مین
حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی ہیر الال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے

شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۱) جلد

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	لفظ حسد و عرض ترجمہ نادر نمبر ۱	جناب حکیم مولوی محمد [illegible]
۲	۱۳	لڑکیوں کی تعلیم اور شادی -	[illegible]
۳	۲۱	لفظ علم کی فضیلت الخ	جناب [illegible]



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بقیہ حصۂ دوم ترجمہ تاریخ تیموری

اگر کوئی گھبراتا ہے در سلطنت کے قرع (کھڑکھڑانے) سے تو یاد رہے کہ مین اقرع ہون۔

اقرع اُسکو کہتے ہین جس کے سر پر بال نہون اور نیز اقرع کے لغوی معنے زیادہ کھڑکھڑانے والا۔

کسی نے (نہ شرفا رقوم نے نہ رذیلون نے) جواب نہ دیا اور کسی کے منہ سے وہ کلمہ نہ نکلا کہ باعث خنک چشمی و سرور دل ہو کیونکہ اس امر قبیح کا کوئی روادار نہ تھا اور سہام ملک مین اس وغد (حمق) کے لئے سوائے منخ و سفیح کے کوئی سہم نہ نکلا (عرب جو قماری تیر یعنے پانسے پھینکتے ہین اُن مین تین نشان **وغد** اور **منخ** اور **سفیح** ایسے ہین جن پر کوئی حصہ نہین ملتا مطلب یہ ہوا کہ اس معاملہ مین کوئی فائدہ نہوا۔

تب لاچار ہو کر **پیر محمدؒ** نے ارباب ممالک کو بڑے تضرع اور عاجزی سے بلایا تو ہر اک نے دانت دکھلائے اور پھاڑ کھانے کو دوڑا یہ حالت دیکھکر بے قرار ہو گیا اور صاحب **ہراۃ** کی طرف چلا۔

جب **پیر علی صاحب ہرات** کے جال مین گرفتار ہوا فوراً **پیر محمدؒ** کے قصاص کے احکام جاری کئے اور **ممالک قندہار**

صاف ہوگئے دشمن اور ضرر رسان سے اور خلیل سلطان
بھی دشمنون اور مخالفون کے پنجہ سے محفوظ ہوگیا ۔

جو حوادث خلیل سلطان کی عدم موجودگی
مین پیش آئے

اسی سال مین تتار روم نے بلوہ کیا اور مستعد ہوکر
خوارزم سے چلے اور جیحون کو حالانکہ وہ موسم سرما کی وجہ سے
جما ہوا تھا قطع کیا اور اُن کے سامنہ ہوگئے ہر طرف سے
وہ لوگ جنہون نے انکو تربیت کیا تھا اور عساکر عراق کیسی صورت
نا اتفاقی سے ہوگئی تھی اور نیز سلطان کی غیر موجودگی اور اس
سفر طویل مین مشغولی خداداد و شیخ نور الدین نے غنیمت
سمجھی اور اطمینان سے متوجہ سمرقند ہوئے اور اُسکو ہلاک
کیا اور گرد نواح کو لوٹا بعضے لوگ قلعہ بند ہوئے تو وہ
باہر سے لوٹکر اپنے ملک کو لوٹ گئے ۔

خلیل سلطان کا لشکر کو انتخاب کرنا
اور شیخ نور الدین اور خداداد کی طرف
متوجہ ہونا

جب خلیل سلطان نے مراجعت کی اور سمرقند پہونچا اپنے لشکر کو انتخاب کیا اور اپنے رفقا کو جمع کرکے اور اپنے معاونین کو ساتھ لیکر نورالدین اور خداداد کی طرف باگ اُٹھائی اور ایسے قبائل کو ساتھ لیا کہ جو معرکہ کارزار مین آتش افروز گوی شیر اسٹد کے سانڈ بالآخر یہ لشکری پہاڑ کوچ ومقام کرتا ہوا سیحون پہونچا اور جب نہر سیحون سے عبور شروع کیا تو نہر ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے سمندر بھرپور جسکا یہ اثر پڑا کہ شاہ رخیہ اور مخجند نے اطاعت کی اور اہل تاش کند قلعہ بند ہوگئے اُس وقت خلیل سلطان نے محاصرہ کیا اور یہ ارادہ تھا کہ اسکی دیوارون کو گرا دیجئے۔

ایک مدت جب اہل تاشکند کی محاصرہ مین گزری اور بھوک نے شدت تکالیف سے مجبور کردیا امان طلب کی اور زمام اطاعت خلیل سلطان کے ہاتھ مین دیدی تو خلیل سلطان نے اُنکی استدعا کو قبول کیا اور صلح سے اُنکی اصلاح کرکے پھر نورالدین اور خداداد کا پھیچا گیا۔

نورالدین اور خداداد کا خلیل سلطان کے جلانے کو آگ بھڑکانا اور

اللہ تعالےٰ کا اُسکو بچانا

نورالدین اور خداداد کا یہ حال تہا کہ جیسے چوپا یہ آگی ہوئی گہاس کے چارطرف پہرتا ہے کہ جب موقع ملے لوٹ مار کہاے۔ خلیل سلطان نے اُنکا پیچہا کیا اور وہ دونون اتنی فاصلہ سے کوچ کرتے تھے کہ تیز نظر دیکہہ سکے اور آواز پہنچ سکے اور ہر منزل پر طمع اور امید کی بنیاد پر اُترتے اور خلیل سلطان اُنکے پیچہے تہا جب کوچ کرتے چلتا اور جہان اُترتے اُترتا۔

اسی اثناء مین چونکہ خلیل سلطان کو اپنی فوج پر بہروسا اور فتح و نصرت کا یقین تہا ایک روز حفاظت سے غافل ہوگیا اور ان دونون کے جاسوس برابر لشکر خلیل سلطان مین رہتے تھے۔ اتفاق سے خلیل سلطان باربرداری خیمجات وغیرہ اسباب سے آگے بڑہگیا اور اُس مکان مین جا اُترا جسکو شراب خانہ کہتے تھے فوراً نورالدین اور خداداد کے جاسوس اُڑگئے اور اطلاع کی کہ بادشاہ شرابخانہ مین مقیم ہے یہ دونون سنتے ہی سیل کی طرح دور پڑے اور خلیل سلطان پر شبخون مارا فوراً عسکر خلیلی سے ایک جماعت نکلی اُنکے نکلتے ہی قیامت برپا ہوگئی اِن دونون سے بجز بہاگنے کے کچہ بن نہ پڑا

خلیل سلطان کو چھوڑ کر دونون نے جنگل کی راہ لی اب سلطان کہانتک انکی گرفتاری مین حیران ہوتا زمام طلب ہاتھ سے چھوڑدی اور سلامتی سے اپنے دیار کا رستہ لیا

شیخ نورالدین اور خداداد کا باہم تقسیم بلاد کرکے علیحدہ ہونا

خداداد اور نورالدین کی محبت اور باہمی میل ایسا تھا جیسے دو ٹیکرے آپس مین ملین یعنے اُنکا میل ممکن نہین اور اُنکی دوستی کی بنیاد ایسی تھی جیسے کوئی کسی کھڈ کے کنارے پر بنیاد ڈالے جو ہر وقت برشرف سقوط ہوتی ہے چند روز کے بعد دونون مین اختلاف پیدا ہوا اور اُنکی بازار مودت مین نفاق کا اسباب بکنے لگا بجز فراق کے کسیکو خبر نہوئی شیخ نورالدین اُلٹے پانون سغناق کی طرف پلٹ گیا اور وہان کے بلاد پر مستولی ہوا۔

شیخ نورالدین کا عذر کے لئے خلیل سلطان کی خدمت مین آنا

آخرالامر شیخ نورالدین نے خلیل سلطان کی خدمت مین مراسلہ لکھا اور عذر کیا کہ مین خطاوار ہون آپ میری خطا کو احسان سے بدل دین اور اپنے عطیات کے فوائد جیسے اول تھے مبذول فرماوین۔

سلطان خلیل نے اُسکے معروضہ کو قبول کیا اور اُسکی خطاؤن کو دامن نسیان سے ڈھانک دیا اور تومان داد اکی عورت کو اُسکی طرف بھیجا۔

فصل

شیخ نورالدین برابر خلیل سلطان کے موافق رہا اور رفاقت کا طوق گلے سے نہ نکلا یہانتک کہ خلیل سلطان رباق مین پڑا (رباق اُس رسّی کو کہتے ہین جس مین چند عروہ ہوتے ہین اور بکریان باندھتے ہین اور شاید یہان رباق سے وہ زمانہ مراد ہے کہ خلیل سلطان نے شاہ ملک سے نکاح کیا یہ عورت امیر سیف الدین کی بیوی تھی اور خلیل سلطان اِسکی محبت مین ازخود رفتہ اور تابع حکم شاہ ملک ہوگیا تھا) اور سمرقند بلاغل غش شاہ رخ کے لئے صاف ہوگیا۔

ایک وقت نورالدین کی طرف شاہ ملک متوجہ ہوا

بظاہر سامان صلح پیش نظر تھا اور دل مین منافقانہ طور سے شر و فساد مستتر تہا۔

شاہ ملک نے بہزار مکر و فریب نورالدین سے خواہش کی کہ آپ **قلعہ سغناق** سے اُترین اور بعد عہود و مواثیق مؤکدہ یہ قرار پایا کہ باہم اتفاق رہے اور گھوڑون پر سوار دونون ملاقات اور معانقہ کرین اور بعد سلام و دست بوسی و معانقہ دونون اپنی شوق ملاقات کو پہیلائین۔

(ناظرین کو یہ امر پیش نظر رہے) کہ **شاہ ملک** کی جماعت مین ایک شخص تھا جسکو ارغو داق کہتے تھے۔

ادہر **شاہ ملک** معہ اپنی جماعت کے آیا اُدہر سے شیخ نورالدین قلعہ سے اُترا اور شاہ ملک تنہا بغیر سامان و رفقا آگے بڑہا اور معانقہ کیا اور جو کچہ واقعات رنج و غم عیش و سرور کے گزرے تھی بیان کئے۔

پھر دونون نے بہم تجدید عہود کی اور ہر اک نے دوسرے کو وصیت کی کہ بعد مین ایسا کرنا چاہئے اور **نورالدین** سے رخصت ہوکر اپنی جماعت مین آگیا اور کہڑا ہوا۔

اسکے بعد **شاہ ملک** کی جماعت کا ہر متنفس تنہا جاتا تہا اور

شیخ نور الدین سے مصافحہ کرتا اور ہاتھہ کو بوسہ دیکر واپس آتا۔ اسی طرح ہوتا رہا یہانتک کہ ارغو داق کی نوبت پہونچی (یہ وہی شخص ہے جسکی طرف ہم ناظرین کو پہلے ہی توجہ دلا چکے ہین۔

ارغو داق متوجہ ہوا مگر خداع و فریب کو ساتہہ لئے ہوئے یہ شخص باعتبار شجاعت کے شیر تھا اور جسم و قوت مین ہاتھی۔ پاس جاکر ہاتھہ پر بوسہ دیا اور بطور معانقہ گلے مین ہاتھہ ڈالکر ایکدم زین سے زمین پر گرایا گویا ستارہ شیخ نور الدین کا برج سے گرا اور فوراً سر کاٹ لیا شیخ نور الدین کے لوگون مین کہلبلی مچگئی۔

جب شاہ رخ نے یہ خبر سُنی نہایت افسوس کیا اور چلایا اور شاہ ملک کو لعنت ملامت زجر توبیخ کی اور ارغو داق کو مارا اور تشہیر کرائی سب کچہ کیا مگر جو کچہ ان دونون نے قطع کیا یعنے رشتۂ حیات نور الدین اُسکا رفو غیر ممکن اور جو کچہ انہون نے اُکھاڑ ڈالا یعنے نخل وجود نور الدین اسکا پھر لونا محال تہا۔

کسی شاعر نے خوب کہا ہے اور اس مضمون کو اچھی طرح ادا کیا۔

ترجمہ مصرعہ

موت جسکو تہ کرے کب کھول سکتا ہی کوئی

ایک زمانہ تک شاہ رخ ان دونون کو دیکتا نہ تھا پہر بعد چندے رضامند ہو گیا۔

کیفیت خداداد

خداداد کے جی مین وہی بغض و فساد جاگزین رہا اور دامن عناد کو خداداد نے ہاتھ سے نہ چہوڑا اور بجز سرکشی اور سرتابی کے کبہی اطاعت و انقیاد کی طرف مائل نہ ہوا یہانتک کہ زمانہ نے اُسکو ہلاک کر دیا اور عنقریب ہم بتلائین گے کہ زمانے نے کیا اچہا کیا کہ صفحۂ ہستی سے خداداد کا نام مٹا دیا۔

خلیل سلطان کا ترمذ کے بنانے کا حکم دینا اور اسی غرض سے لشکر بہیجنا

یہ وہی ترمذ ہے جسکو چنگیز خان نے خراب کیا اور اُجاڑ دیا۔

پہر ماہ صفر ۸۱۰ھ مین خلیل سلطان نے بماتحتی الغ داد ایک دستہ فوج ترمذ بہیجا اور اُن مین مذکورۂ ذیل روسا لشکر تھے۔

(۱) الیاس خواجہ۔

(۲) ابن قماری منصور۔
(۳) توکل قرقرا۔
(۴) دولہ تیمور۔

اور اور بہت سے لوگ تاکہ آباد کرین ترمذ کو یہ لوگ تمام بعد کوچ و مقام ترمذ پہونچے اور وہان پہونچتے ہی اشیاء ضروریہ کو جمع کیا یعنے پتھر چونہ گچ وغیرہ پھر ان سرداران نے زمین ترمذ کو باہم تقسیم کیا اور اسطرف توجہ نہ کی کہ اسکی چہار دیواری بلند کی جائے۔ اور برابر کام کرتے تھے اور ہر بلند جگہ پر اور مکان مرتفع مین دوڑنے دہونے کو ایک جگہ بناتے تھے یہانتک کہ دن کا کھانا رات کا سونا چھوڑ دیا اور قریب پندرہ دن کے گزرے کہ مکانات بنگئے۔

جب ان لوگون نے اسکے محلہ جدے کردے اور راستے اور سڑکین قائم کردین اور مساجد کے گنبد اور منارہ بلند ہوگئے اور بازار اور گھر بنا دئے تو جو لوگ وہان سے نکالے گئے تھے اور انکی نسل سے کچھ ذریت باقی تھی اور جو لوگ پھاڑ کے دشوار گزار گھاٹیون سے اٹکے برابر یہ ان مین جا آباد ہوئے تھے انکو حکم دیا کہ لوٹ آئین۔

یہ مساکین جب نکالدئے گئے تو باغون مین جا بسے اور وہین گھر اور بازار بنالئے اور اپنا سامان معیشت وہین جمع کیا اور اُسیکو وطن بنالیا۔ اور زمانہ **چنگیز خان** سے لیکر تا زمانہ **تیمور کورکان** یہی حالت رہی یہ لوگ اپنے اوطان مین مامون تھے اور آفات سے محفوظ تھے جب تیمور مرگیا اور شر و فساد بہت پھیل گیا **خلیل سلطان** نے ارادہ کیا کہ وہ محفوظ رہین تو ان لوگون کو بھیجا کہ انکے قلعجات کی مرمت اور استحکام کرین۔

یہ ترمذ جدیدہ پرانے ترمذ سے ایک فرسخ (۳ کوس) کے فاصلہ پر تھا اور یہ نیا بہتر تھا پرانے ترمذ سے اور مضبوط تھا کیونکہ اُسکے بنانے والون نے منارے بلند کئے تھے اور نہر جیحون اُس پہاڑ کی قدمبوس تھی جس پر اُسکی شہرپناہ کی بنیاد تھی بخلاف اُسکے کہ اُسکے مکانات استوار اور نہر سے بعید تھے۔

جب یہ منادی کی گئی کہ تم اپنے دار قرار کو جاؤ تو اُن کی یہ حالت تھی کہ گویا وہ اپنی جانون کو قتل کرین اور گھر چھوڑ دین (کیونکہ اُنکو ان بستیون سے اُنس ہوگیا تھا) **اللہ داد** نے کچھ اُن پر تشدد نہین کیا اور نہ کچھ پرواہ ظاہر کی ہان یہ کیا کہ لوگ

جمع کئے گئے اور یہ حکم سُنا دیا گیا کہ جو شخص جس مکان پر پہلے
قابض ہو گا وہ اُس کا ہے نہ کوئی جھگڑا نہ روک نہ ٹوک ۔
پھر حکم دیا کہ بھٹیارے اور قصاب طباخ اور گھی بیچنے والے
وہان جا کر آباد ہون اور اُنکے لئے مکانات اور دکانین مقرر
کر دی گئین اور سوا اُنکے کسی سے تعرض نہ کیا اب یہ دوکاندار
عساکر سے لین دین کرتے تھے اور نفع کے سوا نقصان نہوا
چونکہ انسان مدنی الطبع ہی بجز اسکے بن نہ آیا کہ احکام مانین اور آباد ہون چنانچہ
یہ سب لوگ بعد انتظام و تقرر قواعد سمرقند کو واپس ہو گئے ۔

شاہرخ نے خراسان سے بمقابلہ خلیل سلطان کیا کیا ۔

جب شاہرخ نے خلیل سلطان کے افعال سنے تو خراسانی لشکر
کا ایک گروہ تیار کیا اور اس لشکر کی کمان مرزا جہانشاہ
کے بھائی کو دئے یہ وہ شخص ہے جسکو تمور نے قلعہ
دمشق کے حصار کے وقت امیر بنایا تھا اور اس لشکر کے
سردارون کو حکم دیا کہ ایک قلعہ بنائین قلعۃ الہنود وہ انتہار
بلاد خراسان پر واقع ہے ۔ ترمذ اور بلاد خراسان مین نہر جیحون
فاصل ہے ۔ عساکر خراسانیہ نے اسقدر بنایا کہ لشکر خلیل سلطان
نظر آنے لگا ۔

حکیم مولوی محمد حبیب الرحمن بیدل ۔

لڑکیونکی تعلیم اور شادی

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر ۹، جلد (۶)

مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ دنیا مین کسی سوسائٹی کا کام ایک وقت مین پورا نہین ہوسکتا بلکہ اُن لوگونکو بھی جو بانیان سوسائٹی کے بعد آتے ہین وقتاً فوقتاً ہمہ تن مصروف ہوکر محنت کرنا پڑتی ہے اور ہمیشہ نئی نئی مفید باتین داخل اور بیکار امور یا وہ قواعد جو بانیان سوسائٹی نے بمقتضاے وقت یا بغرض تحریص یا کسی اور مصلحت سے داخل کئے تھے خارج کئے جاتے ہین۔

چنانچہ مسلمانون کو منجانب شارع علیہ السلام اطلاع دیگئی ہے

یعنے شروع صدی مین ایک مجدد کا ہونا تجدید کے یہی معنی ہین
یہ امر ثانی کہ اس زمانہ مین اسلام کے ضعف نے ہر شخص کو خاص
پائینٹ مین مجدد ہونے کی جرأت دلائی اور حمقا کے ساتھ ہونے
اور عجائب پرست خلقت کے ہجوم نے اُسکی بیہودگی کو رونق
دی نہ اسکا نام تجدید ہے نہ یہ وہ کمی بیشی ہے کہ جسکی ہر سوسائٹی
وقتاً فوقتاً محتاج ہوتی ہے ۔

جب یہ خیال کسی فرقہ مین باقی نہین رہتا کہ اُسکے متقدمین
نے جو کچھ کیا ہے اُس مین گھٹانا یا بڑہانا چاہیئے تو پھر اُسکے
تنزل کا دورہ شروع ہو جاتا ہے ۔

ہم بطور مثال بیان کرتے ہین کہ مسلمان اپنی تعلیم مین سلسلہ
نظامیہ کو لئے ہوے ہین باوجودیکہ ہندوستان کے
چپہ چپہ پر مدارس دینیہ قائم ہین مگر اُنکے فیضیاب بہت کم لایق
نکلتے ہین اُسکے وجوہات سے ایک سلسلۂ نظامیہ بھی ہی
چنانچہ جن مدارس نے اِس سلسلہ مین ترمیم کی اور کورس کو وقتاً فوقتاً
بدلنا شروع کیا برابر کامیاب ہوتے ہین دیکھو یونیورسٹی لاہور
اور دار العلوم حیدرآباد کو علیٰ ہذا القیاس دیگر فنون مین
تاوقتیکہ حسب اقتضاء زمانہ کمی وبیشی نہ کی جائے گی حصول مرام سے

دوری ہوتی جائیگی افسوس ہے کہ ہم لوگ اپنی اولاد کا وقت عزیز برباد کرین اور لکیر کے فقیر بنکر پاپڑ بیلتے رہین ۔

اسی بے پرواہی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس وقت مسلمانون کے نوخیز بچے تہذیب معاشرت مین یورپ کی تقلید کو فخر آبیان کرتے ہین اور انکو یہ خبر نہین کہ یورپ کو تہذیب سکھلانیوالی اسلام کے طریقہ کی پیروی تھی جسکو اس قوم نے وقتاً فوقتاً ترقی دی اور مسلمانون نے رفتہ رفتہ یہانتک چھوڑا کہ آپ شاگردونکی پیروی کو فخر سمجھنے لگے ۔

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا کے سب کام اپنے ہی وقت پر ہوتے ہین سورج اپنے وقت پر نکلتا ہے اور چاند اپنے وقت پر ڈوبتا ہے اگر قدرتی طور پر وقت کی قید نہوتی تو کوئی کام کبھی پورا نہوسکتا یہی حال انسانیت کی تکمیل کا ہے وہ بھی اپنے ہی وقت پر پوری ہوتی ہے جہان وقت سے بیوقت ہوا پھر قابل التفات نہین جیسے شام کا آفتاب اور صبح کا چاند پھیکا معلوم ہوتا ہے اسی طرح تمام بیوقت کے انسانی کام بے اثر ہوتے ہین ۔

اگر انسان کی حالتون پر نظر ڈالو جو سراپا زوال کی کیچڑ مین لت پت ہے تو ظاہر ہوگا کہ اُسکا لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپا اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اُسکی کامیابی بھی ایک موقت امر ہے گو اُس کام مین جو کیا جاتا ہے کسیقدر ثبات یا قیام بھی ہو مگر قوت فاعلہ مین بالکل ٹھہراو نہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اُسی وقت تک ہے کہ اُسکا زمانہ قریب نہین پہونچتا جہان وہ وقت آگیا تو اُس سے ویسا ہی کام لینا ممکن نہین کیا لڑکپن کا کام جوانی مین اور جوانی کا بڑھاپے مین ہوسکتا ہے ہرگز نہین ۔

انسان مین یہ قابلیت رکھی گئی ہے کہ اُس سے کام لے اور کسی کا محتاج نہو جو اُن قوی سے کہ نیچرل طریقہ پر تمام افراد بشری مین موجود ہین کام نہین لیتے دوسرون کے محتاج رہتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ ہمارے حیطہ قدرت سے باہر ہے یا دوسری لفظون مین ہماری تقدیر مین نہین یہ اول مغالطہ ہے کہ انسان کو ترقی سے روکتا ہے ۔ جب انسان کی نیچرل قوی مین یہ قابلیت ہے کہ وہ اپنے سابقین افراد کی مثل علم و دولت وغیرہ صفات مین ہوسکتا ہے تو کیا وجہ کہ اکثر آدمی ذی علم اور امیر نہین ہوتے ۔ خیال کیجئے کہ اعلیٰ درجہ کی کامیابی کے لئے جو دشوار گزار مرحلہ ہین اول تو انکا

طے کرنا ہے مشکل ہے۔ دوسرے طبائع کا اپنے ٹھیک وقت پر
اُن کامون کی طرف جنمین آئندہ کسی فائدہ کی امید ہے متوجہ ہونا بھی
ایک ٹھڑی کیر ہے۔

اِسکی مثال ایسی ہے کہ فرض کرو کہ کسی پہاڑ پر ایک ایسا دریا ہی
جسکے کنارون پر چاندی اور سونے کی ریت کے ڈھیر لگے ہوئے
ہین لوگ واقف ہین اور اُسکے چڑھنے کی کوشش بھی کرتے ہین
مگر جس مقام پر واقع ہے وہ اسقدر دور ہے کہ یا تو وہانتک
پہونچنے مین عمر تمام ہو جاتی ہی یا راستہ مین اُنکو ایسے مشغلے روک
لیتے ہین کہ وہ وہانتک نہین پہونچتے اور چند روز بعد اُن مین
وہ طاقت ہی نہین رہتی کہ چڑھ سکین یون سمجھئے کہ کامیابی کے پہاڑ
کا قصد بچپن مین تو بے پرواہی سے نہین ہوتا اور اگر ہوا بھی تو راستہ
پر لگانے والا کون۔ عالم جوانی مین یہ طاقت ہے کہ کامیابی کے
پہاڑ پر اگر چڑھنا چاہے تو چڑھ سکتا ہے مگر جوانی کے موانعات
زمانہ کو اتنا برباد کرتے ہین کہ جب ان سے سنبھلکر چڑھنا چاہتا ہے
تو نہ اعضا مین قوتا نہ دل مین اُمنگ نہ جان مین حوصلہ بالآخر لفجواے
پیری وصد عیب دور سے اُنکو دیکھتا ہے جو پہونچگئے اور کہتا ہے
کہ ہماری قسمت ہی مین نہ تھا علیٰ ہذا القیاس علم و دولت کے زمانہ حصول

ہین اگر ذرا بھی بیجا وزن ہوجاتا ہے تو کامیابی منزلون دور ہوجاتی
ہے گو کوشش کرنے والے یہ خیال کرین کہ ہم قریب پہونچگئے
مگر یہ خیال بالکل غلط یہی غلط خیال کہلا دیتا ہے کہ ہماری تقدیر مین
نہ تھا مگر جب وہ اپنے ہمجنسون کا حال دیکھتے ہین کہ غریب محتاج کا
لڑکا اپنی مردانہ ہمت اور کوشش سے ایسے مرتبہ کو پہونچ جائے
تو اُنکو جو کامیاب نہین ہوے خیال کرنا اور بنظر انصاف دیکھنا چاہئے
کہ اِن مین کونسی باتین تھین کہ اس مرتبے کو پہونچایا اور ہم مین کیا موانع
تھے کہ نہ پہونچ سکے یا پہونچنے کے قابل نہ رہے اس خیال کے
پیدا ہوتے ہی اُنکو صاف معلوم ہوجائے گا کہ اُس شخص نے ابتدا
عمر مین جو کام کیا یا جو عادت اختیار کی وہ ہماری عادتون سے
کہین خلاف تھی جس زمانہ مین اُسکو اس درجہ تک پہونچنا چاہئے
تھا کہ وہ اپنے ہمچشمون مین معزز امیر یا ذی علم کہلاے اُس زمانہ مین
ہمنے یہ سنگلاخ راستہ نصف بھی طے نہین کیا تھا اور فوراً
یہ سمجھ لین گے کہ ہمنے اپنی کامیابی کے لئے جو وسائل اختیار کئے
تھے وہ اپنے مرکز سے ہٹے ہوے تھے اور اگر یہ بھی مان لین
کہ مرکز سے ہٹے نہ تھے تو یہ ضرور تھا کہ وقت کی رفتار سے
اُنکی رفتار نہایت دھیمی تھی۔

یہ بڑا سخت مغالطہ ہے کہ ہماری قوم اپنی غلط رفتاری اور کم ہمتی کو تقدیر کے ذمہ تھوپ کر ایک عقیدہ کے پردہ مین اپنی کمی چھپاتی ہے اور اُس شرم و غیرت کو جو اپنے ہمعصر کے مقابل ہوئی تقدیر الٰہی کے ذمہ ڈالکر چکنا گھڑا بنجاتی ہے اس مسئلہ کی اشاعت نے ہمتون پر اُس سے زیادہ اثر کیا ہے کہ ہتھیار نہ ہونے سے ہونا چاہیئے تھا۔

بنجمین فرنکلن وغیرہ کی لائف اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ انسان مین جس قدر کام کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اُسیقدر متمول بنے کی قوت ہوتی ہے مگر استعمال کے نقصان سے کامیابی سے دور رہتے ہین۔

جیسے ہر کام مین وقت کو دخل ہے اسیطرح رفتار زمانہ کی دیکھ بھال لازمی امر ہے ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے بہت سے ایسے بھائی ہین کہ اُنھون نے تمام زمانۂ عمر طلب علم مین برباد کیا پچاس سے زیادہ سن شریف بغل مین کتاب مدرسہ مین درس لے رہے ہین خیال کیجئے کہ اُنھون نے علم سے کیا ترقی پیدا کی یا قوم کو کیا فیض پہونچایا تو اُنکو بجز اسکے کوئی جواب نہین کہ علم سے تہذیب نفس ہوتی ہے یہ غرض نہین کہ دولت جمع کیجائے

یہ جواب بالکل پوچ ہے بلکہ اصل یہ ہی کہ ہماری قوم خود غرضی کے
گرداب مین غوطہ زن ہے جسوقت اُس سے نکلے گی اور ہمدردی
قومی کی قدر دل مین پیدا ہوگی تو ہمیشہ ہر متنفس اپنے وقت عزیز
کو ضائع کرنا برا سمجھیگا اور اپنے ذاتی فائدہ پر قومی فائدہ کو مقدم
سمجھیگا۔ ایک نقل ہی کہ بادشاہ نے ایک پیر صد سالہ کو دیکھا کہ کھجور کا
تخم بو رہا ہے بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اے شخص تو کس امید پر یہ کام کرتا ہے
بوڑھے نے کہا کہ جہان پناہ اگلے کے بوئے ہوؤن سے ہمنے پھل کھائے
ہمارے بوئے ہوؤنسے آئندہ پھل کھائینگے یہ ہمدردی بادشاہ کو پسند آئی
کہا زہ حسب معمول فوراً دس ہزار درہم بوڑھے کو ملے بوڑھے نے
کہا کہ میرا درخت تو ابھی ثمر آور ہوا پھر بادشاہ نے کہا زہ پھر دس ہزار درہم
ملے تو بوڑھے نے کہا کہ دو فصلی ثمر دیا پھر بادشاہ نے زہ کہا اور کہا کہ
چلو یہ بوڑھا میرے خزانہ کو خالی کردیگا الحاصل جب قوم کوئی ہمدردی سے
متصف ہوجاتی ہے تو اُسکی ترقی اسقدر جلد ہوتی ہے کہ اُس سی زیادہ
ممکن نہین۔

مدد گار دکم دار العلوم حیدر آباد دکن

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

تیسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ نظر اصطلاح ہیئت مین کیا چیز ہی اور اُسکی کے قسمین ہین -

جواب

شہزادے نے کہا وضع ایک ستارہ کی دوسرے کی ساتھ نظر کہلاتی ہے چنانچہ اگر دو ستارے ایک نقطہ منطقۃ البروج پر معلوم ہون تو باہم اُنکی نظر مقارنہ کی ہے اور اگر وہ دونون نیرین ہین یعنے چاند سورج تو نظر اجتماع کی - اور اگر ایک اُن مین سے سورج اور دوسرا سوا چاند

کے کوئی اور ستارہ ہے تو نظر احتراق کی ہے اور اگر دو ستارے دو نقطون پر ایک دوسرے کے مقابل ہین تو نظر مقابلہ کی ہے اور اگر یہ مقابلہ درمیان چاند سورج کے ہے تو نظر استقبال کی ہے۔ اور اگر درمیان دو ستارون کے تین برج کا فاصلہ ہے تو نظر تربیع کی ہے۔ اور اگر فاصلہ چار برج کا ہے تو نظر تثلیث کی ہے اور جو دو برج کا فاصلہ ہے تو نظر تسدیس کی ہے اور جو فاصلہ ڈیڑھ برج کا ہے یعنے پینتالیس ۴۵ درجہ کا تو نظر تثمین کی ہے۔

ایک نظر حقیقی۔

دوسری نظر مرئی۔

نظر حقیقی وہ ہے جس مین اعتبار اُس زاویہ کا کیا جائے جو زمین کے مرکز پر پیدا ہو یا اُس خط کا جو زمین کے مرکز سے نکلے۔

نظر مرئی وہ ہے جسمین اعتبار اُس زاویہ کا کیا جاے جو رصد کرنے والے کی آنکھ پر پیدا ہو یا اُس خط کا جو رصد کرنیوالے کی آنکھ سے نکلے۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ کواکب کی اہل فرنگ کی ہیئت کے موافق کے قسمین ہین ۔

جواب

شہزادے نے کہا چار قسمین ہین ۔

اول ثموس یعنے وہ ستارے جو سوا حرکت وضعی کے اور حرکت نہین رکھتے اور خود بخود روشن ہین اور اپنی شعاع سے سب توابع کو روشنی پہونچاتے ہین اور انکو ثوابت بھی کہتے ہین ۔

ہر شمس گویا ایک کرہ آتشین ہے کہ اپنی قوت جاذبہ سے بہت سے ستارون کو اپنے گرد حرکت دیتا ہی ۔

اہل فرنگ کی تحقیق کے موافق جتنے ثوابت ہین ثموس ہین ۔ یعنے جس طرح سورج کے گرد جو ہمارے عالم کا شمس ہے بہت سے ستارے متحرک ہین ایسے ہی ہر ثابتہ کے گرد سیارے اور دمدار ستارے پھرتے ہین ۔

اگرچہ آفتاب کا مرکز بھی اپنے توابع کی تاثیر جذب سے بہت آہستہ حرکت مرکز عالم کے گرد کرتا ہے لیکن وہ حرکت محسوس نہین ہوتی اور مرکز عالم کبھی آفتاب کے جرم سے ادہر ادہر

نہین ہوتا اس واسطے یہی بات کہنے مین آتی ہے کہ آفتاب اپنے مرکز پر ساکن ہے ۔

دوسرے سیارات یعنے وہ ستارے جو خود کثیف اور بے نور ہین اور آفتاب کے گرد حرکت کرکے اُس سے روشنی لیتے ہین ۔

سیارات کی حرکت دو طرحکی ہے ۔

ایک ۔ وضعی یعنے مرکز پر حرکت کرتا ہی ۔

دوسرے ۔ دوری ۔ یعنے مرکز آفتاب کے گرد حرکت کرتا ہے ۔ چنانچہ سورج کے گرد جو ہمارے عالم کا شمس ہے اسطرح کے بہت سے سیارے متحرک ہین ۔ سورج سے قریب تر عطارد ہے پھر زہرہ پھر زمین پھر مریخ پھر وسطا پھر جونو پھر سیرس پھر پالیس پھر مشتری پھر زحل پھر جرجیس اور سوا اسٹک وکٹوریا وغیرہ اور کئی سیارے جو فی الحال مرصود ہوے ہین ۔

تیسرے ۔ اقمار یعنے وہ ستارے کہ سیارات کے گرد حرکت کرتے ہین اور اور سیارون کے ساتھ آفتاب کے گرد پھرتے ہین اور بواسطہ سیارات کے

آفتاب سے روشنی لیتے ہین۔
اقمار کی تین حرکتین ہین۔
ایک وضعی جو ہر ستارہ متحرک کو لازم ہے۔
دوسرے۔ گرد اوس سیارہ کے جسکا یہ قمر تابع ہی۔
تیسرے۔ بواسطہ اُس سیارہ کے آفتاب کے گرد۔
حکماے فرنگ کہتے ہین کہ بقدر دور ہونے کے آفتاب سے خالق کائنات نے ہر سیارہ کو قمر عطا کئے ہین چنانچہ زمین کا ایک قمر ہے جسکو ہم چاند کہتے ہین۔ اور مشتری کے چار اور زحل کے سات مگر جرجیس کہ زحل کی بہ نسبت دور ہے اسکے ابھی تک چھ قمر مرصود ہوے ہین لیکن تعجب نہین کہ اس سے زیادہ ہون مگر سب نظر نہ آئے ہون۔

چوتھے۔ ذوات الاذناب جنکو مدار ستارے کہتے ہین اُنکا حال کئی باتون مین سیارات سے مختلف ہی۔
ایک۔ یہ کہ طبقہ اندرونی اُنکا سب سیارون کے طبقۂ اندرونی سے زیادہ سخت اور ٹھوس ہی۔
دوسرے ایک جسم بہ شکل دنبالہ کے اُنکے جرم سے ملا ہوا اُس سمت مین جو آفتاب سے مخالف ہو نظر آتا ہی۔

تیسرے۔ حرکت اُنکی آفتاب کے گرد مدار بیضاوی مستطیل پر رہتی ہے کبھی آفتاب سے نہایت قریب ہوجاتے ہین اور کبھی جرجیس کے مدار سے بھی اُسطرف نکلجاتے ہین جب زمین سے قریب ہوتے ہین تو نظر آجاتے ہین اور جب دور ہوتے ہین تو چھپ جاتے ہین جب یہ چارون قسمین کواکب کی معلوم ہوئین تو جاننا چاہیئے کہ جس طرح ہمارے عالم کا شمس بہت سے سیارون اور مدارون کو مع اقمار کے اپنے گرد لئے ہوے مرکز عالم کے گرد پھرتا ہی اسی طرح ہر ثابتہ ایک شمس ہے کہ بہت سے ستارہ اُسکے تابع ہین اور ان ستارہ ہاے تابعہ اور متبوعہ کا خدا ہی کو علم ہے۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ کواکب ارض اسی کرۂ خاک کا نام ہے یا مجموعہ خاک و باد و آب کا۔

جواب

شہزادے نے کہا کہ مجموعہ خاک و باد و آب کا نام ہے کیونکہ علم ہیئت مین ثابت ہوچکا ہے کہ زمین کی حرکت آفتاب کے

گرد پانی اور ہوا سمیت ہے۔ اور یہ بھی اصول طبعیات
مین ٹھہر چکا ہے کہ جب ذرون کے فراہم ہونے سے بسبب
تشابہ قوت جاذبہ کے کرہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اجزا
لطیفہ بالا تر اور اجزا متوسط وسیا لیچ مین اور اجزا صلب
وکثیف سب سے تلے ہو جاتے ہین اِس سے یہ بات پیدا ہو جاتی
ہے کہ یہ تینون طبقہ ایک ہی کرہ کے ہین اور ایک کی صورت
کا دوسرے کی صورت پر بدل جانا جسکو استحالہ کہتے ہین
دلیل اسکی ہے کہ تینون مل کر ایک کوکب ہین۔

جب شہزادے نے پانچون سوالات کے جواب بڑے
بسط اور تحقیق سے دئے تو اراکین مجلس نے تحسین کی اور علماء
حاضرین مجلس شہزادے کے تبحر اور وسعت معلومات پر عش عش
کرنے لگے۔ حکیم الملک پھولے نہین سماتے تھے اور بعد
برخواست مجلس وتشریف بری شہزادہ باہم اراکین وحکما
مین یہ گفتگو ہوئی کہ اب سلسلہ امتحان ختم ہونا چاہئے
مگر حکیم الملک نے سب صاحبون سے عرض کی کہ ہر چند
شاہزادے کے معلومات سے کچھ ضرورت نہین کہ اور
سوالات کئے جائین مگر بغرض تکمیل چند علوم اور باقی ہین

وہ انشاء اللہ اسی ہفتے عشرہ مین تمام ہوجائیگی تو یہ مجلس ختم کیجائیگی سب نے باتفاق دس روز کی مہلت دی ۔

مجلس علم مساحت

اگلے دن بدستور مجلس منعقد ہوئی بعد تشریف آوری شہزادہ حکیم الملک نے عرض کی کہ حکم ہو تو چند سوال علم مساحت کے پیش کرون ۔

شہزادے نے اجازت دی ۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے عرض کیا کہ دائرہ کی پیمایش کا کیا قاعدہ ہے ۔

جواب

شہزادے نے کہا کئی قاعدے ہین ۔

ایک یہ کہ نصف قطر کو نصف محیط مین ضرب دین حاصل ضرب مساحت دائرہ کی ہے مثلاً ایک دائرہ ہے جسکا قطر ۷ گز ہے جب قطر معلوم ہوا تو محیط اسطرح دریافت ہوتا ہے کہ قطر کو ۳ ۱/۷ مین ضرب دین حاصل ضرب ۲۲ گز پیمایش محیط کی ہوئی تو اب نصف قطر یعنے ۳ ۱/۲ کو نصف قطر

یعنے ۱۱ مین ضرب دین تو ۳۸½ یعنے ساڑھے اڑتیس گز حاصل ہوے یہی مقدار مساحت دائرہ کی ہے۔

دوسرے یہ کہ کل قطر کو ربع محیط مین ضرب دین جیسے مثال مذکور مین ہے کہ قطر ۷ ربع محیط ۵½ یعنے ساڑھے پانچ مین ضرب دین تو وہی ساڑھے اڑتیس حاصل ہوے۔

تیسرے یہ کہ محیط کو ربع قطر مین ضرب کرین جیسی اس صورت مین ۲۲ کو ۷ کے ربع یعنے ایک صحیح اور تین ربع مین ضرب دیا وہی ساڑھے اڑتیس ہو گئے اور یہ مثالین مساحت دائرہ کی اس ضابطہ پر مبنی ہین کہ نسبت قطر کے محیط کے ساتھ مثل نسبت ایک کے ساتھ تین صحیح اور ایک سبع کے ہوتی ہے اسی واسطے جس دائرہ کا قطر مثلاً سات گز ہو اسکے محیط کو بائیس گز فرض کرتے ہین لیکن یہ نسبت تقریبی ہے تحقیقی نہین ہے حقیقت مین کسر کہ محیط کی پیمایش مین زائد تین عدد صحیح سے پیدا ہوتی ہے وہ ایک سبع سے کسی قدر کم ہے پس جو پیمایش کہ اس ضابطہ کے موافق کی جاتی ہے اسمین اسی قدر پیمایش حقیقی سے تفاوت ہوتا ہے جتنا کہ اس کسر کا تفاوت ایک سبع سے ہے مگر بسبب نہایت قلیل ہونے کے وہ تفاوت معلوم نہین ہوتا۔

چوتھا قاعدہ دائرہ کی مساحت کا یہ ہے کہ قطر کا مربع یعنے مجذور بنا کر اُس مین سے ڈیڑھ سبع کم کرین جو باقی رہے وہی مقدار مساحت دائرہ کی ہے مثلاً صورت مذکورہ مین ۷ کا مجذور ہوا ۴۹۔ اُس مین سے ڈیڑھ سبع یعنے ساڑھے دس کم کئے تو ساڑھے اڑتیس رہ گئے۔

پانچوان قاعدہ یہ ہے کہ قطر کے مربع کو ۱۱ مین ضرب دیکر ۱۴ پر حاصل ضرب کو تقسیم کرین خارج قسمت مساحت دائرہ کی ہے مثلاً صورت بالا مین ۷ کے مربع یعنے ۴۹ کو ۱۱ مین ضرب کیا ۵۳۹ حاصل ہوئے اُسکو ۱۴ پر قسمت کیا وہی ساڑھے اڑتیس نکلے یہ دونون قاعدے اِس ضابطہ پر مبنی ہین کہ نسبت دائرے کے ساتھہ مربع قطر کے مطابق اُس نسبت کے ہے جو ۱۱ کو ہوتی ہے ۱۴ کے ساتھہ اور یہ نسبت بھی تقریبی ہے فرق اتنا ہے کہ پہلے تینون قاعدے تحقیقی تھے مثالین اُنکی سمجھانے کے لئے نسبت تقریبی کے مطابق لکھی گئی تھین اور یہ دونون پچھلے قاعدے بھی تقریبی ہین۔

دوسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ قطاع دائرہ کسکو کہتے ہین اور اسکی پیمایش کا کیا قاعدہ ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا قطاع اُس سطح کا نام ہے جسکو ایک قوس دائرہ کی اور دو خط کہ ہر ایک اُن مین سے نصف قطر ہو احاطہ کرین پھر اگر وہ قوس نصف دائرے سے بڑی ہے تو اُس سطح کا نام قطاع اکبر ہے اور جو چھوٹی ہے تو قطاع اصغر ہے اس شکل پر



اور ضرور ہے کہ وہ دونون خط مرکز دائرہ پر ملے ہون وگرنہ نصف قطر نہ ہونگے اسواسطے کہ جتنے خطوط مرکز سے محیط تک پہونچتے ہین وہ سب برابر ہوتے ہین اگر سوا مرکز کے کسی اور نقطہ سے جو سطح دائرہ مین فرض کیا جائے کھینچے جائین تو اُنکا برابر ہونا ضرور نہین ہے جب یہ بات معلوم ہوئی تو جاننا چاہیے کہ نصف قطر کو نصف قوس مین ضرب دینے سے مساحت قطاع کی اکبر ہو یا اصغر معلوم ہو جاتی ہے مثلاً ایک قطاع اکبر ہے کہ قوس اُسکے ۲۸ ہین اور نصف قطر ۷ ۔ ۲۸ کے نصف یعنے ۱۴ کو ۷ مین ضرب دینے سے ۹۸ حاصل ہوتے ہین اور یہی پیمایش اس قطاع کی ہے یا ایک قطاع اصغر ہے کہ قوس اُسکے ۱۲ ہین اور نصف قطر (۱۲ کے نصف یعنے ۶) کو ۷ مین ضرب دینے سے ۴۲ حاصل ہوتے ہین

اور یہی پیمایش اِس قطاع کی ہے ۔

تیسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ مکعب کسکو کہتے ہین اور اُسکی مساحت کا کیا قاعدہ ہے ۔

مولوی ظہور الدین احمد ۔ قائل ۔

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔



دبدبۂ آصفی

بتاریخ ۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ حسین

نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگی اور جسکے

بانی مبانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر التخلص

بہ شاد تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی ہائیکار و مدار المہام سرکار عالی ہین

حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی ہیرالال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ ہیشکاری سے

شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر ۱۱ جلد ۶

نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ حصہ دوم ترجمہ تاریخ تیموری	جناب حکیم مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۱۷	بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب مولوی ظہور الدین احمد صاحب۔ فائل
۳	۲۵	بیشر آباد کی کیفیت۔	جناب مولوی حبیب احمد صاحب سہارنپوری



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اور اس عرصہ مین کہ ترمد بنا۔ مرزا اب اور اللہ داد مین باہم خط وکتابت ہوئی اور باہم دونون بعزت ووقار ملگئے اور باہم تحفے تحائف آنے جانے لگے۔

اقالیم ایران مین خونکی ندیان بہین

پھر سلطان احمد اور قرایوسف باہم سیاست واصلاح وتسخیر ملک پر متفق ہوکر عراق عرب کو واپس ہوئے۔

سلطان احمد بغداد مین جاگزین ہوا۔ اور قرایوسف معاندانہ طور سے جغتائی پر کود پڑا تاکہ جو بلاد اُنکے قبضہ مین آگئے ہین اُنکو چھڑالے۔

چونکہ قلم قدرت نے فتح کی اُنگلیون سے اُسکے نشانون پر آیۂ نصرت نصر من اللہ فتح قریب لکھدی فوراً سلطان خلیل کے باپ امیر انشاہ کو قتل کیا اور اُنکے گروہ کو ہلاک کیا اور ممالک آذربیجان سب چھڑالئے۔

اب اس موقعہ پر طوالت کلام ہمارے اصلی مقصد سے چونکہ دور ڈالتی ہے اسواسطے ہم سکوت کرتے ہین۔

اب یہ نوبت پہونچی کہ قرایوسف اور سلطان احمد مین ناچاقی ہوئی اور آذربیجان اور عراق مین سخت مار دھاڑ رہی

پھر قرا یوسف نے سلطان احمد کو باشارہ بسطام (یہ ایک شخص کا نام ہے) قتل کیا۔

یہ واقعہ ہے ۸۱۳ھ کا ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

عراق عجم چونکہ نہایت مضبوط اور شیرون کا مسکن تھا پیر محمد اُسکا متولی مستقل بادشاہ بنگیا مگر اُسپر اُسکے قرابت دار اسکندر نے فوج کشی کی اور مقابلہ کیا اور شکست دیکر قبضہ کیا اور مستقل وعویدار ہوا۔

جب یہ واقعہ ہوا تو شاہ رخ صاحب سراۃ متوجہ ہوا اور اُسکو ہلاک کیا اور قبضہ کیا اسکندر کے اہل وعیال بال بچے تباہ ہوگئے اور تمام بلاد شاہ رخ کے قبضہ مین آگئے۔ تمام ممالک عجم کے مال خزانہ مین پہونچگئے اور بلا تعب ومشقت قلیل وکثیر پر قبضہ کرلیا۔

باوجود اسکے کہ مملکت اسکندر یعنے ممالک عجم اوسط ممالک سے تھے مگر تاہم کسی نے تعرض نہ کیا حالانکہ بہت قریب تھے اور زیادہ حرکت کرنی نہین پڑتی تھی اور شاہ رخ کے باپ یعنے تیمور نے ملوک عجم کو قتل کرکے مادۂ شر وفساد مٹا دیا تھا اور

اُن غراتے ہوئے شیرون مین ٹہرا رہا اور اپنے مال کو اعدا سے بامداد اپنے سچے رفقا کے محفوظ رکھا اُسکی مملکت کی زمینون مین ثبات و قرار کی گہاس اُگی اور لہکنے لگی اور ملک کی دلہنین سرگوشی کرنے لگین اور کہتی تہین۔

ترجمہ اشعار

پاک کردلکو ہماری غیر سے اور ہمسے مل	پاک ہی جو غیر سے اُسکے لئے ہین ہم روا
اپنی کنز وصل پر گویا طلسم صبر ہے	جسنے کہولا یہ طلسم اُسکو خزانہ ملگیا

لوگون کا قید سے نکلنا اور ماوراء النہر مین اپنے اوطان کی تلاش

اسی درمیان مین سمرقند سے لوگون نے تتر بتر ہونے کا قصد کیا اور ہر اک جلا وطن نے وطن کا ارادہ کیا۔ اور ہر اک اپنے مسکن اور وطن کی تلاش مین چلا بعضے باجازت و تحت حمایت اور بعضے پوشیدہ طور سے بطرز ہجرت۔

سب سے پہلے شامیون مین سے شہاب الدین احمد بن الشہید وزیر نے یا جازت کوچ کیا پھر گروہ گروہ عجمی اور عربی متفرق ہوکر آفاق مین کوئی بسمت مشرق کوئی بجانب مغرب جہان جسکے سینگ سمائے

گھس گیا۔

پھر سمرقند مین قحط پڑا اور سوا اور ہم دونا نیر کی سب چیزین گران ہوگئین۔

پھر اسکے بعد رفاہیت ہوگئی اور لوگون کی امیدین اور آرزوئین بند ہگئین زمانہ اچھا آگیا امن ہوگئی ہلاکی دور ہوئی وقت صاف ہوگیا۔

ترجمہ مصرعہ

جب زمانہ صاف ہو پیدا کدورت ہو ضرور

زمانہ کا خلیل سلطان کو اپنے عذر اور خونریزی سے آگ مین ڈالنا

یہ وہ زمانہ ہے کہ خلیل سلطان نے امیر سیف الدین کی بیوی شاد ملک سے نکاح کیا اور اُسکی محبت سلطان خلیل کے دل وجانکی مالک ہوگئی اور یہ اُسکی محبت مین مثل قیدی کے بے دست وپا رہگیا۔ اور اسقدر میلان طبع ہوا کہ آنکھون مین سوا شاد ملک کے کوئی نہین جچتا اور محبت تہارات سوائی دن دونی ہونے لگی اور یہ قصہ محبت بھی مثل داستان قیس ولیلی وشیرین وفرہاد افسانہ ہوگیا۔

یہ حالت ہوگئی جیسے کسی شاعر نے لکھا ہے۔

ترجمۂ اشعار

اُسکو چھاتی سے لگاتا ہون مگر پھر لگی حاجت وہی	کیا کہین اس سے بھی بڑھکر ہے کوئی قربت کا ڈھنگ
بوسے لیتا ہون نہین اسکی تاکہ کم ہو سوز عشق	دیکھتا ہون پھر ہی ویسا ہی پریشانی کا رنگ
گویا تسکین دل مخزون ہو سکتی نہین	ایک ہو جائین نہ جبتک روحین ملکر سنگ سنگ

یہانتک فرط محبت سے نوبت پہونچی کہ دونون ایک وسیع کرتے مین در آنے لگے اور دونون ایک دوسرے کی زبان سے بولنے لگے اور بزبان حال دونون یہ شعر پڑھتے تھے جو اُنکی کیفیت کا خاکہ کھینچتا ہے۔

ترجمہ شعر

مین ہی عاشق ہون مین ہی ہون لبر گل پیرہن	
روحین تو دو ہین مگر ہے ایک دونونکا بدن	

بلکہ یہ مضمون برعکس ہے جیسے مین نے کہا۔

روحین ہم دونونکی پیدا کی خدا نے ایک روح	
پھونکا اُسکو جسمین وہ تھے وحقیقت دو بدن	

اب تمام کاروبار شاد ملک کی راے پر چلتے ہین اور اُسکی مرضی کے تابع سلطان کی مرضی ہوگئی اور یہ بیوقوفی کی علامت تھی

دیکھو کبھی وہ شخص فائز المرام نہین ہوسکتا جسکی عقل نے زمام امور عورت کے ہاتھہ مین دیدی۔

شاہ ملک کا ایک قدیم خادم تھا نہ مرد آدمی شریف النسب نہ کریم النفس بلکہ کم درجہ کے لوگون سے تھا ابتدا زمانہ مین کپڑا بیچتا تھا اور اُسکو بابا ترمش کہتے تھے آنکھون سے پانی بہتا تھا چہرے پر جہائیان بدشکل بدخلق خلیل سلطان سے پہلے یہ تمام کاروبار شاہ ملک کے کرتا تھا اور باریاب تھا۔

جب اُسکی مخدومہ شاہ ملک اِس درجہ کو پہونچی اور وہ مرتبہ اُسکو حاصل ہوا کہ کسیکو نہ تھا تو خدام کا مرتبہ بھی فزون ہوا اور بابا ترمش کا بڑا مرتبہ ہوگیا اپنی جماعت کا سردار بنا اور اُن پر سیاست کرنے لگا اور شاہ ملک کی ہمنشینی سے مصداق اِس مصرعہ کا ہوا۔

ترجمہ مصرعہ

یہ وہ ہین ہوتا نہین ہے ہمنشین جنکا ذلیل	

پھر یہ ترقی کی کہ شاہ ملک کے تمام امورات کا مدار اُسپر تھا۔ پھر کچھ کچھ امورات سلطنت مین دخل دینے لگا پھر یہ عروج ہوا کہ مقدمات دیوانی فیصل کرنے لگا اور احکامات سلطانی مین دخیل ہوا

اور یہانتک کہ عزل ونصب اسکی زبان پر تھا ہوتے ہوتے دستور مملکت ہوا اب کسکی مجال کہ اُسکی بات کو رد کرے کیونکہ بچھڑا کھوٹے کے بل کودتا ہی جسقدر شاہ ملک کی قوت بڑھی بابا ترمش نے ترقی کی۔ اب جو چاہتا کرتا اور تمام ارکین سلطنت اسکے اشارے پر چلنے لگے۔ اور اللہ داد ارغون شاہ سے بھی مخالفت ہوئی جسکام کو وہ بگاڑتے یہ سنوارتا اور جسکو وہ سنوارتے یہ بگاڑتا۔ اور گستاخ اسقدر ہوگیا کہ مجلس مین پیران دونونکی طرف پھیلا دیتا اور آبرو مین کوتاہی کرنے لگا۔

پھر حکم دیا کہ کوئی حکم بلامشورہ بابا ترمش فیصل نہوا ورد رصورت عدم موجودگی انتظار کیا جاے یا کاغذات بجنسہ خدمت مین بابا ترمش کے بھیجدئے جائین۔

یہ کل ترقی تین برس مین ہوئی اور قوم چغتائی کے عفریت عذاب مین کھول رہے تھے اللہ داد اور ارغون شاہ کی توہین یہانتک پہونچی کہ زندگی وبال ہوگئی اور مرض بڑھتا گیا اور علاج سے درماندہ ہوگئے حتیٰ کہ اس زندگی سے موت کو بہتر سمجھنے لگے۔

جو فکر اور تدبیر اللہ داد نے خداداد کے مراسلہ مین کی

پہر اللہ داد نے فکر سے کام لیا مگر چوتڑون کے بل گرا جو ہنڈیا پکائی اُسیپر لوٹی۔ اور ریشم کے کیڑے کی طرح اپنا گہرا پنی ہلاکی کے لئے بنایا۔

ترجمہ اشعار

زمانہ جب ہو برگشتہ کسی پر	سمجھتا ہے بُرائی کو بھلائی
اُٹھائے امر لایعنی مین دِقت	بھلائی مین نکالے وہ بُرائی

اِس سوزش کے بجھانے کو اللہ داد اور ارغون شاہ کو سوائے مراسلہ خداداد کے کوئی تدبیر نہ سوجھی۔

دونون نے اس قصہ کے واقعات بوضاحت لکھے اور لکھا کہ بامید قوی واطمینان خاطر سمرقند پر فوج کشی کرد۔ فوراً خداداد روانہ ہوا اور آہستہ آہستہ چیونٹی کی چال بمقام اورا تبا پہونچا۔

جب خلیل سلطان کو خبر ہوئی خداداد کی بے شرمی پر تعجب کیا۔ اور اللہ داد ارغون شاہ کو بمعیت عسکر جرار روانہ فرمایا اُنہون نے وہان پہونچکر مقابلہ کیا مگر لڑے نہین اور خلیل سلطان کو

لکھا کہ اس شخص نے بوجہ فساد نیت و شرارت طبع و بے باکی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی اور ہماری ہیبت اُسپر نہ پڑی ہم چاہتے ہین کہ آپ اور مدد بھیجین خلیل سلطان نے بقیہ فوج بھیجدی جب بقیہ فوج بھی آگئی تو پھر انہون نے لکھا کہ خداداد کا فساد تمو دو عاد سے بڑھ گیا جبتک سلطان بذات خود توجہ نہ فرمائین گے یہ اپنی شرارت سے باز نہ آئیگا۔ اور یہ آپ خیال فرمائین کہ خداداد یہان بڑے شر و فساد کی نیت سے آیا ہے آپ معہ بقیہ فوج تشریف لائین تو اِس مرتبہ فیصلہ ہو جاتا ہے۔

خلیل سلطان اِس تحریر پر بہ نشاط خاطر سلطنت کے نشے مین جھومتا اور اپنے احباب و اتراب مین تبختر انہ طور سے چلا تھوڑی سی فوج ہمراہ تھی۔ اُسکو یہ وہم بھی نہ تھا کہ غم صورت دکھائے یا کوئی امر باعث تکدر پیش آئے۔ کمال اُسکو بزبان حال کہتا تھا فداک امی و ابی اور جمال کہتا تھا۔

ترجمہ شعر

تجکو اترانا ہی زیبا اہل ہی اسکے لئے	حُسن کہتا ہی حکومت ہی فقط تیری لئے

خلیل سلطان معہ اِس جماعت سلطانیہ کے قصبہ سلطانیہ مین پہونچا۔ تو اللہ داد نے خداداد کو لکھا کہ سواری سلطانی فلان تاریخ

کوسمرقند سے روانہ ہوئی اور فلان وقت قصبۂ سلطانیہ مین داخل ہوگی۔

خداداد کا مکر کرنا خلیل سلطان کا پسنا

خداداد نے یہ حیلہ کیا کہ خلیل سلطان کی فوج کے مقابلہ مین اپنے لشکر کی بہیر اور اسباب کو اور اُنکے پیچھے کسیقدر فوج کو چھوڑ کر خود بذات خاص ایک دستہ فوج جرّار ہمراہ لیکر بہ نیت فساد پردہ شب مین بسواری اسپ پگڈنڈی کے راہ سے چلا چنانچہ کسی شاعر نے اُسکے شجاعان ہمراہی کی تعریف کی ہے۔

ترجمہ شعر

میدانمین جمکر لڑین۔ وقت طلب اُڑ کر چلین	
لڑنے مین ہین وہ بے شمار اور گنتی مین تھوڑے سے ہین	

اور جس طریق سے شب مین چلے اُسکی توجیہ شاعر نے خوب کی۔

ترجمہ شعر

رات مین مل جس سے ملنا چاہے تو	
ہے چغل خور آفتاب اور تیرہ شب قوادہے	

یہانتک کہ خداداد قصبہ سلطانیہ مین پہونچا۔

سلطانیہ وہ قصبہ ہے جسکو تیمور نے بنایا تھا اب خداداد

وہان اسطرح پہونچا کہ کسیکو خبر نہ ہوئی سلطان خلیل اس امر سے
سخت گھبرایا کہ اُسپر چہار طرف سے بلا ٹوٹ پڑی۔ تب خلیل سلطان
کے ہمراہی تیغ و تبر اور نیزہ و خدنگ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور
سمجھ لیا کہ یہ جنگ موت ہے بجز فوت چارہ نہین اس لڑائی نے
ہمراہیان خلیل سلطان کو زخمی اور مقتول اور بے دست و پا
خاک و خون مین غلطان کر دیا اور چھوٹے بڑے سب قتل ہو گئے
اور آتش عدو مین جیب اور خلیل سب جلگئے۔
اب خداداد بفتح و نصرت اپنے لشکر مین پہونچا۔

فصل

پھر خداداد نے خلیل سلطان سے سخت معاہدہ قسما قسمی
کی کہ میرا قصد آپکو ایذا رسانی کا نہین ہے ہرگز آپکی معیشت مین خلل انداز
نہین اور ہرگز ہرگز آپ پر ایسے شخص کو مسلط نہین کرونگا کہ آپکو
ایذا دے اور قریب ہے کہ نتیجۂ حلف نظر آئے اور گزشتہ قصور
کو اللہ معاف کرے۔

فصل

پھر خداداد نے خلیل سلطان سے التماس کیا کہ اللہ داد
اور اُسکے ماتحت لشکر کو لکھا جائے کہ خداداد کی فرمانبرداری کرو

اور خداداد نے بھی لوگون کو لکھا کہ مین تمہاری رئیس پرستولی ہوگیا ہون اگر تم میری اطاعت کروگے مین تمہارا مطیع ہون اور اگر تم مجھ سے میل نہ رکھوگے مین اُس سے قطع کرونگا۔

جب خلیل سلطان اس بلا مین پھنسا یہ خیال کیا کہ یہ سہم غرب ہے (سہم غرب اُسکو کہتے ہین جسکا پھینکنے والا نہ معلوم ہو) پھر اُسکو معلوم ہوا کہ یہ آفت کدھر سے آئی اور کیونکر آئی اور کسطرح اُسکے ہاتھہ مین آگیا جس سے امن کا خواستگار ہے تب خلیل سلطان نے بزبان حال یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ شعر

جزا دے اُسی حق کہ جس سے ہمین	مودت نہ الفت نہ پہچان ہے
زمین مین اُتارا ہمین اور نہ تکلیف دی	مگر جنسے پہچان تھی اور وہ دوست تھے

پھر خلیل سلطان نے تمام وزرا اور امرا اور افسران فوج کو لکھا کہ تم فرمانبرداری کرو خداداد کی اور منازعت نکرو اور جو ارادہ کرے اُسمین مدافعت نکرو اور نہ کسی امر مین روکو سب خداداد کے منقاد ہوگئے اور درِ دولت پر حاضر ہوکر آداب عرض کرنے لگے تمام لشکر جند و خجند و ترکستان سمرقند کو روانہ کیا اور آپ بھی چلا اور

اللہ داد کیطرف کچھہ توجہ نکی۔

اب اللہ داد نے سمجھہ لیا کہ معاملہ مین دہوکا کہایا اور عزت کے کپڑے اوتر گئے اور جاہ و مال و منال نے علیحدگی اختیار کی۔

یہہ واقعہ ہے ۱۲۸۰ کا۔

خداداد کے آنے پر جو فساد ہوا

خداداد سمرقند مین داخل ہوا اُسکے پہنچنے سے وہان کے رسوم اور دل متغیر ہوگئے۔

خداداد کے ایک بیٹا تہا اللہ داد عام مجلس مین اُس کو سلطان کہکر بلایا اور خزائن کی جہان مین کی اور چھپے ہوئے دفینون کو لکالا تمام نقشہ بدلگیا اور نرم طبیعتون کی جگہ سخت مزاج لوگ بدلگئے اور اُن کے مناسب یہہ شعر کہا ہے۔

ترجمۂ شعر

جیسے تو وہی ہین کہ جو آگی سمہ نصیبہ ہین پر عورتین آتی ہین نظر بدلی ہوئی اور تمام صفات بدلگئے گویا کہ زمین و آسمان بدلگئے کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

ترجمۂ شعر

اللہ ری تغیر کہ یہہ وہ شہی نہین ہے	ٹیلے ہین نہ وہ ریت کی نی اگلی زمین ہے

تیمور کے بیٹے شاہ رخ کا مطلع ہونا اور ان فسادات کی بیخکنی کرنا

اس خبر کے سنتے ہی شاہ رخ کا چہرہ غصہ سے لال ہوگیا مُنہ سے کف نکلنے لگا کبھی لاحول پڑہتا کبھی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑہتا کبھی شیر کی طرح بہبکتا کبھی کچھہ شعر پڑہتا۔

بالاخر صبا رفتار نامہ بر بلائے اور تمام ممالک مین مراسلہ بغرض فراہمی لشکر بہیجے۔ اور شاہ ملک کو حکم دیا کہ فوراً دُبل کوچ کرتے ہوئے وہان پہنچے اور انتظام کرے اور مملکت کے بکھیڑے سے سرکشون کو ہٹا دے اور پیغامبرون کو یہہ فرصت ندے کہ خبر رسانی کرین۔

فوراً شاہ ملک بجمعیت کثیر کہ جو میدان جنگ مین پہاڑ سے زیادہ سخت اور گنتی مین ذرہ ہائے ریت سے فزون تھی روانہ ہوئے۔ پہر اُس کے بعد شاہ رخ بذات خود تمام رسالے اور شجاعون کو لیکر اس طرح چلا کہ نہ کسیطرف توجہ کی نہ مقام۔

جب یہہ لشکر نہر جیحون پر پہونچا اور اوسکو عبور کیا تو معلوم ہوتا تھا کہ روئے جیحون کو چہپا دیا اور پردہ ڈالدیا اور جب یہہ پایین

اوترے تو یہہ سمجھہ مین آتا تھا کہ بحر کو ایک گہری ابر نے ڈہانپ لیا

فصل

جب یہہ پہاڑ فوج کے پار اوترے اور خداداد کو خبر ہوئی تو سمجھا کہ میری فوج کی مکہیان اور بندر عساکر شاہ رخ کے بہٹیرون اور شیرون کا مقابلہ نہین کر سکتے بلکہ تمام لشکر بہاگ جائیگا اور مقاد ہوکر مجکو شاہ رخ کے سپرد کردیگا یہہ سوچکر فوراً اپنا سامان کیا اور جو نفیس مال لے سکا اُس کو لیا اور خلیل سلطان کو ہمراہ لیکر ایدکان کیطرف متوجہ ہوا - اللہ داد اور ارغون شاہ اور باباترمش کو قلعہ مین چہوڑا اور اُنکی ساتہہ لینے سے شرمندہ ہوا یا ناک چڑہائی - اور شاہ ملک کو اسحال مین چہوڑا کہ اپنے دوست خلیل کی مفارقت مین بیتاب اور اپنی بیعزتی کے غم مین جگر پاش تھی -

سمرقند مین جو واقعات بعد خروج لشکر اوزبک وصول فوج شاہ رخیہ گزرے

جب خداداد سمرقند سے نکلگیا اور ابہی تک شاہ رخ کا کوئی آدمی وہان نہین پہونچا اور رعایا کے واسطہ نکوئی مددگار رہا نہ سردار اُسوقت مین اللہ داد اور ارغون شاہ نے یہہ ارادہ

کیا کہ شاہ رخ کا استقبال کرین خواجہ عبدالاول نے ان دونون پر زبردستی کی اور قلعہ سے نکلنے کے لئے مانع ہوا اور اس معاملہ مین شہر کے مضافات کے دیہاتی لوگون سے مدد لی۔

اصل واقعہ یہہ ہے کہ اللہ داد نے پہلے خواجہ عبدالاول کو بہت ستایا تہا اور حقد و کینہ کا تخم خواجہ کے مزرعہ دل مین بو چکا تہا جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

ترجمۂ مصرعہ

بوئے جو کیکر وہ کانٹے کسطرح انگور کو

اب یہہ نوبت ہوئی کہ خواجہ کی ریاست کے دو متنفس بھی مخالف نہ تھے۔ اور اُسکے احکام ان ایام خالیہ مین برابر جاری ہوئے۔ خواجہ عبدالاول برابر رعایا کو اللہ داد اور اس کے ہمراہیون کی مخالفت پر امادہ کرتا تھا یہانتک کہ عساکر بخارا شہر کے داخل سمرقند ہوئے اور اسکے عقب مین عساکر شاہرخیہ داخل ہوئے

بدور دولت شاہ رخیہ کا ممالک ماوراء النہر کے
آسمان پر طلوع اور شموس نوبت خلیلیہ کا غروب

جب اہل شہر کو آمد شاہ رخ کی معلوم ہوئی جوق جوق استقبال کو نکلے کہ ہم صورت دیکہکر خوش ہون شاہ رخ نے ہر ایک کی جس رتبہ کا تہا اسکی موافق ادب گاہی

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

جواب

شہزادے نے کہا حساب کی اصطلاح مین مکعب اُس عدد کو کہتے ہین جو کسی عدد کو اُسکے مجذور مین ضرب دینے سے حاصل ہو جیسے ۲۷ کہ ۳ کا مکعب ہے اور ۳ کو اُسکے مجذور یعنے ۹ مین ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے اور مساحت و ہندسہ کی اصطلاح مین اُس جسم کو کہتے ہین جسکو چھہ سطحین مربع مساوی احاطہ کرین اور پیمایش اُسکی کسی ایک سطح کے مکعب حسابی کر لینے سے ہو جاتی ہے مثلاً ایک جسم مکعب ہے کہ اُسکو چھہ سطحین مربع کہ ہر ایک پیمایش مین پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ گز ہے محیط ہین تو واسطے دریافت اُسکی مساحت کے اول ۲۵ کا مجذور بنانا چاہیے

جب ۲۵ کو ۲۵ مین ضرب دیا ۶۲۵ مجذور حاصل ہوگیا پھر اُسکو ۲۵ مین ضرب کیا ۱۵۶۲۵ مکعب نکل آیا اور یہی پیمایش اُس جسم مکعب کی ہوئی۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ مثلث کی باعتبار زاویہ کے کے قسمین ہین اور طریقہ دریافت ہر قسم مثلث کا کیا ہے اور وہ قاعدہ کہ ہر قسم کے مثلث کی مساحت موافق اُسکے ہوسکے کونسا ہی۔

جواب

شہزادے نے کہا مثلث کی باعتبار زاویہ کے تین قسمین ہین قائم الزاویہ اور منفرج الزاویہ اور حاد الزوایا اور وجہ اس تقسیم کی یہ ہی کہ بموجب حکم سترہوین شکل پہلے مقالہ اقلیدس کے ہر مثلث کے دو زاویہ ملکر دو قائمے سے چھوٹے ہوتے ہین تو یہ نہین ہوسکتا کہ کسی مثلث مین دو زاوئے دو یا دو سے زیادہ قائمے ہون اور جب کہ دو قائمے نہین ہوسکتے تو دو یا دو سے زیادہ منفرجے کیونکر ہوسکینگے اسواسطے کہ منفرجہ قائمہ سے بڑا ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ یا ایک زاویہ قائمہ ہوگا یا ایک منفرجہ یا تینون حادے اور دریافت کرنا اس امر کا کہ یہ مثلث تینون قسمون مین سے کون سی قسم کا ہے یون ہوسکتا ہے کہ مثلث کے بڑے ضلع کے مربع کو دیکھین کہ وہ برابر

دو مربعون دو ضلع باقی کے ہے یا کم وبیش ہے اگر برابر ہے تو
مثلث قائم الزاویہ ہے اور جو کم ہے تو حاد الزوایا اور جو زیادہ
ہے تو منفرج الزاویہ اور یہ قاعدہ نکلا ہے شکل عروسی یعنے پہلے
مقالہ اقلیدس کی سینتالیسوین شکل کے حکم سے اور وہ حکم یہ ہے
کہ مربع وتر زاویہ قائمہ کا برابر ہوتا ہے مربعین ضلعین باقیتین کے ساتھ
جب یہ قاعدہ بھی معلوم ہوچکا تو جانا چاہیئے کہ طریقہ خاص ہر قسم مثلث
کے پیمایش کا جداگانہ ہے لیکن ہم مطابق سوال سائل کے اُس طریقہ پر
پیمایش کو بیان کرتے ہین جو ہر قسم کے مثلث کی مساحت کو کافی ہو وہ
طریقہ عام ہے کہ تینون ضلع کی پیمایش کے مجموعہ کا نصف لین اور اُس سے
ہر ضلع کی مقدار پیمایش کو جدا جدا تفریق کرین پھر اُسی نصف کو ایک حاصل
تفریق مین ضرب دیکر حاصل ضرب کو دوسرے حاصل تفریق مین اُس
حاصل ضرب کو تیسرے حاصل تفریق مین ضرب دین اور جو عدد کہ ضرب
اخیر سے حاصل ہوا ہے اُسکی جذر لے لین وہی جذر پیمایش مثلث کی ہے
مثلاً ایک مثلث کا پہلا ضلع ۱۰۔ اور دوسرا ۸۔ اور تیسرا ۶ ہے تو
مجموعہ تینون ضلع کی پیمایش کا ۲۴ ہوا اُسکا نصف ۱۲ ہے اور اسمین سے
۱۰ کی تفریق کرنے سے ۲ اور ۸ کی تفریق کرنے سے ۴۔ اور ۶
کی تفریق کرنے سے ۶ حاصل ہوتے ہین پہلے ۱۲ کو ۲ مین ضرب دیا

۴ ۲ حاصل ہوے اُنکو ۴ مین ضرب کیا ۹۶ حاصل ہوے اُنکو ۶ مین ضرب کیا ۵۷۶ حاصل ہوئے اُسکی جذر ۲۴ ہے اور یہی ہے پیمایش اُس مثلث کی اور اگرچہ اس مثلث خاص مین تینون ضلع کی پیمایش کے جمع کر لینے سے بھی یہی عدد حاصل ہوا تھا لیکن جو کہ صرف جمع کر لینا ہر جگہ صحت مساحت کے لئے کافی نہین ہوتا اس واسطے تمام عمل کی ضرورت پڑی۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ گز انگریزی اور گز ہندوستانی اور جریب اور گھنٹہ کی مقدار کیا ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا ۳۶ انچہ کا گز انگریزی اور ۳۳ انچہ ہندوستانی۔ ۳ گز ہندوستانی کا ایک گھنٹہ۔ ۲۰ گھنٹہ کی ایک جریب ہوتے ہی۔ مجلس برخواست ہوئی۔

مجلس علم کون وفساد

اگلے روز بدستور مجلس منعقد ہوئی ارباب حکمت اعیان سلطنت فراہم تھے کہ شہزادہ رونق افروز ہوا بعد ادائے مراسم تسلیم **حکیم الملک** نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند سوال **علم کون وفساد** کے گزارش

کئے جائین۔

شہزادے نے اجازت دی۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ استحالہ اور کون وفساد مین کیا فرق ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا ایک صورت جوہری کا زائل اور دوسری کا پیدا ہوجانا کون وفساد ہے۔

زائل ہونے کو فساد اور پیدا ہونے کو کون کہتے ہین اور یہ انقلاب دفعۃً ہوتا ہے رفتہ رفتہ نہین ہوتا جیسے ہوا کا پانی ہوجانا اور پانی کا ہوا ہونا۔

استحالہ ایک کیفیت کے زائل ہونے اور دوسرے کے پیدا ہونے کو کہتے ہین اور یہ انقلاب بتدریج ہوتا ہے جیسے پانی کا گرم ہونا یا ہوا کا خنک ہونا اور اس انقلاب مین ماہیت منقلب نہین ہوتی بلکہ کیفیت بدلتی ہے یہی فرق ہے استحالہ اور کون و فساد مین۔

دوسرا سوال

پھر حکیم الملک نے پوچھا کہ استحالہ اور کون و فساد مین تلازم ہے یا نہین۔

جواب

شہزادی نے کہا کہ لزوم ایک جانب سے ہے یعنے کون و فساد کو استحالہ لازم ہے استحالہ کو کون و فساد لازم نہین۔

پہلے مقدمہ کی دلیل یہ ہے کہ جبتک وہ کیفیتین کہ جو ماہیت فاسدہ کو لازم ہین گھٹتے گھٹتے فنا نہین ہوجاتین اور جو کیفیتین کہ کیفیات سابقہ کی ضد ہین بتدریج پیدا نہین ہوتین تب تک مادہ مین استعداد ماہیت کائنہ کی صورت پکڑنے کی نہین آتی۔

مثلاً جب ہوا مین برودت اور کثافت پیدا ہوتی ہے تو حرارت اور لطافت جو اُسکی کیفیات لازمہ ہین اِن دونون کیفیتون کے غلبہ سے بتدریج گھٹتی جاتی ہین یہانتک کہ فنا ہوجاتی ہین اور اُنکے فنا ہوتے ہی مادہ ہوا کا پانی کی صورت پکڑ لیتا ہے یہ ہوا کا پانی ہوجانا کون و فساد ہے اور جو تغیر کہ ہوا مین پانی ہونیسے پہلے ہوا تھا وہ استحالہ تھا اور بغیر اس تغیر کے پانی ہونا ہوا کا ممکن نہ تھا

دوسرے مقدمہ کی دلیل یہ ہے کہ تغیر کیفیت کا اس حد تک

پہونچنا کہ فنا ہو جاے ضروری نہین ہے پس جبتک اِس حد کو نہ پہونچے گا استحالہ ہو گا کون وفساد نہو گا ۔

مثلاً جب ہوا سرد ہو جائیگی لیکن نہ اسقدر کہ پانی ہو جائے تو صرف استحالہ پایا جائیگا نہ کون وفساد ۔

بیتسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ عناصر کا کتنی طرح پر کون وفساد ہوتا ہے ۔

جواب

شہزادے نے کہا چہ طور پر کون وفساد بواسطہ ہوتا ہی اور چار طور پر بواسطہ اور دو طرح دو واسطہ سے ۔

قاعدہ کلیہ

جن عناصر کے خیر متصل باکدیگر ہین اُنکا استحالہ بلا واسطہ ہوتا ہی اور جن مین اتصال نہین وہ اول متصل کی طرف منقلب ہو گا اور وہ منقلب اپنے متصل الخیر کی طرف ۔

انقلاب بلا واسطہ

(۱) آگ ہوا ہو جاے جیسے شعلہ آگ کا بلند ہو کر ہوا ہو جاتا ہی اور آگ کی کیفیت اُسمین نہین رہتی ۔ دیکھو خیمہ مین جب چراغ یا شمع

کی آگ گل ہو کر ہوا نہو تو بلند ہوتے ہی خیمہ کو جلا دے ۔

(۲) ہوا آگ ہو جاتی ہے جیسے لوہار کی بھٹی جب ہر طرف سے بند ہو تو اُسکی اندرونی ہوا بالکل آگ ہوتی ہے اور بھٹی آگ سے پُر معلوم ہوتی ہے اور وہی لوہے کو نرم کر دیتی ہے ۔

(۳) ہوا پانی ہو جائے جیسے ٹھنڈی رات میں زمین کی متصل ہوا شبنم ہو جاتی ہے ۔

ظہور الدین احمد ۔ قائل

بشیر آباد کی کیفیت

شب کے آٹھ بجے ہین توپ چلگئی ہے مزدوری پیشہ لوگ اپنے بال بچون مین بستر پر بیخودی کی چادر تانے پڑے ہین سنسان ہے نہ شور نہ شغب طیور نے بسیرہ لیا چوپائے اپنے اپنے موقع پر چپ چاپ ہین ۔ بازار بند ہے اکا دوکا دوکان پر چراغ ٹمٹما رہا ہے آمد رفت بند ہوتی جاتی ہے پولیس کے پاسبان آنے جانے والے کو بہا پ رہے ہین ابھی نہ وقت نہین کہ روک ٹوک کا بازار گرم ہو بازار کی قندیل جون جون سرگی بڑھتی جاتی ہے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چار طرف دیکھ رہی ہین کچھ کچھ سواریان پردہ نشینون کے رنگ سے مشوقان بازاری کو کسے بدے مکانون مین لے جا رہی ہین جب یہ آشفتہ خاطر حیدر آباد کے

پرانے پُل پر پہونچا دیکھا کہ پُل پر چند صاحب ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا جو پانی سے مِل جُل کر آرہی ہے اُسکی دھیمی دھیمی رفتار سے لطف اُٹھا رہے ہین جب مین برابر مین پہونچا حسب قاعدہ حیدر آباد چونکہ سب نا آشنا تھے سلام علیک کی جرأت نکر سکا مگر مین نے سُنا کہ ایک صاحب فرماتے ہین کہ بھئی قصہ تو کوئی دلچسپ اسوقت یاد نہین آتا مگر ایک خواب پریشان کہ جسپر ہزار داستان قربان اور سیکڑون فسانے تصدق ہین سُناتا ہون ۔

مین یہ جملہ سُنکر ٹہنک گیا اور پُل کی اُسی فصیل پر اُنکے قریب بیٹھہ گیا ۔

اے حضرات شبکو احباب مین یہ گفتگو تھی کہ خداوند تعالےٰ نے ہر شخص اور ہر شے کو اپنے عطیات سے ایسا بے نیاز کردیا کہ کبھی حسرت کا موقع نہین ہوتا اگر پرندون کو طاقت پرواز مرحمت فرمائی کہ یہ گئے وہ گئے نہ کسی کے بس کے نہ نشیب و فراز مین معاونت کے محتاج کل اُس چمن مین نشیمن ہے آج اس درخت پر آشیانہ ہی تو انسان کو علم و عقل سے وہ پرواز عنایت کی کہ بلا حرکت دیرافشانی زمین سے آسمان تک جانا آنا ایک نظر کا کام ہے ۔

اِسی گفتگو پر مجلس برخواست ہوئی احباب تشریف لے گئے ۔

یہ آشفتہ روزگار بستر پر کروٹین لیتے لیتے سوگیا - کیا دیکھتا ہون کہ مجھہ مین خود بخود طاقت پرواز آگئی دفعتہً ایک جست مین دیوار پر پہونچا اور وہان سے پھر نیچے اُتر آیا اب نہ پوچھئے کہ میری خوشی سے کیا حالت تھی - بیکاری کی فکر نا داری کا غم میرے پاس نہ تھا طبیعت مین آزادی دل مین غنی کا جوش تھا بار بار اُڑنے کو جی چاہتا تھا دس بیس گز اوڑا لوٹ آیا ایک دفعہ دل مین آیا کہ آسمان کی سیر کیجیے اب کیا تھا آناً فاناً مین آسمان پر پہونچگیا وہان جاکر معلوم ہوا کہ ہم جنکو زمین پر سے دیکھکر ستارے کہتے تھے وہ مملکتین ہین اور جیسے یہ مملکتین زمین پر سے منور دکھائی دیتی تہین اُسی طرح وہان سے زمین بھی ایک نہایت منور ستارہ معلوم ہوتا ہے مین نے اُن ممالک کی سیر کی تو سب ایک وضع اور ایک اسلوب پر واقع ہین مگر یہ عجب تماشا ہے کہ ہمیشہ نئی سلطنتین ظاہر ہوجاتی ہین اور بہت سی موجودہ مملکتین خاک مین ملجاتی ہین اسی فکر مین مینے اندرونی کیفیت کا تجسس شروع کیا -

اس شہر مین امیر بکثرت ہین بادشاہ یہان کا **روح اللہ بیگ** خاندان صفویہ کا ایک سربرآوردہ نوعمر ہے اور دو وزیر ایک وزیر مال مدیر السلطنت **قلب خان بہادر** دوسرا وزیر عساکر آغا **کبد خان** ملقب الکیموس جسکے تحت مین ایک دستہ فوج بلغمور جنکا رنگ سفید

اور وردی بھی سفید ہے دوسرا حصہ دمودری قوم کا جنکا رنگ
روپ اور لباس سرخ ہے اس دستہ فوج کی چھاؤنی بادشاہ کے
قلعہ معلی کے پائین مین ہے۔
تیسرا کنپ چینیون کا جنکا رنگ زرد وردی سبز ہے۔
چوتھا لشکر قوم حبش کا جنکے کوٹ اور عمامہ سیاہ رنگ کے
ہمرنگ ہین۔
فوج بلغموری روسا رعظام اعصابی کے ماتحت ہے اور
عسکر دمودری دلاور علی خان امیر کبیر کے ماتحت اور سپاہ چینی
افسران صفائی کے اعلیٰ افیسر کے تحت کمان کارگزار مین۔ چوتھا حصہ
بماتحتی داروغہ میز خانہ و تلے رام رہتا ہے۔
اس مملکت کے جانب مشرق ایک پہاڑ ہے جسپر ایک بڑا
دفتر ہے جسمین ایک دوربین نصب ہے اور دو ٹیلیفون کے
پرزے ہین دوربین سے جو معلومات ہوتے ہین وہ ایک دفتر مین
تحریر ہوتے ہین اور اُنکا خلاصہ دفتر اعلیٰ مین رہتا ہے اسمین ایک
دارالصنعت ہے جسکے افیسر دفتر معلومات سے اخذ کرکے
عجائبات کا ایجاد کرتے ہین اس مملکت کے ہر چہار طرف سنگل
شہر پناہ کے روک ہے فقط دو دروازے ہین ایک بجانب غرب

جسمین تمام کوڑہ کرکٹ پھینکا جاتا ہے اور اُسی کے قریب ایک پرنالہ ہی کہین خصی کہین زنگی۔

دوسرا۔ دار الصنعت کے نیچے جسمین پانچ شخص بطور نگہبان ہر وقت موجود رہتے ہین تمام اشیا، خوردنی کا بیرون مملکت سے بغیر اجازت انکے اندر جانا غیر ممکن ہے۔

ایک ذوقی رام کہ جو ہر شے کو چکھنے کے بعد رونہ دیتے ہین۔

دوسرے بینی پرشاد کہ تمام نباتات و ماکولات کو قوت شامہ سے تجربہ کرکے اجازت دیتے ہین کہ مملکت مین جاے۔

تیسرے نورچشم بیگ کہ کسی چیز کو بغیر دیکھے بھالے جانے نہین دیتا اسکو اختیارات محکمہ دوربین کے ہین جو پہاڑ پر نصب ہے

چوتھے سمیع اللہ خان کہ جو وقتاً فوقتاً واقعات بیرونی دفتر کو بھیجتے رہتے ہین اور ٹیلیفون کے دفتر کے بھی افیسر ہین۔

پانچوین جسونت راے کہ جو ہر شے کو یہ بتلاتے ہین کہ سخت ہے یا نرم گرم ہے یا سرد۔

یہ پانچون اشخاص علاوہ اسکے کہ رونہ داخلہ کا دین روزانہ رپورٹ اپنی کارگزاری کی دفتر کو بھیجتے ہین جسکا خلاصہ صدر دفتر مین رہتا ہی۔

ایک شخص بیرون مملکت بنام سفیر سلطنت ماہوار یاب ہے
کہ جو ہمیشہ لسبت اشیاء بیرونی کہ جو عساکر مملکت کے خورد و نوش
کے لئے جاتی ہین وقتاً فوقتاً حکم دیتا ہے کہ جسکی پابندی ان پانچون
اشخاص پر واجب ہے خصوصاً جب کوئی خرابی سلطنت مین
واقع ہو۔

اِس سفیر کو **حکیم الملک** کہتے ہین یہ دو قسم کے لوگ ہوتے
یا یونانی یا یورپین اور شاذ و نادر **مصری** بھی ہوتے ہین۔

دروازہ سلطنت مین منجانب مطبخ عسکری ایک عجیب چکّی خانہ
ہے اِس مشین مین ایک آلہ ہے کہ اشیاء سائیدنی کو پسائی کے
وقت چکی مین ادہر اُدہر سے ڈالتا رہتا ہے اسکو **تسانہ** کہتے ہین
اِس آلہ کے نیچے دو پنپ پانے کے اِس ترکیب سے لگائے
ہین کہ بوقت ضرورت خود بخود پانی آتا ہے اور ضرورت سے
زیادہ نہین آتا مثلاً اگر کوئی شئے یا بس ہے تو پانی بکثرت آتا ہی
اور اگر شئے تر ہے جیسے **تربوز** تو پانی بالکل نہین۔

اشیاء جسقدر پستی ہین بذریعہ **نل نمبر ۱** کے باورچی خانہ اوسلے مین
گرتے ہین کیونکہ **نل نمبر ۲** مطبخ کے سانس کے لئے ہے جسمین سے
بخارات نکلتے ہین اور دو پنپ بماتحتی **مبنی پر شاد** تازہ ہوا

پہونچانے کے لئے ہین ۔

یہ اشیا رسائیدہ مطبخ نمبر ۱ مین پہونچکر لالہ خمل رائے معدوے کے ذریعہ مہتی جاتی ہین اس مطبخ کی برقی اسٹیم ہے کہ بغیر آگ کے کیسی ہی سخت چیز ہو ہم کرکے حریرہ بنا دیتی ہے بعد طبخ اس مطبع سے اجزاء لطیف بذریعہ گروہ ماساریقا ۔ (یہ ایک گروہ ملازمین ہے کہ جنکا کام فقط یہی ہے کہ مطبخ نمبر ۱ سے بحکم مرزا کیلوس بیگ اشیاء مطبوخہ کا عمدہ حصہ مطبخ نمبر ۲ مین جسکا ذکر ہم آئندہ کرینگے پہونچادین) اور جس قدر ثفل ہو اسکو ملازمین صفائی معائی نالون مین پہونچادین مطبخ نمبر ۲ بماتحتی آغا کبد خان مطبخ کیموسی کہلاتا ہے اس مطبخ کی اسیم باعتبار حرارت کے اسٹیم مطبخ نمبر ۱ سے کم ہے مگر باعتبار لطافت کے زیادہ ہے اسوجہ سے بعض حصہ اس طبخ ثانی کا خام رہتا ہے جو بلغموری فوج مین بھیجدیا جاتا ہے اور کسیقدر نہ نشین ہوتا ہے جو کنپ حبش مین جاتا ہے اور جسقدر بطور جھاگ کے اوپر آتا ہے وہ حصہ حبشی سپاہ کا ہے اور باقی اصل اصول اور لب لباب عسکر دمودری کے لئے جاتا ہے ۔

اسکے لئے دو قسم کے نل ہین ایک وہ کہ جنمین فقط یہ لب لباب ہوتا ہے اور کسیقدر ہوا بطور امداد ہوتی ہے ان نلون کا نام اوردہ

ہی دوسرے وہ جن مین بڑا حصہ ہوا کا ہوتا ہے اور بطور مرکب ہوا کسیقدر یہ لب لباب بھی ہوتا ہے کہ حرکت کا معین ہوا انکا نام شرائین ہے۔

اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ یہ مملکتین کیسے تباہ ہوتی ہین اور خاک مین ملجاتی ہین میرے سامنے چار واقعے ایسے ہوئے کہ باہمی تخالف نے برباد کیا ہرچند منجانب مدبران سلطنت گروہ باغیہ کی سرکوبی کے لئے تدبیرین کی گئین مگر کارنہوئین۔

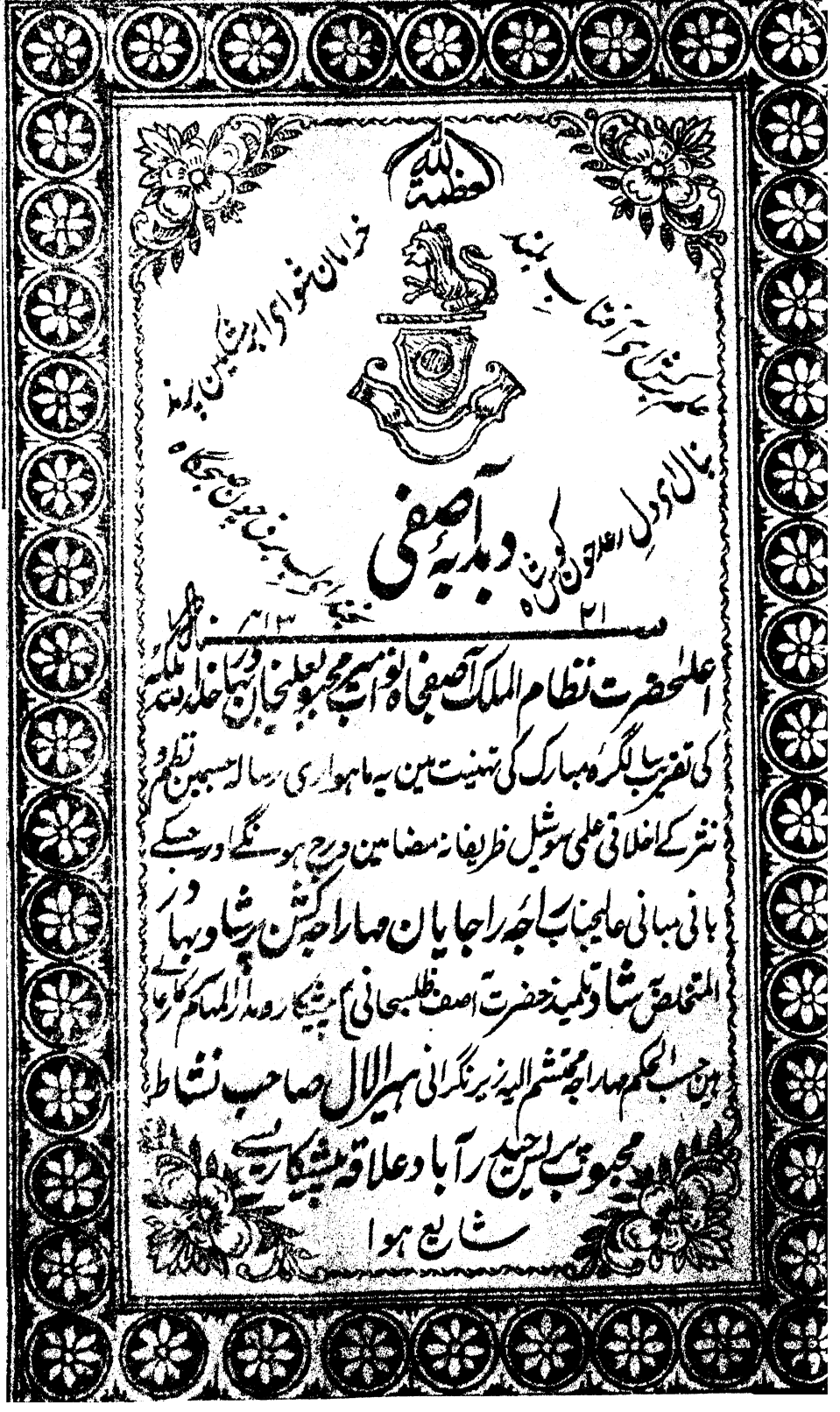
اسکی وجہ یہ تھی کہ اپنے مشاغل وعیش ونشاط مین اسطرف توجہ نہ کی کہ مخالف اپنی قوت بڑہا رہا ہے یہ اول مغالطہ ہے کہ ہمیشہ قطع نظر سلاطین کے افیسر جب پوری طور سے اپنے ماتحتون کی نگرانی نہین کرتا کسی وقت مغلوب ہوجاتا ہے ملوک اپنے مخالفون کو جانتے ہین مگر انکا تجسس نکرنا کبھی انکی قوت کو اتنا بڑہا دیتا ہے کہ بیخ کنی اور مقابلہ دشوار ہوجاتا ہے۔ افسر اپنے مددگار پر جب بیفکر ہوکر نگرانی نہین کرتا تو کبھی رذیل طبع مددگارون سے گو انجام اُن مددگارون کے شور وشر کا کچھ نہو بیخ اُٹھاتا ہے۔

مین نے دیکھا کہ سلطنت بشر آباد مین جب ایک امیر نے دوسرے کے مقابل مین قوت حاصل کی تو انجام کار سلطنت خاک سیاہ ہوگئی۔

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔



اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ماہواری رسالہ مسمین بنظم و
نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے و رسکے
بانی مبانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
المتخلص شاد تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی ایم پیشکار و مدار المہام کارے
ہین حسب الحکم مہاراجہ معتشم الیہ زیر نگرانی مہیر لال صاحب نشاط
محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے
شایع ہوا

فہرست مضامین وبدیۂ آصفی نمبر (۱۲) جلد (۶)

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	موت کی یاد۔	جناب ابوالحسنات صاحب۔
۲	۸	لڑکیوں کی تعلیم اور شادی	جناب حبیب ابن احمد صاحب سہارنپوری۔
۳	۱۶	بشیر آباد کی کیفیت۔	جناب حبیب احمد صاحب سہارنپوری
۴	۲۳	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی حکیم حبیب الرحمٰن صاحب بیدل
۵	۳۱	بقیہ علم کی فضیلت اور الخ	جناب ظہور الدین احمد صاحب۔ قائل



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

موت کی یاد

تعطیل کا زمانہ ہے اکثر صبح و شام بطور چہل قدمی جدہر کو جی مین
آیا سو دو سو قدم گیا و اپس آیا کل اتفاق سے بیچی کی براق کیطرف
جا رہا تہا کیا دیکہتا ہون کہ چند مسلمان اور ہندو ایک دیول
سے نکلتے ہین مسلمانون کو دیکہکر یہ خیال مین آیا کوئی بات ضرور
ہے کہ مسلمان وہان ہیو پنچے آگے بڑہکر ایک صاحب سے
پوچہا کہ آپ دیول مین کیون تشریف لے گئے تھے کیا آپ
ہندو ہین اُس نے کہا نہین مین مسلمان ہون مگر ایک قوم کا چہتری
گوسائین کے لباس مین لیکچر موت پر دے رہا ہے سچ تو یہ ہے
گو وہ ہندو ہے مگر اُسکے بیان سے موت آنکہون مین پہر گئی
یہ سُنکر مجکو یہ قول انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال یاد آیا

اور دیول مین گیا دیکھتا کیا ہون کہ ایک شخص مہذب صورت
زنار بر دوش ماتھے پر قشقہ ایک گیروی چادر زیب بر دوش
کئے خدا کے نام پر جل جلالہ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کے اسم گرامی پر علیہ السلام بزبان فصیح نصیحت امیز فقرے
آویزہ گوش سامعین کرتا ہے اور جو شخص وہان ہے خواہ ہندو
خواہ مسلمان چشم نم ہے رقیق القلب لوگون کے نالے نکلتے ہین
اور مہذب لوگون کے آنسو بہ رہے ہین - یہ دیکھکر مین بھی ہمہ تن
گوش متوجہ ہوا - اور پتھر پر بیٹھ گیا -

لکچر شخص مذکور

اے زنکا جوتی سروپ کے بندو عمر کے دن یاد ہون
کہ نہ یاد ہون گھڑی چلے کہ بند ہو - مرغ سحر بولے کہ نہ بولے
آدمی جاگے کہ سوئے جس طرح صبح کا ہونا یقینی اور لازمی ہے
اسی طرح حیوان ہو یا انسان ہر جاندار کے لئے بلکہ زمین آسمان
شجر و حجر تمام کائنات کے لئے موت بھی ضروری ہے یہ وہ مہمان
ہے کہ بن آئے نہ رہے آگے پیچھے وقت بے وقت لڑکپن
مین جوانی مین بڑھاپے مین آئے پر آئے - نہ آسکے لئے کوئی
پیش خیمہ نہ اطلاع نہ آئے تو سو برس تک نہ آئے - آئے تو

کل کے آئے کو آج لیجائے نہ فوج ولشکر سے رُکے نہ تدبیر
سے ہٹے نہ سفارش کی شنوائی نہ فدائی کی رسائی نہ رشوت سے کام
نکلے نہ رونے دھونے سے پسیجے نہ آہ وناله پر ترس کھائے ۔
اہل اسلام کی کتابون مین لکھا ہے کہ ایک روز اللہ جل جلالہ نے
ملک الموت سے پوچھا کہ اے عزرائیل کبھی تجکو مدت العمر
مین کسی پر ترس بھی آیا۔ عرض کی۔ خداوندا دو مرتبہ ایک مرتبہ ایک
کشتی پر ایک خاندان کے چند آدمی سوار تھے حکم ہوا کہ کشتی کو
غرق کرو اور اہل کشتی سے فقط ایک عورت حاملہ کو ایک تختہ پر
زندہ چھوڑ دو کشتی غرق ہوگئی اور اہل کشتی رہ نورد عدم ہوگئے ۔
عورت حاملہ تختہ پر ہراسان وترسان موجون کے طماچون سے دائین
بائین کبھی آگے کبھی پیچھے جارہی ہے کہ اسی پریشانی مین برج حمل
سے قمر طلعت فرزند مطلع وجود مین رونق افروز ہوا معاحکم ہوا
کہ اس عورت کی قبض روح کی جائے خداوندا مجکو اسوقت اُس
بچہ پر رحم آیا کہ یہ نہ اپنے کو سنبھال سکتا ہے نہ اعضا مین بوتہ کہ گرفت
کرے نہ نیک وبد کی تمیز نہ دودہ نہ غذا بھوکا پیاسا کوئی دم مین طعمۂ
اجل ہوگا ۔
خداوندا جب شداد نے بہشت بنائی اور جو چیز نہ میسر آئی

گو بظاہر دعوی خدائی کا تہا مگر در پردہ تیرگی شب مین تیرے
سامنے گڑگڑایا اور وہ چیز خداوندا تو نے عنایت کی جب وہ
بہشت تیار ہوئی دیکہنے کو روانہ ہوا ایک قدم بہشت مین رکہا
تہا کہ حکم قبض روح ہوا خداوندا مجکو اُسکے شوق و حسرت پر سخت
افسوس ہوا اور نہایت ترس آیا۔

ندا آئی اے عزرائیل تو حکمت ربی سے واقف نہین
یہ شداد وہی بچہ تہا کہ جسکی ہمنے اُس عالم تنہائی مین حفاظت
کی اور ہفت اقلیم کا بادشاہ بنایا اور اُسنے خدائی کا دعوی
کیا حضرات عزرائیل نے فوراً بزبان حال کہا اے رب
لا علم لنا الا ما علمتنا ہر متنفس یقینا جانتا ہے کہ موت ضرور آئیگی
مگر یہ امر نہایت تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے کہ سیاحان ملک
شباب بہت ہی کم ہونگے کہ جنکو جوانی کی ترنگ اور شباب
کے امنگ مین موت کا دہیان بھی آئے شب و روز صبح سے
شام تک اور شام سے صبح تک دنیاوی خیالات اور قسم قسم کے
ترددات طرح طرح کی تدبیرین پیش نظر آباؤ اجداد دوست آشنا
عزیز و قریب بچون اور ہمسایہ اور کنبہ کے جوانون کی موت پر افسوس
مگر اپنی موت تو یہ بہلی ہے کہ یاد آئے۔ یاد تو یا دا اپنی موت کا

خطر بھی نہین آتا۔

اسی غفلت مین اپنی زندگی کو جاگیر ابدی سمجھکر ایسی ایسی ناشائستہ حرکتین کر بیٹھتے ہین کہ شان انسانیت سے بعید۔ جنکی وجہ سے جامۂ آدمیت مین وہ دھبہ لگجاتا ہے کہ نہ چھڑائے چھوٹے نہ دھوئے دھلے تاریخ کے صفحہ کالے ہوتے ہین آئندہ نسلین اپنے اسلاف کے کلک کے ٹیکے کو دیکھہ دیکھکر روتے ہین۔

اگر کسی نے چار حرف پڑھ لئے یا آجکل کی رفتار کے موافق کوئی ڈگری انٹرنس یا ایف اے وغیرہ پاس کی تو دماغ مین وہ خناس گھسجاتا ہے کہ اپنے ہم عمر ہموطن عزیزون کو جو انپڑھ ہین حقیر نگاہون سے دیکھتے ہین اُنسے ہمکلامی کو اپنی شان کے خلاف جانتے ہین یہ تو اپنے اولڈ فیشن باپ چچا تایا ماموں سے کتراتے ہین ناواقف لوگون مین کسیکو محلہ دار کسیکو پرانا خدمتگار کسیکو کا بتلاتے ہین۔

اگر کسی نے ہاتھہ پانون نکالے جسم مین کس بل آگیا ڈنڈ پیلنے جوڑی ہلانے سے جوڑ بند خوبصورت ہوگئے سینہ اُبھرا ہوا مچھلیان بھری ہوئین اُٹھان کے اچھے نکلے اروکے آٹے کی طرح اکڑنے لگے کمزورون پر ستم ڈھانا شروع کیا اسکو سامنے سے

پکڑ لائے وہان نعلی ڈوبے ادہر دہوبی پاٹ سے چارون خانہ چت کیا۔ کہین ہفتے گانٹھے کہین سواری باندہی۔ کسیکی دونون نکال لین کسیکو ٹنگڑی پر اڑایا۔ آہی توبہ آہی توبہ آفت مین جان آگئی۔

اور اگر کسیکو کوئی عہدہ ملگیا عہدہ بھی یہ نہین کہ تحصیلدار منصف صدرالصدور ہون۔ پولیس کے امین۔ یا اہلمد۔ یا سررشتہ دار ہوگئے تو اب کیا ہے کوئی نظر مین جچتا ہی نہین جب دیکھو پیشانی چڑہی ہوئی۔ دوست آشناؤن سے نفرت۔ بھائی بندون سے میل جول ترک گفتگو سنئے تو تم کون ہے۔ تمنے بیشک چوری کیا بدماس مین۔ جاؤ فول۔ اگر اہلمد ہین تو ہموطن ساتھ کے کیلیے ہزارمنت سے کہتے ہین کہ **اہلمد صاحب** آج ہمارے کاغذ پیش کردیجئے کبھی ہم بھی تم ہی سے آشنا تھے تمین یاد ہو کہ نہ یاد ہو یہ کاغذ ہے تو کاغذ ہاتھ سے جھٹکر کہتے ہین کہ بس بہت شاعری نہ بگہارئے جب مین آپکے دروازے پر آؤن تو دیکھئے دلوا دیجئے۔ زیادہ مغز پاشی نہ کیجئے سچ ہے جاہل سے انسان کبھی بات نہ کرے بہت اچہا کاغذ وقت پر پیش ہوگا بسم اللہ تشریف لے جائے۔

کسیکو دولت ملگئی تو وہ غرور اور گھمنڈ کہ ریاست بھی لینے کو تیار
گھر مین چاہے دو چار ہزار بھی نہون۔ آپے مین نہین سماتے وہ
مثل کہ گھر مین نہین دانے بڑہیا چلی بھنانے ۔
کسی کو خاندانی ہونے کا غرور ہے۔ کسیکو اوتم ورن پیدا
ہونے کا گھمنڈ ہے۔ کوئی اپنے حسن پر نازان ہے جسکو دیکھو
اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنا رہا ہے ۔
مگر آپکو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ جسقدر عطیات ربی ہین انکی شکرگزاری
کیا یہی ہے جسپر انکا عمل درآمد ہے ہرگز نہین ہم آپکو علیحدہ علیحدہ
یہ امر بتلائین گے کہ کس عطیۂ خداوندی کا کیا شکریہ ہے اور انسانکو
کس کام کے کرنے سے دنیا مین عزت اور عقبےٰ مین امید نجات
ہوتی ہے۔ اور کبر و نخوت انسان کو کسقدر عیب لگانے والی چیز ہے
اگر کوئی ملازم اپنے آقا کی طرح ایسے کام کرے کہ جو اُسی کو زیبا ہین
تو دیکھنے والے کہین گے کہ یہ کسقدر احمق ہے کہ جسکا وجود و عدم
یعنے موقوفی بحالی دوسرے کے ہاتھہ وہ کس بوتہ پر ایسے کام کرتا ہے

ابوالحسنات

لڑکیونکی تعلیم اور شادی

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۱۱) جلد (۷)

ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہماری قوم کے خاص لوگ اور ہندو عموماً لڑکیون پر یہ جور کس واسطے اور کس استحقاق سے روا رکھتے ہین کہ زمانۂ طفولیت مین اُنکی شادی کسی حسب یا نسب کی طمع سے کر دیتے ہین۔ خواہ بعد بلوغ باہم ایک دوسرے کو پسند کرے یا ناپسند موافقت ہو یا نہو۔ پھر یہ بیچارے ہاتھ نہ چھوڑا سے چھوٹے نہ بنائے بنے۔

اگر یہ خیال ہے کہ ہم ان کو پالتے ہین اور پرورش کرتے ہین تو کوئی انوکھی بات نہین کہ تم ہی کرتے ہو اپنے کو اور باپ دادا کو کل عالم کو دیکھو یہی طریقہ ہے تمہین تمہارے مان باپ نے پالا تم اپنی

اولاد کو پالو ایک پستاری مان بھی باپ تو مرد ہے اپنے بچون کو
پالتی ہی اُنکو کھلاتی ہے آپ بھوکی رہتی ہے کیا اِسکی یہ سزا ہے کہ
تم اُنکو ہمیشہ کے لئے عذاب مین گرفتار کردو۔

یا یہ خیال ہے کہ ہمارے نطفہ سے پیدا ہوئے اسوجہ سے ہم
خالق مجازی ہین تو نطفہ بدن انسانی کا خمیر ہے جو بدن انسانی بغیر
روح کے پتھر سے بھی خراب ہے۔ بلی کا گوہ نہ لیپنا نہ تھوپنا۔ یہ تمام
شرافت نیک و بد کی تمیز اچھے بُرے کی شناخت تکلیف کی
اذیت خوشی کی راحت روح کا نتیجہ ہے کہ جس مین نہ تمہاری کرتوت
نہ تمہارا بس محبت کا مقتضا یہ نہین کہ اپنی خواہش اپنی مرضی اپنی عزت
اپنی بہتایت اپنی سمجھ کے اعتبار پر تمام عمر کے لئے مبتلاے بلا کردیا
ممکن نہین کہ ہمیشہ ایک شئے دو کو برابر پسند آئے جو تمکو کسی وجہ سے
اچھا معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ دوسرے کو بُرا معلوم ہو جس
حسبی حالت اور بُہتایت خاندان پر تمکو ناز ہے دوسرے کے
نزدیک ہیچ و پوچ ہو وہ اپنی تقدیر پر شاکر ہو ایک غریب کو بوجہ علم
بمقابل جاہل ذی حسب کے بہتر سمجھے۔

ایسے تنہا شخص کو جسکے اخلاق پسندیدہ ہون ایک بڑے
کنبہ سے کہ اولڈ فیشن ہونیکی وجہ سے اخلاقی نئی روشنی سے بے بہرہ ہون

تفوق دے بہرحال جبتک بچہ لڑکی ہو یا لڑکا سن تمیز کو نہ پہونچے اُسکی شادی نکرنی چاہیئے۔ اور اُسوقت بھی اُسکی رضامندی چاہیئے۔

ہم دیکھتے ہین کہ بہت لڑکے ماں باپ سے کہہ اُٹھتے ہین کہ تمنے شادی کی تم بھگتو یہ تو لڑکا کہے گا لڑکی بیچاری کیا کہہ سکتی ہے بجز اسکے کہ ماں کو جیتے مرے دعا خیر سے یاد کرے قبر مین کیڑے ڈالے یہ تو دوشیزہ لڑکیونکی حالت ہے اور بیوہ عورتین اُنکے بارہ مین دو فرقے ہین۔

ایک وہ کہ بیوہ کے نکاح کو ضروری سمجھتے ہین اگرچہ جبراً ہو۔ یہ سمجھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ آجکل ہندو مسلمان عورت مرد نکاح ثانی اور چادر اندازی کو اسقدر بُرا سمجھتے ہین کہ جیسا کسی نے گالی دی جب یہ خیال ہے تو عورت کبھی رضامندی ظاہر نہ کریگی اور سمجھیگی کہ مین تمام عورتون مین نکو ہو جاؤنگی بدین خیال اگر اُسپر کسی قسم کا دباؤ ڈالا جاے تو خیر ایک کار خیر کے اجرا کے لئے ایسا کیا اور بعد اسکے کہ کسی خاندانین دو چار نکاح یا دو چار کی چادر اندازی ہوگئی کوئی حق جبر کا ماں باپ وغیرہ کو ہرگز ہرگز نہین ہے۔

دوسرا فریق وہ ہے کہ جو نکاح ثانی کو عیب اور مثل فحش اور زنا کے سمجھتے ہین ہمنے بچشم خود دیکھا کہ اس فرقہ کے لوگون مین سے اگر

کسی عورت نے نکاح کیا تو یا یہ ولی عمر بھر گرسے باہر نہ نکلے یا کسی تدبیر ناجائز سے اُس عورت کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

برین عقل و دانش بباید گریست

ہم دیکھتے ہین کہ مسلمانون مین جہان لڑکی کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو ہر کسی کے سامنے یہ تذکرہ ہے کہ خدا اس پہاڑ کو اُٹھا لے ہم سبکدوش ہون اب نکاح ہو گیا اور اتفاق سے قبل اسکے کہ دولہہ دلہن کو دیکھے دولہہ جان بحق ہو گئے تو وہ لڑکی پہاڑ نہین وہ کیا چیز تھی کہ جسکے لئے لڑکی پہاڑ نظر آتی تھی اور اب ہلکی ہو گئی اور اگر فرض کیجئے کہ دو مہینے کے بعد مر گیا تو بھی ماں باپ بیفکر حالانکہ یہ زیادہ قابل فکر ہے کیونکہ جو شخص کسی شے سے ناواقف ہوتا ہے اُسکو اُسکی مفارقت اور نہونا اتنا دشوار نہین ہوتا کہ واقف کار کو۔ وہ دیکھا کرے کہ ماں باپ خلوت گزین ہے بھائی اپنی دلہن کو لئے عیش کرتا ہے اور بیچاری آتش غم مین سوزان ہے نہ کہہ سکتی ہے نہ رو سکتی ہے نہ ہنس سکتی ہے۔

ہمارے ہندو بھائی کہتے ہین کہ جو اگنی دیوتا کے سامنے لڑکے کے ساتھہ چار یا سات چکر تیلی کے بیل کی طرح کھا چکی وہ کسطرح کنواری رہ سکتی ہے گو اُسوقت یہ بھی نہ سمجھتی ہو کہ شادی۔ بیاہ

پھیرے کس جانور کا نام ہے۔ اول تو یہ مضمون ہی اہل عقل کے
نزدیک ہیچ پوچ ہے اور اگر بالفرض شادی انہین چکرون کا نام ہے
تو خطا معاف ہندو صاحبون مین ہزارون لڑکیون کی بیس بیس مرتبہ
شادی ہوجاتی ہے۔ اور غیر لڑکے تو الگ رہے اگر شادی کا
یہی اصول ہے تو حقیقی بہن کے بھائی سے شادی ہوجائیگی اور
خبر بھی نہین۔ کیا کوئی نہین کہہ سکتا کہ اُسکا بچہ بچی رسوئی — چھوے
الاؤ یا چلہم کے گرد چار یا پانچ دفعہ پھرے۔ ہندو صاحبون مین یہ حکم
ہے کہ جو حقیقی رانڈ ہو یعنے خاوند کے ساتھہ معاشرت کرچکی ہو اُسکی
چادر اندازی کنوارے لڑکے سے اور کنواری لڑکی کا نکاح بیاہ
اُس مرد سے جسکا نکاح ہوچکا حرام ہے اور مسلمانون پر طعن کرتے ہین۔ اور
دوسری جگہہ لکھتے ہین کہ شادی سے یہ غرض نہین کہ شہوت رانی کیجاے
بلکہ توالد مقصود ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ جو لوگ شہوت پرستی کے
چکر مین آجاتے ہین اور گھر کی عورتون سے بیخبر رہتے ہین اُن کی
عورتین اگر شریف ہین تو تڑپ تڑپ کر بسر کرتی ہین اور اگر کسی
بدصحبت یا بدمرد کے جال مین پھنس گئین تو میان کی آبرو عزت
سب خاک مین مل جاتی ہے اور ہر شخص گو بتقاضاے غیرت و شرافت
عورت کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے مگر جب جی مین غور کرتا ہے

تو کہتا ہے کہ وہ عورت جسکو مرد سے چند حصہ زائد شہوت نفسانیہ ہے کیونکر صبر کرسکتی ہے اور اُس جلاپے کے وقت کہ جب مرد اسکو چھوڑکر غیر عورتون کی طرف مائل اور اُنکی محبت مین مستغرق ہو مگر اللہ نے ایک مادہ غیرت اور شرم کا عورتون مین ایسا رکھا ہے کہ اگر کوئی انسانی شیطان اُنکو خراب نہ کرے تو شرم سے اپنی خواہش کو خاک مین ملا دیتی ہین —

اب ذرا فکر کیجئے اور غور سے دیکھئے تو یہ مسئلہ کہ نکاح سے مقصود یہ ہے کہ اولاد ہو کبھی نہین بتلاتا کہ بیس برس کے جوان سے پندرہ برس کی ناکدخدا لڑکی کی شادی ظلم ہے۔ اور اگر یہ کہئے کہ سو برس کا بھوڑا نہ منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت نہ مقاربت کے قابل نہ مباشرت کے لایق اُس سے کوئی باپ آنکھون دیکھتے شادی کردے تو بیشک ظلم ہے عورت بذات خود تو کیون کرنے لگی تھی اگر ماں باپ نے بطمع کیا تو بیشک ظلم ہے اور کیسا ظلم کہ نہ شہوت رانی نہ توالد و تناسل مطلق بدیہی طور سے عام حکم کہ رنڈوا مرد کنواری عورت پر حرام اور رانڈ عورت کنوارے مرد کو منع قیامت کا ستم ہے —

یہ تمام نتایج جہل کے ہین اگر علم سے مرد و عورت عموماً بہرہ ور

ہون تو نہ لڑکیون کی شادی مین فتور ہو کہ بچپن مین نکاح کیا جائے اور نا اتفاقی باہمی سے دونون کی زندگی تلخ ہو بلکہ ذی علم عورت بمقتضائے علم مذہبی طور سے مرد کی اطاعت کو اپنا فرض منصبی سمجھے گی اور مرد ہمیشہ گو شیطنت نفسانی سے بیراہ ہو مگر عورت کی دلداری اور حقوق کی ضرور نگرانی کریگا۔

اسی طرح اگر عورت بیوہ ہوگی اور مذہبی طور سے اُسکو شادی کی ممانعت نہین تو وہ ضرور حسن معاشرت کو پیش نظر رکھکر نکاح ثانی کرنے نہ کرنے کو اپنے طور سے آپ طے کرکے ہان نہین کا جواب اپنے سرپرستون کو اور اپنی طبیعت کو آپ دے لے گی۔ نہ اسپر نکاح کا جبر چل سکتا ہے نہ اُسکو جہلا کی ریت نکاح سے منع کرسکتی ہے اسی واسطے شریعت اسلامی مین عورت بالغہ کو اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے البتہ غیر کفو مین نکاح کرنے سے اُسکو ولی روک سکتا ہے۔

خدا ہماری قوم کو ہدایت دے کہ وہ علم کی طرف غور کرین اور سمجھین کہ وہ علم جس سے شوکت اسلام اور عزت مسلمانون کی روز افزون ہو کونسا علم ہے۔ میرا مطلب یہ نہین کہ قواعد مذہب کو چھوڑ دین بلکہ مسائل وعقائد مذہب کے سیکھنے کے بعد

یہ خیال کریں کہ حسب رفتار زمانہ کونسا علم عزت اور دولت اور شوکت اسلام کا باعث ہے۔

حبیب ابن احمد سہارنپوری

بشر آباد کی کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۱۱) جلد (۷)

ہمکو پہلے اسقدر بتلانا ضرور ہے کہ یہ مملکتین جدید کس طرح برامد ہوتی ہین۔

پائین شہر مین جو ایک پرنالہ زنگی یا خصی بطور بدرو بنا یا گیا اُسمین ایک پمپ ایسا لگا یا گیا ہے کہ جسمین کچہ حصہ لب لباب کا جسکا رنگ سرخ ہے ایک مشین مین جو پرنالہ زنگی کے نیچے ہے اکر غلیظ القوام اور سفید ہو جاتا ہے۔

اور پرنالہ خصی سے مہینے بیس روز کے بعد ایک سُرخ پانی زائد نکلتا ہے یہ مقولہ اگلے سیاحان عجائب المخلوقات کا ہے اور نئے زمانہ کے سیاح کہتے ہین کہ بوجہ حرارت ایک تعفن

پیدا ہوکر کیڑے اس بدرو کے چہ بچہ مین پڑ جاتے ہین اور اُنکا خون
برنگ سُرخ نکلتا ہے ۔

جب پرنالہ زنگی مین بوجہ ہوا کے ایک تیزی اور تندی پیدا ہوتی
ہے اور ان دونون مملکتون مین باہم محبت زیادہ ہوتی ہے تو بحالت
یکجائی و اتصال یہ پرنالہ زنگی محبت سے وہ حصہ لطیف جو مشین سے
سفید ہوگیا تھا اُسکو پرنالہ خصی کے چہ بچہ مین ڈالتا ہے ۔

ستیاحان قدیم کہتے ہین کہ یہ مادہ اور کسیقدر مادہ خصی پرنالہ کا
دونون ملکر جمع ہوتے ہین اور فوراً مدبران مملکت اُسکو ایک چرمی
ظرف مین بند کردیتے ہین جہان وہ دونون ملکر رفتہ رفتہ ایک مملکت
جدید بنجاتی ہے ۔

اور ستیاحان جدید کی راے ہے کہ جب یہ مادہ زنگی پرنالہ
سے خصی پرنالہ کے چہ بچہ مین پہونچتا ہے تو وہ کیڑے جنمین سے
ہر ایک بمنزلہ ایک قریہ کے ہے جب مرکر نکلتے جاتے ہین اور کوئی
رہجاتا ہے تو اُسکو معہ اس مادہ زنگی پرنالہ کے چرمی ظرف مین بند کرنیکے بعد
بحکم مدبر حقیقی مدبران مملکت اُسکو پرورش کرتے ہین یہان چار معتمد
ہین ایک **ماسک الدین** جو اُسکی حفاظت کرتے ہین ۔

دوسرے **مصرف خان** جو اسکو وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہین

تیسرے مصور شاہ جو حسب نقشہ مجوزہ مصور حقیقی اُسکو بناتے ہین۔

چوتھے مولد الخلق جو اُس مملکت جدیدہ کو قدیم مملکت سے علیحدہ کر دیتے ہین۔

جب یہ مملکت جدید علیحدہ ہوتی ہے تو اسکے تمام اراکین اور فرمانروا اور عساکر نہایت کمزور اور ناواقف ہوتے ہین حتے اکہ چکی خانہ کی مشین کے پُرزے ابھی اس قابل نہین ہوتے کہ کچہ پیسکر کام مین لائین تو اس حالت مین اُس مملکت مین جسمین یہ سلطنت بتا رہوئی دو اڑہائی برس تک وہ فضلیات جو ہر مہینے براہ پرنالہ خصی باہر پہینکے جاتے تھے بحکم عالیجناب دلاور علی خان جمع ہوکر پہینکے مین جو قریب جلوخانہ مدار المہام موصوف نصب ہین کھینچے جاتے ہین جسکا نام پستانہ ہے اور وہ مملکت جدیدہ کے دہانہ دولت سے بوساطت رضیع اللہ بیگ مملکت جدید مین پہونچتے ہین۔

کبھی بوجہ کسی نقصان کے مملکت قدیم سے کشید نہین ہوتا تو غیر ممالک سے یا کسی قریہ سے جسے بقریہ یا غنیمہ کہتے ہین بوساطت رضیع اللہ بیگ غذا مملکت جدیدہ کو پہونچائی جاتی ہے۔

اس مملکت مین آب رسانی کے نل کے علاقہ مدار المہام کے

چپ و راست کے محلون مین چھ چھ اسکرو ہین کہ بوقت ضرورت کھولکر پانکی صفائی کی جاتی ہے۔

اول۔ قیفال یا سر رو۔ یہ محلہ ذراعی کے کنارہ پر واقع ہے جب دار الصنعت مین باُس کے قریب کے محلومین خرابی ہوتی ہے تو اسکو کھولا جاتا۔

دوم۔ اکحل۔ یہ محلۂ مذکورہ مین اندرونی کنارہ پر واقع ہے اور اِس اسکرو کے کھولنے سے تمام مملکت کا پانی آتا ہے اسی واسطے اس اسکرو کا نام ہفت اندام بھی ہے۔

سوم۔ باسلیق اس اسکرو کے کھولنے مین نہایت احتیاط چاہئے کیونکہ اسکے تحت مین شریانی ہے۔

چہارم جبل الذراع۔ بعضے سیاح قدیم کہتے ہین کہ یہ اسکرو اُس موقع پر ہے کہ اکحل اور باسلیق کے نل ملگئے ہین۔

پنجم۔ ابطی یہ اسکرو اُس نل مین ہے جو باسلیق کے نل سے نکلا ہے۔

ششم۔ اسلیم یہ اسکرو محلہ ذراع کی دو گلیون خنصر و بنصر کے درمیان کہولا جاتا ہے اور پائین مملکت کے پرو دنمین چار۔

اول صافن وہ تختہ پورہ کے اندرونی جانب ہے۔

دوسرا۔ اسکرو یاشنہ گڈہ کے عقب مین واقع ہے یہ اسکرو صافن کے نل کی ایک شاخ مین ہے اسکا کوئی نام معلوم نہین ہوا۔

تیسرا۔ عرق النسار یہ اسکرو رحل آباد کے بیرونی حصہ سے تختہ پورہ تک کسی جگہ ہے۔

چوتھا۔ مابض یہ اسکرو رکب گڈہ کی جانب عقب مین ہے۔

جب مملکت جس مین مملکت ثانیہ تیار ہوئی مملکت جدیدہ کے لئے عرق شیر جو فضیلیات کا بذریعہ پمپ نکلتا ہے نہ نکال سکے تو اور مملکت نسوانی سے (جس مملکت مین زنگی پرنالہ ہوتا ہے اُسکو مملکت رجالی اور جسمین پرنالہ خصی ہے اُسکو مملکت نسوانی کہتے ہین) وہ عرق لیا جائیگا مگر ضرور ہے کہ حکیم الملک کی راے اس بارہ مین لیجائے حکیم الملک ہمیشہ ہر سلطنت کے پرنالہ سے جو سائل پانی آتا ہے اُسکو دیکھکر رپورٹ صحت و مرض یعنے صلح و جنگ افسران مملکت کو دیتا ہے۔

یہان اسقدر بتلانا ضرور ہے کہ شاہنشاہ روح اللہ خلد اللہ ملکہٗ کے باجدار تین سلطنتین ہین۔ ایک سلطنت طبیعیہ جسکے شاہ کا کام

یہ ہے کہ آغا کبد خان کے مستقر سے بسواری اگبوٹ وریدی
تمام مملکت مین دورہ کرے ۔

دوسرے سلطنت نفسانیہ جسکا فرمانروا ہمیشہ اعصابی
گاڑی پر سوار ہوکر دارالصنعت سے جو پہاڑ پر واقع ہے انتہاء مملکت
تک پہونچے ۔

تیسرے حیوانیہ جسکا بادشاہ مستقر وزیر دلاور علی خان سی
بسواری ریل شرپانی دورہ مملکت کرے جسقدر خرابیان مملکت مین
ہوتی ہین وہ اکثر امراء مملکت کی بے عنوانی سے ہوتی ہین ۔

بلغموری لشکر کے امیر کا مزاج سرد اور تر ہے ۔

عسکر دموری کا امیر دلاور علیخان مزاج کا گرم تر ہے

امیر صفرابیگ امیر لشکر چنیہ گرم خشک مزاج ہے ۔

امیر سوداء اللہ خان امیر سیہ جردہ حبش گو مزاج کا بارد ہے
مگر خشک رو ۔

سفیر خارجیہ حکیم الملک ہمیشہ اطراف مملکت کو معاینہ کرتا ہے
اگر لمس مین گرمی محسوس ہوتی ہی تو حرارت ہے اگر برودت ہے تو لمس ٹھنڈا
ہوتا ہی اور نرمی تبلاتی ہے تری کو اور سختی تبلاتی ہے یبوست کو ۔
اسپر حکیم الملک بعد تشخیص اس امر کے کہ گرمی نمبر (۲) کی شرارت سے ہے

یا نمبر ۳ کی سازش سے اور سردی نمبر ۱ کی خفیہ کاروائی سے ہے یا نمبر ۴
کی ریشہ دوانی سے ۔ خشکی سے نمبر ۳ کی خطا ہے یا نمبر ۴ کی بغاوت
علی ہذا القیاس تری مین امیر نمبر ۱ و نمبر ۲ باہم شریک مین یا کسی ایک
کی زیادتی ہے ۔

اس رپوٹ پر اگر شاہنشاہ روح الیہ بیگ نے توجہ
کی تو رفع فساد ہو گیا ورنہ بڑھتے بڑھتے باعث بیخ کنی مملکت
ہوتی ہے ۔

وہ چار واقعے جو میری موجودگی مین پیش آئے منجملہ اونکے
ایک وہ تھا کہ بوجہ درازی مدت چکی خانہ کی مشین بند تھی مطبخ نمبر ۱
کی اسٹیم کم ہو گئی تمام خلقت مملکت ہاتھ پیر دل دماغ کبد شش وغیرہ
سست ہو گئے دل مین جو برقی اسٹیم تھی چونکہ بوجہ ضعیف ہونے
شش کے تازہ ہوا بند ہو گئی یہانتک بڑھی کہ جل بجھی اور فوراً
پیک اجل نے اپنا عمل دخل کر کے زمین کے نیچے پہونچا دیا آئندہ
خبر نہین کہ وہان کیا ہوا فقط باقی آئندہ ۔

جیب ابن احمد سہارنپوری

میرشاہ رخ نے اللہ داد اور اُسکے دونون رفیقون کو گرفتار کیا اور انواع واقسام کی تکلیفین دینی شروع کین اور نئے نئے ایذا رسانی کے قواعد سے مال جو اُنکے قبضہ مین تہا حاصل کیا بعد مین باندہ کر قتل کیا۔ اور دنیا سے دار آخرۃ کو روانہ کردیا۔

بابا ترمش کو یہانتک عذاب وتکلیفات مین گرفتار کیا کہ بہ تنگ آکر ایک روز پہرہ کے گارد سے کہا کہ مجکو لیچلو مین تمکو جو کچہ مخفی مال ہے بتلادون وہ لیکر چلے اس طرح کہ سخت بیڑیان اور طوق گردن مین تہا۔ وہ گارد کو لیکر ایک حوض پر پہونچا کہ نہایت بڑا اور گہرا تہا گارد کو غفلت دیکر حوض مین کودا اور ڈوب گیا۔

(یہان سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ جو تشدد اگلے زمانہ مین تہا اب گورنمنٹ انگریزی مین بالکل نہین قید کی تکلیف کے مقابل کوئی شخص جان نہین دیسکتا)۔

فصل

میرشاہ رخ اپنے باپ تیمور کی قبر پر گیا اور رسم عزاداری پوری کی اور تربت تیمور کے قرار اور داروغہ نئے مقرر کئے اور سب کے سب خدام مرقد اور منتظم بدلدئے اور جو کچہ قیمتی چیزین

مقبرہ مین تھین کپڑا اور مال ومتاع اور ہتھیار سب خزانہ مین داخل کئے اور خزانہ کے سپاہی عفریت صورت وسیرت مقرر کئے اور دفینے تیار کئے۔ اور ترتیب قواعد سلطنت شروع کی۔ اور اقارب واباعد کے لئے ایک تحفہ تیار کیا۔

فصل

شادملک زوجۂ خلیل سلطان کو گرفتار کیا اور نہایت ذلیل کیا تاکہ جو اُسکو عزیز رکھتا تھا ذلیل ہو اور بہت کانٹون مین کو گھسیٹا اور نہایت ظلم اور تعدی سے اُسکو مجبور کیا کہ جو کچھ ذخیرہ ہو نکالے پھر بعد اس ذلت اور مال واسباب لینے کے شادملک کو تشہیر کیا ایک شخص منادی کرتا تھا اور بازارون مین پھرایا امور سلطنت تمام شاہ رخ پر قائم ہوگئے جسکی وجہ سے بہت لوگون کے سینہ اُبھرنے لگے۔ کتنون کی کمرین ٹوٹ گئین ایک چڑھا ایک گرا۔

سُبحان اللہ کیا شان خداوندی ہے جسکو نہ تغیر نہ تبدل ہر روز اُسکی نئی شان ہے

دم کے دم مین سلطنتون کو لوٹ پوٹ دیتا ہے۔ ابھی یہ ہی ابھی وہ ہے ایک کو تخت سے اُتارا اور ایک کو تخت نشین کیا۔

خداداد کا پھر فساد کرنا اور اُسکا وبال اُسپر پڑنا

جب خداداد اپنے مکان مین پہونچا اور اندکان پہونچکر خلیل سلطان سے خلوت کی تو تجدید عہود و مواثیق کی کہ تو مامون ہے مکر و حیلہ سے کہ ملک ہے۔

اور یہ کہا کہ جسقدر فساد ہوا اسکے بانی ارغون شاہ اور دوسرا اللہ داد تہا حالانکہ اُنکے ساتھہ احسان کیا گیا اور دامن انعام و اکرام ہمیشہ اُنپر سایہ فگن تہا اُنہون نے اُسکا بدلہ برعکس کیا جیسے ناکہ کی مثل مشہور ہے۔ اور بدلہ اصلاح کے اُنہون نے فساد پر کمر باندہی۔

پھر کہا کہ آپ یاد کرین جو کچہ میرے ساتہہ اول مین ظاہر کیا۔ اور دیکہہ مین تیری ساتہہ اخیر مین باطناً کیا کرتا ہون۔ اور عنقریب مین وہ کرونگا کہ جس سے ظہور خلوص ہو اور صدق نیت معلوم ہو اس طرح کہ کدورت بالکل مٹجائے اور صفائی باقی رہے جفا کا نام نہ رہے وفا کا ثبوت ہو۔ اور ہم دونون بقیہ عمر صفائی اور عیش خوشگوار مین مل جلکر اتفاق سے گزارین۔ جو محبت اور مودت کے نقوش ہمارے الواح صدور پر ثبت ہون وہ پچلی سطرون کو جو فاختہ کے گلو مین طوق بنی ہوئی ہین مٹادین۔ یعنے وہ معاملات جو مشتر ہین نسیاً منسیاً ہوجائین مین بہت

قریب تجکو تیرے قصر عزت مین لوٹا دیتا ہون اور عنقریب وہ کوشش کرتا ہون کہ تو اپنے دار نشاط مین عود کرے۔

پھر خلیل سلطان کے نام کا خطبہ اندکان مین پڑھا گیا اور یہی حکم ترکستان مین بھیجدیا۔

تتمہ خلیل اور خداداد کے عہود کا اور اُنکے وعدون کی تاکید کا دونونکے مرنے تک

پھر باہم خلیل وخداداد کے قسما قسمی ہوئی اور خداداد خلیل سلطان کو اندکان مین چھوڑ کر مغلون سے خلیل سلطان کے لئے مدد لینے کو گیا۔

جب مغلون نے تیمور کی موت کی خبر سُنی اطمینان جاتا رہا اور گھرون کو خالی کرکے قلعہ گزین ہو گئے۔ اور غارہای محفوظ مین جو محفوظ جگہہ دیکھی اُس سے جا لپٹے جیسا کہ ہمنے اولاً بیان کیا ہے۔ پھر جب اُنکو تیمور کا مرنا متحقق اور ثابت ہو گیا تو اُنھون نے امن وامان کی منادی کی۔

پھر یہ لوگ یعنے مغل خداداد کے پاس آئے اور خلیل سلطان کو مبارکباد لکھکر بھیجی۔ اور بہت سے ہدیہ قیمتی اور تحفے بادشاہونکے لایق بھیجے۔

منجملہ تحفجات کے ایک کرسی سونے کی تھی کہ جسکو کاریگر نے بڑے حسن سے ڈہالا تہا۔

جب مغلون کے ایلچے معہ ہدایا پہونچے تو خلیل سلطان نے اُنکی خاطر و مدارات کی۔ اور ہر ایک کے ساتہہ اچہا برتاؤ کیا۔ ایک ایک کے بدلے دس دس گونہ انعام دیا۔

ترجمہ شعر

خیر باقی رہتی ہی گرچہ کہو مدت دراز	اور برائی ہی بُرا توشہ کہ کہہ چہوڑا اوسے

ہمیشہ مغلون سے خلیل سلطان کا مودتانہ برتاؤ رہا اور اکرام اور احتشام یوماً فیوماً بڑہتا گیا یہانتک کہ جو ہونا تہا ہوا اور قضا و قدر سے ساغر حیات خلیل سلطان چہلک گیا۔

جب خداداد مغلون سے مدد لینے گیا

تو مغلون نے خداداد سے کیا کیا

جب خداداد مغلون کے پاس پہونچا تو مغلون نے فوراً گرفتار کر لیا اور خلیل سلطان کی خدمت مین مراسلہ ہمراہ قاصد بہیجا اور صورت حال لکہی اور لکہا کہ آپ جانتے ہین کہ جو ہم مین اور آپ مین مودت واتحاد ہے۔ اور ہمکو معلوم ہے جو کہ آپکے اور خداداد کے درمیان

واقعات ہوئے ۔ یہی سبب تہا آپکے تفرق اور پریشانی اور ملک
کے قبضہ سے نکلجانے کا ۔ اسوقت یہ ہمارے پاس آپ کے لئے
امداد طلب کرنے آیا ہی ۔

آپ اپنی راے سے مطلع فرمائیے اگر آپ لکہین تو ہم ابھی اُسکا
نام صفحہ ہستی سے نابود کردیتے ہین اور آپ لکہین تو ہم امداد بہیجے
حاصل کلام یہ ہے کہ آپ جیسا فرمائین ویسا ہم امتثال کرنے کو
حاضر ہین ۔

خلیل سلطان نے بجواب مراسلہ لکہا کہ تم جانتے ہو کہ
مجکو اس نے کیسی تکلیف دی اور میری بے آبروئی کی اور مجکو ذلیل
کیا ۔ اور مجکو میرے ملک اور سلطنت سے نکالا اور گہر بار بہائی
بندون سے علیحدہ کیا ۔ اور میرے دوست احباب سے چہڑایا
اب مجکو ڈہال بنایا ہے حوادث سے بچنے کو اور تم واقف ہو کہ وہ
کیا کرنا چاہتا ہے ۔ بہرحال جاننے والے کو بتلانی کی ضرورت
نہین اور مضمون لکہتا ہون کہ جو تمہاری راے مین آئی اور مناسب
ہو کرو ۔

یہ **خلیل سلطان** کی راستی تہی کہ اپنی زبان سے یا قلم سے قتل کا
اشارہ نہ کیا مگر یہ خط جسوقت پہونچا فوراً مغلون نے خداداد کا

سر کاٹکر خلیل سلطان کی خدمت مین روانہ کیا ۔

خلیل سلطان کا اندکان سے لوٹنا اور اپنے عم شاہرخ کے پاس جانا اور رخ سے شطرنج جانکی ہارنا

خلیل سلطان اندکان اور اطراف ترکستان سے برابر اشعار فارسی فراقیہ لکھتا اور بھیجتا اور اپنی غربت کو لکھتا اور صدمہ فراق کے ایسی طرح پر لکھتا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے اور کلیجے پھٹتے تھے یہانتک کہ وہان ٹھہرنے سے ملول ہوا اور وہان سے قصد سفر کیا اور اپنے پیدل اور سوار جمع کرکے چچا کی خدمت مین آنیکا قصد کیا اور روانہ ہوا ۔

جب شاہرخ اپنے چچا کے پاس گیا اُسنے بڑی محبت سے مہمان کیا ۔ اور واقعات گزشتہ کا کچھ ذکر تک نہ کیا ۔ اور اُسکی مجنح یعنے خلیل کی خلیلہ شاد ملک کو اُسکے پاس بھیجدیا ۔

پھر شاہرخ نے اس قلیم کا بندوبست کیا اور قواعد مقرر کرکے اپنے بیٹے اولوغ بیگ کو والی کیا اور آپ معہ خلیل سلطان وہان سے خراسان پہونچا ۔ اور خلیل سلطان کو ملک ری کا والی مقرر کیا ۔ وہان پہونچکر خلیل سلطان بہت تھوڑے دنون جیا

اور رائی ملک بقا ہوا۔

شاید شاہرخ نے پوشیدہ طور سے کوئی شئے بھیجی جسکے پینے سے فوت ہوا۔ اور شہر رے مین دفن کیا گیا۔ اور اس حاتم وقت کا دفتر کیسے اُلٹ گیا۔

جب شاہ ملک کے سامنے یہ واقعہ ہوا اور آتش محبت اُسکے دل مین بھڑکی کہا کہ مین تیرے گم ہونے کا صدمہ نہین اُٹھا سکتی اور نہین زندہ رہ سکتی تیرے بعد پھر روئی اور آہ و نالہ کے بعد یہ شعر پڑھے۔

ترجمہ اشعار

تو مری آنکھونکی پتلی تھی مرے پیارے خلیل	روتی ہی تجھپر برابر غمسے میری چشم تر
موت آئے اُسکو تیرے بعد جو زندہ رہے	تیرے بل پر کرتی تھی مین زندگانی کو بسر

پھر خنجر گلے پر رکھکر اُسپر پل گئے کہ گدی سے نکل گیا جس نے دیکھا آتش عشق شاہ ملک سے جل گیا۔ دونون یعنے خلیل سلطان اور شاہ ملک ایک قبر مین دفن کئے گئے۔ گویا دونون بعد دفن زبان حال سے یہ شعر پڑھتے تھے۔

ترجمہ شعر

اے پیارے پاس والو ہم ہین یہان دونون غریب	ہر مسافر کے لئے بیشک سفر ہی غریب

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن۔ بیدل

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۱۱) جلد (۶)

(۴) یہ کہ پانی ہوا ہو جائے۔ جیسے بھیگا ہوا کپڑا دھوپ مین اُسکا پانی ہوا ہو جاتا ہے۔

(۵) یہ کہ پانی خاک ہو جائے جیسے آذربیجان اور مراغہ مین پانی چشمہ کا بہکر جب دامن کوہ مین پہونچتا ہے پتھر ہو جاتا ہے۔

(۶) یہ خاک پانی ہو جاے جیسے کیمیا گر دہاتونکو اسطرح پانی کر لیتے ہین کہ ارضیت باقی نہین رہتی۔

یہ چند صورتین انقلاب بواسطہ کی ہوئین۔

قاعدۂ کلیہ

کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جن دو عنصرون کا خیر قریب ایک دوسرے کے ہی اُنمین انقلاب بیواسطہ ہوتا ہی۔ اور جنکے خیر متصل نہین اُنکا انقلاب بحسب بعد بوسایط ہوتا ہی۔

انقلاب بواسطہ واحد

ایک واسطے سے انقلاب کی چار صورتین ہین۔

(۱) آگ کا پانی ہونا۔

(۲) پانی کا آگ ہونا۔

(۳) ہوا کا خاک ہونا۔

(۴) خاک کا ہوا ہونا۔

واسطہ وہ عنصر ہوتا ہے جو عنصر کائن اور فاسد کے درمیان واقع ہی جیسے آگ اور ہوا کے درمیان اتصال ہی اور آگ پانی مین بعد ہے اسواسطے پہلے آگ ہوا ہوگی پھر ہوا پانی ہوگا۔ اور اسیطرح پانی اول ہوا ہوتا ہی پھر آگ بنتا ہے کیونکہ کون و فساد بغیر مناسبت کے نہین ہوتا۔

انقلاب بدو واسطہ

(۱) آگ کا خاک ہونا۔ (۲) خاک کا آگ ہونا۔

ظہور الدین احمد۔ قائل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱- امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ عدد

۲- پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔



مدینہ آصفی

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں یہ جواری سالہ جسمیں نظم و نثر
کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی
عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد
تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی) پیشکار و وزیر المہام سرکار عالی ہیں
حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی راجہ سہرالال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے
شائع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۱) جلد (۷)

نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری جلد دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۹	دولت کی یاد	جناب ابوالحسنات ۔
۳	۱۸	بشیر آباد کی کیفیت	جناب حبیب ابن احمد صاحب سہارنپوری ۔
۴	۲۵	بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب ظہور الدین احمد صاحب ۔ قائل



تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

فصل

تیمور کے صفات نادرہ اور عادات طبیعہ اور خصائل جبلیہ

تیمور دراز قد تھا کہہ سکتے ہین کہ عمالقہ مین سے بچا ہوا عمالقہ اولاد عملوق بن لاوذ کو کہتے ہین یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین تھے اُنمین کا پست قد بھی ساٹھ ہاتھ کا ہوتا تھا) سر بڑا پیشانی کشادہ صاحب قوت ورعب عجیب الخلقت سفید رنگ۔ سرخی آمیز۔ نہ کہ گندم گون ہاتھ پانون بڑے بڑے۔ مونڈھے کی ہڈی چکلی۔ موٹی موٹی اُنگلیان جوڑبند کا مضبوط۔ پیمایش کا پورا۔ داڑھی لمبی۔ دہنے ہاتھ سے لولا دہنے پانون سے لنگڑا۔ آنکھین مثل شمع کے روشن۔ بلند آواز۔ موت سے نڈر سن اسی سے متجاوز تھا مگر ہٹا کٹا۔ دلیر شجاع۔ جیسے ٹھوس پتھر نہ ہلائے ہلے نہ اُٹھائے اُٹھے۔ جھوٹ اور دل لگی سے تنفر۔ لہو ولعب سے دلبستگی نہ تھی۔ راستی پسند گو خود نہو۔ نہ آنے والی شے کی خوشی نہ جانیوالی چیز کا غم۔

تیمور کی انگشتری پر (راستی رستی) کندہ تھا یعنے جس نے سچ بولا نجات پائی۔ اور دراہم ودنانیر مسکوکہ کے درمیان مین تین نشان ایسے ۵۵ تھے۔ مجلس تیمور مین نہ فحش کلامی نہ خونریزی نہ لوٹ کھسوٹ۔

تیمور رئیس تہا شجاعت والا ہیبت وار مطاع ہمیشہ جری اور بہلوانون کو دوست رکہتا تہا اور ہولناک مواقع کی کشود کاراون سے کراتا۔ اور زیر کراتا بڑے بڑے لڑائی کے شیرون کو اور اُنکے ٹکڑون سے پہاڑون کی چوٹیون کو ہلاتا تہا۔ تیمور اپنے افکارمین ہمیشہ مصیب ہوتا تہا اور عجیب فراست کی باتین کرتا۔ نصیبہ فایق۔ نصرت موافق۔ ارادہ کا پورا۔ حوادثات مین مضبوط۔ مین نے کہا۔

ترجمہ شعر مصنف

اُسکی رایونسے ہوے چپقاق فتنہ مشتعل	روشنی مین کردیا کتنے قبیلون کو فنا

اشارون کنایون کا پہچاننے والا کبہی فریبی کا فریب اُسپر چپتا نہ تہا نہ مکر و دغا اُسپر چلتی تہی۔ اپنی عقل سے حق و باطل کو تمیز دیتا تہا اور خیر خواہ اور کہوٹے کو اپنی قوت و تراکہ سے دریافت کرتا۔ اگر کہئے کہ نجم ثاقب کا رہنما ہی تو بجا ہے۔

ترجمہ شعر

اسطرح سوچ لیتا تہا انجام کار کو	جیسے کہ آنکہہ دیکہتی ہے روزگار کو

جو حکم دیتا اُس سے پلٹتا نہ باز رہتا۔ اپنے ارادہ کی باگ کبہی نہ پہیرتا تاکہ کوئی متلون المزاج نہ کہے عقل کو رکیک نہ سمجہے۔

ترجمہ شعر

منہ سے کچھ بولے اشارہ یا کرے	حکم قطعی ہوتا ہے مانند نص

تیمور کو کہتے تھے صاحب قران ہفت اقلیم۔ قہرمان الممالک والسلطین۔ قاہر الملوک والسلاطین۔

سُنا گیا ہے کہ قاضی القضاۃ ولی الدین عبد الرحمن بن خلدون مالکی المذہب قاضی مصر صاحب تاریخ عجیب تھا مجھسے اُس شخص نے بیان کیا کہ جس نے اُسکو دیکھا تھا اور اُسکے حسن الفاظ ومعانی پر مطلع تھا کہ یہ غایت ذکی اور ادیب تھا مین نے اُسکو بچشم خود نہین دیکھا۔ یہ ایک مرتبہ لشکر اسلام کے ہمراہ شام مین آیا اور جب لشکر اسلامی نے شکست کھائی اُسکو بحکم تقدیر نے تیمور کے جال مین پھنسا دیا۔

تیمور سے یہ مانوس ہوگیا تھا ایک روز ابن خلدون نے تیمور سے کہا کہ اے امیر المومنین مجکو اپنا ہاتھ کہ جو فتوحات کی کنجی ہے عنایت کر کہ بوسہ دون اور شرافت دست بوسی سے مستفیض ہون۔

تیمور تاریخ کے سُننے پر فریفتہ تھا جب ابن خلدون نے شاہان عرب کے حالات سُنائے تو اسکو ہمراہ رکھنے کا ارادہ کیا

اُسوقت ابن خلدون نے عرض کیا یا مولینا الامیراب یہ امر تو ہرگز نہین کہ مصر مین تیرا نائب نہو یا تیرے سوا کسی اور کا حکم چلے اور مجکو تیری ذات عوض ہے میرے مال موروثہ ملکسوبہ کا۔ اور میری اولاد اور وطن اور بلاد کا اور میرے احباب اقارب یگانون بیگانون کا اور تمام ملوک اور روسا کا۔ اب مجکو سوا اسکے نہ کوئی افسوس نہ ارمان ہے کہ میری گزشتہ عمر اور میرا پچھلا زمانہ تجھ سے علیحدہ اور تیری خدمت سے جدا کیون گزرا۔ میری آنکھین کبھی تیرے نور طلعت سے سرمہ آلود نہوئین مگر کیا کیجیے نوشتہ تقدیر اگر خدا نے چاہا تو حقیقتہً مین اس زمانہ کو غنیمت سمجھونگا۔

ترجمہ شعر

خدا دے جزا تجکو اس سعی کی ✣	ملا مجکو تو پر بعد پسین ✣

مین اب خواستگار ہون کہ خداوند تعالیٰ نئے سرے پھر عمر عنایت کرے۔ مین اپنے گزشتہ زمانہ کا جبر نقصان میرے حضوری کے زمانہ سے کرون گا۔ اور بقیہ عمر مین تیری خدمت کو معاوضہ عمر گزشتہ کا سمجھونگا۔ اور مین اس وقت کو اپنا اعلیٰ وقت خیال کرونگا لیکن اے امیر جو میری کمر کو توڑتا ہے وہ میری کتابین ہین

جنکی تصنیف مین مین نے اپنی عمر صرف کی اور اپنے جواہر علوم اُنپر نثار کئے اور جنکی ترتیب مین دنکو پیاسا اور راتون کو بیدار رکہا ۔

مین نے اِس کتاب مین دنیا کی تاریخ ابتدا سے لکہی ہے اور ملوک شرق و غرب کے حالات اور محاربے ۔ اے امیر اگر وہ مجکو ملجائین تو مین اُس قلادہ (ہار) ذکر ملوک کا تجکو لٹکن (لٹکن اُوسکو کہتے ہین جو ہار کے بیچمین قیمتی موتی یا ہیرا یا زمرد یا یاقوت لگایا جاتا ہے) بناون ۔ اور سلاطین کے عہد کے خلعتون کو تیری جنگ سے منقش کرون ۔ اور تیری دولت کو اُنکے زمانہ کی پیشانی کا ہلال بناؤن کیونکہ تو صاحب محاربہ عظیم ہے تیری فتح و نصرت کا بدر شرق سے غرب تک پرتو افگن ہے ۔ تیرے نام کے زائچے اور علم جفر مین جو سیدنا علیؓ کی طرف منسوب ہے تیرا نام نکلتا ہے اور تو وہ صاحب قران ہے کہ جسکا انتظار آخر زمانہ مین کیا جاتا ہے ۔

یہ میری کتابین قاہرہ مین ہین اگر وہ مجکو دستیاب ہوجائین تو مین کبھی تیری ہمراہی رکاب سے علیحدہ نہون اور تیرے در دولت سے جدا نہون ۔ ہزار شکر ہے اللہ کا کہ جسنے مجکو وہ آقا دیا جو میرا قدردان ہے اور میری خدمت کا محافظ

آبرو کا نگہبان۔

تیمور خوشی سے لیکنے لگا تبتر سے اپنے دونون جانب کو دیکھنے لگا اور چونکہ اُسکو فن تاریخ سے وابستگی تھی ابن خلدون کی سحر بیانی سے متحیر ہوگیا۔

پھر تیمور نے فرمایش کی کہ بلاد عرب کی کیفیت اور ممالک کا حال اور اوضاع اور مسالک اور دیہات اور سڑکین اور قبیلے اور اُنکی شاخون کو وضاحت سے بیان کرے۔ تیمور کی عادت تھی کہ تفصیلی حالات دریافت کرے۔

تیمور نے فقط امتحاناً یہ فرمایش کی ورنہ اُسکو ضرورت نہ تھی تیمور کے خزائن تصور مین تمام ممالک کے نقشے اور صورتین موجود تہین فقط اتنی غرض تھی کہ ابن خلدون کے علم سے مطلع ہو اور اُسکے طرز تحریر سے خیر خواہی اور اخفاء حالات و کتم معاملات پر مطلع ہوا۔

ابن خلدون نے اسطرح حالات بیان کرنے شروع کئے گویا وہ اپنی جگہ بیٹھا ہے اور تمام واقعات پیش نظر ہین مشاہدہ کرتا ہے اور بتلاتا ہے حتکہ جو کچہ تیمور کے دل مین تہا ہو بہو ظاہر کردیا۔

پھر تیمور نے کہا کہ اے ابن خلدون تو نے مجکو اور بخت نصر کو کیسے ملوک کیار کی ساتھہ شامل کیا نہ ہم نسب مین انکے برابر نہ ہم رئیس خاندان پھر کسطرح ہمکو اُنکے ساتھہ تعبیر کرتا ہے اور مساوی بتلاتا ہے ابن خلدون نے کہا کہ تم دونون کے افعال نادرہ نے تمکو اُن سے ملادیا یہ فقرہ تیمور کو نہایت پسند آیا اور اُسکے ہمراہیون سے کہا کہ تم اسکی پیروی کرو یہ تمہارا امام ہے ۔

پھر تیمور ابن خلدون کو تمام واقعات بلاد بتلاتا تھا اور جو واقعات ملوک عرب اور اُنکے عساکر مین پیش آتے مفصلاً کہتا یہانتک کہ ایکروز ابن خلدون کے متعلقین اور اولاد کے حالات بیان کئے ابن خلدون یہ سُنکر حیران ہوگیا اور جی مین کہا کہ بیشک شیطان اپنے اولیا پر وحی بھیجتا ہے ۔

پھر تیمور نے معاہدہ لیا ابن خلدون سے کہ وہ قاہرہ جائے اور اپنے اہل وعیال اور کتب کو لے آوے اور وہان قیام نہ کرے بجز مسافت آمد رفت کے اور زیادہ زمانہ نہ گزرے ۔

اور امیدوار رہو کہ تمہارے ساتھہ اچھا سلوک کیا جائیگا اور تمہاری تمام آرزوئین پوری ہونگی ۔ اسطرح سے ابن خلدون اس بلا سے نکلا اور کوچ کیا ۔

فصل

تیمور علما کو دوست رکھتا تھا اور سادات اور شرفا کو پاس بلاتا تھا علما و فضلا کی پوری پوری عزت کرتا تھا اور تمام لوگون پر اُنکو مقدم کرتا اور یہ تقدیم عام ہوتی تھی۔ اور ہر اک کو اُسکے مرتبہ کے موافق جگہہ دیتا تھا اور جس لائق ہوتا تھا اُتنا ہی اکرام و حرمت کرتا تھا۔ اور بہت کشادہ پیشانی سے ملتا مگر ہیبت انبساط کے ساتھہ ہوتی تھی اور بڑے دبدبہ اور انصاف سے بحث کرتا تھا اُسکے قہر و لطف تو ام تھے اور اُسکی نیکی اور سختی دست و گریبان۔

ترجمہ شعر

مزے ہین جدے اور قوے مجمع		وعید الم سے ہے نوید خوشی

ترجمہ شعر دیگر

دشمنونکے واسطے زہر ہلاہل بدمزا		دستونکو خوش کلامی سے وہ گویا شہد تھا

اہل حرفت و صنعت کا فریفتہ کوئی صنعت و حرفت کیون نہو مگر صاحب کمال ہو۔

ٹھٹے باز اور شعرا کو مبغوض رکھتا تھا۔ اور منجمین اور طبیبونکو نزدیک بلاتا تھا اور اُنکے قول پر عمل کرتا اور جوکسیکے کان لگا کر سنتا اور ہمیشہ شطرنج کھیلتا تھا کیونکہ اُسکو مفید فکر سمجھتا تھا۔

موت کی یاد

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۱۲) جلد (۶)

جو لوگ اپنی طاقت بدنی پر مغرور ہین اُنکو خیال کرنا چاہئے کہ ہم ایک ایسے قطرے سے پیدا ہوئے کہ جسکے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے اور اخیر جب یہ جیو (جان) نکل جائیگا تو ہمارے گوشت کو یا چیل کوی کھائینگے یا زمین کے اندر کے کیڑے مکوڑے یا آگ مین جلکر خاک سیاہ ہوجائیگا جسکی یہ ابتدا اور یہ انتہا ہو اُسکو چند روزہ حیات پر کہ جسمین کا ایک حصہ بچپن مین اسطرح گزرتا ہے کہ یہ انسان ہوکر بہائم سے بھی اجہل ہوتا ہے اور اگر عمر طبعی کو پہونچا تو پہر اخیر حصہ وہ ہے ہر اک کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنی بے بسی پر جی ہی جی مین دلکو مسوس کر رہجاتا ہے اب ایک زمانہ شباب ہر کہ جسکی نسبت محمد صاحب

صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اَلشَّبَابُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْجُنُوْنِ اور وہ بھی جب کہ آفات ارضی سماوی سے بچے آنکھ ناک ہاتھ پانون صحت تندرستی قائم رہے تو یہ زمانہ کس بل کا ہے اسپر کیا غرور گھمنڈ۔

علاوہ اسکے ایشور نے طاقت اسواسطے عطا فرمائی ہے کہ ضعیفون اور کمزورون کو جفاکارون اور بدمعاشون کی مضرت سے بچاوین اپنے بڑے بوڑھے مان باپ کی خدمت کرین ہمسایہ کے غریب مرد اور بیچاری عورتونکی مدد اور کاروبار دنیوی مین اعانت کرین نہ کہ زور کے بل اور جوانی کے زور پر غریبون پر ظلم کمزورون پر تعدی بڑے بوڑھون پر ستم روا رکھین۔

دیکھو آریہ ورت مین کیسے کیسے جودھا (طاقتور) گزرے ہین مگر اُنکو اپنی طاقت پر نہ کبھی گھمنڈ ہوا نہ غرور۔

شری رامچندر مہاراج نے اپنے زور اور طاقت کے بھروسے پر کیسے کیسے راکشسون کو مارا اور رشی مینون اور عام مخلوق کو اُنکے ظلم سے بچایا۔

جو لوگ عہدہ پر مغرور ہوتے ہین اُنکو خیال کرنا چاہیے کہ ہمکو ایشور نے یہ بڑا عہدہ اسواسطے نہین دیا ہے کہ لباس کبر ونخوت زیب بدن کرکے ہمچنین دیگرے نیست کی کرسی پر بیٹھے اینٹھا کرین بلکہ لازم ہے کہ اِس نعمت

کے شکر مین خلق اللہ کے ساتھہ بخلق پیش آوین انصاف کو ہاتھہ سے نہ دین آزاری کے لئے قلم قدم نہ اُٹھائین چھوٹے آدمیون کو حقیر و ذلیل نہ سمجھین۔

حکمار کا قول ہے کہ جسمین یہ گیارہ چیزین مفصلہ ذیل موجود ہین اُسی کو نیک کہہ سکتے ہین۔

نیکوکارون کے صفات

اول۔ علم۔

دوم رحم ترس۔

سوم شرم وحیا۔

چہارم۔ ادب حفظ مراتب۔

پنجم۔ نرم دلی کسیکو مصیبت مین دیکھہ نہ سکے مظلوم کی امداد پر تیار ہو جائے

ششم۔ صبر اگر بھوکا ہے تو سوال نہین تکلیف ہے تو آہ واویلا نہین

ہفتم۔ شکر محسن کا شکر کرے عام اس سے کہ محسن خدا ہو یا بندہ۔

ہشتم۔ قناعت جس حالت مین ہو خوش ہو فقر مین دولت کی تمنا دولت مین زیادتی کی حرص نہو۔

نہم۔ خوف خدا۔

دہم۔ مروت۔

یازدہم۔ عفو درگزر۔

جسمین یہ صفات ہین وہی نیک ہے۔ اہلکار کو چاہیئے کہ سختی درشتی بدکلامی سے بچے۔ اور خلقت کے ساتھہ نرمی۔ ملائمت۔ خندہ پیشانی سے ملے۔ اہل مقدمات کی کارروائی کرے اور اگر نہو سکے تو ایسے کلمات تسکین بخش سے جواب دئے کہ اہل غرض کی دلشکنی نہو۔

اہل دولت ذرا غور سے دیکھین کہ دولت کسیکی مِلک نہین اِسکو آتے جاتے دیر نہین لگتی۔ کوئی شخص بھی شاید ایسا نہ ملے کہ جسکی سو پچاس پشت سے اہل دول ہون یہ مثل مشہور ہے کہ جیسے لفظ (ملکی) کے حروف مین تنزل ہے اسی طرح اہل مِلک کے شے مملوکہ مین تنزل ہوتا ہے حرف (میم) کے عدد (۴۰) لام کے (۳۰) کاف کے (۲۰) یا کے (۱۰) اسی طرح خیال کیجئے کہ زید جسکے پاس لاکھہ روپیہ نقد تھا فرض کیجئے کہ چار لڑکے چھوڑکر مرا ہر ایک بچے کے پاس ۲۵ ہزار رہگئے پھر دوسری پشت مین چھہ ہزار رہگئے۔ تیسری پشت مین پندرہ سو۔ چوتھی پشت مین سات سو رہگئے۔ اور یہ بھی جب ہے کہ برابر چار پشت تک کوئی آفت نہ پہونچے ورنہ ہم دیکھتے ہین کہ باپ کی کمائی اولاد نے اُڑائی۔ چوری ہوئی۔ آگ لگی مقدمہ بازی کی۔

دولت ایسی چیز ہے کہ جسکے سو دشمن پھر اُسپر غرہ نخوت یہ دولت بازاری کسبی ہے آج اِس سے ہمکنار ہے کل اُس سے ہم آغوش ہے

بازاری عورت اگر گھر مین میٹیکر جوانی سے ڈھلجاے تب بھی قابل اعتبار نہین اسی طرح دولت اگر بنگال بینک مین بھی جمع ہے تو لائق وثوق نہین ہمنے دیکھا کہ ۵۷ء مین سیکڑون امیرزان شبینہ کو محتاج ہوگئے اور بیسون دریوزہ گر امیر بنگئے۔

آپنے سُنا ہوگا کہ بندرابن مین ایک ساہوکار لالہ بابو تھا کہ جسکی دولت اُسکے مندر سے جو بندرابن مین بنایا معلوم ہوتی ہے۔ اور اُسکی خاکساری کی یہ نوبت تھی کہ ہمیشہ بندرابن مین دریوزہ گری کرتا اور سب ٹکڑون کو جمناجی کے پانی سے دھوکر کھاتا۔

یہ سُنکر ہمارے سامعین کہین گے کہ کنجوس اور انتہا درجہ کا بخیل تھا مگر یہ نہین وہ روزانہ دریوزہ گری کے وقت جسکو مفلس اور محتاج پاتا ایک ٹھیکری پر رقم لکھتا اور کہتا کہ لالہ بابو کی کوٹھی پر لیجاؤ جو ٹھیکری لیکر جاتا اُسکو جو رقم اُسپر ثبت ہوتی ملجاتی اور لالہ بابو ہمیشہ شام کو اپنی لکھی ہوئی ٹھیکریان دیکھکر جمع خرچ کرا دیتے۔ اب آپ ضرور کہینگے کہ وہ شخص دنیا کو ہیچ اور اُسکی لذتون کو پوچ اور اپنی زندگی کو ناپائیدار سمجھتا تھا اسی طرح جو دولتمند موت سے غافل حیات پر مغرور رہین وہ اپنی لذتون مین اُس دولت کو جو منعم حقیقی نے دی خرچ کرتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ موت ہماری بنیاد مین موجود ہے اور یہ دولت

بازپرس کی مصیبت ایکروز ہمپر ڈالے گی۔

وہ لوگ جو اوتم درن (ذی حسب) ہونے پر نازان ہین ایک سخت غلطی مین مبتلا ہین۔ اِس زمانہ مین شاذونادر کوئی شخص ہوکہ اُسکو اوتم درن کہہ سکین کیونکہ ورنونکی فضیلت گن اور کرمون پر موقوف ہے نہ پیدائش پر۔

سری کرشن مہاراج نے گیتا مین ورنون کی تفریق اٹھارون ادہیا کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴۔ اشلوک مین اسطرح کی ہے۔

برہمن گیارہ صفت سے ہوتا ہے

(۱) پاکنڈی نہو یعنے ظاہر و باطن یکسان ہو۔ عوام کے بہکانے اور پھسلانے کو قشقہ۔ زنّار۔ پوتی۔ نہ سنبھالے۔

(۲) پاک ہے یعنے جسطرح جسم اور لباس اور ستھرا ہو اسیطرح دل بھی صاف ہو۔

(۳) علم معقول و منقول کا فاضل ہو وید اور شاستر کو خوب جانتا ہو۔

(۴) صابر ہو آجکل کے برہمنونکی طرح پوتی لیکر جھوٹے سچے شگن بچارتا نہ پھرے۔

(۵) قناعت کرتا ہو۔

(۶) اعتقاد درست ہونا ملحد یا مشرک نہو۔
(۷) نیک افعال ہو یعنے کسی منہیات وید کا مرتکب نہو۔
(۸) اپنی خواہشات نفسانی کو رو کے نفس کا تابع نہو۔
(۹) جس دم کا مشاق ہو کہ کسب کمال کرے۔
(۱۰) وقت بیفائدہ نگنوائے بلکہ عبادت واشغال مین مصروف رہے۔
(۱۱) پرماتما کا دہیان ہر وقت رکھے۔

چھتری کو سات صفتین لازم ہین

(۱) سلطنت کے انتظام کی عقل۔
(۲) جنگ کی ترکیب سے واقف ہو فوج کو لڑا سکے۔
(۳) ذلاور ہو کہ دم پیکار پشت نہ دکھاے۔
(۴) صاحب رعب وجلال ہو کہ اُسکی صورت اور سیرت سے سب خائف رہین۔
(۵) قائم مزاج ہو تا کہ تلون مزاجی سے بدنام اور بے اعتبار نہو۔
(۶) جری ہو کہ دشمن کا رعب اُسپر نہ پڑے۔
(۷) فیاض ہو تا کہ خاص وعام اُسکی نعمت سے مستفیض ہون اور اُسکی ذات مرجع خلایق بنے۔

بیش مین چار صفتین ہون

(۱) فن زراعت سے واقف ہو۔
(۲) حیوانات کی پرورش کی عقل اُسمین موجود ہو۔
(۳) تجارت کی عقل اور علم اور اسباب کا شوق ہو۔
(۴) صنعت و حرفت یعنے دستکاریکی عقل ہو۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو شاید ہی کوئی آدمی برہمن کی بددی کے لایق نکلے۔

ایسا ہی مسلمانون کی شریعت سے ثابت ہوتا ہے کہ پرستش اعمال کی ہوگی ذات کی نہوگی محمد صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو فرمایا کہ عمل کام آنے کی چیز ہے نبیؐ کی بیٹی ہونے کی کچھ پرستش نہین ایک ہندی مثل بھی یہی بتلاتی ہے۔

مثل ہندی

ذات بہانت نہ پوچھے کوئی
ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئی

پھر ایسی بے بنیاد چیز پر غرہ انسان کی کم عقلی اور موت سے بی پروائی کی بات ہے انسان کے سامنے جب موت کا خیال آتا ہے تو یہ

اُسوقت اپنی حقیقت کو خوب سمجھ لیتا ہے مگر اسکا علاج نہین کہ
ہماری آنکھون پر موت سے غفلت کا پردہ ہے ۔

ابوالحسنات

بشر آباد کی کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۱۲)، جلد (۶)

جس مملکت مین مہمان تھا یعنے مملکت حسن زمان خانی اُسکے دارالصنعت کے کمرونکی خودبخود دیوارین بھول گئین بمجرد اطلاع شہنشاہ روح اللہ بیگ نے حکم بنام سفیر مملکت خارجیہ حکیم الملک بھادر جاری کیا۔

خلاصہ حکم شاہی

آج ریاست طبیعت حیوانیہ سے رپورٹ آئی کہ بوقت شب دارالصنعت کے کمرون کی دیوارین بھول گئین جس سے اندیشہ ہے کہ دارالصنعت منہدم ہوکر تمام کاروبار سلطنت درہم وبرہم ہو جائے فوراً بہت جلد حاضر دولت ہو۔

گزارش حکیم الملک

حکم حضوری سے اطلاع ہوئی خانہ زاد آستانہ بوسی سے مشرف ہوگا۔

اگر اہالیان جوار دار الصنعت خندان ہین تو ضرور عسکر دموری کی طغیانی ہی حسب ذیل سرکوبی کیجائے۔

تدبیر سرکوبی عسکر دموری

اول کا اسکرو جسکو قیفال کہتے ہین کھولا جاے اور تیس (۳۰) پکپال (۳۰ تولہ) پانی نکالا جائے اور افسر صفائی کی امداد کے لئے ایک ترپ پلٹن طبنچ بہ تفصیل ذیل۔

کمپنی گل بنفشہ سے پانچ جوان (ورم)

کارد املیا کے دو جوان (ورم)

پلٹن اسہائی آلے سے تین جوان (عدد)

اور ترپ زرد الو سے ۷ سوار (عدد)

کمپنی عنابی سے پندرہ سپاہی (عدد)

بماتحتی پے دفعدار ترنجبین روانہ کی جاے کہ وہ فوراً محالات معائی کی نگرانی کرین اور جو روک ٹوک ہو اُسکو دفع کرین اور باب المقعد سے بذریعہ مینو سپلٹی بیرون مملکت پہنچادین یہ باب المقعد وہ دروازہ ہو

جو پرنالہ زنگی یا خصتی کے قریب ہی اور دار الصنعت کی ہوا بذریعہ لالہ مینی پرشاد افسر دوئم جو ہمیشہ دروازہ اول قریب دار الصنعت پر بعیت چار افسر موجود رہتے ہین بامداد سپاہیان ذیل کیجاے ۔

پانی چشمہ کدو ۔ ۴ پکہال (۴ تولہ)

" تالاب خیاری ۔ ۲ پکہال (۲ تولہ)

وقطرات چشمہ کوہ تمیری ۔ ۱۰ قطرہ (۱۰ ماشہ)

وتیزاب خل ۔ ۴ قطرہ (۴ ماشہ)

وقدرے روغن گل ان سبکو ملا کر لالہ مینی پرشاد ایک زجاجی آلہ مین رکھکر بذریعہ شامہ لال ہوا کوہ مشرقی کو عموماً اور خاصتہً دار الصنعت کی ہوا کو ٹھنڈا کرے ۔

یا محلہ بائین مین جنکو پردہ کہتے ہین بمقام موضع ساقین جہوٹے جہوٹے نلون کو جو صدہا باہم دست گریبان ہین بکمیشت نوکہاے نشتر سے اچھی طرح کھول کر بذریعہ دو خرطومی آلون سینگیو کے پانی کو (خون کو) جذب کرین ۔

اور پروجات بائین کی جو کوہ مشرقی اور دار الصنعت کے محاذی ہین سطح چار دیواری حدود بیرونی کو بذریعہ کنپ طبیخ باعانت نصف کارد (عدد) کدوے دراز وچہار جوانان (۴ ماشہ) ۔

پاپٹن نمک ویک لین (بکمیشت) سواران سبوس گندم

خوب تر کرین تاکہ جو بخارات مطبخ نمبر ۱ و نمبر ۲ سے بالا ے کوہ صعود کرتے ہین اور اُنکے صدمہ سے دار الصنعت کی دیوارین پھول گئین منحدر ہون ۔

اور نیز سقف دار الصنعت پر دستہ فوج مفصلہ ذیل تا انسداد بغاوت مقیم رہے ۔

پلٹن پوست کدوکے ۵۰ نفر (نصف)

ویکدستہ خیار ۔

ویک گارد عنب الثعلب ۔

ویک پاڑی گلاب ۔

ویک ترپ سواران سرکہ ۔

اور اگر پہاڑی رعایا بدخوئی اور تر شروئی کرتی ہے تو ضرور ہے کہ چینیون کا کنپ بگڑا اور بغاوت شروع کی اُنکے لئے تدابیر ذیل پیش کرتا ہون ۔

جرنیل معدل الصفرا کی ماتحتی سے جسقدر ذیل کی پلٹنون سے سپاہی یا سوارون کی ضرورت ہون کام مین لائے جائین ۔

پلٹن نمبر ۵ نیلوفری ۔

پلٹن نمبر ۷ صندلی ۔

پلٹن نمبر ۲ بھدانہ۔

پلٹن نمبر ۲۰ کاسنی اسمین سے اگر بغاوت زیادہ ہو ترکار دلین ورنہ خشک۔

پلٹن نمبر ۶۰ خرفہ وردی سیاہ۔

پلٹن نمبر ۶۰ کنپ تخمی۔ خیارین۔

ترپ نمبر ۴ دہنیہ و نمبر ۲ کو تہمیر۔

پلین نمبر ۲ بماتحتی مرزا لعاب بیگ اور باقی پلٹنین لالہ شیراج مل کے تحت نگرانی رہین انکے ساتھ منشی شکر اللہ یا شربتیا جمعدار ضرور ہونا چاہیئے۔

از دفتر شمام۔

دفتر نخلہ۔

دفتر نطول۔

دفتر انکماد۔

دفتر تدہین۔

دفتر تمریخ۔

دفتر بخور۔

دفتر انکباب۔

سے کیفیت طلب ہو کہ پیشتر ایسے موقع پر سرکوبی باغیان کس طرح کی گئی تھی۔

اور سفر مینا کے ذریعہ سے تمام سڑکین امعائی باب المقعد تک افیسر مینو سپلٹی صاف کر دین۔

باقی تدابیر یہ خانہ زاد حاضر ہو کر بعد معاینہ پیش کرے گا۔

اور صدر دروازے کے پانچون نگہبانون کو حکم دیا جاے کہ کوئی شے مملکت مین بلا استمزاج خانہ زاد کے نہ جانے پائے۔

اور تا آنے خانہ زاد کے اشیاء ذیل مطبخ نمبر ۱ و نمبر ۲ کے لئے پہونچنا چاہئے۔

اسفید باج۔

مار الشعیر۔

مار الشعیر شعیر بریان۔

مار الشعیر محمض۔

مار الشعیر مدبر۔

زیر باج۔

اور جانب تحت مین محلہ رکب گڈہ سے پای منڈی تک رسالہ طبیخ پاشو یہ لال کے اشخاص ذیل مقرر کئے جائین کہ وہ

ان محلون کی بیرونی دیوار کو بامداد رسالہ مذکور بدواد وش و آب رسانی خوب صاف کرین اور بعد صفائی منادیل کرباسی یا صوفی سے بندش کیجاے۔

مین امید کرتا ہون کہ اس کارروائی مین تمام نلون سے کہ چہار دیواری مین باریک باریک موجود ہین پانی ٹپکنے لگے گا اور مجکو امید ہے کہ وہ پہاڑی رعایا کے کمرون کی جو دیوارین پھول گئی ہین ایکدم درست ہوجائین۔

اسمار اشخاص پاشویہ لال

مرزا کدوے دراز خان۔

نمک لاہوری لال۔

لالہ سبوس گندمی مل۔

تخم خطمی راؤ۔

مجکو امید ہے کہ خانہ زاد کی حاضری سے پہلے ہی یہ بغاوت مندفع ہوجائیگی اور باغیان نمکحرام اپنے افعال سازشی سے پشیمان ہوکر امیدوار عفو مستوجب خرچہ جنگ ہونگے ورنہ تا بدار بہت جلد آکر سرکوبی اسیطرح کریگا کہ پھر حوصلہ بغاوت کا نہ رہے۔

جسیب ابن احمد سہارنپوری

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے ہدیہ امعی نمبر (۱۲) جلد (۶)

اور یہ جو بعض چیزون کے جلنے سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ اجزاء ارضی اُنکے آگ ہوگئے سو محض شبہ ہے حقیقت یہ ہی کہ جو چیز مرکبات مین سے جلتی ہے اُسکے اجزاء ہوائی بواسطے اور اجزاء مائی بعد ہوا ہونے کے آگ ہوجاتے ہین۔ اور اجزاء ارضی خاکستر یا کوئلا ہوکر باقی رہتے ہین۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ جس برتن مین برف یا ٹھنڈا پانی رکھا جاے

تھوڑی دیر کے بعد اُس برتن کے باہر کی جانب مین پانی کے قطرے
پیدا ہو جاتے ہین اسکی کیا وجہ ہے آیا پانی اندرونی بوجہ قوت نفاذ
جو برف یا سردی سے پانی مین پیدا ہوئی وہ مسامات دقیقہ سے پانی
کے قطرے باہر نکالدیتی یا کوئی اور سبب ہے قوت نفاذ پر یہ شبہ
ہوتا ہے کہ جیسے برف سے پانی باہر نکلتا ہے گرم پانی جس مین بوجہ
حرارت کے قوت نفاذ پیدا ہوتی ہے وہ بھی باہر نکل آئے مگر ہم دیکھتے ہین
کہ گرم پانی کے قطرے باہر نہین نکلتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ وجہ کوئی اور ہے بیان فرمائیے ۔

جواب

شہزادے نے کہا سبب اسکا وہی کون و فساد ہے یعنے
جو ہوا برتن کے گرد ہوتی ہے وہ برف یا سرد ہوا کے سبب پانی بنجاتی
ہے ۔ اور آپکا یہ خیال کہ پانی مسامون سے نکل آتا ہے بالکل غلط ہے
قطع نظر قوت نفاذ اگر پانی مسامات سے نکلتا تو لازمی امر تھا کہ گرم پانی
جو بوجہ پکنے کے ہلکا ہو گیا ہے جلد نکلتا ۔ علاوہ ازین ہم دیکھتے ہین کہ
ایسے برتنون مین بھی یہ بات پیدا ہوتی جنمین بظاہر مسامات نہین اگر اسکا
آپ جواب دینگے کہ بوجہ دقت مسامات نظر نہین آتے گو ہوتے
ہین تو ہم کہتے ہین کہ بعض وقت گلاس کے سرپوش کے باہر قطرے

نظر آتے ہین اور وہان مسامات سے نکلنا کسی طرح ممکن نہین اس سے معلوم ہوا کہ ہوا بیرونی بوجہ سردی کے پانی بنجاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ موسم سرما مین یہ قطرہ پیدا نہین ہوتے کیونکہ ہوا خود سرد ہوتی ہے اور کثیف ہونیکی وجہ سے استعداد انقلاب کم ہوتی ہی یہی علت ہے کہ گرم پانی بوجہ لطیف ہونے کے جلد جم جاتا ہے۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے کہا کہ اجسام مرکبہ مین **استحالہ** اور **کون وفساد** کی مثال بیان کرو۔

جواب

شہزادے نے کہا مثال کون وفساد کے خون کا چھاتیون مین آکر دودہ ہوجانا اسمین ماہیت خونکی بدل جاتی ہے مثال **استحالہ** کے دودہ کا دہی ہوجانا کہ اسمین کیفیت بدل جاتی ہے اور ماہیت دودہ کی اور لوازم ماہیت قائم رہتے ہین۔

جب **شہزادے** نے پانچون سوالات کے جواب دئے حضار مجلس نے تحسین کی اور مجلس برخاست ہوگئی۔

مجلس علم آثار علوی

اگلے روز بدستور مجلس منعقد ہوئی اعیان سلطنت اور ارباب حکمت

جمع ہوئے اور شہزادہ وقت معین پر رونق افروز ہوا حضار مجلس نے مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے اور **حکیم الملک** نے قریب جا کر ادب سے عرض کہ اگر ارشاد ہو تو چند سوال **علم آثار علوی** جسکو **علم کائنات الجو** بھی کہتے ہین گزارش کئے جائین **شہزادے** نے اجازت دی۔

پہلا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ ہوا ون کے چلنے کا کیا سبب ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا کئی سبب ہین **تخلخل** اور تکاثف ہوا کا یعنے پھیلنا اور سمٹنا۔ یعنے جب ہوا تابش آفتاب یا اور کسی سبب سے گرم ہو جاتی ہے اور اسمین تخلخل پیدا ہو جاتا ہے (جیسے روٹی ڈھنکنے سے پھول جاتی ہے اسیطرح ہوا بھی تابش آفتاب سے پھول جاتی ہے جسے تخلخل کہتے ہین) تو بڑھ جاتی ہے اور بہت سی جگہہ گھیرنا چاہتی ہے تو قریب کی ہوا کو ہٹاتی ہے اور وہ ہٹنے والی ہوا اپنے قریب کی ہوا کو ہٹاتی ہے جس سے تمام ہوا مین حرکت پیدا ہوتی ہے اسیکو ہوا کا چلنا کہتے ہین۔

اور جب ہوا سرد ہوتی ہے تو سمٹ جاتی ہے اور سمٹنے سے جو جگہہ خالی

ہوتی ہے وہان قریب کی ہوا آتی اور اُسکے قریب کی اُسکی جگہہ آتی ہی اور حرکت پیدا ہوتی ہے ۔

کیا وجہ ہے کہ جب ہوا سمٹ جائے تو قریب کی ہوا اُسکی جگہہ مین آجائے

حکماء قدیم کا جواب

وہ کہتے ہین کہ خلا محال ہے اور جب ہوا متکاثف ہوئی تو جگہہ خالی ہوئی بوجہ محال ہونے خلا کے قریب کی ہوا نے اُسکو بھرا اور اُسکے قریب کی ہوا نے اُسکی جگہہ کو ۔

جواب حکماء فرنگ

کرۂ بخاری کے ثقل کا برابر رہنا امر طبعی ہے اگر وہ جگہہ جو بوجہ کثافت ہوا کے خالی ہوئی بھر نجاے تو یہ مساوات نہ رہے اور امر طبعی کا نہونا محال ہے ۔

اعتراض

جب ہوا کے تکاثف یا تخلخل سے حرکت پیدا ہوئی تو ضرور ہے کہ تمام کرہ بخار مین حرکت پیدا ہو کیونکہ جو اجزا متحرک ہونگے وہ اپنی جگہہ کو چھوڑینگے اور جگہہ کے لئے اور اجزاء قریب متحرک ہونگے تو یہ سلسلہ حرکت اخیر تک یون ہی چلا جائیگا حالانکہ ایسا نہین ہوتا ۔

جواب

یہ حرکت وہانتک ہوتی ہے جہانتک ہوائے متخلخلہ نہ ملے جب ہوائے متخلخلہ ملگئی حرکت بند ہوگئی اور کرۂ بخاری مین بہت موقعونمین ہوا متخلخل اور منکاثف ہوتی رہتی ہے ۔

دوسرا سبب ہوا چلنے کا

جب بسبب تابش آفتاب کے زمین سے بخارات اُٹھتے ہین اور اوپر کو صعود کرتے ہین اور جب طبقہ زمہریری سے سرد اور کثیف ہوتے ہین تو نیچے کو اُترتے ہین اس صعود ہبوط مین ہوا کو جسے چیر کر جاتے ہین اور جسے ہٹا کر آتے ہین حرکت ہوتی ہے ۔

ظہور الدین احمد۔ قائل ۔

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل
حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع
عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا
اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱- امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔



بتاریخ ۲۱ ماہ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ انور المعظم خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں یہ ہدیہ ۲۱ سالہ حسین نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل عرفیانہ مضامین سے مزین ہوکر اپنی زبان عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد وبہادر کے نام سے شاد و تلمیذ حضرت مخلصی ہے

ہین حسب الحکم مہاراجہ مشیر الملک مہاراجہ کشن پرشاد بہادر

محبوب پریس حیدرآباد دکن میں چھپکر شائع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۲) جلد (۷)

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری حصۂ دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۹	علم کا بہادر ۔	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب ۔ بیدل
۳	۲۴	موت کی یاد ۔	جناب ابو الحسنات صاحب
۴	۲۹	بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب مولوی ظہور الدین احمد صاحب ۔ قائل



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

تیمور کی طبیعت نے شطرنج کے کھیلنے مین ترقی کی اور وہ چھوٹی شطرنج کھیلتے کھیلتے بڑی شطرنج کی طرف متوجہ ہوا۔ ہمکو مختصراً یہ بتلانا ضرور ہے کہ دونون شطرنجون مین کیا فرق ہی۔

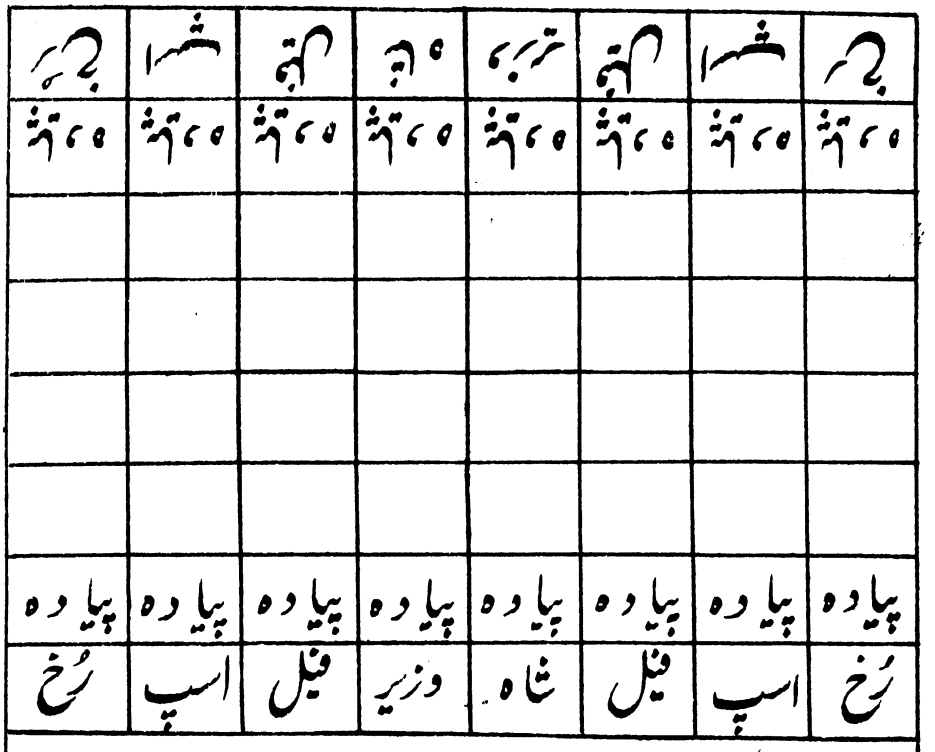
چھوٹی شطرنج

یہ معمولی شطرنج ہے جس مین عموماً اہل ہند اور اہل انگلش کھیلتے ہین۔

جس کپڑے پر یا تختہ کاغذی یا چوبی پر شطرنج کو کھیلتے ہین اُسکو بساط کہتے ہین خواہ شطرنج صغیر یا کبیر ہو۔

چھوٹی شطرنج کے بساط پر (۶۴) خانہ ہوتے ہین عرضاً آٹھ طولاً آٹھ اس مین بتیس ۳۲ مہرے ہوتے ہین۔ ایک جانب مین اول قطار مین پہلے یمین و یسار دو رُخ اُس کے بعد دونون جانب دو گھوڑے پھر دو فیل پھر بجانب راست شاہ اور جانب چپ وزیر یہ آٹھ ہین دوسرے قطار ہر اک کے سامنے ایک ایک پیادہ کل آٹھ پیادے یہ سولہ ہوئے اسی طرح دوسری طرف سولہ ہوتے ہین۔

نقشہ شطرنج خورد معہ مہرہ ہاے



شطرنج کبیر کا حال پوری طرح معلوم نہین مگر اسکی بساط مین ایکطرف دس خانہ ہین اور دوسری طرف گیارہ خانہ ہین اُسمین زیادہ مہرے دو شتر اور دو دو ذرافے اور دو طلیعے اور دو دبابے اور ایک وزیر ہے اور چند اشیا ہین عنقریب ہم اُسکی وضع بیان کرینگے شطرنج کبیر کے سامنے شطرنج صغیر کوئی چیز نہین۔

تیمور ہمیشہ بطریق مواظبتہ تاریخ سنتا تہا اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے قصص اور بادشاہان گزشتہ کے حالات سفر و حضر اور قرون سابقہ کے واقعات مگر یہ سب بزبان فارسی۔

تیمور کے کان چونکہ بوجہ مکر و سکر سننے کے نغمات تاریخی سے بہر گئے تھے تیمور کو یہ ملکہ تھا کہ اگر پڑھنے والا کبھی غلطی کرتا تو یہ اسکو رہِ راست پر لے آتا۔ کیونکہ التکرار یفقہ الحمار یعنے تکرار گدھے کو فقیہ بنا دیتی ہے۔

تیمور بالکل امّی تھا نہ لکھنا نہ پڑھنا۔ زبان عربی سے بالکل ناواقف تھا البتہ زبان فارسی۔ ترکی مغلئی کے فقط چند لغت جانتا تھا۔

تیمور قواعد چنگیز خانیہ کا معتقد تھا۔ اور یہ قواعد ایسے تھے جیسے فروعات فقہ اسلامیہ۔ اور انکا استعمال طریقہ محمدیہ پر کرتا تھا۔

اسی طرح چغتائی اور اہل دشت اور اہل خطا اور تمام ترکستانی قواعد چنگیز خان ملعون کو بجائے قواعد اسلام برتتے تھے۔ اسی وجہ سے مولانا سیدنا شیخنا حافظ الدین محمدؒ بزاری رحمہ اللہ تعالے۔ اور مولانا علاء الدین محمدؒ بخاری اور اُنکے سوا علماء اسلام نے فتوا تیمور کے کفر پر دیا۔ اور نیز جو لوگ قواعد چنگیز خانی کو قواعد شرعیہ پر فایق سمجھتے تھے اسوجہ سے اور دیگر وجوہ سے اُنکی تکفیر کا فتوی دیتے ہین۔

یہ کہتے ہین کہ شاہرخ نے قواعد چنگیز خانیہ کو باطل کیا اور حکم دیا

کہ تمام احکامات فوجداری قواعد شرعیہ پر طے کئے جائین مگر مین اِس روایت کو صحیح گمان نہین کرتا کیونکہ یہ قواعد چنگیزیہ اُنکے نزدیک مثل ملت صریحہ اور اعتقادات صحیحہ کے تھے۔

فصل

تیمور اپنے رنگ کا ایک تھا جسکے بحر تفکر کی تہاہ نہ تھی اور اُسکی تدبیر کے پہاڑ پر سہل و دشوار راہین تھین تیمور نے اپنے ممالک مین مخبر چھوڑ رکھے تھے اُسکی دارالحکومت مین خفیہ پولیس بکثرت تھی۔ اور خفیہ پولیس کے لوگ (بعینہ ایسے تھے جیسے آجکل حسن انتظام اکبر جنگ بہادر سے حیدرآباد دکن مین) امرا مین سے جیسے اطامیش کہ اعوان تیموری سے تھا۔ اور فقیہ فقیر جیسے مسعود کجانی جو مردم چشم دفتر امیر تھا اور دمشق مین صوفیہ شمیصائیہ سے ایک شخص تھا۔

اس سلسلہ خفیہ مین بہت سے اہل حرفت تجارت پیشہ مرد میدان فساد۔ پہلوانان زور آزما فساق و فجار۔ جگرڑالو صنعتی منجم۔ جفار قلندری فقیر اور حیدری۔ قوال۔ کوچہ گرد سمندر کے تیراک دشت و بر کے گھومنے والے بہشی۔ موچی لفش دوز۔ مکارہ عورتین۔ کٹنین بڑھیان۔ فریبی عورتین۔ اور اہل تجربہ۔ دنیا مین پھرے ہوئے

جو مکر و حیلہ مین تیمور کے کام کا ہو گیا اور وہ جو اپنے لطائف الحیل سے آگ پانی مین میل اور اہل ہوے اور ضال مین الفت کرا دے اور دو لونون کو ایک کرا دے جو تیموری مکر و حیل مین سا سان اور ابا زید سے بڑھ گیا۔ وہ شخص کہ حکمت اور مجادلہ مین ابن سینا کو الزام دے اور اپنی گویائی سے اہل یونان کو خاموش کر دے اگر کوئی امر منعکس ہو جائے تو دو مخالفون کو جمع اور دشمنون کو دوست بنا دے۔

ترجمہ شعر

اُس سے بڑھ جاتا ہی جو دشمن پہ لشکر لیکے جاے	دور کو نزدیک و کلمو نسے کر دیتا ہی جو

یہ خفیہ پولیس کے لوگ تیمور کو تمام حوادثات کی خبرین اطراف و آفاق سے پہونچاتے تھے اپنے آئندہ روی کی رپورٹ اور اپنی تخم ریزی کی کیفیت برابر لکھتے۔

جس شہر مین جاتے اُسکی منزلین اور مواضعات لکھتے۔ اور تمام راستے سہل و دشوار کا نقشہ اور مسافت و پیمائی اور زمین کی وسعت اور کمی اور شرقاً غرباً آبادی اور شہرون اور دیہات اور اُنکے روسا اور زمیندارون کے نام اور لقب اور نسب اور حرفت اور مالی حالت اور مشاہیر علماء و صوفیہ کی تصریح کرتے۔

تیمور کا یہ حال تہا کہ جب کسی شہر مین جاتا اور اعیان شہر سلام کو آتے تو تیمور پوچہتا کہ فلان شخص کیسے ہین فلان وقت مین جو باہمی جہگڑا مثلاً زید و عمرو مین ہوا تہا اُسکا انجام کیا ہوا اور جو واقعہ فلان فلان مین ہوا اُسکا فیصلہ کس کی جانب ہوا یہ باتین سُنکر وہ لوگ گمان کرتے کہ بیشک تیمور یہان تہا ۔

بعض وقت تیمور مسائل مغالطہ پیش کرتا اور اُنکے مباحث اور رسالہ بازی جو باہم ہوئی بیان کرتا تو سامعین سمجہتے کہ اسکو اس علم مین قدیم سے مہارت ہے یا خدمت علما سے معلومات اسقدر بڑہ گئے ۔

اسی وجہ سے بعض لوگون کا یہ خیال تہا کہ یہ وسواس خناس ہے سلاریہ کا مقیم بعضون نے یہ مبالغہ کیا کہ ہمنے اسکو فقرا رشمیصائیہ مین بچشم خود دیکہا ہے ۔

تیمور کی فراست سے یہ امر مشہور ہے کہ جب تیمور قلعہ سیواس سے اُترا کیونکہ اہل قلعہ کے بہادرون نے یہ کیا کہ وہ قلعہ بند ہو گئے تو اپنے لشکر سے کہا کہ کوئی تدبیر اور حیلہ کرو اور یہ یاد رہے کہ مین اس قلعہ کو اٹہارہ روز مین فتح کرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

اسمین شک نہین کہ اس لنگڑے کو الہام ہوتا تہا ۔ یا یہ حرکتین استدراجی تہین ۔

جو امر خرق عادت سے یعنے خلاف عادت اللہ کے جاری ہو
اُسکی تین قسمین ہین ۔

(۱) معجزہ ۔ اُسکو کہتے ہین کہ خلاف عادت اللہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے درخت کو بلایا اور وہ آیا یا آپکی انگشتہاے مبارک سے پانی
کا چشمہ جاری ہوا ۔ یعنے جو خرق عادت انبیا سے صادر ہو وہ
معجزہ ہے ۔

(۲) کرامت ۔ کرامت وہ خرق عادت ہے کہ اولیا اللہ سے
سرزد ہو جیسے ہزارون کرامتین اولیا کی مشہور ہین ۔

(۳) استدراج ۔ استدراج اُسے کہتے ہین کہ کوئی کافر فقیر
جیسے جوگی کوئی امر خلاف عادت کرے ۔ اکثر جوگیون کے ایسے
فسانے مشہور ہین کہ وہ خلاف عادت کام کرتے تھے ۔ چونکہ مصنف
تاریخ تیموری ہمیشہ تیمور کو کفر سے تعبیر کرتا ہے اسی لئے اُسنے لکھا کہ لوگ
تیمور کے ان افعال کو استدراج سمجھتے تھے ۔

تیمور سخت مغالطہ دینے والا اور گہرا آدمی تھا اُسکی تمام حرکتین
غور طلب ہوتی تھین ۔ جب کوئی امر قابل دفع پیش آتا تو اُسکے دفعیہ
کی فکر کرتا اور ظاہر یہ کرتا کہ مجکو ان امور سے دلبستگی ہے ۔ بسا اوقات
ایک امر سے بیزاری ظاہر کرتا اور درحقیقت اُسکے حصول کا خواہشمند

ہوتا تہا۔ اسکے نظائر بہت واقعات گزشتہ مین سامعین نے سُنے ہین۔

تیمور کے مغالطات سے یہ امر تہا کہ جب کہین کا قصد ہوتا اور کسی قوم پر چڑہائی منظور ہوتی تو اُسکو چہپاتا اور اظہار بطور توریہ اور جگہہ کا کرتا۔

اُسکے عساکر کا بحر مخالف کی خفیہ پولیس کے کیکڑون اور مخبرون کے ناکون سے (ناکہ نتھنے کو کہتے ہین) ممکن نہ تہا کہ خالی رہے گو اُنکو کوئی لشکری آنکہہ نہ دیکہے مگر نگہہ بازونکی نگہہ سے خفیہ رہنا ممکن نہ تہا۔ تیمور کی عادت تھی کہ وہ ارکان دولت اور اعیان سلطنت کو جمع کرتا اور نیز اُنکو جو شریک رای اور ذی مشورہ تھے بانیطور کہ کوئی باقی نہ رہے اور نہ یہ ہو کہ باپ کے عوض اولاد یا اولاد کے بدلے باپ آئے۔ پہر اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرکے اُنسے مشورہ لیتا کہ کیونکر چڑہائی ہو۔ اور اُنکو مطلق اجازت گفتگو کی ہوتی اور کہتا کہ کچہ شرم نہین ہے اگر کوئی خوض کرے بانظر انجام کار افکار مین تیرے جو جسکے ذہن مین آئے کہے۔ چاہے کہنے والا خطا کے گڑہے مین جا رہے یا رائے صواب کے فلک پر پہونچے۔ اگر خاطی ہے تو سزا نہین اگر رائے صائب ہے تو دُہرا انعام تو اس امید پر ہر اک بلا کی کوشش کرتا اور جو اسر بڑہ جاتا اُسکو یہ تصور کرکے ظاہر کرتا کہ یہی ٹہیک ہے اسمین اتفاق رای ایک سمت کیطرف ہو جاتا

حکیم مولوی محمد حبیب الرحمن۔ بیدل۔

علم کا پہاڑ

جون کا اخیر مہینہ ہے بیدل آشفتہ مزاج گرمی سے گھبراکر
بدین خیال کہ یہ موسم آشبار کوہ ہمالیہ کے کسی دلچسپ شہر مین بسر
کرے سمندبا دپا پر سوار سواد وطن کو الوداع کہکر روانہ ہوا۔

دوسری منزل ہی دوپہر ڈھلے ہوئے گو بہت عرصہ ہوگیا ہی
مگر تاہم ابھی آفتاب بلند ہے اُسکی چمکدار اور گرم شعاعین سیدہی
ہو ہو کر پڑتی ہین لیکن پھر بھی اُنمین اسقدر کجی تو ضرور ہے کہ ہونکی
ترچھی نظرین۔ گرمی کا موسم ہے اور گرم ہوائین تیزی کے ساتھ چل
رہی ہین بگولے کسی کے غبار بھرے دل کی طرح بگڑ بگڑ کر اُٹھتے
ہین اور میدانون مین جاروب کشی کرتے ہوئے ایک سمت زمین پر
جابجا ریگ روان کے تودے اور اُونچے اونچے ڈھیر بناتے جاتے
ہین جنکو خدا جانے وہ کہان کہان سے بسان معشوق اپنی گود مین

لئے ہوئے یہان آئے تھے - مین ان بگولون سے دست وگریبان
اُفتان وخیزان قریب غروب دہرہ دون پہونچا یہ شہر دامن کوہ لنڈور
مین آباد ہے -

یہان ایک پختہ سرا نہایت دلچسپ وسط بازار مین بنائی گئی ہے
جسمین ہر چار طرف پس وپیش حجرون کی لینین ہین اور چار کونون مین
مختصر چار مکان معہ صحن و دالان و پاخانہ وغسلخانہ مستورات پردہ نشین
کے رہنے کے قابل خوش آئند بنے ہوئے ہین وسط سرا مے ہین ایک
حوض وہ وردہ بسان چشم عاشقِ فرقت زدہ ہر دم پر آب رہتی ہی -

بیدل آشفتہ یہان ایک گوشہ کے مکان مین ٹہرا - مالک
سرا نے گہوڑا ایک ملازم کے سپرد کیا کہ بعد خدمت اور
دانا پانی کے فلان حجرہ مین باندہکر مزمہ لگا دے - مین نے منہ ہاتھہ
دہویا کہ مالک سرا کے ایک منیجر نے آکر بہت ادب سے دریافت
کیا کہ حضور خاصہ عام دسترخوان پر اگر نوش فرمائین تو دسترخوان بچہگیا ہی
آپکا انتظار ہے تشریف لے چلئے ورنہ جب حکم ہو خاصہ یہان
حاضر کیا جائے (دسترخوان پر گوشت روٹی ایک قسم کا قلیہ اور
معمولی چٹنی کسیقدر میٹہا ہوتا تہا جسکی فیس ۸ ر ہے علیحدہ اگر یہی کہانا
ہو تو فیس ۱۰ ر۱ اور اگر نمبر اول کا کہانا منگایا جائے جسمین علاوہ

مذکورہ کھانون کے بریانی۔ کباب۔ شکم پُر۔ مچھلی۔ مربا بھی ہوتا ہی تو فیس[عف]
مین نے حکم دیا کہ مین ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے کھانا کھاؤنگا۔

ایک سرا کے منیجر نے میرے مکان کے ایک حجرہ مین دسترخوان چُنکر مجکو اطلاع دی مین وہان آیا تو ایک خدمتگار نے سلیقہ سے اول میرے ہاتھ دہلائے اور پھر برابر رومال ہلاتا رہا کہ مکھیان نہ آئین بعد فراغت صابون اور گرم پانی سے ہاتھ دہلا کر اور دسترخوان بڑھا کر دریافت کیا کہ چاء یا کافی آپ کس وقت نوش فرمائین گے اس سرا کے مشرقی دروازے پر پس پشت سڑک کے عقب مین ایک مرغزار تھا جسمین سڑک کی لالٹینون کی روشنی کسی قدر پہونچتی تھی اور میرا ارادہ تھا کہ وہان چلئے اسلئے مین نے خدمتگار کو حکم دیا کہ جب باہر سے واپس آؤنگا اُسوقت سادہ چاء لانا۔ اور مین ڈیڑھ حُقہ کہ نہایت سُبک اور بہت مختصر تھا ہاتھ مین لئے پیتا ہوا اُس مرغزار مین پہونچا میرے خیالات نے اس قسم کے شاعرانہ مضامین پیش کئے کہ عرصہ تک ایک روش پر کھڑا حقہ پیا کیا۔

رات کا وقت ہے نو بج گئے ہین دس بجا چاہتے ہین بیدل اپنی معشوقہ خیالی سے ہمکنار ایک روش پر حقہ کے دم لگا رہا ہے اور رات کی تاریکی قدرتی دلچسپیون کو آنکھون سے چھپائے ہوئے

اور نیچر کے کارخانے عاشقون کے دل کی طرح بے رونق - وہ منہ بند کلیان جنہون نے روز روشن مین ذرا مسکرا کر عنادل مین ایک شور برپا کر دیا تہا اور وہ شرمیلے غنچہ جنہون نے دن مین تہوڑا سا نقاب اپنے منہ سے سرکا کر اور اپنی پیاری دلفریب نازک صورت کی جھلکیان دکہا کر دیکہنے والون کی نظرون کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تہا اب اُنپر رات مین وہ بیقدری کی اوس پڑ رہی ہے کہ گو وہ پہولونکی طرح کہلے ہوئے ہین اور اُنکی خوشبوئین ہوا مین ملکر دور دور تک پہونچ رہی ہین لیکن کوئی اُنکی طرف آنکہ اُٹہا کر بہی نہین دیکہتا اب وہ خود کسی پردہ نشین عورت کی طرح رات کی ٹہنڈی ٹہنڈی ہواؤن کے جہونکے کہا کر اپنے سر کے اشارے سے آنے جانے والون کو اپنی طرف بلا رہے ہین لیکن اس اندہیر مین کسیکی نظر بہی وہانتک نہین پہونچتی یا وہ کہلے ہوئے پہول جو ابہی شام کو ہار بنے ہوئے کسی کے اُبہرے اُبہرے سینہ پر جہوم جہوم کر مزے لوٹ رہے تہے وہ اسوقت اندہیرے مین کچہ تو یارون کی درازیون سے لوٹ لوٹ کر زمین پر گر پڑے ہین اور جسقدر باقی رہگئے تہے وہ بہی غصہ مین نوچ نوچ ادہر اُدہر پہینکے جاتے ہین جو بیقدری سے زمین پر پڑے ہوئے ہین اور تاریکی مین پالون سے کچلے جا رہے ہین -

مین قریب گیارہ کے واپس آیا خدمتگار نے چاء دی۔ چاء
پیکر بستر پر جا کر لیٹ گیا مگر میرے خیال مین وہ آشفتگی تھی کہ صبح تک
نیند نہ آئی کروٹین لیتا رہا یہانتک کہ صبح کا وقت ہو گیا پو پھٹ گئی
ہے روشنی پھیلتی جاتی ہے اور رات کی رہی سہی تاریکی عالم سے
کافور ہو رہی ہے۔ وہ مشرق کی طرف آفتاب عالمتاب نے اپنا
منہ پہاڑ کے گھونگھٹ سے نکالا۔ چہرا غصہ سے تمتمایا ہوا ہے
اور آنکھون سے خون ٹپک رہا ہے۔ آفتاب سے نکلنے والی
شعاعین کوہ ہمالیہ کی چوٹیون کو روشن کرتی ہوئین برقی روشنی
کیطرح اس ہوا کے ہر جزمین سرایت کرتی جاتی ہین جو گیس کی طرح
زمین سے آسمان تک بھری ہوئی ہے۔ آٹھ دس منٹ سے
زائد نہ ہوئے ہون گے کہ یہ روشنی شرق سے غرب تک پھیل گئی اور
قدرت کی سبزیان اچھی طرح سے اپنا اپنا جلوہ دکھانے لگین۔
سونے والے انگڑایان لے لیکر جاگتے جاتے ہین اور اپنی رات
کی اس خود رفتگی پر بجائے کف افسوس ملنے کے آنکھین ملتے
جاتے ہین جسمین رات بھر سو سو کر انھون نے اپنے اوقات عزیز
کو بلا فائدہ تلف کیا ہے رات کے رہے سہے کچھ بے پر و بال
پروانے بجھی ہوئی شمع کے آس پاس پڑے اس حسرت و افسوس مین

تڑپ رہے ہین کہ رات ہم کیون نہ اپنے اور ساتھیونکی طرح سچی جان نثار بنکر اپنی شمع شب افروز پر قربان ہوگئے۔ یہ افسوس انسان اور حیوان ہی پر کچھ موقوف نہین ہے بلکہ اس قسم کے افسوس سے شاید دنیا مین کوئی خالی نہوگا۔

دیکھئے وہ شاخ گل مین لگے ہوئے پھول بھی اس حسرت و افسوس مین اپنے دلی انقباض کی طرح منقبض ہوئے جاتے ہین کہ اگر رات ہم بھی کسی سیمتن گل پیرہن کے گلے کا ہار بنجاتے تو اسوقت گلچین کے ظالم ہاتھون مین کیون اسطرح پڑتے۔ پھول چُنے جاتے ہین اور بلبل بیٹھے گلچین کی دست درازیان دیکھہ دیکھکر رو رہے ہین۔

اُسوقت نیند نے کمرۂ چشم مین بار یابی کی اجازت چاہی تمام دن کا سفر رات کی بدخوابی نے اسقدر مزاج کو پست کیا تھا کہ مردمان چشم نے اپنے مہمان کو جسکے انتظار مین شب بھر بیکل رہے فوراً مرحبا اہلاً وسہلاً کہکر اجازت دی کمرے (آنکھین) جو سرِ شام سے انتظار مین وا تھین دفعتہً بند ہوگئین۔ اب **حضرت بیدل** تازہ وارد مہمان کے ساتھ ایسے سوئے کہ بارہ بجے تک کروٹ نہ لی۔ مالک سرا اور اُسکے منیجر صبح کے ناشتہ کے لئے چند بار آئے اور بے نیل مرام سوتا دیکھکر واپس گئے جب آفتاب خط نصف النہار سے گزر کر سمت الراس پر

آیا تو بیدار ہو کر حوائج ضروریہ سے فارغ ہوا منیجر سرائے کو حساب
کر کے بیباق کیا چونکہ گھوڑا تیار تھا سوار ہو گیا قریب چار بجے کے
جھڑی پانیپر پہونچا یہان پر ایک مختصر سا ہوٹل تھا اور ایک دوکان پر
چاروغیرہ اشیاء خوردنی ملتی تھی مین نے گھوڑا ہوٹل کے خادم کے
سپرد کیا اور مین سیر کرتے کرتے وہان پہونچا جہان جھڑی پانی کا چشمہ تھا
شام کا وقت قریب تھا اور آبی چڑیان کنارون پر جمع ہو رہی تھین اور
صحرائی پرند اڑ اڑ کر ادھر سے اُدھر اُن درختون پر بیٹھے جاتے تھے
جو کوہ ہمالیہ کے دامن مین واقع تھے اُنکا چہچہا کر باتین کرنا اور ایک شاخ
سے دوسری شاخ پر اُڑ اُڑ کر بیٹھنا کچھ ایسا بھلا معلوم ہوتا تھا کہ جن پتلی شاخون
پر وہ بیٹھتین تھین وہ خود بھی خوشی سے جھومنے لگتی تھین مین اس خیال
سے کہ یہانکا لطف اچھی طرح سے دیکھون پا پیادہ ایک چھوٹی سے
پہاڑی پر چڑھنے لگا جو زمین سے کچھ ہی بلند تھی ۔

نزدیک نزدیک کے درختون پر کی بیٹھنے والی چڑیون نے مجکو
آتے دیکھکر خدا جانے آپس مین کیا کہدیا کہ ایکبارگی سب شور کر کے
اُڑین اور اُنکو دیکھکر آبی چڑیان بھی قطار باندھکر اُڑنے لگین اور اُنکے
پرون سے مختلف آوازین ارگن باجے کی طرح نکلنے لگین جن مین
زیر و بم کی کیفیت اُنکے نزدیک و دور ہونے سے پیدا تھی اُنکے

اِس اُڑنے کو دیکھکر مین پرواز کی حقیقت و ماہیت مین غور کرنے لگا کہ یہ کیونکر ہوا مین ٹھہرے رہتے ہین۔

اسکے جواب مین جو کچھ میرے معلومات نے کہا یہ تھا کہ ہوا اُنکے بار کو اُنکے پرون کے ذریعہ سے اُٹھائے رہتی ہے اور طیور اپنے بھرے ہوئے زورون مین ہوا کو پرون سے حرکت دیتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہین مگر یہ بات میرے ذہن مین نہ آئی کہ جب وہ اپنے پرون کو اُڑنے کی حالت مین سمیٹ لیتے ہین تو پھر کسطرح وہ ہوا مین قائم رہتے ہین اور عناصر کا میل طبعی یا زمین کی کشش کیون اُنکو زمین کیطرف نہین کھینچتی اور وہ کیون زمین پر نہین گر پڑتے۔ مین اِس خیال مین ایک پتھر کی چٹان پر بیٹھکر سوچنے لگا ہر چند پتون کی کھڑکھڑاہٹ اور جھڑی پانی کے پانی کا شور رہا مگر مجکو غور نے یہانتک مستغرق کیا کہ مردمان چشم خواب سے ہم آغوش ہونے لگے اور مین اُسی چٹان پر اس خیال سے کہ ذرا ٹھہر کر واپس ہونگا اپنی سوچ مین لیٹ گیا اور لیٹتے ہی سو گیا ہم آئندہ واقعات جو پیش آئے یہین چھوڑتے ہین اور یہ خیال کہ انسان کو سوچمین نیند کیون آتی ہے معہ جواب ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

اس موقع پر اول یہ معلوم ہونا چاہئے کہ نیند کیا چیز ہے اور بیداری کیا شے ہے۔

روح بمنزلہ اسٹیم کے ہے کہ جسکے ذریعہ سے تمام مسینین چلتی ہین اور روح گویائی شنوای بصارت حرکت کو قوت دیتی ہے انسان کے تمام افعال مسبوق بالارادہ ہین یعنے بغیر ارادہ کے کوئی فعل سرزد نہین ہوتا اور ارادہ کے لئے ضرور ہے کہ توجہ عقل کی ہو اسلئے کہ کوئی ارادہ بغیر اسکے نہین ہوتا کہ کوئی غرض اُس سے متعلق ہو ایسی حالت کا نام بیداری ہے کہ بذریعہ روح کے تمام مسینین جاری ہون اور روح کو اشغال توجہ الے الباطن سے روک دین۔

اور جس وقت روح ان مشاغل سے یکسوئی حاصل کرتی ہے اور یہ تمام مسینین بوجہ عدم توجہ روح کے بیکار ہو جاتی ہین تو یہ عالم خواب ہے اسوقت روح کو توجہ الے الباطن ہوتی ہے۔ اور اسی وقت مین کبھی علویات کی طرف توجہ کرتی ہے اور عالم رویا مین بعض حالات سماوی معلوم ہو جاتے ہین اور کبھی اسی عالم مین سیر کرتی ہے تو اسکو بوجہ مشاہدہ قبل از اطلاع خارجی معلوم ہو جاتا ہے کہ فلان شخص مرگیا فلان موقع پر یہ واقعہ ہوا اور بعینہ مطابق واقعے کے ہوتا ہی۔

یہی وجہ ہے کہ جب انسان کتاب دیکھتا یا کچھ سوچتا ہے تو روح اسطرف متوجہ ہوتی ہے اور تمام مشینین بیکار جیسے ہو جاتی ہین اور

روح کی یکسوئی خواب آور بنجائی ہے۔ یہی غرض ہے کہ اہل طریقت توجہ الے الشیخ کی تعلیم دیتے ہین کہ روح یکسوئی کی عادی ہوجائے اور تمام مشاغل دنیوی کہ جو مانع ترقی روحی سے ہین دور ہوجائین اور مثل میت متوجہ الے اللہ تمام افعال دنیوی سے غافل ہوجائے اور بھی مفہوم ہے موتوا قبل ان تموتوا کا یعنے تم توجہ الی اللہ کے سبب افعال دنیویہ سے ایسے ہوجاؤ جیسے میت۔ اب ہمارے ناظرین اصلی واقعات کیطرف توجہ مبذول فرمائین۔

جب مین سوگیا اور روح کو ظاہری مسینون کے چلانے کی فکر نہ رہی تو مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک میدان لق ودق ہے اور اُسکے وسط مین ایک عظیم الشان پہاڑ ہے کہ جسکی چوٹی گویا اسمان سے ٹکرا رہی ہے اور اُسکے مقابل مین جنال باین بلند پروازی پست نظر آتا ہے۔ یہ **علم کا پہاڑ** ہے اور اُس پہاڑ پر چڑھنے والے نوجوانون کا ایک تانتا لگا ہوا ہے جسکو دیکھو اسپر چڑھنے کے شوق مین دامن سمیٹے پائنچے چڑھائے اوپر کو جارہا ہے اور اُس پہاڑ کی یہ کیفیت ہے کہ بادی النظر مین اُس کے چڑھنے والون کو قریب نظر آتا ہے مگر جسقدر حصہ طے ہوتا ہے اُسکا ترفع بڑھتا جاتا ہے اسلئے بعض نوجوان جسن امنگ سے

ہمک ہمک کر جاتے ہین وہ تہوڑی ہی دور جا کر لیسٹ ہو جاتے
ہین اور وہ یہ خیال کر کے کہ لاکہون آدمی اس پہاڑ پر نہین چڑہتے
جسطرح وہ بسر کرتے ہین ہم بھی بسر کرینگے واپس ہوتے ہین پہر اُنکے
سرپرست اور بہی خواہ لاکہہ اُنکو ترغیب و ترہیب سے آمادہ کرین
مگر توبہ توبہ وہ کیا مانتے ہین۔

صدہا گو اُسکے بعد اور ترفع کے دشوار گزار راستون سے
بہ تنگ آکر واپس ہونا چاہتے ہین مگر اُنکو ہمچشمون کی ہنسائی کی خجالت
اپنے سرپرستونکی اطاعت افتان وخیزان لئے چلی جاتی یہ ضرور
ہے کہ وہ ایک دن کا راستہ بمشکل چار روز مین طے کرتے ہین
اگر خدانخواستہ اُسکے دامن مین کوئی ایسا واقعہ ہوا کہ اُنکو وہین قیام
کرنا پڑا یا کسی سرپرست کے مرگ ناگہانی نے اُنکے لئے اپنے
ہمچشمون مین عذر کرنے کا موقعہ پیدا کر دیا تو وہ چونکہ اُنکو کوئی دلچسپی
نہین ہوتی وہین رہجاتے ہین بلکہ اُنکو تہوڑے ہی عرصہ مین ضرورات
دنیوی اور نیچے اُتار دیتی ہین اور پہر وہ لوگ جب بعد چندی اپنے
ساتہیون کو اُس پہاڑی کی چوٹی پر دیکہتے ہین تو بقیہ حیات کف افسوس
ملتی ہی۔

صدہا وہ نوجوان ہین کہ جب اُنہون نے پہاڑ پر قدم رکہا اور

نشیب و فراز کے سبزہ کا مختلف رنگ کبھی آفتاب کی شعاع سے
دہانی سایہ کی تیرگی سے کاہی دیکھا پھر اُس مین رنگ برنگ کے خودرو
پھولونکی پر بہار کیفیت کا نظارہ کیا تو اسقدر دلچسپی سے وہ بڑہنے
لگے کہ جسقدر بعد کسی قدر چڑہائی کے ترفع زیادہ معلوم ہوتا تہا تو وہ
اور خوش ہوتے تہے کہ اور نئے نئے قدرت کے سین دیکہنے کا
موقع ملے گا اور دفتر معلومات عجائبات صنعت کی نیرنگیون سے مالال
ہوگا یہ شوق اُنکو اس تیز رفتاری سے لئے جاتا ہے کہ جتنا ترفع بڑہتا
ہے اُتنی ہی اُنکی شوق کے انجن کی اسٹیم بڑہتی ہے حتیٰ کہ یہ منزل مقصود
تک پہونچکر واپسی مین بہت سے اپنے سُست قدم ہمراہیون کو راستہ
مین پاتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات وہ امیرزادے کہ جنکی تعلیم
مین ہزارہا روپیہ خرچ ہوتا ہے اور اُنکو اس پہاڑکی چڑہائی مین ہمیشہ
سواری دستیاب ہوتی ہے یعنے اُنکے لئے علاوہ تعلیم مدرسہ کے خانگی
اُستاد پڑہانیکو موجود ہوتے ہین مگر باوجود اسکے بہت غریبون کے
بچے اپنے پیرون کے ٹانگن پر تک تک کرتے ہوئے منزل مقصود پر
باعانت شوق پہونچکر واپسی مین ان امیرزادون کو منزلون پر ملتے ہین۔

اِس پہاڑکے پائین مین ایک دروازہ ہے جس سے پہاڑ پر چڑہتے
ہین اُسکی محراب پر بخط جلی باب اللسان لکہا ہوا ہے اور اس دروازہ کے اندر

مختلف راستے ہین جن پر فارسی۔عربی۔اُردو۔سنسکرت۔
مرہٹی۔تلنگی۔مارواڑی۔انگریزی۔جرمنی۔ترکی وغیرہ وغیرہ
نام جلی قلم سے تحریر ہین۔

مین عالم رویا مین یہ دیکھہ رہا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ اگر کوئی ملے تو
اُس سے کچھ کیفیت بیان کی دریافت کرون یکایک کیا دیکھتا ہون کہ میری
جانب چپ کہ مہ لقا عورت خاموش کھڑی ہے۔اُسکے چہرہ سے متانت
اور قیافہ سے فکر و غور مفہوم ہوتا ہے۔مین نے اُس عورت نیک طینت سے
کہا کہ کیا مین یہ جرأت کرسکتا ہون کہ آپسے کچھ دریافت کرون اُسنے نہایت
خندہ پیشانی سے کہا کہ بسم اللہ۔مین نے پوچھا کہ یہ لوگ اس پہاڑ پر کیون جاتے ہین
اور کیا پہاڑ ہے اور اُسکے اوپر کیا شے ہے جسکی طلب مین یہ لوگ جوق جوق
جاتے ہین۔عورت نے کہا کہ یہ پہاڑ **جبل العلم** ہے اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک
مدرسہ ہے جسکا نام **مدرسۃ الصدق و التہذیب** ہے جو لوگ علم سے
اعلیٰ درجہ کی تعلیم پاتے ہین وہ اُس مدرسہ سے مستفیض ہوتے ہین اور
وہانکی مختصر تعلیم سے وہ لوگ عزت اور مقبولیت کے مرتبہ کو پہونچتے ہین
اور ہر دل عزیز ہو جاتے ہین۔اور جو لوگ اپنے علم کے غرور مین وہان
تعلیم پانیکو اور دیگر طلبہ کے ساتھہ بطور مساوات رہنے کو برا سمجھتے ہین
وہ ہمیشہ باوجود علم کے لوگونکی نظرون مین حقیر اور مبغوض رہتے ہین مین اس

دروازہ کی محافظہ ہون میرا ایک آدمی ہر شخص کے ساتہہ رہتا ہے جو بہاڑ پر چڑہتے میرا نام **حافظہ** ہے اتنے مین ایک حسینہ جسکے چہرہ سے آثار شفقت و ترحم نمایان تھے سامنے سے آتی نظر آئی اُسکو دیکہکر **حافظہ** نے کہا کہ یہ **مدرسہ الصدق** کی معلمہ ہے مین نے بڑہکر اُس سے ہاتہہ ملایا تب اُسنے کہا کہ اے شخص علم سے لاکہہ قدر و منزلت ہو مگر وہ خوشی کہ ہر اپنا۔ پرایا۔ چہوٹا۔ بڑا۔ عالم جاہل۔ مرد۔ عورت۔ امیر۔ غریب محبت کی نظر سے دیکہے بغیر میری تعلیم کے حاصل نہین ہوتی۔

میری تعلیم کا اثر اور میری پیروی کا نتیجہ ہے کہ تاجر جب میرے کہنے پر چلتے ہین گاہک برابر کرتے ہین عام شہرت نصیب ہوتی ہے میری پیروی کرنے والون کے دلمین ہر وقت صدق و تہذیب کی یاد دہانی کرنے والا موجود رہتا ہے۔ بے تحاشہ مین نے اُس معلمہ کی دست بوسی کو ہاتہہ بڑہائے کہ آنکہہ کہل گئی اور دیکہتا کا دیکہتا رہگیا کہ کیا تہا کیا ہو گیا۔

مگر مجکو یہ معلوم ہوا کہ دنیا مین بڑی چیز راستی اور تہذیب ہی۔ ضرور ہے کہ جاہل مہذب راستی پسند فاضل غیر مہذب سے بہتر ہی۔ انسان کو چاہیئے کہ دولت۔ حکومت۔ علم صنعت کے غرہ مین کوئی تہذیب و سچائی سے باہر نہو اور علم کے بحر ناپیدا کنار سے اگر کسی نے ایک ساغر حاصل کیا تو کس بوتہی پر غرہ

اور اگر عطیۂ خداوندی سے چار پیسے ملگئے تو کیا مال ہی جسپر نخوت۔

بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے　　اجل لگای ہوئے تاک ہر کسی پر ہے

دنیا رنا پائیدار ہین انسان اپنی عمر کا حصہ اسطرح مل جلکر بسر کرے کہ جیسے مسافر سرائے مین ہر کسی سے یہ سمجھکر کہ رات بھر کا میلا ہے بطیب خاطر پیش آتا ہے اور اس نامعلوم زندگی پر کسیکو دشمن کسیکو شاکی کسیکو مخالف نہ بناوے فقط

حکیم مولوی محمد حبیب الرحمن۔ بیدل

موت کی یاد

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر ۱، جلد ۷

مگر تمکو یہ تبلانا ضرور ہے کہ موت کیا چیز ہے اور وہ کیونکر آتی ہے اور اہل اسلام کا یہ عقیدہ کہ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ جب موت کے اسباب عقلیہ ہین تو کیونکر درست ہے ۔

انسان مین جسقدر قوی ظاہری و باطنی ہین ۔

(۱) **قوت لامسہ** جو سب سے زیادہ انگلیون مین ہے اسی واسطے طبیب انگلیون سے نبض کی سرعت ۔ بطوء ۔ طوالت ۔ عرض ۔ انخفاض ۔ ارتفاع کو سمجھتا ہے اور اُس سے کم وبیش تمام جلد مین ۔

(۲) **قوت باصرہ** جسکی وجہ سے آدمی حالانکہ آنکھین جو اس قوت کا مخرج ہین بہت چھوٹی ہین ایک بڑے سے بڑے پہاڑ کو دیکھتا ہے ۔

(۳) قوت سامعہ۔ کہ جسکے ذریعہ سے انسان سنتا ہے اور اصوات مین تمیز کرتا ہے چنانچہ علم موسیقی کا مدار فقط آواز کی کمی بیشی پر ہے۔

(۴) قوت شامہ۔ جو انسان کو انواع و اقسام کے عطریات ممیز کرا دیتی ہے۔

(۵) قوت ذوقیہ۔ جس سے انسان کہتا ہے کہ یہ شے کڑوی ہی یہ میٹھی یہ ترش یہ پھیکی یہ کسیلی یہ کھٹ مٹھی یہ نمکین یہ کھاری ہی۔

اسی طرح تمام قوی باطنیہ مثل خیال۔ حافظہ۔ وغیرہ کے اُنکی بعینہ ایسی صورت ہے جیسی مسین سینے کی۔ آٹا پیسنے کی اور اور اور روح بمنزلہ اسٹیم کے ہے جبتک اسٹیم نہین ہوتی کوئی مسین نہین چلتی اسی طرح جبتک روح ہی یہ تمام مسینین جاری ہین اور جب روح نے مفارقت کی تو تمام مسینین بند اور بیکار ہو گئین اور چونکہ روح حیوانی کا خزانہ قلب ہے اور وہان روح حیوانی کی پیدایش غذا پر موقوف ہے اور غذا کا وہان پہنچنا حصول غذا و ہضم معدوی اور ہضم کبدی پر موقوف ہے اور یہ تمام امور درستی اعضا پر اور درستی اعضا زمانہ نمو تک بوجہ احسن اور اُسکے بعد جسقدر نمو کی کمی ہوتی ہے اُتنا ہی انجام کار روح حیوانی کی پیدایش کم ہوتی ہے اور وہ کم ہوتے ہوتے جب

انجن کے اسٹیم کی طرح سرد ہوجاتی ہے تمام اعضا بیکار اور قوائے
معدوم ہوجاتے ہین اسیکا نام موت ہے اور یہ موت طبعی ہے
اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ ان اعضا مین بوجہ کسی صدمہ خارجی کے نقصان
آتا ہے مثلاً معدہ مین یا جگر مین یا قلب مین اور بالآخر وہی ہوتا ہے
جو موت طبعی مین ہوتا ہے۔ اور کبھی بوجہ ضرب شمشیر و دیگر آلات حرب
یا کسی چوٹ کی وجہ سے یہ واقعہ ہو۔ بہرصورت موت بغیر ایسے سامان
کے نہین آتی اور ان اسباب کا وقوع اور وقت وقوع چونکہ بجز
علم الٰہی کے کسیکو معلوم نہین اور علم الٰہی ٹیک ہے تو ضرور خدا کے علم
مین موت کا وقت معلوم ہے اور وہ کم وبیش نہین ہوسکتا یہی آیت کے
معنی ہین۔ مگر ہمکو باوجود لاعلمی کے یہ غفلت ہے کہ بحالت بیماری اگرچہ
قوت گھٹتی جاتی ہے مگر امید اک ایسی چیز ہے کہ حالت صحت مین اُن لوگون
کی حیات اور درازی عمر کو پیش کرتی ہے جنہون نے بڑی بڑی عمرین
پائین اور کہتی ہے کہ فلان شخص کی اسقدر عمر ہوئی ہم بھی صحیح وسالم ہین
بہت عمر تک پہونچین گے۔ اور بحالت مرض گو عقل جواب دے طاقت
قوت ہو مرض لاعلاج ہو مگر امید یہی کہتی ہے کہ دیکھئے فلان شخص کی قبر
کو مدت گئی کفن آگیا اور دیکھو اب ہتا کٹا موجود ہے۔

اگر ہملوگ ذرا عقل سے کام لین تو وہ شئے کہ جسکا نہ کوئی وقت

نہ آئینکے ضروری آثار نہ روک نہ ٹوک نہ پہرہ سے روکے نہ فوج سے
ہٹے نہ منت وسماجت کام دے نہ مال و دولت سے رفع دفع ہو نہ حکمت
عملی چلے نہ دہوکے اور مکر و حیلے سے ٹلے کسقدر قابل حذر ہے انسان
کے ہر دم کو دم واپسین ہونیکا خطر ہے مگر اللہ رے غفلت کہ اس
ناپائیدار زندگی پر یہ نخوت یہ کبر یہ خود پسندی یہ غرہ اگر حمق نہین تو کیا ہے
انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اس ہادم اللذات کو پیش نظر رکھے اور کسیکو
نظر حقارت سے نہ دیکھے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است ۔

ابوالحسنات

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۱) جلد (۷)

تیسرا سبب ہوا کے چلنے کا

جب کوئی ابر آفتاب کی حرارت سے یا کسی اور سبب سے لطیف ہوکر پراگندہ ہوجاتا ہے اور اُسکے اجزا منتشرہ اپنی قرب کی ہوا کو اُسی جگہ لینے کے لئے حرکت دیتے ہین۔

چوتھا سبب ہوا کے چلنے کا

پانی کے اجزا جو بخار کے ساتھہ اوپر کو جاتے ہین وہ ہوا کے ساتھہ مستحیل ہوتے ہین اور ہوا کے کرہ مین اپنی جگہہ کر لیتے ہین اور اُنکی جگہہ پیدا ہونیکے لئے ضرور ہے کہ اور اجزا سمٹین اور اپنی جگہہ سے ہٹین اس ہٹنے اور سمٹنے سے

ہوا مین حرکت پیدا ہوجاتی ہے ۔

پانچوان سبب ہوا کے چلنے کا

جو بخارات زمین سے اُٹھتے ہین کچھ دور جاکر بسبب حائل ہونے کسی ابر غلیظ کے یا زائل ہوجانے اُس سبب کے جو باعث اُنکے صعود کا تھا بغیر ابر بنے زمین کی طرف رجعت کرتے ہین اور اس رجعت کی حالت مین ہوا کو ہٹاتے اور حرکت دیتے ہین ۔

چھٹا سبب ہوا کے چلنے کا

جسطرح چاند اور سورج کے جذب سے سمندر مین جوار بھاٹا آتا ہے اور پانی بسبب حرکت جوار بھاٹے کے متعفن نہین ہوتا اسیطرح کرۂ بخار مین بھی شمس و قمر کے جذب کی حرکت سے حرکت پیدا ہوتی ہے اور ہوا متعفن نہین ہوتے پاتی ۔

دوسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ چلتی ہوا کی کتنے قسمین ہین ۔

جواب

شہزادے نے کہا پانچ قسمین ہین ۔

۱۔ رخابر ۔

۲۔ نسیم ۔

۳- ہبوب -

۴- صرصر -

۵- عاصف -

تقسیم ان ہواؤں کی اسطرح پر ہے

رخار- وہ ہوا ہے کہ جسکی حرکت ایسی بطی ہو کہ محسوس نہو یا کم محسوس ہو-

نسیم- جو ہوا خفیف ہو اور محسوس ہو مگر ناگوار نہ گزرے -

ہبوب- جس ہوا کے چلنے سے گرد اڑے -

صرصر- جو ہوا اتنی تیز ہو کہ گران اور ثقیل چیزونکو حرکت دے -

عاصف- جو ہوا اسقدر تیز ہو کہ درخت اکھاڑ دے -

رفتار ہوا حسب اندازہ اہل فرنگ

رخار- فی گھنٹہ تین میل تک چل سکتی ہے -

نسیم- فی گھنٹہ بیس ۲۰ میل تک چل سکتی ہے -

ہبوب- فی گھنٹہ پینتیس ۳۵ میل تک چل سکتی ہے -

صرصر- فی گھنٹہ پچاس میل تک چل سکتی ہے -

عاصف- فی گھنٹہ سو میل تک چل سکتی ہے -

تیسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ ابر کیونکر پیدا ہوتا ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا حکمار سابق کہتے ہین کہ جو بخار دریا اور زمین نمناک سے بوجہ تابش آفتاب اُٹھتا ہے اگر تھوڑا ہے اور ہوا مین حرارت ہی تو لطیف ہوکر پراگندہ ہوجاتا ہے اور اگر بخار زیادہ ہے اور ہوا مین اسقدر حرارت نہین کہ تحلیل کردے تو وہ بلند ہوکر طبقہ زمہریر مین پہونچکر زمہریری سردی سے غلیظ اور منعقد ہوجاتا وہ ابر ہے۔

متاخرین کہتے ہین کہ طبقہ زمہریری کوئی چیز نہین ہے جو بخار اُٹھتا ہے اور وہ کرہ بخاری کے اُس درجہ مین پہونچے جو بخار کے ثقل سے ہموزن ہی تو یہ اور وہ ملکر ترکیب پاتے ہین اور ترکیب سے انعقاد اور غلظت ہوتی ہی۔ اسیواسطے بخار لطیف بہت اونچا ہوکر ابر بنتا ہے اور کثیف تھوڑی دور جاکر ابر ہوجاتا ہے۔

ظہور الدین احمد۔ قائل۔

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق
ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ نے
نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ
حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔



دبدبۂ آصفی

سنہ ۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب جلوس مبارک کی تہنیت مین یہ ہواری رسالہ جسمین نظم و نثر

کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی نسبانی

عالیجناب راجۂ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد دبیر المتخلص بہ شاد

تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی پیشکار و مدار المہام سرکار عالی ہین

حسب الحکم مہاراجہ معظم الیہ الیہ زیرنگرانی رائے بہیرالال صاحب شفا

مجوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکار سے

شائع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۳)، جلد (۷)

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ترجمہ تاریخ بنو امیہ حصہ دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۲۳	خلفاء عباسیہ کے دوسرے خلیفہ الخ	جناب اکبر علی صاحب



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

پھر تیمور اس مجلس کو برخاست کرتا اور اپنے خاص لوگون کو جمع کرتا اور مجلس منعقد ہوتی۔

اراکین مجلس خاص

سلیمان شاہ۔
قماری۔
سیف الدین
اللہ داد۔
شاہ ملک
شیخ نور الدین۔

یہہ سب اراکین اوس مین بحث کرتے اور جسطرح دود کو بلو کر اوسمین سے سکہ نکالتے ہین اسیطرح ایک جانب پر اتفاق کرتے پھر تیمور قاصدون کو بلاتا اور اونٹون کے پیش روندون کو یعنے جو اونٹون کو آگے آگے نکیل پکڑ کے چلاتے ہین اور سائقین (جو بار برداری کے جانورون کو پیچھے سے ہانکتے ہین طلب کرتا اور حکم دیتا کہ فلان طرف کو پہنچ کر وہ لوگ اپنے سفر کی تدبیر کرتے پھر جب شب تیرہ

اپنے اندھیرون کے خیمے اوکھاڑتی اور قاصد صبح اپنے نیزے بلند کرتا
اور طبل روانگی بجتا اور سب لادنے مین مشغول ہوتے اور لوگ اوسطرفکو
جدہر حکم ہوا چلتے اور جدر کو مصلحت عامہ کا اتفاق تھا اودہر کوچ کرتے
بعد روانگی ان کے تیمور اپنے حواشی کو بلاتا اور ایکطرف جانے
کا حکم دیتا جس کو اوس وقت تک کسیپر ظاہر نہین کیا تھا اور اگر ضرورت
نہوتی تو افشاء راز بھی نکرتا۔

اب لشکر تتر بتر کچھہ شرق کو کچھہ غرب کو کوئی داہنی کوئی بائین
لشکر کی لڑی کہلجاتی ہے زمین کے آسمان مین آسمان کی زمین
مین۔ طولا سفر کرتے کرتے عرضا کرنے لگے ہر ایک حیران
ہنستا کہیلتا جاتا ہے مگر یہہ کسیکو خبر نہین کہ کدہر جاتے ہین۔
جسقدر جاسوس لشکر مین ہوتے یا جو لوگ تیمور کے سفر کے
منجانب دیگر سلاطین نگرانی کرتے ایکدم جب لشکر کی روانگی
کسیطرف دیکھتے اور اتفاق رائے عام سے مطلع ہوتے بمجرد
اس کے کہ بار برداری شروع ہوئی اور لین ڈوری اوسطرف
کو جدہر رائے متفقہ عامہ ہوئی تھی چلی فوراً اپنے مخادیم کی طرف
دوڑتے اور خبر کرتے کہ لشکر تیمور فلان سمت کو روانہ ہوا
اور ہمنے آنکھون سے دیکھا اور اتفاق رائے کو کانون سنا

اس پر یہ ہوتا کہ جو اسیس جس طرف کی خبر دیتے اوس سمت کے سلاطین اپنی فکرین اور بچاؤ کی تدبیرین کرتے اور دیگر جو اب والے بالکل بے فکر اور مامون ہوتے تھے اون کو خبر بھی نہوتی تھی کہ تیمور جہان کا قصد کرتا اونپر جا پڑتا اور اون کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ مین ڈالدیتا۔ اور یہ تو ایک ادنی بات ہے اوس کے مکر فریب حیلے خفیہ غضب کے تھے۔

تیمور کے بائین ہاتھہ کا داؤ یہ تہا کہ جب تیمور شام مین تھا اور عساکر اسلامی نے مقابلہ کیا یہ بات مشہور کی کہ سوارون کے ہاتھون کے کڑے ڈھیلے ہوگئے یعنے بوجہ نہونے زاد کے دبلے ہوگئے اور کسیقدر واپس ہوا اور پیچھے کو ہٹا اور یہ امر مشتہر کیا کہ بوجہ نہونے رسد کے لشکر تیمور کے سوار و پیدل تنگ ہوگئے اور تیمور بسمت بغداد جاتا ہے اور غرض یہ تھی کہ لشکر اسلامی کے دل بڑھ جائین اور روسار اور اوباش چھوٹے بڑے اچھے برے بڑھے رہین اور سب کے سب اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرین اور بھاگنے کا قصد نہ ہو تو تیمور کا مکر سب کو گھیر لے اور سب کے سب شکار ہو جائین۔

اے ذمہ داریون کے توڑنے والو ای کافرین نعمت اے کم ہمتو اے
مستوجبین سرزنش کیا تمنے مرے اقدام اور حملہ کے قدمون سے گردنین
سلاطین کی نہین کہندلین - اور میرے انعام واکرام کے بازؤن سے آفاق
دنیا مین کیا تم نہین اوڑتے پھرے - اور میری دبدبہ کی تلوار سے مشکل مقامون
کو فتح نہین کیا - اور میری بدولت تمہارے تحکم کے چوپائے اقالیم کے
باغچون مین چرتے نہین پھرے - اور مشارق ومغارب زمین کے
مالک نہو گئے کیا تمنے اشیار سائلہ کو منجمد اور منجمد اشیار کو سائلہ
نہین پایا -

ترجمہ شعر

ہون وہ آتش جس سے ہون اعدا تمہارے سوختہ	مال ودولت کا تمہاری کیا نہین ہونمین بیاہ
کیا نہین محسن تمہارا میرا یہ دست یمین	روکو بائین ہاتھ سے وہ شہر کہ جس سے ہو تباہ

اور برابر اسیطرح چیختا چلاتا رہا اور یہ افسر تمام حیران نہ بات کرنیکی تاب
نہ جواب دینے کی طاقت - پھر اور زیادہ عرصہ مین آکر تلوار کھینچ لی اور
چاہتا تہا کہ سبکو راہ عدم دکھلادے اور انکا خون اپنی تلوار کو پلادے
مگر جانے کیا تہا کہ غصہ فرو ہوا اور تلوار ان کو چمکا کر میانمین چلی گئی - اور
گھوڑے اونٹ اور بڑی شطرنج طلب کی تاکہ کہیلے -

تیمور کے یہان ایک شخص تہا محمد قاوجین جسکا تیمور کے یہان بڑا

رتبہ تھا تمام وزرا پر مقدم اور تمام امرا سے معظم۔ تیمور اوسکی بات سنتا تھا اور اوسکی رائے قبول کرتا تھا۔ شکیل ان افیسران نے التجا کی کہ ہماری سفارش مین ایک کلمتہ ایک نظر کافی ہے کہ یہہ مشکل حل ہو

ترجمہ شعر

جاہ سے کر تو مدد کر آئے کوئی متمند	جو در سے ہے سو انجشش بجاہ

اور کسینی کہا

کم سے کم ہے دوستی یہہ دوست کی	دوست کے بارہ مین ہوا جہا کلام

اور کسینی کہا

اور جو سمجھے دوستی مین کافی میرا بولنا	تو یہہ کہنا تم کہ ہے بالکل تجمیل

محمد قاوجین نے وعدہ کرلیا اور منتظر وقت فرصت تھا اور تیمور کی یہہ حالت تھی کہ ہر وقت قلعہ کے بارہ مین غور کرتا اور ہر ایک سے رائے طلب کرتا مگر کسکو مجال تھی کہ سوا قبول کے دم زدنی کرے ایک وقت مین محمد قاوجین نے عرض کی عرض کیا تھی کہ قضا نے اوسکو یہہ لغزش دلائی اور نزول بلا نے اوسکو گہیر لیا۔

خدا امیر کی عمر دراز کرے اور امیر کی رائے کی کنجیون سے امورات مشکلہ کے قلعے کہولے۔ ہمنے تسلیم کیا کہ حضور نے اس قلعہ کو فتح کیا بعد اس کے کہ ایک بڑا حصہ دلیرونکا کام آیا تو کیا یہہ قلعہ اونکا معاوضہ ہو سکتا ہے

اور یہہ نفع اوس تکلیف کا موازنہ کرسکتا ہے۔ تیمور نے جواب کی طرف
التفات کی نہ کچھہ محمد قاوجین سے بات کی بلکہ باورچیخانہ کے ایک
ہنڈیان مانجنے والے کو بلایا غلیظ النفس قبیح المنظر ذلیل الحال
نام اوسکا ہرامک تہا کالا کل موہا مطبخ سے زیادہ میلا اور کمیلہ سے
بڑہکر بدبودار جس کے پسینے کے سامنے کے کے منہ کا لعاب پاک جب
یہہ سامنے آیا اور تیمور کی نظر پڑی حکم دیا کہ محمد قاوجین کے کپڑے
اوتارے جائین اور ہرامک کے پھٹے پرانے کپڑے نکالے جائین
اور محمد قاوجین کے ہرامک کو اور ہرامک کے اوس کو پہنائے
جائین اور محمد قاوجین کی کمر بین تسمہ ہرامک کا باندہ دیا جاوے
اور محمد قاوجین کے داروغہ توشیخانہ اور خزانچی کو بلاکر تمام
زر وجواہر باندی غلام دیہات زمینین مقطع حشم خدم اور باغات
محلات اور گھوڑے اونٹ خچر وغیرہ مال اسباب یہانتک کہ محمد قاوجین
کی بی بیان اور خواصین اور لونڈیان سب ہرامک کی ملک
کردین اور روز حیات محمد قاوجین شب تیرہ دتار بلیات ہوگیا
پھر تیمور نے کہا قسم اللہ کی اور اوسکے آیات وکلمات وصفات
اور ارض وسموٰت کی اور ہر نبی اور معجزات اور ولی اور اوسکے
کرامات کی اور اپنے سر اور اپنی جانکی قسم کہ اگر کینے اوس کے ساتھ

کھایا یا پیا یا ملاقات کی یا اوس کے گھر گیا یا اپنے گھر بلایا مجھے اوس کے
بارے مین سفارش کی یا میرے پاس محمد قاوجین کے لئے کوئی
عذر پیش کیا تو مین اوسکے ساتھہ ایسا ہی کرونگا جیسا محمد قاوجین کے
ساتھہ ہوا اور اوس کو جھڑک کر نکال دیا گیا اس حالمین کہ مال و دولت
مسلوب بلبیات کا ماوا۔ اوس کو کھینچ کر باہر نکال دیا اور اوسکی
تمام ثروت ایک ادنی شخص کے قبضہ مین نظر آنے لگی محمد قاوجین کا
دل پاش پاش تھا۔ اور اسکا قصہ کعب بن مالک سے بڑھ گیا تھا
(کعب بن مالک ایک صحابی تھے دولتمند غزوہ مین اونکا نام نامی
درج تھا جب لشکر معہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گیا کعب نے
کہا اسباب سفر خرید کر جا ملونگا یون ہین ٹلتے ٹلتے موقع نکلگیا
اب انہون نے دیکھا تو شہر مین دو شخص اور ایسے تھے کہ رہگئے اب
ان کو رنج تہا اور خبر تھی کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
صبح آئے شام آئے پہلے تو یہہ کہتے تھے کہ حضرت کے سامنے جہوٹے
سچے عذر کر کے بچ جاؤنگا کیونکہ کعب نہایت لسان تھا مگر آخر الامر
یہہ کہا کہ اگر مین نے جہوٹ بولا مثل منافقون کے اور اللہ نے اپنے
رسول کو بتلا دیا تو کیا ہوگا تو اپنے جیمین یہہ ٹھان لی کہ سچ بولنا
چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو جسقدر منافق

غدر کرتے تھے حضرت سنتے تھے اور مان لیتے تھے یہانتک کہ
کعب کی باری آئی کعب نے کہا یارسول اللہ مین بہت اچھی
حالت مین تھا مالی حیثیت سے مگر سہل انگاری سے رہگیا حضرت
نے حکم دیا کہ کوئی شخص ان سے بات نکرے یہانتک کہ ان کی پیشان
کعب کا یہہ حال تھا کہ مسجد مین نماز کو آتے تو حضرت کن آنکھون سے
دیکھتے تھے یہانتک کہ ایک روز یہہ بازار مین جاتے تھے
کہ سلاطین کفار کے ایک بادشاہ نے لکھا کہ اے کعب تری
قدر نکی محمدؐ نے اگر تو ہمارے پاس آئے تو ہم تیری نہایت قدر
کرین یہہ دیکھکر کعب بن مالک نے اوس کو پھاڑکر
تندور مین پھینکدیا اور روئے کہ اب کفر کا بلاوا آیا چنانچہ انکی
برارت نازل ہوئی۔) مولف تیموری کہتا ہے کہ یہہ قصہ
قاوجین کا کعب سے بڑھگیا۔ محمدؐ قاوجین کو موت کی تلخی شیرین
معلوم ہوتی تھی یہہ افسوس تلوار کے ہزار وار سے سخت تھا۔
جب تیمور مرگیا تو خلیل سلطان نے اوس کو زندہ کیا اور جو کچھہ
تیمور نے چھین لیا تھا واپس کردیا۔

فصل

تیمور کی عظمت و جلال یہانتک تھا کہ ملوک اطراف اور سلاطین اکناف

باوجود اس کے کہ خطبہ مین نام اور سکہ مین نام تھا اور اپنی سیاست مین اور حکومت مین یکتا تھی

اسامی ملوک

شیخ ابراہیم ملک ممالک شروان۔
خواجہ علی بن موید طوسی سلطان ولایات خراسان۔
استقندیار رومی۔
ابن قربان۔
یعقوب بن علی شاہ حاکم کرمان وحاکم منشا۔
طغرتن امیر ارزنجان۔
سلاطین فارس وآذربیجان
ملوک دشت وخطا ترکستان۔
مرا ربۂ بلخشان۔
مراجیح مازندران۔

ملوک ایران وتوران کے تاجدار جب تیمور کے خدمت مین سمعہ تحائف وہدایا لاتے تو استان عبودیت پر قریب مدنظر سر اپردہ نہایت ادب سے کھڑے ہوتے اگر تیمور کسیکو بلاتا تو کسی فراش کو بلانے کے لئے بھیجتا یہہ جانیوالا ہیبت مین ڈالدیتا اور وہ مثل

فاصدون کے دوڑتا اور دور سے نام لیکر پکارتا اے فلان تو فورا
سنتے ہی وہ حاضر حاضر کہتا ہوا دامن سمیٹے سر جھکائے اور اوامر
شاہی کیطرف کان لگائے آتا اور فخر کرتا اپنے برابر والون
پر یاد فرمائی کی عزت سے۔
ایکمرتبہ چند آدمی تیموری جماعت کے کعبتین کھیل رہے تھے کسی دا
جھیل ہوئی ایک گروہ نے کہا کہ سوگند سر مبارک تیمور کہ فلان دا
مخالف فرقہ مین سے ایک شخص نے ایک چانٹا رسید کیا اور
سیکڑون گالیین دین کہ دیکھنے والا سمجھے کہ ضرور اس نے حضرت
یحیٰی کو ذبح کیا یا حضرت زکریا کو چیرڈالا یا سرور کائنات
کا انکار کیا یا حضرت موسیٰ کو حضرت آدم ابوالبشر پر ترجیح دے اور
کہا کہ ولدزانیہ اے مردہ شو ابن مردہ شو تبری بیہودہ سری انتہا کو پہنچ
گئی کہ تیری زبان پر امیر کا نام آئے تیرا یہہ مرتبہ بھی نہین کہ ترے رخسار
پامال کفش امیر ہون نہ کہ قسم کھائے۔ سر تیمور کی شان اس سے
بہت بلند ہے کہ مجھہ جیسے یا تجھہ جیسے کے منھ پر نام تیمور آئے
دیکھو تیمور کا رتبہ بلند ہے کیخسرو کیکاؤس کیقباد سے کہ جو شرق
سے غرب تک مالک ہوئے اور اعظم ہے بخت نصر و شداد سے
لکھا ہے کہ ایک وقت تیمور نے بقصد شکار دائین بائین۔

حسب عادت لشکر روانہ کئے اور حکم دیا کہ بیگاری لوگ جمع کئے جائین
اور جتنے پیادے ان دیہات اور میدانون مین ہین سب بطور حلقہ
شکارگاہ کو گھیر لین اور تمام جنگلات سے بغیر اس کے کہ کسیکو نشانہ
تیر و تفنگ کرین تمام وحوش و سباع و چرند کو اس حلقہ مین جمع کرین
ہراکنے حسب الحکم تعمیل کی اور تمام جانوران وحشی اوس حلقہ مین جمع
ہو گئے اور ان دیہاتیون نے چارون طرف سے کچی کی دیوار کیطرح
تمام وحوش کو گھیر لیا یا اسطرح جیسے چاند کی چارون طرف
ستارے ہوتے ہین ۔

وحوش کا ایک دریا تھا اس جنگل مین جوش زن اور کوئی
راستہ نکلنے کا یا پہاندنے کا نہین ملتا تھا بہت گھوملے اور جوشمین
آئے اور چیخے چلائے اور چلاتے چلاتے قریب ہلاکت کے پہنچے اور
لجردی کے بعد سیدھے ہوئے اور چیخنے کے بعد لاچار ہو گئے ۔
یہ تمام وحوش اسحالت مین تھے کہ حکم دیا تیمور نے کہ ہر چہار طرف سے
طبل بجائین اور **بوق** اور **مزامیر** بجائین اس قدر آواز ہوئی
کہ دنیا مین شور ہو گیا جب یہہ حالت وحوش نے دیکھی تو بالکل بے تاب
وطاقت ہو گئے اور گردے پھٹ گئے اور سب مل جلکر اکھٹے ہو گئے اور
سمجھ لیا کہ قیامت آگئی اور ایک دوسرے سے ملکر سو گئے اب یہ حالت

ہوگئی کہ بیل اور بھیڑیے اور شیر اور ہرن اور لومڑیان اور خرگوش
اور بھیڑ بکریان اور عقاب وغیرہ وغیرہ اپنے دشمن سے معانقہ کئے
ہوئے کھڑا تھا اس وقت تیمور نے اپنے بچون اور پوتون اور
نواسون اور اُنکی اولاد کو حکم دیا کہ جس کو چاہو شکار کرو اور اب خوش
ہوتا تھا اور دیکھکر کہتا تھا کہ حملہ کرو اور ان کو تبلاتا تھا کہ اسیطرح میدان
جنگ مین دلیرون پر اظہار شجاعت کرنا اور اونکی حرکتون پر قہقہے
لگاتا اور جسقدر تیمور کے مصاحب تھے جب بچے کوئی شکار مارتے تو
اون کو اوٹھاکر لاتے اور تیمور یہہ شعر پڑہتا تھا۔

ترجمہ شعر

ہین ارانب اور ثعالب بادشاہونکی شکار ۔ ہین جو اوٹھتا ہون تو کرتا ہون دلیرونکی شکار

فصل

تیمور کی یہہ حالت تھی کہ برابر اوسکے خزانہ مین بلخشان سے
بلخشی اور نیشاپور سے اور گاذرون خراسانی فیروزے اور
ہند سے یاقوت اور سندسے۔ الماس اور ہرمز اور
قطیف اور حاسے موتی اور ملک خطا سے مشک اور
مشک اور اطراف سے چاندی اور سونا تیمور نے بغداد

مین بہت باغ لگائے اور محل پختہ نئی نئی ترکیب کے نہایت بلند اور خوش وضع محکم الاساس طرح طرح کے میوے کے درخت لگائے اور باغون کے نام حسب تفصیل ذیل رکھے۔

اسمار بساتین

بستان ارم۔
زینت الدنیا۔
جنت الفردوس۔
بستان الشمال۔
جنت العلیا۔

پھر تیمور نے مصر کو منہدم کیا اور ہر باغ مین ایک محل بنایا اور بعض قصور مین اپنی بارگاہ اور دربار کی تصویر بنائی اور اپنی تصویر کسی جگہہ ہنستی ہوئی اور کسی حالت غضب مین مُنہ چڑھا ہوا تر شرو۔ اور واقعات جنگ کی ہیئت اور درباری موقعونکی صورت اور ملوک و امرار کی ملاقات کا نقشہ۔ اور علما اور سادات اور فقرا کی ملاقات کا ڈھنگ۔ اور سلاطین کی تصویرین تیمور کے سامنے۔ اور دربار جو بادشاہون کے ایلچیون کے لئے منعقد کی جاتی تہین اور شکارگاہون کی صورتین۔ اور

مکر و حیلے کے واقعات - اور ہند و سند و عجم کے وقائع
اور تیمور کی فتحمندی اور مخالفین کی شکست کا نقشہ - اور
اوس کے اولاد و احفاد کی تصویرین اور امرا اور افسران
لشکر کی تصویرین اور مجالس عشرت کی تصویر اور پیمانہ
لوگون کے ساغر اور جس قدر واقعات مدت العمر مین پیش
آئے سب کے نقشے تاکہ عالم الغیب کے لئے شہادت ہوجائے
جب تیمور کسیطرف جاتا اور سمرقند ظالمون اور
اغوان شیطان سے خالی ہوتا تو امرا سمرقند بطور سیر باغ
مین جاتے اور وہان کے میوہ جات جو بازار تک نہ جانے
تھے کھاتے پیتے -
تیمور نے سواد سمرقند مین بہت دیہات آباد کئے
اور اُن کے نام بڑے بڑے شہرون کے نام رکھے مصر - دمشق
بغداد - سلطانیہ - شیراز - عرائس البلاد -
اور اطراف سمرقند باغات لگائے کش کے راستہ
مین اور ایک محل بنایا اور اوسکا نام تخت قراچار رکھا -
مشہور ہے کہ ایک معمار کا گھوڑا باغ مین گم ہوگیا اور چھ مہینے
باغ مین پھرتا رہا چھ مہینے کے بعد ملا -

فصل

تیمور کی عورتین حسب تفصیل ذیل تھین -

ملکتہ الکبری - یہہ سب مین بڑی خاتون تھی -

ملکتہ صغری - یہہ نہایت حسین تھی - اور یہہ دونون شہزادیان تھین

تومان - یہہ بیٹی تھی - امیر نخشب امیر موسی کی -

جلبان - یہہ چودھوین رات کا چاند اور نصف النہار کا سورج

تیمور نے اس کو اپنی حیات مین کسی وجہ سے قتل کیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ داشتہ تھی -

تیمور کی باندیون کا تو شمار ہی نہین بہت تھین -

تومان کو خلیل سلطان نے سغناق بھیجہ یا نور الدین کے پاس پھر وہ ۸۴۰ھ مین سنتا ہون کہ بعزم حج سمرقند آئی اور وہان سے عزم کیا -

فصل

وہ اولاد جو تیمور نے چھوڑی -

امیر الشاہ جس کو قرا یوسف نے قتل کیا جیسا اوپر مذکور ہوا -

شاہ رخ جو آج بادشاہ ہے۔
سلطان بخت زوجہ سلیمان شاہ یہہ مردون سے متنفر تھی
جو عورتین سمرقند سے آئی یہہ اونکا فساد تھا جس کا ذکر تاریخون
مین برے عنوان سے کیا گیا۔
احفاد و پوتے۔ نواسے اکثر تمام ہو گئے تھے مگر شاہ رخ کی
اولاد اور اُن مین سے سربرآوردہ
اولوغ بیگ حاکم سمرقند۔
ابراہیم سلطان حاکم شیراز۔
بائی سنقر حاکم کرمان۔
یہہ دونون سنہ ۸۳۸ھ مین مر گئے۔
اور جوکی یہہ وہ شخص ہے کہ جس نے اسکندر بن قرا یوسف
پر چڑھائی کی اور بہزار جنگ و جدال و مقابلہ بعد مرنے۔
قرا یلوک کے تتر بتر کر دیا۔
یہہ واقعہ ہے سنہ ۸۳۹ھ کا پھر اسی سال کے اخیر مین یہہ مر گیا

فصل

امرا اور وزرا بے گنتی تھے اور مشہور وہ لوگ تھے جن کا ذکر

کتاب مین آیا ہے۔

دیوان تیمور

خواجہ محمود بن شہاب ہروی۔

مسعود سمنانی۔

محمدؐ شاہ غزجی۔

تاج الدین سلمانی۔

علاء الدولہ۔

احمد طوسی۔

ان کے سوا اور بھی تھے (جن کا ذکر کرنا فضول ہے)

خفیہ نویس

قاضی زمانہ فاضل اباّنہ مولینا شمس الدّین فارسی دان عربی دان مرد میدان انشا اس کے قلم مین وہ طاقت تھی جو تیمور کے سنان مین۔

یہہ تیمور کے مرنے کے بعد متحجب ہو گیا اور بساط ادب لپیٹ دیا کسینے پوچھا جواب دیا کہ میرا قدردان مر گیا اب مین نوخیز جماعت کے سامنے آبروریزی نہین چاہتا۔

(امام تیمور)

عبدالجبار بن نعمان معتزلی۔
مولنا قطب الدین۔
خواجہ عبد الملک۔
خواجہ عبد الاول برادر چچازاد خواجہ عبد الملک
قصہ خوان اور تاریخ خوان مولینا عبید

اطبار تیمور

فضل اللہ۔
جمال الدین شام رئس الاطبار
اور بھی بہت طبیب تھے کہ ہمیشہ معجونین یاقوت وغیرہ وغیرہ کے
بناتے تھے تیمور اس عمر پر باکرہ عورتو نپر قادر تھا۔

منجمین تیمور

بکثرت تھے مگر مجکو نام یاد نہین۔

فصل

جب تیمور سمرقند پر مستولی ہوا تو فقہا سے مفصلہ ذیل موجود تھے
مولینا عبد الملک یہہ صاحب ہدایہ کی اولاد سے تہا اسکی
تیزی ذہن یہانتک تھی کہ ایک وقت ایک طرف درس دیتے

ایک طرف شطرنج کھیلتا ایک طرف شعر موزون کرتا۔
نعمان الدین خوارزمی عبد الجبار مذکور کے باپ ان کو
نعمان ثانی کہتے تھے اور یہہ نابینا تھے۔
خواجہ عبد الاول عبد الملک کے برادر چچازاد اپنے چچازاد
بھائی کے بعد انکے ماوراء النہر کی ریاست ملی یعنی عبد الملک کے۔
مولانا عصام الدین بن عبد الملک جن کو ریاست آج کے
دن بعد عبد الاول کے ملی۔

محققین

مولنا سعد الدین تفتازانی جن کا انتقال ۷۹۱ھ کے محرم کے
مہینے مین ہوا سمرقند مین۔
سید شریف محمد جرجانی شیراز مین انتقال ہوا۔

محدثین

شیخ شمس الدین محمد بن جزری۔ شیراز مین انتقال ہوا
خواجہ کبیر مفسر حافظ محدث محمد زاہد بخاری جنہون قرآن شریف
کی تفسیر اس بسط سے لکھی کہ سو جلدون مین تمام ہوئی۔
انکا انتقال مدینہ منورہ مین ۸۳۲ھ مین ہوا۔

حفاظ قراء خوش گلو

مولینا فخر الدین
عبد اللطیف دامغانی۔
مولانا اسد الشریف حافظ حسینی۔
محمود محرق خوارزمی۔
عبد القادر مراغی علم ادوار کا اوستاد۔

(واعظ متکلمین)

مولینا احمد بن شمس الائمہ اس کو کہتے تھے کہ یہہ علم کلام مین بزبان فارسی عربی ترکی یدطولی رکھتا تھا اور بہت مشہور تھا۔
مولنا احمد ترمذی۔
مولنا منصور قاغانی۔

(خوشنویس)

سید خطاط بن بندگیر۔
عبد القادر
تاج الدین سلمانی۔

(سنار ونمین)

حاج علی شیرازی۔

خلفاء عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور کے حالات

(۲) یہی خلیفہ خلافت سے پہلے علم پڑھتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کہین شب کو جا رہا تھا کہ پولیس کے امین نے پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ کہ دو روپے دو۔ منصور نے جواب دیا۔

منصور۔ مجھے چھوڑ دیجئے کیونکہ مین اہل بیت اطہار سے ہون۔

امین۔ آپ اہل بیت اطہار ہون یا اہل بیت انفار دو پے دیجئے اور جائے۔

منصور۔ مجھے درگذر کیجئے کیونکہ مین رسول اللہ (صلعم) کے اولاد عم سے ہون۔

امین۔ آپ آل رسول ہون یا عم رسول باتون سے کام نہین چلتا روپے دلوائیے۔

منصور۔ مین قاری قرآن ہون اور علم فرایض سے آگاہ ہون

امین ۔ مین مرجاؤن تو نماز جنازہ نہ پڑہئے فرائض نہ نکالے
بغیر روپے دئے چھٹکارا نہین ۔

منصور مجھہ سے نہ مانگئے کیونکہ مین علم فقہ مین دستگاہ رکھتا
ہون ۔

امین ۔ مجکو مسئلہ نہ بتلائے مگر روپیہ دلوائے ۔ یہہ سب
باتین بزبان حال کہن ۔

جب منصور تہک گیا اور بجز روپیہ دینے کے کوئی
چارہ نظر نہ آیا تو اوس کو روپئے دیدئے اور
اوسی وقت سے مال و دولت جمع کرنے لگا اور
ایسا کفایت شعار ہو گیا کہ لوگون نے ابو الدوانیق
کے لقب سے یاد کرنا شروع کیا (دوانیق دانگ کا
معرب ہے اور دانگ ایک چھوٹا سا سکہ ہے)
اے مسرفو ! دولت کو بیدردی سے لٹانیوالو !!!
اور عاقبت مین خسارہ اٹھانیوالو .. !!!
تمنے دیکھا کہ روپیہ کیسی چیز ہے ؟ یہہ بہت کمیاب
اور غریب ہے ! اگر خدا نے تمکو مالدار بنایا ہے تو
اُسکا شکریہ ادا کرو یعنے غریبون مفلسون درماندون

بیکسون - کی اسکے ذریعہ دستگیری کرو - تاکہ دنیا مین رحمت
نہ اُٹھاؤ اور عقبیٰ مین رحمت کے مستحق سمجھے جاؤ - اگر سلامت
روی سے بسر کرنا چاہتے ہو تو قدر مناسب سے اس کو کام مین
لاؤ نہ کہ کھُل کھیلو اور ناقدری سے کھاؤ پیو اوڑاؤ پھر داغ
ناکامی لیکر چلے جاؤ - کسی فیلسوف کا قول ہے کہ لوگ دولت
کے حاصل کرنے کو نہایت مشکل سمجھے ہین مگر اصل مین ایسا نہین
مشکل ہے تو یہہ ہے کہ اُسے اپنے محل اور مصرف پر صرف
کیا جائے -

سنا جاتا ہے کہ کوتاہ بین لوگ دولت کو اندہی بولتے ہین -
اور دلیل مین یہہ بیان کرتے ہین کہ یہہ جس آدمی کے پاس آتی ہے
اُسے عقل کا اندہا بنا دیتی ہے اُس مین غرور اور تکبر پیدا ہوجاتا
ہے وہ اپنے دوسرے ہمجنسون کو حقارت سے دیکھنے لگتا ہے -
بہت سی بُری بُری باتین اُس مین پیدا ہوجاتی ہین - کسی کی بات
پر عمل کرنے کو وہ عار خیال کرتا ہے - حق و باطل مین تمیز کرنے کی
اُس مین صلاحیت نہین رہتی - غرض کہ اسی قسم کی بُرائیون
سے وہ آراستہ ہونے لگتا ہے -

امراء ہند کی حالت پر نظر کرتے ہوئے گو یہہ کسیقدر صحیح ہو اور مسلمان

مالداروں کو دیکھتے ہوے کہیں زیادہ درست نکلے تو نکلے مگر حقیقت
میں یہہ دولت کا قصور نہیں بلکہ بُری تعلیم اور خراب صحبت کی
برکت ہے۔ لڑکے کو اعلیٰ درجہ کا نیک و شایستہ بنانا یا نہایت
خسیس و کم ہمت گردانا۔ یہہ صرف ماں باپ کی توجہ اور عنایت پر
منحصر ہے۔ آج کل کے رؤسا اپنے بچوں کو جس قسم کی تربیت
کرتے ہیں اگرچہ وہ اپنی جگہہ اوس کو نہایت عمدہ تربیت سمجھے ہوئے
ہیں مگر وہ نہایت درجہ بُری اور خراب و تباہ کرنے والی تربیت
ہے۔ لڑکا جونہی کہ ہوش سنبھالنے لگے اُس کو اسلامی اصول
کی تعلیم و تلقین کرنی چاہیئے۔ اسلام و ایمان کے ارکان اور
دین محمدی کے اوامر و نواہی بخوبی اُس کے گوش گذار کرنے
چاہئیں۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہونی چاہیئے بلکہ اس تمام تعلیم کی
پابندی اور تعمیل بھی کرانی چاہیئے۔ اگر آسانی سے نہو سکے تو جبراً
ہی سہی۔ لڑکے کو چند روز تک تو تکلیف و تکلف معلوم
ہوگا مگر رفتہ رفتہ عادت ہوجائیگی اور خوشی سے پابندی ہوتی
رہیگی بلکہ یک گونہ لذت حاصل ہوگی اور جسدن اوامر دینی میں
سے کوئی قضا ہو جائے تو اوسدن آرام نہیں آئیگا۔ گو ظاہر
میں یہہ امر بعید از قیاس معلوم ہوگا کیونکہ جس امر میں وقت معینہ

کی قید ہو اور بلا ناغہ روز روز کی پابندی ہو وہ ضرور کلفت
آمیز معلوم ہوتا ہے لیکن آزمودہ اور فہمیدہ لوگ ہی جانتے
ہین کہ اس قول مین سقم کو کہان تک دخل ہے اور یہہ صحت سے
کہانتک معمور ہے۔ آدمی کو جس چیز کی عادت پڑ جاتی ہے گو وہ
شروع شروع مین بے مزہ ہو مگر آخر مین پُر لذت معلوم ہوتی
ہے اور اوس کا چھوٹنا ایک امر محال ہو جاتا ہے چنانچہ نشہ
کرنیوالے یا نماز روزہ رکھنے والے یا تاش گنجفہ کھیلنے والے
یا جواری اور ستار و طبلہ بجانیوالے اس بات کا بدیہی ثبوت
دے رہے ہین۔ حب الوطنی کے مسئلہ مین بھی اسی بات کا پیچ
آگیا ہے۔ جس مُلک مین کہ رہتے ہین اُس کی آب و ہوا اس کی
پیداوار۔ اُس کے درخت و اشجار۔ اُس کے دریا اور انہار سے
یک گونہ غیر معلوم سے لذت اور اُلفت حاصل ہو جاتی ہے۔
دوسرے مُلک مین بھی گو یہہ تمام چیزین موجود رہتی ہین مگر وہ بات
کہان؟ خیر یہہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب ہم اصل مطلب کی طرف
رجوع کرتے ہین تو لڑکا جب دینی تعلیم سے پورا ماہر ہو جائے تو پھر
اوس کو ریاضی یا منطق کی تعلیم دیجائے تاکہ نفس مین بارکشی اور
سرمغزی کی کچھہ عادت ہو پھر علم اخلاق کی تعلیم دیجائے اور اسکے بعد

بعد کوئی ایسا علم پڑہایا جائے جس سے اوس کو طبعی مناسبت اور دلی لگاوٹ ہو۔

ہم دعوے کے ساتہہ کہہ سکتے ہین کہ یہان کے مالدار اپنے لڑکون کو بہت کم اس قسم کی تعلیم دیتے ہونگے تعلیم کے بعد اخلاق کی درستگی کا دوسرا پیرایہ مصاحبت ہے۔ جالنبوس کہتا ہے کہ خیر و شر مین سے کسی ایک پر بھی آدمی کی خلقت نہین ہوئی بلکہ یہہ صرف مصاحبت کی عنایت ہے۔ جو شخص اخیار کے زمرہ مین نشست و برخاست رکہیگا وہ ضرور نیک اور شایستہ ہوجائیگا اور جو آدمی اشرار کے ساتہہ مجالست رکہیگا وہ لابد ایک بڑا فاسق اور بدکار نبجائیگا۔ اسی مضمون کو مذہب نے یون ادا کیا ہے " الصحبۃ تاثیر و لوکان ساعۃ" یعنے صحبت بہت بڑی تاثیر کرنیوالی ہے اگرچہ وہ ایک ہی منٹ کیون نہ ہو ہمارے امرا اور روسا اور نونگر لوگ اپنے بچون کی مصاحبت کے لئے جن لوگون کو پسند فرماتے ہین اون مین عمدہ صفات بہت کم پائے جاتے ہین۔ اول تو وہ حق جو اور حق کے طرفدار نہین ہوتے جیسا آقا نے کہدیا اوسی پر جی۔ بجا۔ درست کہدیا۔ ان لوگون کو چاہئے کہ نرمی سے نہایت عمدہ پیرایہ مین

مُدلّل طور پر اون کو راہ راست پر لے آئین اور مناسب انداز سے اون کا خلاف کرنے مین ہرگز خوف نہ کرین۔

جو اصحاب اپنے بچون کی خاطر مصاحب رکھا کرتے ہین اون پر فرض ہے کہ ایسے مصاحبون کا انتخاب کرین جو نہایت خوش اخلاق خوش سیرت۔ عالم۔ اور منصف طبیعت۔ حق جو اور حق کی طرفداری کرنیوالے ہون۔ خائف اور ڈرپوک نہون۔ اونکی زبان مین طلاقت اور تاثیر ہو تاکہ جس سچے مضمون کو وہ بیان کرنے لگین وہ لوگون کے دل مین جگہہ کرلے اور اوس پر عملدرآمد شروع ہوجائے۔

اے جاگیردارو! منصب خوارو۔ تونگرو۔! مالدارو! اگر تم دولت کو اوس کے محل اور مصرف پر خرچ کرنا نہین جانتے تو ضرور تمسے باز پرس ہوگی۔ قیامت مین مواخذہ کیا جائیگا۔ تم اس بات پر مکلف کئے گئے ہو کہ غریبون کی دستگیری کرو۔ مسافرون کو زادراحلہ دے کر اُن کی دعا لو۔ ننگون کو کپڑا پہناؤ بھوکون کو کھانا کھلاؤ۔ دیکھو تمہارے نبی الثور شافع روز محشر (صلعم) یون ارشاد فرماتے ہین۔

از مُسدّس حالی

امیرون کو تنبیہ کی اسطرح پر — کہ ہین تم مین جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقہ مین ہون سب سے بہتر — نبی نوع کے ہون مددگار یاور
نہ کرتے ہون بے مشورہ کام ہرگز
اٹھاتے نہ یون بے دھڑک گام ہرگز

نہ مردون سے آسودہ تر ہو وہ طبقہ — زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا
پہ جب اہل دولت ہون اشراد دنیا — نہ ہو عیش مین جن کو اورون کی پروا
نہین اس زمانہ مین کچھہ خیر و برکت
اقامت سے بہتر ہے اُس کو رحلت

کیا تمکو بہشت کے خریدنے کی خوشی نہین ؟ راحت پانے کی خواہش نہین ؟ شہرت عام اور بقائے دوام کی چاہت نہین ؟ اگر ہے تو پھر کیون خیر رسانی کے کام نہین کرتے ؟ فیض بخشی کے اسباب نہین بناتے ؟ خلق اللہ کو آرام نہین پہنچاتے ۔ شعرا ۔

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا ۔ چاہ بنا ۔ مسجد و تالاب بنا

کیا دولت ایسی نعمت ہے کہ جسپر ہون۔ قہقہون۔ ناچ رنگ کے جلسون
ارباب نشاط کی صحبتون۔ شراب کباب کی مجلسون۔ ناٹکون۔
سرکشون۔ سیر و تفریح کے موقعون۔ شادی اور غم کے محفلون
فضول رسمون اور مہمل ڈھکوسلون۔ مین پانی کی سی بہادی جائے؟
اس کو آبحیات یا آب کوثر سمجھنا چاہئے جسکی ذراسی نمی بھی افلاس کی
پیاس کو خوشحالی کی سیرابی سے مبدل کرنے کے لئے بہت کافی
ہے۔ یہہ وہ عروس فارغ البالی ہے جسکی ادنی سی چشمک بھی جان طلب
لوگون کے لئے۔ کالمار فی الغلیل والبر للعلیل۔ کا کام دیجاتی ہے۔
یہہ وہ مرہم عیسوی ہے جو تمام قسمون کے زخمون۔ (عیبون) کو نوشدارو
کا کام دیتا ہے۔ یہہ وہ سرمۂ سلیمانی ہے جس سے بلاؤن اور آفتون کا
دہند لا پن بالکل مرتفع ہوجاتا ہے۔ یہہ وہ مینک ہے جسکو لگانیسے
علوم و فنون۔ اور معارف و حکم کے خوشنما اور نفع رسان منظر اپنی
اصلی ہیئت مین نظر آنے لگتے ہین۔ اس پھول سے فقط باغبان
ہی مستفیض نہین ہوتا بلکہ اسکی لپٹین اگر تندرست کے دماغ کو معطر
بناتی ہین تو بیمار کے مشام جان کو معنبر کردانتی ہین۔

اے مالدارو! قلق رسیدون اور آفت زدون کو مرنے سے
بچالو۔ ڈوبنے سے ترالو۔ زحمت سے نکالو۔ اگر اپنی اولاد کے

اگر اپنی اولاد کے بھی خواہ ہو۔ اپنی قوم کے خیر اندیش ہو اپنے غریب بھائیون کے ہمدرد ہو۔ اپنے ملک و مذہب کے حامی و غمخوار ہو تو تعلیم کو عام کرو۔ طالب علمون کو ذلیل نہ جانو اون کے لئے وظائف مقرر کرو۔ صنعت و حرفت کے کارخانے کھولو۔ سائنس کی تعلیم کے لئے کالج بناؤ۔ زمانہ حال کی مروجہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسلامی قابل اور ہونہار نوجوانون کو مصر جاپان روانہ کرو۔ خانہ برانداز رسمون کو موقوف کرو۔ بیکار تقریبون کو بند کردو۔ علی گڈھ کالج اور انجمن حمایت اسلام تمہاری توجہ اور امداد کے بہت زیادہ مستحق ہین۔ ندوۃ العلما اور حجاز ریلوے تمہارے کمک اور عنایت کے بہت ہی مستمند ہین۔ اگر طبع سلیم اور عقل مستقیم رکھتے ہوگے تو غور سے سنوگے ورنہ نقصان اوٹھاؤگے۔ پچتاوگے اور حسرت لیجاؤگے فقط

خاکسار ازلی۔ محمد اکبر علی

طالب علم جماعت مولوی عالم دارالعلوم

حیدرآباد

اعلان مشاعرہ

حسب معمول ۱۴ رجب سنہ حال کو مشاعرہ بتقریب عرس مزار شریف پر حضرت فیض رحمۃ اللہ علیہ کے (بیرون لال دروازہ حیدرآباد دکن) دن کے گیارہ بجے سے شروع ہوتا ہے جو حضرات مشاعرہ مین تشریف نہ لاسکین اپنا کلام مع نام ونشان بخط واضح **محمد فیاض الدین خان صاحب المخاطب مشرف جنگ بہادر** مددگار معتمد صرف خاص دیوڑھی کے پاس روانہ فرمائین تاشریک گلدستہ ہو۔

مصرعہا طرح

فارسی	آستین شکر آلود مگس ران نہ شود	قافیہ	پریشان
اُردو	عرس جناب فیض کا چرچا ابھی سے ہے	,,	سنا

المشتہر مہتمم مشاعرہ

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا کل حقوق بحق
ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر
نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا ہے اور نشاط صاحب نے
قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی ۔

۱- امرائے عظام سے . . . . . عـ

۲- پبلک سے . . . . . لے

۳- باہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک ۔ ۴

ف ۱ ۔ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے
اُنکو ایک اشرفی پیش کیجائیگی ۔

ف ۲ ۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس ۔

مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام رای ہیرالال صاحب نائب مہتمم
مطبوعہ پریس حیدرآباد علاقہ مہاراجہ بہادر مشیر
ومدار المہام سرکار عالے

بھوپنی چلیئے



دبدبہ آصفی

سنہ ۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ہواری سالہ حسبمین نظم و نثر

کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے در حسکے

بانی مبانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص

تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی پیشکار و مدار المہام سرکار عالی ہین

حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی رای بہیر الال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے

شائع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۴) جلد (۷)

نمبر	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	ترجمہ تاریخ تیموری حصہ دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل
۲	۹	ندوہ کیا چیز ہے۔	جناب اکبر علیخاں صاحب تلمیذ دارالعلوم حیدرآباد
۳	۲۱	بقیہ علم کی فضیلت الخ	جناب ظہورالدین احمد صاحب۔ قائل



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

حاجی محمد حافظ شیرازی۔

حکاک

ان لوگونکی اک جماعت کثیرہ تھی مگران مین سربرآوردہ۔

تولن۔ یہ اپنے فن کا کامل تھا پتھر پر نقش ونگار بناتا تالیشب اور عقیق پر ایسے خوش خط مہرین کھودتا کہ یاقوت رقم لکھ سکے۔

شطرنج کے ماہر

محمد بن عقیل حنبلی۔

شیخ یزدی۔

علاء الدین سمرقندی یہ علامہ تھا گو اور بھی تھے۔

اسکی حالت یہ تھی کہ رخ پر یزدی پر ایک پیادہ مقرر کرکے غالب آتا۔ اور ابن عقیل پر گھوڑے کی چال سے غالب آتا۔

تیمور شرفاً غرباً عالم مین ہر اور اپنے دورہ مین ہر بادشاہ اور سلطان سے کھیلا مگر بستہ ہوئی مقابل کو جدا یا لعباً۔

تیمور علاء الدین سے کہتا تھا کہ تو ملک بساط پر کیتا ہے جیسا کہ مین سیاست ملک مین ایک ہون۔ اور ہر ایک مجھ سے اور مولینا علی سے اپنے فن کا شیخ ذو کرامات ہے جنکا نظیر نہین

اسکے لئے شطرنج کے کھیل مین بڑی دستگاہ تھی۔ یہ فقیہ شافعی اور محدث اریحی تہا۔ خوبصورت خوش لہجہ۔ اُسکے بارہ مین یہ حکایت مشہور ہے کہ عالم رویا مین سیدنا علی کرم اللہ وجہ نے شطرنج کی بتیلی دی اُسکے بعد وہ کسی سے نہین ہارا۔ اُسکی تعریف یہ تھی کہ جب اُسکے مقابل نے بعد فکر بلیغ چال چلی اسنے فوراً چلدی اور دو شخصون سے شطرنج غائب کہیلتا تہا۔

یہ تیمور سے شطرنج کبیر کہیلتا تہا۔

اِسکے پاس ایک شطرنج مدوّر تھی ایک طویل۔

شطرنج کبیر کی کچہ کیفیت ہم اوپر بیان کر چکے زیادہ تفصیل بے فائدہ ہے۔

گویے

عبدالقادر مراغی جسکے بیٹے صفی الدین کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

نسرین داماد عبدالقادر۔

قطب موصلی۔

اردشیر جنگی۔

نقاش

یہ بہت لوگ تھے اور سب سے زیادہ کاریگر اور ماہر فن عبدالحی بغدادی تھا۔

آئینہ اور تانبے کے نقاش بہت تھے اور یہ سب اپنے فن کے ماہر ایسے تھے کہ اگر الفاظ کے زیورون کو اِن کے اوصاف کے جواہرات سے جڑا جائے تو عالم بھر جائے۔

یہ وہ لوگ ہین جنکا ذکر مجکو یاد آگیا اور مین اُن کو پہچانتا ہون۔

وہ صناعین جنکو مین نہین جانتا یا مجکو یاد نہین وہ گنتی سے باہر ہین۔ اور فہرست سے زائد۔

الحاصل تیمور نے کوئی شخص جسکو جس فن مین کامل پایا چھوڑا نہین سمرقند مین اہل ہنر وہ جمع تھے کہ جنکی پیشانی پر اُنکے کمال کی سند چمک رہی تھی جنکو زمانہ کاملین دہر سے خیال کرتا تھا۔ جنکے کمال نے تمام دنیا کے متفرق شہرون مین نام آوری پیدا کی تھی۔

فصل

سمرقند مین ایک شخص تھا جسکو شیخ عربان کہتے تھے فقیر اور بہی خوبصورت صاحب عزم و ارادہ۔

یہ بات سمرقند مین مشہور تھی کہ اِنکی عمر چھولٹون بڑون مین شائع ذائع ہے کہ ساڑھے تین سو برس کی ہے۔ اور حالت اُنکی یہ تھی کہ راست قامت خوبصورت تھے۔

بڑے بڑے معمر لوگ کہتے تھے کہ ہم اِنکو بچپن سے ایسا ہی دیکھتے ہین اور ہمارے بزرگ جو عمر طبیعی کو پہونچکر انتقال کر گئے اُنکا مقولہ تھا کہ ہمنے انکو بچپن سے ایسا ہی دیکھا اور اپنے بزرگون سے ایسا ہی سُنا کہ ہمنے بھی اُنکو ایسا ہی دیکھا گویا موجودین معمر دو پشت کا اور حوالہ دیتے ہین۔

یہ بزرگ نہایت قوی اور تیز طبع تھے۔ جو اِنکو دیکھتا تھا کہتا تھا کہ ابھی پورے جوان بھی نہین ہوئے۔

اُنکے چہرے پر نہ جھرّی تھی نہ کوئی بڑھاپے کا اثر تھا۔

سمرقند کے تمام امرا۔ کبرا اصلحا۔ رئیس۔ سربرآوردہ لوگ اُنکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔ اور اُنکی زیارت کرنے کو تبرّک سمجھتے تھے۔ اور امیدوار دعا ہوتے تھے۔

مسجد رباط

یہ مسجد سمرقند مین تھی جو لوگ وہان جاتے تھے انکو کمال نشاط اور انبساط پیدا ہوتا۔

مشہور ہے کہ اس مسجد کے بنانے والون مین ایک شخص تہا۔
اُنکو شیخ زکریا کہتے تھے۔ تمام بلاد کے وہ مکرم اور معتقد علیہ تھے
اُنکا مزار ایک ٹیلہ پر ہے۔ اور اُنکی قبر پر لوگ جو دعا مانگتے ہین
وہ مستجاب ہوتی ہے۔ اور یہ قبر شہر سے ایک دن کے راستہ
پر واقع ہے۔

یہ بزرگ مقام کرامات سے معروف ہے اور یہ ایک ٹیلہ پر
ہے جسمین باغات ہین جنکے نیچے سے نہرین جاری ہین گویا کہ یہ ایک
قطعہ جنت سے علیحدہ کیا گیا ہے۔

یہ نہایت مشہور ہے کہ جب وہ بزرگ اس مسجد کی تیاری مین
مشغول تھے اتفاقاً مٹی کا ایک چبوترا اُنکی پیشانی پر پڑا اور اسکو کسی
شخص نے دیکھا اور اُسی طرح برابر تین روز تک دیکھتا رہا۔

جب محراب سمت کعبہ قائم کرتے تھے تو یہ اختلاف ہوا کہ سمت صحیح کونسی
ہے اور بہت شور و شغب ہوا تب شیخ زکریا نے فرمایا کہ اسطرح رکھو
تب اُس شخص نے جو تین روز سے برابر مٹی کا نشان دیکھ رہا تہا
کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے جس نے تین روز سے منہ بھی نہین
دھویا اُسکی بات مانتے ہو۔

اُس شخص نے جس سے یہ مخاطب تہا اور وہ زاہد و عابد تہا کہا

تم یہ نہین کہہ سکتے کہ اسکی وضو تین دن برابر رہی ۔

پھر کیا اے منکر ادہر آ اور باطمینان خاطر کھڑا ہوا ور اپنے دل سے انکار اور روگردانی کا خیال نکالدے اور آنکھہ اُٹھا کر دیکھہ کعبہ کس طرح نظر آتا ہے ۔ جب اِس منکر نے نظر بڑہائی دیکہا کہ کعبہ سامنے ہے ۔ پھر اسکے بعد اُنہون نے شیخ کو ڈہونڈا زمین سے آسمان تک تک و دو کی مگر پتا نہ چلا ۔

اِس مسجد مین ایک عجیب بات ہے ۔ چند ستون ہین لکڑی کے منجملہ اُنکے ایک ستون بلند تہا تخمیناً (۱۵) ذراع اور اسقدر موٹا تہا کہ آدمی کے دونون ہاتہہ احاطہ نہین کر سکتے تھے ۔ لوگ کہتے تھے کہ وہ کپاس کا درخت تہا اور اُسمین ایک عجیب نادر خاصیت تھی جسکی ڈاڑہ مین درد ہوتا بقدر جبہ اُسکی لکڑی رکہتا صحت پاتا فوراً درد جاتا رہتا ۔ مین نے خود تجربہ کیا صحیح پایا ہے ۔

جو شخص مدعی ہوتا کہ مین نے خواب مین سمرقند کو دیکہا اگر وہ علامات اور عجائبات خصوصاً یہ سارے بتلاتا تو تصدیق ہوتی ورنہ خواب کو اضغاث احلام جانتے ۔

فصل

سمرقند نہ پیمانہ نہین ہے نہ کیل نہ صاع ۔ وہانکی جنسین (گیہون

چاول۔ نخود۔ جو۔ مونگ۔ مسور۔ سب وزن سے بکتے ہین۔

سمرقند کا رطل (چالیس اوقیہ ہر اوقیہ سو مثقال تو رطل چار ہزار مثقال کا ہوا۔ اور ہر مثقال ڈیڑھ درہم۔

اس حساب سے رطل سمرقند برابر ہوتا ہے دمشق کے دس رطل کے۔

مولینا محمود حافظ محرق خوارزمی کہتے ہین کہ ایک مرتبہ تیمور نے سفر مین مجکو ساتھ لیا اسوجہ سے مین شب و روز ساتھ تھا تیمور ایک قلعہ پر پہونچا اور اُسکا حصار کیا اور اپنا خیمہ ایک بلند مقام پر نصب کیا جہان سے لڑائی کو دیکھے اور اپنے آدمیون کی جرأت سے خوش ہو۔

ایک وقت مین اور دو شخص اور اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور اتفاق سے تیمور کو بوجہ بخار کے نہایت کرب تھا اور لڑائی بڑے زور و شور سے ہو رہی تھی تیمور کی طبیعت نے نمانا کہ بیٹھا رہے اور اس طرح بیچین ہوا جیسا پیاسا پانی کی طرف اور حکم دیا کہ مجکو خیمہ کے دروازے پر لے چلو۔

اِن دونون شخصون نے بغلون مین ہاتھ دیکر دروازے پر

کھڑا کیا۔

تیمور دیکھتا تھا اور مین اُسکے سامنے کھڑا تھا مجھکو بلایا اور ایک شخص جو سنبھالے ہوئے تھا اُسکو حکم دیا کہ لشکر مین جاکر یہ حکم دو (یعنے جو حکم مناسب تھا وہ کہلا بھیجا) پھر مجھ سے کہا کہ مجھکو لٹا دو مین نے لٹا دیا تو اُسوقت تیمور بالکل ایسا تھا جیسے قصائی کے چھیبے پر کا گوشت پھر دوسرے شخص کو کچھ اور حکم دیکر بھیجا۔ اب وہان فقط تیمور رہتا اور مین اُسوقت مجھ سے کہا اے مولانا محمود تم دیکھو میری ضعیف البیانی کو اور اس امر کو کہ مین کسی طرح اپنے کو بچا نہین سکتا نہ ہاتھ مین طاقت نہ پانون مین بوتا اگر مجھکو کوئی پہینک بھی دے تو مرجاؤن اور اگر مجھکو یون ہی چھوڑ دین تو تڑپ تڑپ کر ہلاک ہون نہ اپنے سے کسی نقصان کو ہٹا سکتا ہون نہ جلب منفعت کر سکتا ہون۔ پھر تامل کر کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی خلقت کو مسخر اور بلاد کو فتح کرایا اور کیسے کیسے بادشاہون کو میرا مطیع بنا دیا۔

میری ہیبت مشرق سے مغرب تک پھیل گئی اور اسوقت کے قیصر و کسریٰ میرے رعب سے تھرتھرانے لگے۔ اے مولینا نہ یہ میرا فعل ہے نہ میرا عمل ہے نہ مجھمین یہ طاقت کہ ایسا کرتا۔ پھر زار و قطار رویا اور مجھکو رلایا۔

ندوہ کیا چیز ہے

یہ امر ناظرین پر واضح ہوگا کہ اسباب زوال سلطنت مین سے تعیش بھی بہت بڑا سبب ہے اور یہ بھی بفحوائے الناس علی دین ملوکھم ضروری امر ہے کہ رعایا مین بھی تعیش کا ایک حصہ جاگزین ہو یہی وجہ تھی کہ بعد زوال سلطنت اسلامی تھوڑے عرصہ کے بعد مسلمانون پر افلاس کے بادل چھانے لگے اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ذلت و افلاس کا پانی مسلمانون کے سر سے گزر گیا۔ اور کاردناداری تا بہ استخوان اُتر گیا ملازمت کی لیاقت نہین۔ جانِ تجارت دولت نہین صنعت و حرفت کو صناعان یورپ نے خاک مین ملا دیا۔ کاشت و زمینداری مین گورنمنٹ نے غریب پروری کا اظہار اس پیرایہ مین کیا کہ رفتہ رفتہ زمیندار بے دست و پا کاشتکار سربرآوردہ۔ زمانہ کے کس سپرد

کے ہاتھون قوم قریب تھی کہ نا پید ہو جائے۔ فلک کمینہ پرور کی چال سے وہ وقت آلگا تہا کہ پامال ہو۔ اسلام کے نام لیوا نکبت اور خستہ حالی سے حالی اور خصائل انسانی اور شمائل مسلمانی سے خالی ہونے لگے۔ اور امت مرحومہ نفاق و خود رائی خلاف اور خود کاری کی نذر ہو چکی۔ اور اُنکا کوکب اقبال قریب زوال ہو گیا۔ ملک کے ہر حصہ سے واویلا شروع ہوئی۔ اور اہل ملک کی رائین اسباب پر غور کرنے لگین۔ مجلسین قائم ہوئین جلسے منعقد ہوئے میٹنگ جلسۂ پا ہوئے۔ لکچر بازی ہونے لگی۔ ادہر اخباری دنیا سے شور و شغب مچا۔ رسالون کی گھوڑ دوڑ ہوئی۔ بالآخر کسی نے روپیہ کی کمی بتلائی۔ کسی نے تعلیم کی قلت دکھائی۔ کسی نے پابندی مذہب کی کمی بفحوائے فرمودۂ خداوندی لا یغیر اللہ الخ (یعنے اللہ کسی قوم کی حالت مین تغیر نہین پیدا کرتا جبتک وہ اپنی ضروریات اور فرائض مین تغیر نہین کرتے) سرمایۂ نکبت قرار دیا۔ کسی نے تعصب کے بلائے بے درماں کو علت زوال ٹہرایا۔ غرضکہ ایک طوفان بے تمیزی شروع ہوا اور تمام جوشما دبار کی لگاتار گھٹاؤن سے دہوا ندار ہو گیا۔

اب وہ فرقہ جو مذہب کی بے اعتدالیون سے اوٹتا تہا اسقدر کامیاب ہوا کہ تمام ہندوستان مین یکے بعد دیگرے اسلامی مدارس

قائم ہوگئے اور بحمداللہ جوق جوق طلبہ قرآن وحدیث ودیگر ضروریات علمیہ سے فارغ البال ہوکر اقطار دنیا مین پھیلنے لگے ۔ اور وہ جہل کی طغیانی جو بعد غدر ۵۷ء دہلی کے برباد ہونے سے ہوگئی تھی فرو ہوئی ۔

مگر وہ فرقہ جو اسلام کو دنیوی ترقی مین تمام اقوام سے پس پا اور ذلیل حالت مین دیکھتا تھا بے دست وپا تھا کہ یکایک ایک شخص مقدس سیرت مسلمان صورت اس ناکامی کی دھواندھار گھٹا کو اپنی تدابیر کے دامن سے ہٹاتا ہوا پیدا ہوا جسکو لوگ قوم سادات سے بتاتے تھے ۔ اور جو قوم فاتح اور مفتوح دونون مین ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور اپنی قومی حالت پر آنسو بہانے لگا اور کہنے لگا ۔

"سنو مسلمانو ! بے فائدہ رونا پیٹنا غل مچانا کیا ہے کوئی غرض ۔ مطلب ۔ حاصل ۔ امید ۔ اگر تمکو مذہبی ذلت پر رحم آتا ہے اور اسلام کی خواری نہین دیکھہ سکتے ۔ تو خواب غفلت سے چیتو ۔ ہاتھہ پانون ہلاؤ ۔ استقلال سے کام لو ۔ کوشش کے بگلس سے کمر ہمت باندھو ۔ جانبازی کے میدان مین اتر وحمیت کے اکھاڑے مین خم ٹھوکو ۔

آدمیت سے کام لو دیکھو صبح کا بھولا شام کو آئے		ابھی کچھ سانس ہے ذرا سنبھلو بھولا کہتے نہین کبھی اسکو	

جھگڑون کو چھوڑو۔ مخالفت کے مخالف ہو۔ دیکھو تم قوم فاتح سے نفرت کرتے ہو۔ اسی لئے کس مپرسی مین سرگردان ہو یہ تمہارے بعض پیشواؤن کی صریح خطا ہے کہ قوم فاتح کی زبان پر ممانعت کا رد اجماعی ہے۔ اہل کتاب کی زبان جن سے مناکحت تک جائز ممنوع اور زردشت کی فارسی زبان مباح اگر در خانہ کس است حرفے بس است آج زمانہ علم وفن کا خزانہ ہے۔ نئی راگنی نیا چغانہ ہے۔ ارسطو کی حکمت بطلیموس کی ہیئت ایک پرانہ فسانہ ہے شیخ کا فلسفہ خیام کا جبر و مقابلہ افسردہ ترانہ ہے۔ رازی کا کلام جو اسوقت آب زر سے لکھنے کے قابل تھا اسوقت افزود ہے غزالی کا مناظر جو کبھی مخالفین کے لئے جواب دندان شکن تھا آج کل بے سود ہے۔

اب بجز کمسٹری اور سائنس سیکھنے کے چارہ نہین۔ زمانہ کی رفتار سے مخالفت کرنیکا یارا نہین انگریزی پڑھو۔ ترقی کے میدان مین بڑھو۔

یہ صدا میدان ہوا مین ابھی گونج رہی تھی کہ بعضون نے کانون پر

ہاتھہ رکھکر دونون ہاتھون سلام کیا۔ اور اپنے گھرون مین پہونچکر گوشۂ تنہائی مین بیٹھہ رہے۔

اگر یہ وہ فرقہ تہا کہ بوجہ زہد و تقوی دنیا اُنکی نظر مین ہیچ اور نفجوا سجن المومن مصائب دنیا پر نہ رنج نہ ملال نہ اُسکے رفع کا خیال کیا بہ تسلیم بے مزاد و بے نوائی پر خوش دولت سے متنفر عزت دنیا دی سے بے لاگ تو سبحان اللہ جو کچہ سمجہے اچہا سمجہے جو کچہ کیا بہتر کیا۔

اور اگر یہ اُس گروہ کے لوگ ہین کہ دنیا و دین دونون کو بلا افراط و تفریط پر تے ہین اور شوکت اسلام بہی قائم رکہنی ضروری امر جانتے ہین جیسا کہ شارع علیہ السلام کے افعال و اقوال سے بہت مواقع ہین ثابت ہے اور قرون ثلثہ مین شوکت اسلامی کی حفاظت مین کوشش کی گئی تو اُنکا بیٹھہ رہنا اپنی کم فہمی سے عام مسلمانون کے لئے رہزنی تہی۔ مین اس بارہ مین زیادہ ناظرین کا وقت صرف کرنا نہین چاہتا۔

اور بعضون نے مرحبا کہکر شکریہ ادا کیا۔ اُس مسلمان صورت مقدس سیرت نے بمشورہ ایک بہت بڑا کالج قائم کیا اور ایک بڑے پیمانہ پر انگریزی تعلیم شروع کی کسیقدر مذہبی تعلیم بہی مستزاد کی تہی بقول حکما بہوڑا علم گمراہ کرتا ہے اور بڑا علم یعنے پورا نجات دیتا ہے

مذہبی حالت مکدر ہونے لگی ۔

سرسید (گزشتہ بیان مین انہین سے مراد تھی) کی عمدہ کوشش نے گو مسلمانون کو فائدے پہونچائے اور تعمیم تعلیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ آج ہم بہت سے مسلمانون کو عزت اور حکومت کی کرسی پر دیکھتے ہین اس موقع پر میرے استاد حضرت بیدل نے خوب فرمایا ہی ۔

اس سی غرض نہین ہی ملحد بنانا کہ کافر	یا دین کا تماشای اسلام پر فدا ہو
اسلام نے جو کی ہی کچھ دنیوی ترقی	اور ہند مین جو کچھ کچھ مسلم ہین حکم فرما
سید کا ہی یہ صدقہ سید کی ہی یہ کوشش	غفلت سے قوم جیتی اور سوتون کو جگایا

مگر ساتھ ہی وہ لڑکے جو (الف ۔ اے ۔ (بی اے) پاس ہو کر نکلتے ہین مذہب سے ناواقف بلکہ مخالف بنجاتے ہین اسکے دو سبب ہین کالج مین مذہبی تعلیم کی کمی ۔ دوسرے بچون کے سرپرستون کا بغیر تعلیم مذہبی مدرسہ مین داخل کرنا مگر ہم خیال کرتے ہین کہ اگر دونون امر کا انسداد بھی کیا جاتا تب بھی یہی ہوتا جو ہو رہا ہے ۔

کیا سرسید کو بنا، کالج اور اس تعلیم سے یہ خطرہ نہ تھا کہ اسمین ایک خطرناک پہلو بھی ہے ہم کہتے ہین کہ ضرور تھا اور اسی خطرہ کے دفع کے لئے تفسیر قرآن لکھی ۔

اب یہ امر کہ یہ دفعیہ اور سید کی طرف سے قابل قبول ہونے کے

تہا یا نہین اسمین ہم گفتگو کرنا نہین چاہتے ہان یہ امر آپکو یاد دلاتے ہین
کہ ایسے خطرہ کے انسداد کے لئے کتنے علما اور کس درجہ کے لوگ
جمع ہوئے تھے کہ دفعیہ ہو گیا۔

کیا آپ کے خیال مین تنہا سید وہ کام کر سکتے تھے کہ جو اتنے
علما نے کیا۔

خلفاء عباسیہ کے زمانے مین جب فلسفہ قدیم زبان یونانی
سے عربی مین ترجمہ ہوا ہر چند کہ زمانہ آنحضرت صلعم سے قریب تہا اور قال اللہ
وقال الرسول کی دلکش صدائین ابھی کانون مین گونج رہی تہین مگر فلسفہ کے
اثر نے طبیعتون مین الحاد اور بے دینی کی تخم ریزی شروع کر دی۔ یہ عنایت
ایزدی اور حمایت شریعت محمدی تھی کہ علماء موحدین نے علم کلام بنایا اور
طبائع کو اُس فلسفیت سے کہ رشتہ انداز شریعت تھی روکا۔

بعض صاحبون کا یہ خیال ہے کہ وہ لوگ اب پیدا نہین ہوتے
کہ اسوقت کے رازی یا غزالی ہون یہ بالکل خلاف تجربہ ہے کیونکہ
ابھی تھوڑا زمانہ گزرا کہ عقل ایسے امورات کو جیسے فونوگراف
محال سمجھتی تھی۔ اب بوجہ وسعت معلومات ومشاہدات یہ نوبت
پہونچی کہ جو امر فی الواقع باسباب ظاہر محال ہو جب پیش کیا جاتا ہے
تو عقول اُسکی صحت مین غور کرتی ہین۔ آج ہی کل کے کسی فلاسفر کا قول

ہے کہ لفظ غیر ممکن کو لغت سے نکال دینا چاہیے۔ وسعت نظر تبلا رہی ہے کہ کوئی شے سوائے شریک ذات باری غیر ممکن نہین ہے وجہ عدم پیدائش انحطاط و تنزل کی ترقی۔ توجہ کامل کا فقدان۔ شوق کا نہونا۔ طلب کا نقصان وسعت نظر علما سلف کا عدم وجدان۔

اور یہ ظاہر ہے کہ سائنس سے جو اسوقت اسلام کو مضرت ہے وہ اور مذہب کو اسقدر نہین ہے۔

اور نہ اور مذاہب کچھ اسکی پرواہ کرتے ہین مگر مسلمانون کو اپنا مذہب دوبھر نہین ہے اور نہ وہ اسکے مثل بعض دیگر مذاہب کے معاذ اللہ ادنی چیز سمجھتے ہین۔ انکا فرض ہے کہ اسکا انسداد کرین۔

اسوقت رازی اور غزالی نہین کہ سائنس کی دھجیان بکھیر دین نہ پرانا علم کلام فلسفہ جدیدہ کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ لہذا ضرورت داعی ہوئی کہ عربی کی تعلیم کا پیمانہ بڑھایا جائے اور وہ کتب فلسفہ قدیمہ بالکل نصاب تعلیم سے خارج کی جائین اور وہ اساتذہ جو سائنس کو خوب جانتے ہین طلب کئے جائین اور تعلیم مین وہ کوشش کیجاے کہ اگلی زمانہ کی مثل علما، کامیاب ہو کر نکلین۔ اور وہ لوگ اس قابل ہون کہ جو ضعف مذہبی سائنس کی تعلیم سے ہوا وہ بالکل رفع ہوجائے۔ اور نوخیز ہونہار مسلمانون کے عقائد بگڑنے نپائین۔ نہ آریہ انکو بہکا سکین۔

نہ عیسائی چمکا سکین بلکہ جب مدمقابل بنکر آئین وہ منہ کی کھائین کہ خود رہ راست پر آجائین اس مقصد اہم کو عملی صورت مین لانے کے لئے ہمارے دینی پیشواؤن کی تخمیناً دس سال ہوتے ہین کہ ایک مجلس لکھنو مین قائم ہوئی جسکا نام ندوہ العلماء (علماء کی مجلس) رکھا گیا۔

بحمد للہ کہ جیسا یہ مقصد اہم واعظم تہا اسکے قائم کرنے والے بھی ہمکو اتنے ہی اشرف وافخم مل گئے کون ہمارے پیشوایان دین کون ہمارے علماء شرع متین۔

انکا اہم مقصد یہ ہے کہ فلسفہ جدیدہ کی وجہ سے جو ہمارے بھائی مسلمان قرآن شریف کو مثل کفار عرب اساطیر الاولین اور احادیث نبوی کو معاذ اللہ خلاف فطرت اور بے تکے اقوال کہتے ہین اُنکی تشفی کی جائے اور اُن کے اس وہم کا ازالہ کیا جائے اور تدبیر اُسکی وہ ہی ہے کہ جو اجمالاً ہمنے اوپر بیان کی۔

اور یہ بھی بات ہے کہ مسلمانون کے تمام فرقے شیعہ سُنّی وہابی۔ بدعتی مقلد۔ غیر مقلد۔ حتیٰ کہ معتزلی۔ جبریہ۔ قدریہ اس امر مین برابر شریک ہین کہ قرآن شریف کلام الٰہی ہے اور محمد رسول اللہ صلعم اُسکے پیغمبر مرسل اور اُنکے افعال واقوال

عین شریعت۔

اب خیال فرمائیے کہ جو علم ان پر خلاف مذہب اثر ڈالے جیسے فلسفہ جدیدہ اُسمین بالاتفاق سب کا شریک ہونا ضروری ہے۔ اور یہ امر بھی بدیہی ہے کہ اسقدر وسیع تعلیم کے لئے مدرس بھی ممالک بعیدہ سے طلب کئے جائین گے اور اُنکی تنخواہ بھی چار سو پانچ سو سے کم نہ ہوگی ایسے مدرسہ کا بار بحالت موجودہ کوئی ایک فرقہ متحمل نہین ہوسکتا بنا رعلیہ ندوہ سب مذاہب اسلامی کو خواہ شیعہ ہون خواہ سُنّی نیچرل ہو یا کوئی ہو جمع کرتا ہے اور مستمند ہے کہ تم باہم مختلف رہو مگر اس امر اتفاقی مین کہ جو ہم مین تم مین مشترک ہے بلا خلاف شریک ہوجاؤ۔ تمکو ایسے وقت مین کہ اسلام کی حالت ضعیف ہے دوسرون کے مقابل باتفاق کوشش کرنا ضرور ہے نہ کہ باہم۔

اسلام بزبان حال کہہ رہا ہے کہ اے میرے بچو اے میرے دسترخوان ارکان (توحید نبوت نماز روزہ حج زکواۃ) کے شرکا مین دیکھتا ہون کہ تم آپس مین باہم لڑتے ہو اور روز روز نئے فساد برپا کرتے ہو یہ تمہاری قوت کی گھٹانے والی چیز ہے اور تمہاری کمزوری سے مجھپر میرے دشمن بڑھتے جاتے ہین مین اب اُس حق سے جو مجکو تمپر حاصل

ہی اور جسکی وجہ سے تم میرے کہلاتے ہو تمپر واجب کرتا ہون کہ تم سب اپنی اپنی اعتقادی گاڑیون پر سوار ہوکر ندوہ مین حاضر ہو اور اُسکی مدد کرو اور سمجھ لو کہ ندوہ کی امداد تمہارے بزرگ خاندان اسلام کی امداد ہے ورنہ یہ یاد رہے کہ اگر تمنے ندوہ کی اطاعت نہ کی اور اُسکی طاقت کو مدد نہ دی تو یاد رکھنا کہ تمہاری مذہبی زبان شدہ شدہ مگدہ - پالی سنسکرت کی طرح کہ جو ہندوستان کی مذہبی زبان تھی گم ہوجائیگی۔

یہ ندوہ ہی کا کام ہے کہ انگریزی کے ساتھہ عربی کو ترقی دیکر ہمپلہ بنائے۔

حکام وقت کو اس زبان سے دلچسپی نہین۔

علیگڈہ کالج کی پوری التفات انگریزی کی طرف ہے اور جسقدر مذہبی تعلیم ہے وہ ازبس ناکافی۔ علیٰ ہذا القیاس حمایت اسلام لاہور جسکو ابتدائی مذہبی تعلیم کی طرف نہایت توجہ ہے اور وہان کی اسکولی لڑکے مذہبی مسائل سے بخوبی واقف ہوتے ہین مگر جب وہ ترقی کرتے ہین اور انگریزی لیاقت بڑہتی ہے اُسی قدر مذہبی تعلیم سے بے التفاتی عمل مین آتی ہے۔

اب سوا ے ندوہ کے کسی سے امید نہین کہ انگریزی کے تعلیم یافتونکو

دندان شکن جواب دے اور فلسفہ جدیدہ کے مزخرفات شریعت مبینہ کے قواعد باہرہ سے نقش برآب کردے۔ سائنس بھی آگئے اور اسلام بھی ہاتھ سے نہ جائے۔

اے دکن کے مسلمانو اب تو سمجھئے کہ ندوہ کیا چیز ہے؟ اسکے اغراض کچھ سودمند ہین یا نہین؟ اس سے تمکو کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہی یا نہین؟ اگر تم اسکو خیال کرتے ہو تو پہر اُسکا دامن شوق تمہارے گلہاے امداد سے بہرے جانے کا مستحق ہی یا نہین؟ کیا ناٹکون۔ سرکشون اور فضول خرچ مہمات ہی کی قسمت ہے کہ تمہاری دولت سے فیضیاب ہون یا دوسری لفظون مین تمہارے مال کو برباد کرین۔ کیا ایسی ہی واہیات مین اپنی کمائی لٹانا تمکو پسند ہی؟ کیا تم مین حمیت اسلامی اور مسلمانی کی حمایت باقی نہین رہی؟ کیا تم دنیا ہی کے پیچھے برباد پہروگے یا دین کے کام بھی آؤگے ندوہ مین شریک ہوگے گفتن از ما و توفیق از خدا۔

اکبر علی تلمیذ دار العلوم حیدر آباد دکن

بقیہ علم کی فضیلت اور علم کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۲) جلد (۷)

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ برف کی کیا حقیقت ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا کہ جب بخار رطبۂ ہوا مین ابر ہو جاتا ہے تو بعض اوقات زمہریر کی سردی یا جاڑے کی فصل مین نیچے کے طبقہ کی تقاطر سی سردی پہلے اُسمین انجماد پیدا کر دیتی ہے اور ریزے اُس ابر کے پے در پے بہ سبب انجماد اثقل کے کہ لازمہ انجماد ہے تلے کو گرتے ہین اور چونکہ خاصہ سردی کا یہ ہے کہ اجزا کو اکٹھا

کرے اور اکٹھا ہونے کو کشش لازم ہے تو بہ سبب کشش کے ہر مجموعہ اُن اجزا کا دُھنکی ہوئی روئی کے مانند نظر آتا ہے اُسکا نام **برف** ہے اور برف جب ہی گرتا ہے کہ ہوا نہ چلے یا کم چلے کیونکہ ہوا کی تیزی اُن اجزا کو پراگندہ کر دیتی ہے۔

پانچوان سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ اولا کیونکر بنتا ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا اولے کے پیدا ہونے کی تین صورتین ہین۔

ایک یہ کہ ابر کے برسنے سے پہلے سردی اطراف کے ابر مین اثر کرتی ہے اور اجزا پانی کے جو ابر مین ہوتے ہین اکٹھے ہو کر منعقد ہو جاتے ہین اس قسم کا اولا سخت اور بڑا اور مختلف الشکل ہوتا ہے اور اسیکو سنگچہ کہتے ہین یعنے چھوٹا سا پتھر۔

دوسرے یہ کہ مینہہ برسنے مین جو قطرہ ابر سے گرتا ہے اور سردی ہوا کی اُسکو پہونچتی ہے منعقد ہو کر اولا بنتا ہے۔ ایسے اولے اکثر جاڑے مین گرتے ہین اور کروی شکل ہوتے ہین اور بہت بڑے نہین ہوتے۔

تیسرے یہ کہ جو قطرہ منیہ کا گرتا ہے اور ہوائے گرم اُسکو لگتی ہے اُسکی سردی خارج سے باطن کی طرف رجوع کرتی ہے اور سردی کے احتقان سے پانی کا انجماد ہوجاتا ہے یہ اکثر موسم بہار مین ہوتے ہین۔

مجلس برخواست ہوئی۔

علم مناظر و مرایا

اگلے روز بدستور مجلس منعقد ہوئی حکیم الملک نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند سوال علم مناظر و مرایا کے پیش کئے جائین

پہلا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ کیفیت ابصار مین کتنے مذہب ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا چار مذہب ہین۔

اول مذہب اہل ریاضی کا ہے وہ کہتے ہین کہ شعاع بشکل مخروط آنکھون مین سے نکلتی ہے راس اُس مخروط کا مرکز بصر ہوتا ہے اور قاعدہ سطح مبصر۔ مگر ان مین بھی باہم اختلاف ہو کر تین قول ہوگئے ہین۔

ایک فرقہ کہتا ہے کہ یہ مخروط ٹھوس ہوتا ہے ۔

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ خطوط شعاعی سے مرکب مخروط ہوتا ہے اور اُن خطوط کے سرون کے نقطے مرکز بصر پر مجتمع یا متحد ہوتے ہین اور خطوط بڑہکر مبصر تک پہونچ جاتے ہین بس مبصر کے جس جزو پر اطراف اِن خطوط کے منطبق ہوجاتے ہین اُنکو قوت باصرہ ادراک کرلیتی ہے اور جو جزو ان خطوط کے درمیان مین پڑتا ہے اُسکو ادراک نہین کرتی اسلئے باریک مسام مبصر کے نظر نہین آتے ۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہوا سے شفاف جو مبصر اور آنکھ کے درمیان مین ہے وہ آنکھ کی شعاع سے روشنی پکڑتی ہے اور وہی ہوا روشن ہوکر واسطۂ ابصار ہوجاتی ہے ۔

تیسرا مذہب اشراقیون کا ہے وہ یہ ہے کہ جب مبصر باصرہ کے مقابل حاضر ہوتا ہے تو نفس کو علم حضوری اُسکا حاصل ہوجاتا ہے اسی کا نام ابصار ہے ۔

چوتھا مذہب حکماے طبعی کا ہے کہ صورت مبصر کے رطوبت جلیدیہ مین منطبع ہوتی ہے اور رطوبت جلیدیہ سے مجمع النور تک یعنے اُن دو مجوف پٹھون کے ملاپ تک جو دماغ سے آنکھون تک آئے ہین پہونچ جاتی ہے اور مجمع النور سے حس مشترک تک پہونچتی ہے

جیسے ایک شیشے مین عکس پڑکر دوسرے شیشے مین جو اُسکے مقابل ہو پہونچ جاتا ہے اِس مذہب کی تائید آلۂ فوٹوگراف سے ہوتی ہے کیونکہ شیشہ اس آلہ کا بمنزلہ رطوبت جلیدیہ کے ہے اور پشت کی سیاہی بمنزلۂ سیاہی پتلی کے ہے جو رطوبت جلیدیہ کی پشت پر واقع ہے اور جسطرح بغیر روشنی کے یہ آلہ عکس پذیر نہین ہوتا اسیطرح آنکھ بھی بغیر روشنی کے نہین دیکھہ سکتی ۔

دوسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ اجسام صقیلہ مین دیکھنے والے کا چہرہ اور مقابل کی چیزین کیون نظر آتی ہین ۔

جواب

شہزادے نے کہا اس مسئلہ مین بھی چار قول ہین ۔

پہلا قول یہ ہے کہ شعاع بصر کی جب آئینہ یا اور کسی جسم صقیل پر پڑتی ہے تو وہان سے پلٹ جاتی ہے اُس جسم پر جسکی وضع آئینہ وغیرہ کے ساتھہ ایسی ہوتی ہے جیسے آئینہ وغیرہ کی وضع بصر کے ساتھہ اور اس حالت مین زاویہ شعاع اور زاویہ انعکاس برابر ہوتے ہین ۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اجسام صقیلہ کے محاذی جو چیزین واقع ہوتی ہین اُنکی صورتین اجسام صقیلہ مین منطبع ہو جاتی ہین ۔

تیسرا قول جسکے صوفیہ اور اشراقی قائل ہین یہ ہے کہ آئینہ وغیرہ

ہین جو صورتین نظر آتی ہین وہ موہوم نہین ہین بلکہ موجود اور قائم بالذات ہین۔

چوتھا قول یہ ہے کہ قوت باصرہ کا محل جب مقابل ہوتا ہے کسی جسم روشن رنگ دار سے تو جو صورت کہ مقابل اُسکے ہے محل بصر مین مرتسم ہو جاتی ہے اسی طرح وہ صورت بھی مرتسم ہو جاتی ہے جو جسم صقیل سے مقابل ہو بسبب انعکاس کے اور انعکاس کی شرط وہی زاویۂ شعاع اور زاویۂ انعکاس کا برابر ہونا ہے جیسا کہ پہلے قول کے بیان مین گزرا ہی یہی قول صحیح اور اعتراضات سے پاک ہی۔

تیسرا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ احول کو بجاے ایک کے دو کیون نظر آتے ہین۔

جواب

شہزادے نے کہا موافق قول اہل انطباع کے جنکا قول محقق سمجھا جاتا ہے قوت باصرہ اُس روح حیوانی مین ہے جو دماغ کے دو پٹھون مین ہے اور وہ دونون پٹھے دونون آنکھون تک پہونچے ہین اور جہان اُن دونون پٹھون نے تقاطع کیا ہے اُس مقام کا نام مجمع النور ہے اور کسی چیز کا دکھائی دینا صرف رطوبت جلیدیہ

مین منطبع ہونے پر موقوف نہین ہے بلکہ ضرور ہے کہ دونون آنکھون کی رطوبت جلیدیہ مین جو صورتین منطبع ہوئی ہین وہ مجمع النور تک پہونچ کر متحد ہو جاین تو قوت باصرہ کا فعل تمام ہو۔ جب یہ بات ٹھہری تو چار سبب ایک کی جگہہ دو نظر آنے کے قرار پاتے ہین۔

ایک یہ کہ جو آلہ دونون صورتون کو جو دونون آنکھون مین منطبع ہوئے ہین مجمع النور تک پہونچاتا ہے اپنی جگہہ سے ہٹ گیا ہو اس سبب سے دونون صورتین متحد نہین ہو جاتین بلکہ جدا جدا معلوم ہوتی ہین۔

دوسری یہ کہ روح حیوانی جو مجمع النور مین ہے ذہنی بائین حرکت کرتی ہو پس جو صورت ایک آنکھہ سے منتقل ہوئی وہ روح کے ایک جزو تک اور جو دوسری آنکھہ سے گئی وہ دوسرے جزو تک پہونچے اس سبب سے بھی ایک کی جگہہ دو نظر آتی ہین۔

تیسری یہ کہ روح حیوانی جو مقدم دماغ مین ہے وہ متوجہ کرے اپنی جگہہ سے مجمع النور اور حس مشترک تک اس صورت مین بھی ایک صورت روح کی کسی جزو تک اور دوسرے کسی جزو تک پہونچے گی اور ایک کی جگہہ دو نظر آئینگی۔

چوتھی یہ کہ طبقۂ عنبیہ کا ثقبہ اس طور پر حرکت کرے کہ کبھی ٹیڑھا ہو جائے

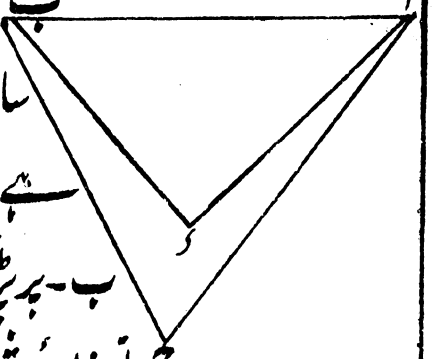
اور کبھی گھٹجائے تو بڑھجانیکی حالت مین ایک چیز بڑی نظر آئیگی اور گھٹجانیکی حالتمین چھوٹی۔ اور معلوم ہوگا کہ بڑی چیز اور ہے اور چھوٹی اور ہی۔

چوتھا سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ جو چیز نظر سے قریب ہوتی جاتی ہے تو کیون معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑھتی جاتی ہی۔

جواب

شہزادے نے کہا فرض کرو کہ وہ چیز ا۔ ب۔ ہے اور آنکھہ دیکھنے والے کی ح۔ ہے اور آنکھہ کی شعاع جو اُس چیز پر پڑکر باعث انطباع ہوئی ہے وہ ح۔ ا۔ ح۔ ب۔ ہے اس شکل پر پس جبتک وہ چیز جسکو ا۔ ب۔ فرض کیا ہے نظر سے اس فاصلہ پر ب ہے جو فاصلہ کہ ح۔ کا۔ ا۔ ب کے ساتھہ ہے تب تک زاویہ شعاع کا چھوٹا ہے اور جب نظر ء۔ کے مقام آکر ا۔ ب۔ پر پڑیگی اور اُس چیز سے قریب ہوجائیگی تو زاویۂ شعاع کا بڑہ جائیگا جسقدر زاویہ ا ر ب کا زاویہ ا ح ب سے بڑا ہے۔ پس وہ چیز بھی دیکھنے والے کو بڑی معلوم ہوگی۔



پانچوان سوال

حکیم الملک نے پوچھا کہ متساوی المقدار چیزین جو آنکھہ سے ایک ہی سمت پر ہون اُنمین سے جو دور ہے وہ بہ نسبت نزدیک کے اونچی کیون نظر آتی ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا جو شعاع کہ پہونچتی ہے دور کی چیز تک وہ اونچی ہوتی ہے اور شعاعون سے جو نزدیک کی چیز پہونچتی ہین۔

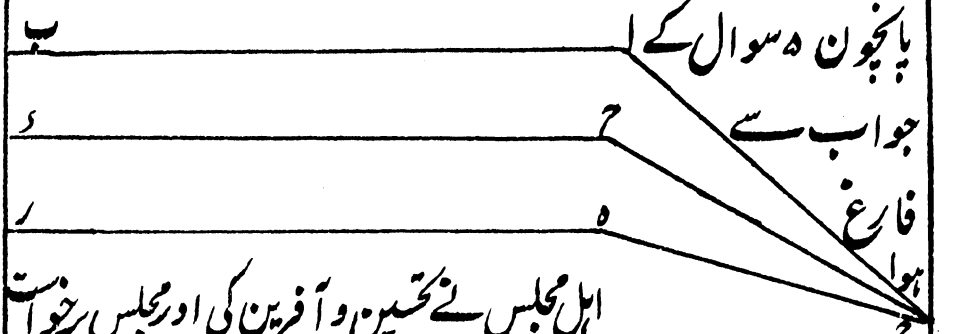
فرض کرو کہ تین چیزین متساوی المقدار۔ ا۔ ب۔ اور۔ ح۔ ر۔ اور ہ۔ ر۔ مختلف دوری پر واقع ہین اور آنکھہ۔ ح۔ ہے۔

اب جو شعاعی خط کہ آنکھہ سے ا ب تک پہونچے گا وہ نقطہ۔ ا۔ پر منتہی ہوگا

اور جو ح۔ ر تک پہونچے گا وہ نقطہ۔ ح۔ پر اور جو ہ۔ ر۔ تک پہونچے گا وہ نقطہ ہ پر اب دیکھو کہ خط۔ ح۔ ہ۔ نیچا ہے ح۔ ہ۔ سے اور ح۔ ح ح۔ ا۔ سے۔

پس اگرچہ تینون چیزین۔ ا۔ ب۔ اور ح۔ ر۔ اور۔ ہ۔ ر متساوی المقدار ہین لیکن خط شعاعی جو۔ ا۔ ب۔ تک پہونچا ہے اونچا ہے دونون خط باقی سے اس سبب سے ا۔ ب۔ اونچا

معلوم ہوتا ہے اور چیزوں سے اِس شکل پر۔ جب شاہزادہ پانچوں ۵ سوال کے جواب سے فارغ ہوا



اہل مجلس نے تحسین و آفرین کی اور مجلس برخواست ہوئی۔

علم قیافہ

اگلے روز بدستور سابق مجلس منعقد ہوئی۔ ارکان دولت اور ارباب حکمت جمع ہوئے شاہزادہ وقت معہود پر صدر آرائے انجمن ہوا۔ بعد ادائے مدارج تعظیم و تسلیم حکیم الملک نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند سوال علم قافیہ کے گزارش کئے جائیں۔

شہزادے نے اجازت دی حکیم الملک نے دریافت کیا

پہلا سوال

ہیئت اعضائے انسان کی دلالت اخلاق پر کس وجہ سے ہے۔

جواب

شہزادے نے کہا چند وجوہ سے۔

اول پہلی مجلس میں بیان ہوا ہے کہ اخلاق فطری تابع مزاج

کے ہین اور جب یہ معلوم ہو چکا کہ صفراوی کا مزاج غصہ ناک ہوتا ہی تو زردی رنگ اور لاغری بدن جو علامت صفراویت کی ہے ضرور غصہ ناک ہونے پر دلالت کریگی۔

دوسری جو قوت جس عضو مین رکھی گئی ہے اُس عضو کے قوی یا ضعیف اور صحیح یا نادرست ہونے سے قوت کا کم وبیش ہونا معلوم ہوتا ہے مثلاً قوت حافظہ کا مقام موخر دماغ ہے تو جس شخص کا موخر دماغ قوی ہوگا اُسکا حافظہ بھی ضرور قوی ہوگا۔

تیسری کیفیات نفسانی کہ چہرے کے تغیر مین بہت دخل ہے اور بدیہی ہے کہ مغموم کے چہرے کی اور ہیئت اور خرسند کے چہرہ کی اور ہیئت ہوتی ہے ایسا ہی حال اور سب کیفیات نفسانی مین ہے چنانچہ مصوران فرنگ نے ہر کیفیت کے چہرے کی جدا جدا ہیئت قائم کرلی ہے پس جس شخص پر کوئی کیفیت نفسانی اکثر اوقات طاری ہو اُسکے چہرے کی ہیئت مناسب اُس کیفیت کے ہو جائیگی مثلاً پیشانی کا پُرشکن ہونا اکثر غصہ کے وقت ہوتا ہے تو جس شخص کی پیشانی پرشکن نظر آئیگی قیاس کیا جائیگا کہ یہ غصہ ناک آدمی ہے۔

چوتھی مشابہت انسان کی اور کسی حیوان کے ساتھ اُس وصف پر دلالت کرتی ہے جو اُس حیوان مین پایا جاتا ہو مثلاً گربہ چشم آدمی کو

سمجھا جاتا ہے کہ بلی کی طرح قابو طلب ہے یہ وجوہ قیاسی تھے
جو بیان کئے گئے علاوہ ان وجوہ کے بہت باتین ایسی ہین کہ تجربہ
سے دریافت ہوئی ہین اگرچہ سبب اصلی اُنکا دریافت نہین ہوا جیسے
کوتاہ گردن کا شریر ہونا۔

ظہور الدین احمد۔ قائل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اس کا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ عدد

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔



ودیعۂ آصفی

۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ کی تقریب لگرہ مبارک کی تہنیت مین یہ ہواری سالہ جسمین نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی پیشکار و مدار المہام سرکار عالی ہین حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زینگرانی رای بہیرالال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے

شایع ہوا



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

یہانتک کہ آستینین تر ہوگئین اور دو شعر فارسی اس بارہ مین کسی نے خوب لکھے۔

شعر فارسی

نیم تنے ملک جہان را گرفت		چشم کشا صورت یزدان ببین
پائے نہی و تخت بزیر قدم		دست نہی و ملک بزیر نگین

فصل

تیمور کے لشکری اور اُنکا طریقہ اس کا مصداق تھا الناس علی دین ملوکھم اُنکی یہ حالت تھی کہ استدراجاً غیر معلوم چیزون کو جان لیتے تھے (جو خرق عادت انبیا سے ہوتی ہے اُسکو معجزہ کہتے ہین اور اگر اولیا سے ہو تو کرامت اور فاسق فاجر یا مشرک سے ہو وہ استدراج ہے) اور وہان سے اُنکو رزق ملتا تھا کہ نشان نہ گمان۔ جتنے دفینے تھے گویا اُنپر مفتوح تھے۔ اور جس قدر خزانے پوشیدہ تھے وہ اُنکے پیش نظر تھے۔ جتنے معدنیات یا مطالب مستتر تھے اُنکو سہل اور میسر تھے۔ اُنکی ہر آنکھ گھومتی رہتی تھی۔ اور وہ طرق ناجائز کے لئے قطا سے زائد رہ یاب تھے (قطا ایک جانور ہے کہ کبھی راستہ نہین بھولتا) یہ لوگ آزمودہ کار زمانہ تھے۔ تدابیر سے کام لیا زمانہ

حالات کے تجربہ کار سختیان بھگتے ہوے نشیب و فراز سے
واقف۔ نہ کسی آفت سے ڈرتے تھے نہ کسی مصیبت سے لرزتے
بہت سے چٹیل میدان طے کئے ہوئے۔

یہانتک نوبت تھی کہ بعض آدمی کسی زمین پر گزرتے اور زمین
کو دیکھتے اور کہتے یہ زمین اور ہی ہے اور کوئی گھوڑے سے اُتر کر چارون
طرف خیال کرتا پھر ہر چہار طرف کو نظر دوڑا کر ایک سمت کو قصد
کرتا پھر معہ اپنے ہمراہیون کے چلتا اور چلتے چلتے ایک جگہ
گھوڑے سے اُترتا اور وہان مقام کرتا اور زمین کو کھود کر خزانہ
نکالتا۔

اور یہی حالت تھی جب وہ کسی آبادی یا مقبرہ مین پہونچتے وہانکے
دفائن اِسطرح نکالتے کہ گویا انہین کے ہاتھ کے رکھے
ہوئے ہین۔

بسا اوقات ایسا ہوتا کہ کسی جگہ پر لوگ آباد ہین برسون سے
رہتے ہین دفعتہً یہ لوگ پہونچے اور اُنکے لئے وہان کا خزانہ
نکل گیا اور جب اصلی باشندون کو خبر ہوئی کہ جہان ہم لوگ
برسون سے رہتے تھے وہان سے تیموری لوگون نے خزانہ
نکالا اُنکو کمال حسرت ہوتی۔

تیموری لوگون کی یہ حالت تھی کہ بیلون پر بوجھ لادتے اور سوار ہوتے اور گدھون پر زین باندھتے اور لگام دیتے اور عربی گھوڑون سے بڑھجاتے۔

اونٹون کو گوشت کتون کا اور بھیڑون کا کھلاتے۔

گھوڑون کو جو کے بدلے گیہون چانول انگور مسور کھلاتے اور بسا اوقات بوقت ضرورت اپنے چوپایون برگد وغیرہ کی داڑھی اور چھال کھلاتے۔

قاضی برہان الدین ابراہیم کہتے ہین کہ قازان اور تتار جب ان دیار مین آئے اور ایسی افراتفری پڑی جیسے تیمور کے وقت مین پڑی تھی (افراتفری مخفف افراط تفریط کا ہے) اور بھاگنے والے بھاگے منجملہ اُنکے ایک تاجر تھا مقام صالحیہ مین جسکے پاس بے انتہا مال دولت تھی اُسنے یہ کیا کہ تمام چاندی سونا درہم ودنانیر ایک دیگ مین بند کئے اور بدرد کے بالوطہ کو پانی سے خالی کرکے اُسکے اندر گڑھا کھودا اور وہ دیگ رکھکر بند کر دیا اور چونا گچی جیسی تھی ویسی ہی کرکے پانی جاری کر دیا اور اما وہ چلنے پر ہوا۔

اب دروازہ پر سواریان موجود ہین سوار ہونے کو تھا کہ تاجر کی

عورت نے کہا کہ میرے کان کی دو بالیان مین رکھنی بھول گئی مبادا راستہ مین لٹ جائین انکو کہین رکھنا چاہئے تاجر نے کہا اب کوئی موقع نہین پھر سوچکر ایک دوپٹی کی چھت کی ایک لکڑی مین رکھدیا اور بعد اُسکے دونون سوار ہوگئے اور شہر کو چھوڑ گئے۔

جب قوم تتار شہر دمشق مین داخل ہوئی ایک فرقہ اِس مکان مین مقیم ہوا۔ فرصے مین سب لوگ کھاتے پیتے لوریعش ونشاط مین مصروف تھے کہ یکایک چوہے نے ایک بالی کو کترا اور ایک موتی لڑکتا ہوا فرش پر گرا۔ لوگ اِس طرح اُسپر دوڑے کہ گویا وہ قرط ماریہ تھے (ماریہ ایک عورت کا نام ہے جو ظالم کی بیٹی تھی نہایت حسین اور ملیح تھی اور اُسکے کان مین دو بالیان تھین نہایت بیش قیمت اور مشہور تھین۔

اُدھر یہ موتی دیکھکر لوگ متوجہ ہوگئے اور تاجر کی وہ ہنڈیا جونکی لوگون نکال لی اور باقی موتی بالیون کے نکالکر تقسیم کئے۔

یہی حال تیمور کے لوگون کا تھا۔ جو امر مشکل ہوتا تھا اُنکے سامنے آکر سہل ہوجاتا تھا۔

اور تیمور کے تمام ساتھی ہمذہب تیمور تھے اور تمام فنون مین تیمور کے پیرو تھے۔

فضل

حکایتاً بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ان مکاروں سے موسم سرما مین شکار کا ارادہ کیا۔ اور اپنی سواری نکالی وہ ایک بیل تھا اُسپر زین باندہا وہ ایک شاخ کا تھا جو گول بنائی گئی اور لگام بٹی ہوئی رسّی کی تھی پہر اپنا لباس زیب بدن کیا وہ چمڑا تھا پوستین کا نُچا کُچا اور سر پر ٹوپی لانبی دہنکے ہوئے نمدے کی۔ اور ترکش باندہا جس کا چمڑا اپھٹا ہوا رسیون سے بندہا ہوا اور اُسپر کپڑے کی چندیان لپٹی ہوئی تیر تیڑھے کمان سیدہی۔ ایک باز نکالا جسکے پر بڑے بڑے اُڑ گئے تھے اور زمین بدن سے پر و بازو کی کشت اُجڑ گئی تھی باز کیا تھا ایک مضغۂ گوشت تھا۔

یہ حضرت اُس اپنے بادیا پر سوار ہوئے۔ باز کو ہاتھہ پر بٹھایا اور شکار کو چلے۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک تالاب کے کنارہ پر ایک جماعت بطون کی پہر رہی ہے۔ اُنہون نے باز کو ہاتھہ بلند کر کے بطین دکہلائین۔ باز اُڑ تو سکتا نہ تھا آہستہ سے زمین پر اُتار دیا (یہ مثل مشہور ہے کہ حکیمون کے گہر کے چوہے بھی حکیم ہوتے ہین اسی طرح مکار اور حیلہ باز کے جانور بھی

مکار ہوتے ہین) باز آہستہ آہستہ بطون کی طرف بڑہا اور مکر سے شکار کرنا چاہا کیونکہ اُڑنے کی طاقت تو تھی ہی نہین اور اطمینان سے بطون مین جا ملا اور بطین بالکل بیفکر تہین کیونکہ آسمان سے نزول بلا کا اندیشہ تہا۔ باز اُن مین جا ملا اور وہ مطمئن رہین نہ بہڑکین نہ بہاگین اُنکو جبتک خبر نہ ہوئی کہ باز نے اُچل کر ایک کو دبا لیا اب حضرت شکاری لپکے اور بط کو پکڑ لیا۔

جب اہل تتار دمشق سے چلے بجالیکہ اُنہون نے دمشق کے وجود کی شاخون سے نعمتون کے پتے سب چُنلئے تھے بعضون کے پاس فقط گائے تھی کہ لوٹ لی اُسپر لوٹ کا مال لاد دیا جو قیدی تہا اُسکو سوار کیا اور سفر شروع کیا دو تین روز چل کے تہک گئی اور بزبان حال کہنے لگی کہ مین اسلئے نہین پیدا کی گئی جب گائے نے دیکہا کہ اُسکی شکایت کا کوئی مداوا نہین اللہ پر توکل کر کے بیٹہہ گئی۔

مالک گائے نے سواری کو اُتارا اور چلایا کہ اُسٹھے مگر نہ اُٹھی تب اُسکے جسقدر بوجہ لدا ہوا تہا اُتارا اور مارنا شروع کیا گائے اس سے مس نہ ہوئی گالیان دیتے ہین اور سخت مار مارتے ہین۔ ایک نے دم پکڑی کسی نے سینگ کسی نے تھوتنی اور مار مار کر اُٹھایا

اور لہولہان کر دیا مگر گائے ابرہا کا ہاتھی بنگئی (ابرہا اُس بادشاہ کا نام ہے جو ہاتھی لیکر کعبہ کو گرانے آیا تھا اور ہاتھی نے قدم نہ اٹھایا جسکے بیان مین سورۂ فیل نازل ہوئی)۔

اب وہ لوگ عاجز ہو گئے اور راستہ طے کرنا دوبھر ہو گیا۔

اتنے مین ایک شخص آیا جہاندیدہ گرم سرد زمانہ چشیدہ تجربہ کار بہوگی داڑہی جب اس نے اُن لوگون کو حیران و سرگردان بلانسٹی کے مدہوش پایا کہا کیا ہے اُنہون نے حالت بتلائی تو اُسنے کہا تم اس سے علٰحدہ ہو جاؤ اور اسطرح اُس گائے کے قریب گیا جیسے منتر دم کرنے والا مجنون کے پاس اور تھوڑی مٹی اُٹھا کر اور گائے کا سینگ پکڑ کر اُسکے کان مین ڈالی اور سر کو ہلایا کہ مٹی کان مین پہونچ گئی فوراً گائے کود کر کھڑی ہو گئی اور اس مٹی سے گھبرائی۔ اور سر ہلانے لگی اور کودنے بہاندنے لگی اور چاہتی تھی کہ چلو بلکہ اوڑ کر جانا چاہتی تھی یہانتک کہ پیشتر سے زیادہ بوجھ اُسپر لاد دیا اب یہ حالت ہے کہ دوڑی جاتی ہی اور رُکتی نہین۔

فصل

تیمور کے لشکر کے ترک کچھ بت پرست تھے اور کچھ عجمی آتش پرست اور کاہن اور ساحر اور ظالم اور کافر۔

مشرک اپنے اصنام کو اُٹھائے پھرتے تھے۔ اور کاہن اِن سب لوگونکو دلیری دلاتے تھے یہ لوگ میت اور دم مسفوح کھاتے تھے گلا گھوٹنا ہوا اور ذبح کیا ہوا اُنکو برابر تھا۔

بہت سے کاہن تھے اور اندازہ کرنے والے کہ وہ اپنی الواح کو دیکھکر وہ تمام حالات جتلاتے تھے اور اقالیم سبعہ مین اشیاء ذیل کی خبرین دیتے تھے۔

امن۔ خوف۔ عدل۔ ظلم۔ قحط۔ ارزانی۔ بیماری۔ شفا۔

اور تمام واقعات جو آئندہ ہونے والے ہین اور بہت کم خطا کرتے تھے۔

ان لوگونکے ایام شہور اعوام علیحدہ تھے ہر برس کو ایک جانور کیساتھ منسوب کرتے تھے (جیسے آجکل اہل تقویم نوروز کو بشکل طاوس وغیرہ وغیرہ بتلاتے ہین۔ اور خطاوالونکا ایک خط تھا جسکو دلبر چین کہتے اور اُنکے حروف گنتی مین اکتالیس تھے کیونکہ وہ بجاے تفخیم وامالہ حرف قائم کرتے تھے اور چغتالیونکا قلم جدا تھا جسکو اولغور کہتے تھے۔ اور وہ خط منغلی کے نام سے مشہور ہے اور اُنکے حروف فقط چودہ ہی کیونکہ وہ حروف قریب المخارج کو ایک حرف سے تعبیر کرتے ہی اسی خط مین توقیعات مراسم اشتہار۔ مکاتبات اور دفتر۔ اور تاریخ اشعار قصص۔ اخبار۔ قبالے وغیرہ لکھے جاتے تھے۔

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن۔ بیدل

جوانون کیلئے ہدایتین

بارش کا اخیر مہینا ہے بقدر ضرورت حیدرآباد مین بارش ہوچکی ہے بندگان خدا جیسے چند برس سے سوے فلک نگران تھے مگر توبہ توبہ یہ اپنے نام کا فلک تھا کوئی روے پیٹے چیخے چلاے ممکن نہین کہ اسکی آنکھہ مین آنسو آئے اب اُسکے خلاف زمین پر لگا ہین تہین پیداوار کی امیدین دل مین کہدبدا رہین ہین جن غریبون کی عورتون کے بدن پر اس چھہ سالہ گرانی نے زیور کا نام تک نہ رکھا تھا اب وہ مستورات دل کے کھیتون مین تخم امید بو رہی ہین جو جواری سنین گزشتہ مین ۵ اور ۵ اور ۵ روپیہ پلّہ کہائی تھی ابھی سے بفضلہ پانچ روپیہ پلّہ ہے پھولے نہین سماتے ایسے پھولے کہ فلک کو بھولے۔ بیدل کا مقولہ پیش نظر

نہ رہا۔

بیدل

قاصد پیام وصل اشارہ ممنون ہوا دا	سُن لے نہ یہ نوید مری آسمان کہین

آخر یہ ہوا کہ فلک نے دوستی کے پیرایہ مین دشمنی کی جو پانی موسم برسات مین عرق انفعال سے زیادہ نہ تھا یہانتک بڑھا کہ سطح زمین پر لوٹنے لگا جس فلک کی آنکھ مین خلقت کے رونے پر آنسو نہ آتا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر رویا کہ جل تھل پانی سے بھر دئے فلک کی روانی دیکھکر زمین نے بھی اونچ کی لی وہ موسیٰ ندی جو کئی سال سے میدان تھی زیادہ وحشت خیز تھی (تھی اُس جنگل کا نام ہے جس مین قوم موسیٰ علیہ السلام کی برسون حیران پھری) اسقدر جوش مین آئی کہ پل (حیدرآباد مین موسیٰ ندی کا ایک قدیم پل ہے جو پرانے پل کے نام سے مشہور ہے اور ایک نیا پل ایک چادر گھاٹ کا پل ایک جو ابھی اس زمانۂ گرانی مین بنا اور اپنے بانی کے نام سے مسلم جنگ کا پل کہلایا) موسیٰ ندی کے پانی کی روانی دیکھ دیکھکر چاہتے تھے کہ چل نکلین۔ ندی کی طغیانی سے ندی کے قرب کے خام مکانات مین دھڑا دھڑی مچ رہی تھی ہزارہا مکان گر گئے اوپر سے بارش کا زور و شور تھا ادہر سے ندی کی

طغیانی نے شہر کا پانی جوندی مین جاتا تھا اُلٹا پھیر دیا اب مختلف نشیب کے موقعون پر پانی ہی پانی تھا۔ میر عالم کے تالاب کی تو پہلے ہی سے بوجہ کثرت بارش یہ نوبت تھی کہ چادرین چھوٹ رہی تھین اپنی پری سے تال کنڈورا بنا ہوا تھا کہ مین اس بارش کی کثرت اور ندی کی طغیانی کے وقت کسی بیفکر نے یہ آواز دی کہ میر عالم کے تالاب کا کٹہ ٹوٹ گیا (یہ پہلے سے افواہ تھی کہ کٹے کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہی سرکار عالی نے قرب وجوار کے باشندون کو مطلع کیا تھا اور تالاب پر توپ رکھوادی کہ مبادا اگر کٹہ ٹوٹ جائے تو توپ کے فیر کئے جائین تاکہ خلقت مطلع ہو اُدھر نئے پُل کے قریب افضل گنج مین ۵۰ ہاتھی تیار تھے کہ خدانخواستہ اگر طغیانی ہو اور عبور مشکل ہو تو ہاتھیون کی مدد سے خلقت کی امداد کیجائے) یہ آواز صور قیامت سے کم نہ تھی سُنتے ہی مین تجہیز اور تو مجہیز خلقت تھی کہ اہل وعیال کو ساتھ لئے گھرون سے نکل پڑی مگر یہ فقرہ ابھی مستقل مزاج لوگون کے دل مین اثر گزین نہ تھا اُنکو یقین تھا کہ کٹے کی استواری ایسی نہین کہ دفعتہً ٹوٹ جائے۔ جلا اور مستورات کی حالت بہت خراب تھی دس پندرہ منٹ کے بعد یہ خبر غلط ثابت ہوئی کچھ اُدھر کے

آنے والون نے تکذیب کی کچہ پانی کے نہ آنے سے اطمینان ہوئی
کیونکہ اگر خدانخواستہ کٹہ ٹوٹے تو ایک دم مین چار مینارہ تک
جبکہ ندی بہرپور جارہی ہے پانی نظر آئے اور حسب فرمودہ صاحب

پائے بوس سیل دلزیا افگند دیوارا	

اور خصوصاً اس مثل مشہورہ کے اعتبار سے (کہ حیدر آباد نمونہ
اندر مٹی باہر چونہ) بہت اندیشہ تہا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ مثل اور
اندیشہ اُنہین لوگون کے لئے تہا جو غریب یا متوسط درجہ کے
لوگ ہین امرا کو نہ یہ اندیشہ نہ ایسے موقع پر بود و ماش مگر ہمارے
خداوند نعمت حضور پرنور وام ملکہ۔ خدا اُنکو صدوسی سال قائم
رکھے ایسے مضطرب تھے کہ جس شب کا یہ واقعہ ہے تمام رات
ٹہلتے رہے اور برابر پانچ پانچ منٹ پر سوار خبر پہونچاتے تھے
کوتوالی شہر بڑی سرگرمی سے مصروف انتظام تھی اُدہر حکام
صفائی معہ ملازمین پانچون سمت کے جہان مکان بکثرت گرے تھے
موجود تھے بنڈیان سرکاری برابر امداد دی جاتی تہین سرکاری
حکم تہا کہ جو بنڈی یا مزدور طلب کرے فوراً دیدو۔

مگر بحمد اللہ کہ کل بتاریخ ۱۴ ماہ رجب ندی کم ہوگئی اور وہ شور قیامت
دبگیا آج ۱۵ ماہ ہے آفتاب تشریف فرما ہین مگر شب کی اُس شرمندگی

سے کہ قمر کو کسیقدر اپنے ظل نورانی سے دور رکھا منہ پر ہلکا سا
نقاب سحاب ڈالے ہوئے ہین۔

ہرچند آج خسوف کی تمام تعطیل ہے مگر مدرسۂ دار العلوم جیسے
سلطنت دکن مین اپنا آپ نظیر ہے اسی طرح اسکی تعطیلین بھی بے نظیر
ہین۔ دیکھئے۔ گرما کی تعطیل باوجود کالج ہونے کے ۳۱ یوم سرما
ندارد۔ اعیاد ہنود مفقود کل گنتی کے چند روز کی تعطیل مگر یہ کیون؟
کیا یہ کالج نہین۔ کیا حضوری مدرسہ نہین فقط رخصت خاص کی امید پر
جو ایک ماہ ہے تخمیناً دو ماہ کی رخصتون کا نقصان گوارہ کیا گیا۔ مگر
چشم بد بین فلک یہ بھی نہ دیکھ سکی ہمارے ایک نو آمد افیسر کو یہ شبہ
ہوا کہ یہ عملدرآمد خلاف گشتی غلط فہمی سے ہوئی ہرچند کہ نواب
عماد الملک بہادر نے عرصہ ہوا کہ بجواب دریافت محاسبی
یہ لکھا کہ مدرسۂ دار العلوم بیشک رخصت خاص کا مستحق ہے اور
یہ گشتی سے مستثنی ہے مگر ہمارے نوجوان افیسر کا مزاج چونکہ
نہایت پابند ضابطہ تھا یہ چاہتے رہے کہ کوئی قانونی حجت ملے
نہ ملی مدرسین کے معروضہ اور عملدرآمد معتمدی اور معین المہام کو غلط
کارروائی پر محمول کیا ہمکو اس سے کیا۔ قصۂ زمین بر سر زمین چونکہ تعطیل
مین کسیقدر تردد تھا مدرسہ کے جانے کا ارادہ کیا کہ دفعتہً کیا دیکھتا ہون

کہ ایک پیر مرد جوان عقل ایسا ذی ہوش کہ اگر مین تناسخ کا قائل ہوتا تو کہدیتا کہ یہ سرسید کی روح تناسخ کی مشین مین آکر اب بصورت جدید صورت پذیر ہوگئی مگر توبہ توبہ نہ مین تناسخ کا قائل نہ کوئی مناسبت کجا سرسید کجا دریوزہ گر مجکو اسوقت کسی کے اس مقولہ نے انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال روکا اور خیال کیا کہ اسکی بھی سُنلو۔ مین ٹھٹکا وہ شخص ابھی تک لوگون کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی فکر مین تہا اور مخاطب صحیح کا منتظر مجکو دیکھتے ہی اُس نے اپنے طرز کلام کو بدلا اور مجکو تعطیل کی خبر ملنے سے گونہ اطمینان ہوئی کہنے لگا۔

اے نوجوانون جس طرح سڑک کا میل تمکو فاصلہ اور مسافت تمہارے سفر کی بتلاتا ہے اسی طرح بزبان حال یہ بتلا رہا ہے کہ یہ وہ راستہ ہے جسکو پبلک کے عقلا اور حکام نے بیخطر مان لیا ہے اسی طرح میری نصیحتون کو تم اپنی معاشرت کی سڑک کے میل خیال کرو وہ بروقت تمکو یہ بتلائیگی کہ تم مقصود سے کس قدر قریب ہوتے جاتے ہو اور تمنے اس راستہ کے اختیار کرنے مین کتنی مسافت طے کی ہے کہ اگر مخدوش اور کاواک راستہ سے آتے تو کس قدر بعد تمہارے مقصود سے ہوتا۔

مگر مجکو یہ بتلانا چاہیئے کہ انسان کو جب پوری طرح یقین ہے کہ

مین چند روز کے لئے اس دنیا مین رہنے والا ہون اور یہ بھی ضرور
عقل بتلاتی ہے کہ میرے یہان بھیجنے سے کچھ مطلب ہے بعضے
اپنی مذہبی پابندی سے یہ خیال کرتے ہین کہ ہمارے یہان آنیکا
وہی مقصود ہے جو ہمکو ہمارے مذہب نے تعلیم کیا یعنے اپنے
بھیجنے والے کی پرستش۔ بعضے یہ کہتے ہین ہم مثل دیگر حشرات الارض
فقط سیر و تماشے کے لئے آئے ہین ۔

ہمکو اس سے بحث نہین کہ کون ان مین سے رہ راست پر ہین
مگر یہ ہم کہہ سکتے ہین کہ ہر فرقے کو یہ امر مطبوع طبع ہے کہ مین اپنے
ہم چشمون مین باعتبار عزت و آبرو کے مستثنے اور بڑھیا ہون اور
میرے بعد لوگ مجکو اگر اچھا نہ کہین تو برا بھی نہ کہین ۔ مین اُن لوگون کو
کہ جنکو اپنی خواہشون کے مقابل نہ عزت کی پرواہ نہ حسب و نسب کی
حیوان سمجھتا ہون۔ اُن مین اور حیوانات مین کچھ فرق نہین بلکہ بعض
حیوانات بعض خصائل مین اُن سے افضل و بہتر نظر آئین گے ۔ بہت
لوگ ایسے ہین کہ جب اُنکو اپنا نفع ذاتی پیش نظر ہوتا ہے ہرگز یہ
خیال نہین کرتے کہ جنکو ہم اپنے فائدہ کے لئے ضرر پہونچاتے
ہین وہ ہین کہ کل ہم انکے زیر نظر تھے ہمکو تمام حوائج عزت و آبرو
اُنکے صدقے سے حاصل تھی آج ہم اپنے ذرا سے نفع کیلئے

اُنکے مدمقابل اور احسان فراموش بنجائین اگر واقعی پوچھئے تو اُنسے
کُتّا اچھا ہے کہ جس دروازے سے ٹکڑا پاتا ہے وہین کا ہو رہتا
ہے مجکو اس موقع پر ایک نقل یاد آئی ۔

کوئی شخص زمانہ سابق مین تارک الدنیا ہو کر ایک پہاڑی پر جا بیٹھا
اور اپنی دولت اہل وعیال کو یک قلم خیرباد کہکر دنیا اور اہل دنیا سے
دل اُٹھا لیا جب بھوک ستاتی درختون کے پھول پھل پتّی بقدر قوت
لایموت کھا لیتا چند روز مین پروردگار عالم نے یہ کیا کہ منجانب اللہ
کوئی چار روٹیان اور کسیقدر سالن دے جاتا ۔ یہی وہ جملہ ہے کہ جسکو
اہل اللہ ان لفظون سے تعبیر کرتے ہین کہ جناب باری سے ایک
خوان کھانے کا آتا تھا تا حال ایک ہے ۔ تھوڑے عرصہ کے بعد
وہ پہاڑ جسپر یہ عابد مقیم تھا بالکل نباتات سے خالی ہو گیا اور کئی روز
تک وہ کھانا بھی نہ آیا فقیر بھوک سے تنگ ہو کر پہاڑ سے اُترا اور
دامن کوہ مین ایک دروازہ پر سوال کیا مالک خانہ نے چار روٹیان
دین یہ لیکر لوٹا جب دروازے سے باہر ہوا کُتا جو اُس مکان کے
دروازے مین تھا اسکے ساتھ ہوا اُسنے ایک روٹی ڈالدی کُتّے
نے مُنہ لگا کر وہین چھوڑی اور پھر ساتھ ہوا اور بھوکنا شروع کیا فقیر نے
دوسری روٹی ڈالی کُتّے نے مُنہ سے چھو کر پھر فقیر کا پیچھا کیا حتیٰ کہ

فقیر نے اپنے دامن گزاری کے لئے چارون روٹیان جو اُس گھر سے
لایا تھا پھینک دین مگر کُتا ہے کہ پیچھا نہین چھوڑتا فقیر ٹھٹکا اور کہنے لگا
کہ بے حیا کُتے مین نے جو تیرے مالک نے مجکو دیا تھا سب تجکو
دیدیا اب بھی میرے ساتھ ہے۔ کُتے نے جناب باری مین التجا
کی کہ خداوندا مجکو دو منٹ کے لئے گویائی عطا فرما۔ یہ دعا قبول
ہوئی اور کُتے نے کہا اے فقیر ذرا شرم کر کہ تو مجکو بے حیا بتلاتا
ہے مین اس یہودی کے دروازے پر برسون سے پڑا ہون بہت
مرتبہ کئی کئی دن مجکو کھانا نہین ملتا مگر اپنے محسن کے دروازے کو
نہین چھوڑتا تجکو چار روز مالک اور پروردگار دوجہان سے رزق
نہ آیا تو تو نے اُسکے دشمن کے دروازے پر سوال کیا اب خیال
کر کہ بیحیا تو ہے کہ مین۔

اب گوش دل سے میری نصیحتین سنئے اور اُن پر عمل کیجئے

(۱) وہ بات منہ سے مت نکالو کہ ٹھیک اور درست
نہو۔

دیکھئے جب انسان بات کہنے مین اسکا خیال نہین کرتا کہ
مین کیا کہتا ہون لوگ اِسکو وقعت کی نگاہ سے نہین دیکھتے۔
اگر کوئی خبر بیان کی اور اُسکی تصدیق یا مخبر کی جہان نہین نہ کی تو

ایسے خبر دینے والے کو عرب حاطب اللیل کہتے ہین یعنے جیسے رات مین جنگل سے لکڑیان چننے والے کو یہ خبر نہین ہوتی کہ گیلی سوکھی اچھی بُری کیسی ہے ایسے ہی بے تکی خبر کو بیان کرنیوالا بے خبر ہوتا ہے سچی جھوٹی جیسی سُنی کہدی۔ تمام لوگ عجم کے اُسکو راوی ضعیف کہتے ہین اُسکی بات اعتبار نہین کرتے۔

اگر وعدہ کرے تو پہلے سوچ لے کہ یہ شدن تواند ہے یا نہین ورنہ اگر یہ حالت ہے کہ جو جی مین آیا کہدیا نہ وعدہ خلافی کا ارمان نہ جھوٹے ہونے کا دہیان نہ کسی کے نقصان پہونچنے کی پرواہ نہ بدنامی سے حذر نہ وعدہ خلاف مشہور ہونے کا اندیشہ تو وہ شخص اپنے ہمدرجہ لوگون مین ذلیل اپنے سے بڑون کے نزدیک بازاری۔ نہ احباب کو امید ہمدردی نہ اعزہ کو کسی قسم کا وثوق۔

یہ نقصان اسکی ذات کو ہے اور جو ہرج اوردن کو ہوتا ہے الامان الحفیظ قابلِ ضبط نہین اب اسی بات پہ ہے کہ اگر کوئی واقعی دشمن آئے تو ایسے شخص کی بے اعتباری کی وجہ سے کوئی وقعت اور دہشت اسکے قول سے نہ طبیعتون مین پیدا ہوگی نہ اُسکے دفعیہ کا سرگرمی سے انتظام کیا جائیگا۔

یہی کہکے لوٹنے کا قصہ اگر فی الواقع خدانخواستہ

صحیح بھی ہوتا اور ایسا شخص بیان کرتا تو ہرگز یہ افراتفری جو جھوٹی خبر سے ہوئی نہوتی بلکہ واقعی امر کو بھی مخبر کی بے وقعتی کی وجہ سے غلط سمجھکر بے فکر رہتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ صدہا جانین اور ہزارہا روپیہ کا مال تلف ہوجاتا۔ علیٰ ہذا القیاس مخبر کاذب کی خبر جیسی جھوٹی نقصان پہونچاتی ہے سچی خبر بھی بوجہ بے اعتباری باعث نقصان اور افسوس ہوتی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنی وقعت کو قائم رکھے اور بے اعتبار نہ بنے۔

(۲) جب تمنے کسی کام کرنے کا بیڑا اُٹھا لیا تو اُسکو بخوبی انجام دینا چاہئے ہمت کو جلد نہ ہار و سستی اور کاہلی سے بچنے کی کوشش کرو۔ کاہلی سے بچنے کو سہل نہ سمجھو۔

اس میری نصیحت کو گوش دل سے سنو اور دیکھو کہ مردی اور نامردی و بے فاصلہ وار و ہمت اور ارادہ کی پختگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ تیمور سا لنگڑا لولا اوباش لوگون مین یا کم درجہ کے لوگون مین پیدا ہوا اور بچپن سے اپنی ہمت کو مضبوط طور سے اسپر قائم کیا کہ مین سلطنت کرون گا اور اسکی تدابیر مین کوشان رہا حتیٰ کہ جس کا بیڑا اُٹھایا کر دکھایا تمام سلاطین پر گوے سبقت لے گیا۔

تاریخ تیموری کے اخیر مین جہان مصنف نے تیمور کی لائف

بیان کی لکھا ہے کہ ایک روز ایک موقع حرب پر تیمور کو سخت بخار
تھا اور اسکا خیمہ ایسے موقعہ پر استادہ تھا کہ اگر خیمے سے نکلے
تو سب حرب پیش نظر ہو اُسوقت اسکے پاس فقط دو آدمی اور ایک
بیان کرنے والے تھے جنسے اسنے یہ کہا کہ مجکو کھڑا کرو اور دروازہ
خیمہ پر بٹھا دو یہ تینون شخص غلبون مین ہاتھہ دیکر باہر لائے اسنے تھوڑی
دیر مین ایک شخص کو حکم دیا کہ فوراً امیر لشکر سے کہو کہ ایسا کرے وہ
حکم لیکر گیا اور جو دیکھہ رہا تھا کہ کچھ اور سمجھہ مین آیا دوسرے جوان کو
روانہ کیا اب فقط وہ ایک شخص رہگئے جو اسکے راوی ہین۔ وہ کہتے
ہین کہ جب مین اور تیمور رہگیا تو تیمور نے کہا اے مولینا مین لولا
لنگڑا نہ اپنے آپ کو کسی آفت سے بچا سکتا ہون نہ جلب منفعت
کے قابل ہون اگر ایک شخص مجکو دھکا دے تو اُٹھہ نہین سکتا اگر کوئی
حملہ کرے روک نہین سکتا پھر یہ قدرت خدا ہے کہ مجھ سے بیکار
اور ادھورے انسان کے رعب سے بڑے بڑے سلاطین
بید کی طرح کانپتے ہین مجکو سب پر مسلط کیا اور کہکر بہت رویا اور مجکو
بھی رُلایا۔ خیال کیجئے کہ تیمور کے ارادہ اور عزم نے کیسے کیسے
سلاطین اولوالعزم کو نیچا دکھایا جو مقابل ہوا منہ کی کھائی یہ بہت ٹھیک
ہے کہ جب انسان اپنے عزم مین مستحکم ہوتا ہے امداد غیبی اسکی تائید کو

کھڑی ہوجاتی ہے غیب سے معاملے درست ہوجاتے ہین - یہ تو
پانسو برس کا قصہ ہے اس مسلمانون کے زمانہ افلاس مین سید
احمد خان نے مدرسہ قائم کیا شاہانہ تعمیر موجود ہے لاکھون روپیہ
جمع ہے کس عزت و آبرو سے کالج نے ترقی کی علیٰ ہذا القیاس
جو ہمت مردانہ کسی امر پر ڈٹ جاتی ہے وہی خالی نہین جاتا اور
جہان سستی سے کام لیا کم ہمتی نے اُس کام کو جس کا بیڑا اُٹھایا
امر دشوار کی صورت مین دکھلایا جبانت نے تائید کی وہ کام خاک
مین مل گیا کچھ نقصان اُٹھایا بہت سی بدنامی نصیب ہوئی اُسکی چھوٹی
سی مثال ہمارے حیدرآباد کے نوجوانون کی انجمنین مین جنکو
بڑے زور شور سے قائم کیا اپنے اپنے احباب کو شریک چندہ
کیا نئے لوگ نیا شوق ناتجربہ کارون کا ہجوم اول مجلس جو ہوئی تمام
ہال کی کرسین معمور دو چار آزمودہ کار لوگون نے لکچر دئے کچھ
اسپیچ دینے کو کھڑے ہوئے پڑھنے کو پڑھا مگر اپنی ناتجربہ کاری سے
ایسے شرمائے کہ پھر حوصلہ نہوا کچھ لوگ چندے سے کسکے اگلے
جلسے مین یہ ہوا کہ جیسے اول جلسے مین سکریٹری کو کرسیون کی
فکر تھی اب بہت سی کرسین خالی نظر آنے لگین اور آئندہ رفتہ رفتہ
دو چار آدمی رہ گئے نہ ٹھہرنے والون کو دلبستگی نہ لکچرارونکی دلی اُمنگ

جو اسکے اجرا کے وقت مسلمانون کی بہیڑ یا چال کو سمجھے ہوئے تھے
اور ہماری نصیحت کے پابند تھے کہ جس کام کا بیڑا اُٹھائے اُسکو
بنہائے برابر جمے رہے جزر و مد کے نشیب و فراز مین غور کی ۔
اسباب فراہمی پیدا کئے سربرآوردہ لوگون کو منت سے خوشامد سے
تعریف و تحسین سے راستہ پر لائے رفتہ رفتہ پھر رونق ہوئی شہرت
ہوئی لوگ اسکے خواہشمند ہوئے کہ ہماری دعوت آئے بانی انجمن کا
یہ حال کہ جہان اس قسم کی بات اُسکے کان مین پڑی دعوت کا کارڈ
بھیجا خود گیا لیکر آیا ایسی دلداری اور اسلوبی سے مدارات کی کہ
خواہ مخواہ ہمیشہ ہمیشہ شریک ہونے لگے اب شہر مین وہی چند انجمنین ہین
جنکے بانی اول سے اسکے نشیب و فراز کو سمجھکر مستعد ہوئے تھے ۔ ورنہ
بہت انجمنین قائم ہوئین اور بچپن ہی مین حوالہ اجل ہوئین بانی منہ دیکھتے
رہ گئے ۔

(۳) روپیہ کو ضائع مت کرو ۔ روپیہ کا صرف کرنا بہت سہل ہے
کمانا مشکل ہے ۔

جوانی کی عمر مین جب روپیہ بلا مشقت ملجاتا ہے اور ماں باپ کی تعلیم مین
کوتھی ہوتی ہے تو وہ بے لگان روپیہ کو خراب کرتے ہین ۔
یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمنے بہت صلحا کی اولاد کو دیکھا کہ

اُنھون نے متروکہ جدی یا متروکہ پدری کو ناجائز طریقہ سے خرچ کیا اور بالآخر محتاج ہو گئے۔ تعلیم اور چیز ہے اور تربیت اور شئے ہے تعلیم تربیت کا ایک جزو ہے۔ بہت سے باپ بچون پر ایسی تنگ گیری کرتے ہین کہ وہ خود مختار ہوتے ہی رُکے ہوئے پانی کی طرح اُبل پڑتے ہین۔ بعضے باپ اولاد کے اُس زمانہ کو کہ جسمین اُنکا دماغ بالکل کاغذ صاف کی صورت ہوتا ہی نہین سنبھالتے بچونکے ابتدائی زمانہ مین جس چیز کی برائی بھلائی عظمت۔ حقارت ذہن نشین ہوتی ہے اُسکا نکلنا دوبھر ہو جاتا ہے اسی لئے تجربہ کار لوگ اخلاق ذمیمہ کی بُرائی بچے کے ذہن نشین کراتے رہتے ہین اُسکو وہ فعل کہ جو فی الواقع چاہے زیادہ مذموم نہون جب بچپن مین مذموم سمجھ مین آجاتے ہین ممکن نہین کہ وہ اُن کی طرف توجہ کرے علیٰ ہذا القیاس تمام افعال جو انسان کو جوانی مین خود رفتہ کردیتے ہین اُنکو سنبھالنا چاہیے بقدر وسعت اُنکو جائز چیزون کا محتاج نرکھنا چاہیے اِس زمانہ مین برعکس زمانہ سابق کے ضرور ہی کہ بمجرد جوانی کے بچونکی شادی کیجائے یہ نہونا ایک بڑے بے تہذیبی اور بدفعلی کا منہ کھولدینا ہے۔

روپیہ کا کمانا بہت مشکل ہی زور گار مفقود حرفت معدوم۔ تجارت کے لئے روپیہ ندارد۔ کاشت مشکل اب ہر چہار طرف سے پھر پھرا کر آدمی نوکری پر گرتا ہے اور نوکری وہ بری چیز ہے کہ معاذ اللہ اور اُسکی یہ حالت ہے

کہ کسی لیاقت پر لازمی نہین اور لیاقت جو اسوقت ضروری ہو وہ نہایت
گران غریب آدمی کا تو حوصلہ ہی نہین کہ ہمت کرے امرا بے پرواہ متوسط
اگر اپنا بیٹ کاٹکر اولاد کو لایق کرتے ہین تو فیصدی پانچ مشکل سے
نکلتے ہین ایسے زمانہ مین اگر قسمت سے کسیکو روپیہ ملجائے تو اُسکو بہت
قدر کرنی چاہیئے ورنہ بجز خدمتگاری کے روزگار نہین نہ منشیونکی پوچھ ہے
نہ مولویونکی پرسش اگر ہمارے حضور کی توجہ سے اسوقت مین حیدرآباد
کے مولویونکو جو ڈگری حاصل کرین روزگار مل بھی گیا تو تمام ہندوستانکو
یہ حضوری مراحم خسروانہ کب سیراب کرسکتے ہین ۔

ظہور الدین احمد ۔ قائل ۔

ہمدردی انسانی اور آفت رسیدوں کی کہانی

جب زمانہ ہماری کتاب زندگی کے چند سادہ اوراق (یعنے بچپن کے ابتدائی زمانہ) کو اُلٹ دیتا ہے تو مکتوب صفحات (یعنے عقل بالملکہ کے دور) کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اُس سلسلہ مین ہمکو چند سبق دئے جاتے ہین۔ جن مین کا ایک سبق یہ بھی ہوتا ہے ۔

بنی آدم اعضاء یکدیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
تو کز محنت دیگران بے غمے	نشاید کہ نامت نہند آدمی

فطرت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ اس زمانہ مین بچون کی لوح خاطر پر (جو دیگر نقوش سے ہنوز معرا رہتی ہے) جس قسم کا نقش جمایا جاتا ہے وہ نقش کالنجر ہو جاتا ہے۔ مگر جس قوم پر ادبار کی گھٹا چھا جاتی ہے ۔

اُس قوم کے بچونکی لوح خاطر پر وہ حروف مثل مسکوک سکون کے اُبھرے ہوئے نظر آتے ہین۔ اور اُس لوح پر حوادث کا سیل اس زور سے بہنے لگتا ہی۔ کہ آخر وہ ایک سوہان بنکر اُنکو گھس دیتا اور مٹا دیتا ہے۔

یہی حال ہم مسلمانون کا ہی۔ کہ گو بچپن سے ہمکو یہ مضمون رٹایا جاتا ہے۔ مگر کچھ ہی عرصہ کے بعد نسیاً منسیاً ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ ہماری آنکھون پر خود غرضی اور بے ہمتی کے کالے کمل کی پٹی باندہ دی جاتی ہے۔ اور ہم اُس پٹی پر اُس عینک کا استعمال کرتے ہین۔ جو ہمکو اپنے بھائیونکی اصلی صورت دکھانیکے بجاے مسخ شدہ صورت دکھاتی ہی۔

عینک کا تو یہ کام ہونا چاہیئے کہ میدان اور منظر مین جو نشیب و فراز راہ و چاہ۔ تلال و جبال صحراء اور دریا ہو۔ اُس سے ہمکو آگاہی بخشے۔ مگر یہ عینک۔ اُلٹا اُن گڑھون مین گرانے لگتی ہے۔ جن مین کہ کس مپرسی۔ بے دردی۔ اور بے ہمتی کا دلدل بھرا ہوا ہے اُس دلدل کی وجہ سے دفعتہً گرنیکا ہمکو احساس نہین ہوتا مگر جب وہ سر سے گذرنے لگتا ہے تب ہمکو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمنے کیسی بے راہی اختیار کی تھی۔ اُسوقت ہماری جان ضیق مین۔ اور ہماری روح ضغطہ مین رہتی ہے۔ اور نجات کی کوئی سبیل نظر نہین آتی۔ ہم انگشت حیرت در دہان۔ اور دردمند بے درمان ہو جاتے ہین۔ یہ ساری کیفیت اگر ہم اپنی قوم پر منطبق کرنا چاہین تو

خلاف واقع نہین ہے۔ اگر اُسکو بمنزلہ ایک آدمی کے فرض کیا جائے تو اُس آدمی کو تنزل اور انحطاط کی کوتاہ بینی کا مرض عارض ہی اور اُسنے ایسی عینک کا استعمال کیا ہے۔ جو حمیت و حمایت و دستگیری اور اعانت اتفاق و یگانگت ۔ کے جوہر سے عاری ہی۔ اور وہ اُسکو ایسے گڑھے مین گرا رہی ہے۔ جو جہالت اور ناکاری۔ بربادی اور ناداری کی کیچڑ سے مملو ہی۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ شخص اس گڑھے مین گرتے ہی تھوڑی دیر کے بعد کالعدم ہو جائے۔ کوئی اُسکے نقش قدم (آثار باقیہ) سے اُسکا پتہ بھی نہ لگا سکے۔ اُسکے ہمدرد اُسکا ماتم بھی نکر سکین ۔

خدا ہم مسلمانون کو اتفاق کی دولت اور معاونت کی برکت عطا فرمائے کہ ہم اپنی قوم کے بدنصیب لوگون پر ہمدردی کے آنسو بہا کر اُنکی خستہ حالی کی آگ کو بجھائین اپنے غریب بھائیون پر دستگیری کا آہ و نالہ کر کے اُنکی بیسرمایگی کی کپکپی کو دور کرین۔ اُنکے ادبار کی آگ سے جھلسے ہوئے اور افلاس کی چنگاریون سے آبلے پڑے ہوئے بدنون کو اپنی اعانت کے مرہم سے اچھا کرین۔ اُنکی بے دست و پائی کے جانی دشمن کو اپنی داد و دہش کے فوجی گارڈ سے پسپا کر کے لاچاری اور مجبوری سے نجات دلوائین ۔

ابھی ایک ہفتہ بھی نہین گذرا ہے۔ کہ کثرت بارش اور دریا بُرد کی وجہ سے ہزارون مکان ہمارے شہر کے منہدم اور شکستہ و ریختہ ہو گئے ہین۔ شہر مین

بعض بعض تالابون یا دوسری جگہون سے جو نالے آئے ہین۔ اُنکی طغیانی
کے باعث بھی کتنے مکان بالکل منہدس اور ناقابل سکونت ہو گئے ہین
پھر صرف مکانات ھی نہین ضائع ہوئے بلکہ اثاث البیت کپڑا۔ روپیہ جو کچھ
تھا وہ بھی برباد ہوا ہے۔ اور یہ سب نقصان اُن لوگون کا ہوا ہے۔
جو بالکل مفلوک۔ تباہ حال غیر مقتدر لوگ ہین۔ ہزارون آدمی اس آفت سماوی
کے سبب بے خانمان ہو گئے۔ کیا یہ لوگ مسلمانونکی اعانت اور دستگیری
کے محتاج نہین ہین؟ یہ لوگ ہماری قوم کے دست و پا نہین ہین؟ انکو
تکلیف پہونچنے یا انپر صدمہ پڑنے کا اثر کیا صرف انہین تک محدود ہے؟
کیا انہین بہت سے اسلام کے نام لیوا۔ اور مسلمانون کے مجموعہ کے
اجزا نہین ہین۔ پھر کیا وجہ ہے؟ کہ انکی دستگیری نہ کیجاے! انکے مکانات
قومی چندے سے نہ بنا دئے جائین۔ انکی حالت درست نہ کیجائے۔
خیال کرنا چاہیئے کہ ایک جھوٹے سے جھوٹا جھوپڑا بنانے کے لئے
کم از کم دو تین سو روپیہ کا خرچ پڑتا ہے۔ ایک معمولی دلوار اُٹھانیکے لئے
تیس چالیس روپیہ کی لاگت لگتی ہے۔ یہ غریب لوگ جو قحط کے صدمے
ابھی جانبر بھی نہین ہوئے ہین اور جو نان شبینہ تک کو محتاج ہین۔ اور جنکے
سنبھالنے کے لئے خداے تعالی نے اپنی رحمت کا مینہ اس زور سے
برسایا ہے۔ کیا وہ ان خرچون کے متحمل ہو سکتے ہین۔ اپنے مکانات کو

ازسر تو تیار کر سکتے ہین - ہرگز نہین - کبھی نہین - ممکن نہین -

ہمارے دماغونکی دیگ مین - آجکل یورپ کی تقلید کا مادہ بہت جوش وخروش سے پک رہا ہے مگر وہ مادہ صرف یہین تک محدود ہی کہ ہم بوٹ سوٹ پہن لیتے ہین - کالر اور نکٹی نہایت نزاکت کے ساتھ لگا لیتے ہین چھری کانٹے سے ڈبل روٹی اور انڈے کھانے لگتے ہین - اور باقی الحمد خیر صلاح - دوسرے ضروری کامون مین نہین یورپ کی تقلید کرنا فرض واجب ہی - بالکل بے حس بنجاتے ہین - اس سے قوم درست نہین ہوتی قوم مین تہذیب وتمدن نہین آسکتا - اس سے اتفاق اور باہمی معاونت پیدا نہین ہوسکتی

ہمکو ہر ایسے امر مین جو غیر معمولی کہا جاسکے یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر ہمارے شہر کے کسی شہر مین حادث ہوتا تو وہان کے لوگ اسی کے انسداد اور مکافات کے لئے کونسا طریقہ کونسی صوابدید اور کونسی تجویز اختیار کرتے - فرض کیجئے کہ اگر یہی افتاد جو ہمارے شہر کو پیش آئی ہی یورپ کے کسی شہر کو پیش آتی تو وہان کے رہنے والے کیا کام کرتے - مین بتلاؤن کہ وہ کیا کرتے ؟ یہ کرتے کہ سب سے پہلے وہان کے پوپ اور پادری اُٹھتے گرجا دن اور کلیسون کو بھاگتے اور مذہبی پیرایہ سے زور ڈالکر مقتدر اور ذی مکنت لوگون سے چندہ اگلواتے - پھر وہان کے لکچرار اور اسپیکر کھڑے ہوتے اور دلائل عقلیہ اور براہین قیاسیہ سے یہ ثابت کرتے کہ ان صدمہ رسیدہ لوگونکی

ہمدردی انسانیت اور قومیت کے فرائض مین سے ہے۔ اسکے بعد وہانکے
ڈیوک۔ آرل۔ لارڈ۔ اور نائٹ نکلتے اور اپنی وجاہت کا دباؤ ڈالکر۔
لوگون سے چندہ مانگتے اور خود بھی نہایت فیاضی اور فراخ حوصلگی سے چندہ
دیتے۔ وہان کے رسالہ اور اخبارات گھوڑدوڑ کا سمان باندہ دیتے۔ اور فنڈکی
کمی کو پورا کرتے۔ وہانکی سوسائٹیان اور انجمنین لکچربازی کا بازار گرم کردیتین
اور اس آفت ناگہانی کی تلافی کراتین۔ کاش ہملوگون پر بھی اہنی آدمیون کا سایہ
پڑا ہوتا۔ کہ اپنے غریب بہائیونکی مدد و امداد کے لئے چندے کرتے۔ جولیان
باندہتے۔ گداگری کرتے اور ڈوبتے ہوؤن کو نکالتے۔

بعض کوتاہ بین یہ خیال کرتے ہین کہ دوسرے لوگون کے لئے ہمکو اپنا روپیہ خرچ
کرنیکی کیا ضرورت پڑی ہے؟ افسوس ہے اُنکی عقلون پر جیف ہے اُنکی ہمتون پر اور آوخ
ہے اُنکی حمیتون پر یہ لوگ اتنا نہین خیال کرتے کہ اپنے غریب بہائیون کا ہاتھ بٹانا
درحقیقت اپنے ہاتھ کو قوی کرنا ہے اُنکو ڈوبنے سے ترانا دراصل اپنے تئین غرق
ہونے سے بچانا ہے۔ مین ان لوگونکے لئے ایک چھوٹی سی تنبیہ کرنے والی نظیر پیش کرتا
ہون جس سے وہ اگر عقلمند ہین تو قومی ہمدردی کا فائدہ معلوم کرلین گے۔

دنیا مین ایسا کوئی آدمی نہین ہے جو بخار سے مر رہا ہو اور کونین پینے سے پرہیز کرے
مین کہتا ہون کہ اگر وہ بخار سے مر رہا ہے تو مرا کرے۔ مگر زبان کو کیا پڑی ہے؟ کہ وہ
حنظل سے بھی زیادہ تلخ پانی کو شربت انار سمجھ کر لی جاے۔ پالنون کو کیا ضرورت ہے

کہ وہ ڈاکٹر خانہ کو جانیکی زحمت گوارا کرے۔ ہاتھون کو کیا غرض ہے؟
کہ دوا کی قیمت ادا کرین پھر قوت ذائقہ کو کیا حاجت ہے؟ کہ وہ حلوہ
حامض سے زبان کو پرہیز مین رکھے۔

یہ تمام اعضا حقیقت مین اپنے فائدہ کے لئے یہ سب مصیبتین جھیلتے
ہین ورنہ کسیکو کیا مطلب ہی؟ کہ دوسرے کے لئے اپنا نقصان گوارہ کرے
صاحبو! دوست تو دوست ہی ہے مصیبت کے وقت دشمن تک
اپنی دشمنی سے باز آجاتے ہین۔

اور متفقہ قوت کو جمع کرکے اُس آفت کو دفع کرنیکی فکر کرتے ہین۔
مثال کے لئے مرغون کی نظیر کچھ کم نہین ہے۔ دو مرغ کبھی ایک جگہہ
اکٹھے ہوکر نہین کھڑے ہوسکتے دن بھر ایک کو دوسرا اور دوسرے کو
تیسرا مارتا اور بھگاتا رہتا ہے۔ مگر جب شام کی تاریکی اُنکو سہم آگین کردیتی
ہے تو سب کے سب بلا جنگ وجدال ایک جاے جمع ہوجاتے ہین اور
بلا نفرت ومخالفت کے ایک ہی ٹاپے یا دڑبے مین بند ہونا پسند کرتے
ہین۔

آجکل ہمارے شہر مین جو ٹرنجل کمپنی اُتری ہوئی ہے اگر ہم لوگ
اُسی کمپنی سے سبق لین تو بعید از انصاف نہین۔ آپ نے اشتہار
ملاحظہ کیا ہوگا کہ اس کمپنی نے اپنے ایک نہایت مشہور کھیل یعنے اسپرچوس

کے ایک کھیل کی پوری آمدنی علیگڈھ کی انجمن مسمی بہ الفرض کو نذر
کی ہے۔ کہنے کو تو ایک چھوٹی سی بات ہے مگر جب ذرا غور کرین تو معلوم
ہوتا ہے۔ کہ دنیا مین اس قسم کے کامون کی بہت کم مثالین پائی جاتی ہین
باقی آئندہ۔

محمد اکبر علی یکے از طلباء دار العلوم

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو لطیف خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی ۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔

لعظمت اللہ



عمر شتاب ہمنا خزان شوای ارشکین پرند

ودیدۂ آصفی

نمبال الوداع عیدون کی شاہ

۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں یہ ہواری سالہ جسمیں نظم و نثر

کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد

تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی آنریبل پیشکار و مدار المہام سرکار عالی

ہیں حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی رای سہرالال صاحب نشاط

مجتبی پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے

شایع ہوا

فہرست مضامین دہ بہ آصفی نمبر (۶)، جلد (۷)

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	ہمدردی انسانی الخ	جناب محمد اکبر علیہ صاحب یکے از طلباء دار العلوم
۲	۴	ناظر و مدد طالبعلم و نگاہ مناظرہ	راقم یکے از طلباء مدرسہ دار العلوم ۔



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

ہمدردی انسانی اور
آفت رسیدونکی کہانی

اگر اُس کھیل کی کم سے کم آمدنی تین ہزار روپیہ بھی فرض کیجائے تو یہ ایک ایسی رقم ہے جو ہندوستان کے امیرون اور اغنیا کے دل سے بمشکل چھوٹ سکے گی۔ اور اسپر طرّہ یہ ہے۔ کہ یہ ایسی فیاض قوم کس قسم کی قوم ہے۔ اِس نے کِس قوم کی اعانت مین یہ فیاضی دکھائی ہے کِس مذہب کی قوم کے لئے اُس نے چندہ دیا ہے۔ اور پھر کیا چیز دی ہے اور کیسی ہر دل عزیز چیز دی ہے۔ ہاے ایسی عزیز چیز دی ہے کہ جسکے لئے بچہ۔ بوڑہا۔ آدہیڑ۔ اور جوان۔ عورت اور مرد۔ زندیق۔ اور پارسا۔ زاہد اور عابد۔

سب کے سب یکسان کوشش کرتے ہین - اور جسکی شان مین یہ شعر نازل ہوا ہے -

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی	

حیدرآباد کی عام آبادی باستثناء امرا و اغنیاء کے تین لاکھ سے کسی صورت مین کم نہین اگر ہر شخص جن مین دس ہزار ماہانہ کی آمدنی والا اور دس روپیہ کی تنخواہ پانے والا دونون شریک ہین - صرف ایک ایک آنہ ہی چندہ دیدے تو تین لاکھ آنہ یعنے اٹھارہ ہزار سات سو پچاس روپیے ہوجاتے ہین - اب اگر ان مین اغنیاء اور صاحبان ثروت کو بھی شریک کرلیا جائے - اور ہر ایک سے صرف سو روپیے - جو شاید اُنکے خاکروب یا حجام کی بھی ماہوار نہ ہوگی - لئے جائین تو ایک لاکھ روپئے ہوتے ہین -

یہ ایک ایسی رقم ہے جس سے غریب خانمان برباد لوگون کی بہت اچھی طرح دستگیری ہوسکتی ہے - اور لطف یہ ہے کہ اسکے صلے مین قطع نظر قومی ہمدردی اور دینی حمایت کے ایک ایسی گرانبہا چیز ملتی ہے - جو شاید دنیا کی تمام نعمتون سے زیادہ شیرین اور تمام دولتون سے زیادہ قیمتی ہے - وہ کیا چیز ہے ؟

خلق اللہ کے دلون کی دعا ہے۔ جو دوزخ کی آگ کو گلستان پر
بہار کردینے والی۔ بہشت کے دروازون کو انتظار مین بیقرار
بنا دینے والی خدا سے قرین و قریب کرنے والی۔ اور جناب
ختمی مآب (صلعم) کی شفاعت کا مستحق گردان نے والی ہی۔
کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے نزدیک نرکھ اور دوزخ کی
تکلیفین اور عذاب مسلم الثبوت ہین اگر ایک دیاسلائی کی تیلی سے
ہماری انگلی کا ذرا سا حصہ جل جاتا ہے تو پانچ گھنٹہ تک اُسکا صدمہ
محسوس ہوتا ہی۔ خیال فرمائیے کہ وہ کیسی آگ ہوگی جسکا ایندھن۔
پتھر اور آدمی ہونگے۔ اِس آگ سے بچنے کی اس کے سوا اور کوئی
ترکیب نہین کہ اسی قسم کے کامون مین حصہ لیکر خلق اللہ کو آرام
پہونچائین اور خوشنودی خدا کو خرید فرمائین۔ وما علینا الا البلاغ۔

محمد اکبر علی: یکے از طلبار دارالعلوم

ناٹک پر دو طالب علمونکا مناظرہ

آفتاب - دنیا کی تمام دن کی بدکاری دیکھ دیکھ کر زرد ہو چلا ہی اور اب قریب ہے کہ اِس دنیا سے بیزار ہو کے کسی اور دنیا مین جا نکلے - ماہتاب - زمانہ کی سیہ کاری کے ہاتھون سپید پڑ گیا ہی گویا یتیمون کی آہ وزاری - ایامیٰ کی ذلت وخواری - بیکسون کی بے یاری وبیکاری - غریبون کی غربی اور ناداری کو دیکھ دیکھکر سہما ہوا ہے - اور اُنکی ہمدردی اور غمخواری کے لئے اپنے نور کے چوغہ اور کرنون کے سمین وتابناک لباس کو مہر بامہر کی دوکان مین رہن کر آیا ہے - شاہ انجم کی یہ حالت دیکھکر کواکب بھی سراسیمہ ہو گئے ہین - اور اپنے نیچے بسنے والون کی زار وفگار حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہین - زہرہ کا زہرہ -

عورتون اور مہذب عورتون کی باعصمتی اور باحرمتی کو دیکھ دیکھکر شگافتہ ہو رہا ہے اور آج مجلس رقص و سرود سرد ہے۔ مشتری نے اپنی گرم بازاری۔ آزادی چاہنے والیون کو نذر کردی ہے۔

ثریا۔ کو حجاب اُلٹ کر اپنے خریدارون اور نازبردارون کو منہ دکھانا خوب یاد ہے۔ بنات النعش نے پردے کو پھاڑ کر پھینک دیا ہے۔ اور مریخ محمور کا انتظار کر رہی ہین۔ باد مخالف کے جھونکے تیز تیز چل رہے ہین۔ اور بدبختی و بدنصیبی کی گھٹا جھوم جھوم کر اُٹھ رہی ہے۔ چرخ چنبری کا آوا بہت بگڑا ہوا ہے۔ ستیارہ و ثوابت کے درمیان مسلمانون کی قسمت پر جھگڑا ہو رہا ہے۔ زمانہ کی کجروی سے باغ اسلام کے شگوفے مرجھائے ہوئے ہین۔ مقدر کی ہیبری سے شیطان کے کارنامے بہت فروغ پائے ہوئے ہین اسلام کا دریا اپنے بہت بڑے مد کے بعد جزر کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ اور مسلمانون کی خوش قسمتی کا چراغ بہت مدت تک جھلملانیکے بعد چراغ سحری بنکر ٹمٹما رہا ہے۔ تدبیر کا ہر پانسہ کانا پڑتا جاتا ہے اور اتفاق سے جو داؤن ملتا ہے اوندھا ملتا ہے۔

موسمی سردی حجرون اور حجلون کے اندر داخل ہو رہی ہے۔

اسی طرح جس طرح کہ اسلامی سرد مہری مسلمانون کے خانہ ہائے
دل مین ہوا کے جھونکے خرام ناز سے چل رہے ہین۔ اسیطرح
جس طرح کہ الحاد اور دہریت کی ہوا۔ آہستہ آہستہ چل رہی ہے
سواد شب عالم پر چھا رہا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ کفر کی حکومت
ساری دنیا پر اپنی تاریکی سے محیط ہو رہی ہے۔ پھولون سے
شہید کی مکھیان رس چوس رہی ہین۔ اسی طرح جس طرح کہ مسلمانون سے
دولت چوسی جا رہی ہے۔ درختون اور جنگلون پر طائرون کا ہجوم
ہو رہا ہے اسی طرح جس طرح کہ مقدونیہ پر بوزنیہ صورت نمکحلالون کا
زحام ہو رہا ہے۔ قندیلین جا بجا چمکتی جا رہی ہین۔ اسی طرح جس طرح
کہ ایک آدہ ہونہار مسلمان کی امیدون کا ستارہ چمکتا نظر آتا
ہے۔ دوکانین بند کی جا رہی ہین اسی طرح جس طرح کہ اسلام کے
پس ماندون کے لئے روزی کا بازار بند کیا جا رہا ہے۔

اب وہ وقت ہے کہ جسکو دن اور رات کے وصال و اتصال
کا وقت کہنا چاہیئے۔ جا بجا لہو و لعب اور سیر و تماشا کے دفتر کھلتے
جا رہے ہین۔ اور اُسکا ایکٹ کرنے والے وکلاء و لربائی کی بحث
اور خوش ادائی کی جراح کا پارٹ پورا کرنے کے لئے خوب
بن ٹھن کر مستعد ہو رہے ہین تماشے کی داد دینے والے

جوری ایک ایک کرکے آرہے ہین۔ اور معزز جنٹلمین تہذیب کی عینک لگائے اور شائستگی کی نکٹائی کو درست کئے۔ علم و ہنر کے بوٹ سوٹ کو زیب تن کرکے تماشے کی ڈگری کا نظارہ کررہے ہین۔

اس وقت ہماری نگاہ اُن دو لڑکون پر پڑ رہی ہے۔ جو کتب خانے کی سڑک سے آرہے ہین۔ اور بالکل ہمعمر و ہم قامت معلوم ہوتے ہین۔ شاید طالب علم ہین کیونکہ ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک ایک کتاب ہے۔ مگر دونون کا فیشن بالکل مختلف ہے۔ ایک تو پورے انگریزی لباس مین ہے۔ اور دوسرا شیروان اور استنبولی ٹوپی پہنے ہوی ہے۔ گویا متعارف تہذیب سے کوسون دور ہے آیئے ذرا ہم بھی تو سُنین کہ کیا کہہ رہے ہین۔ ناظرین کی سہولت کے لئے ہم ان کے فرضی نام رند اور صالح رکھہ لیتے ہین۔

رند	بہ از روے زیبا ست آواز خوش کہ آن خط نفس است و این قوتِ روح

بھئی واہ۔ کس قدر سچا مضمون ہے۔ انداز بیان بھی کسقدر خوش اسلوب ہے۔ اور پھر مطالب و مقاصد کی تصریح کرنے سے شعر مین نزاکت و جزالت کیسی پیدا ہوگئی ہے۔ طبیعت تو یہی چاہتی

سے ہے کہ دن بھر اسی کا ورد کرتا رہون۔ دل اور زبان دونون یکسان لذت پاتے ہین۔ کیون نہو۔ آخر بلبل شیراز (یعنے سعدی) ہین نا۔

صالح:۔ جی ہان کیون نہو سعدی ہین نا۔ یہ وہی تو حضرت ہین جبہ اور دستار اُتار کر حضرت قوال کی نذر اور راگ سُننے سے ہمیشہ کے لئے حذر کیا تہا

رند:۔ راگ سُننے سے حذر کرنا سعدی کے بس مین تو کیا کسی بشر۔ بلکہ کسی شجر اور حجر کے بھی امکان مین نہین۔ آپ نے سُنا نہین کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) جب اپنی سنئے لے بیٹھتے تھے تو مرغان ہوا اور ماہیان دریا تک کو بے جان و روح اور بے ذبح کے مذبوح کر ڈالتے تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے شعر

اشتر بشعر عرب در حالت است وطرب	
تو خود چہ آدمیی۔ کز نغمہ بے خبری	

یہ تو ایک ایسا مادہ ہے۔ کہ نباتات اور جمادات کی بھی سرشت و فطرت مین قدرت کی طرف سے ودیعت رکہا گیا ہے۔ اگر سعدی نے سماع سے حذر کیا تہا۔ تو صرف قوال کی انکر الاصوات۔ آواز سے

دکھاوے کو ناک چڑھاتا ہے - یہ آپ کا حسن ظن ہے - مگر سچ یہ ہے کہ جس امر کے ارتکاب مین آگے چل کر شرور و فساد کا یقین ہو - ہمکو اُس کے اختیار کرنے مین فائدہ ہی کیا ہے؟

رند:- بات یہ ہے کہ انسان کی طبیعت ایسی کمزور اور غیر متحمل واقع ہوئی ہے - کہ ذرا سے صدمہ سے اُسکا دل و دماغ ضعیف اور ادنی سے حادثہ سے اُسکے قوی مضمحل ہوجاتے ہین - اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ دنیا مین ہم لوگون پر کیسے کیسے واقعات اور غمناک حادثات روزانہ گذرتے ہین - اسی مضمون کو کسی شاعر نے نہایت عمدہ پیرایہ مین نظم کیا ہے - قطعہ

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے	جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا	غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

اِسی وجہ سے خدا نے ہماری طبیعت مین چند ایسی خواہشین بھی ودیعت رکھی ہین - جن سے غم غلط اور حزن و ملال رفع ہوتا رہتا ہے - کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو رنج و قلق کے متواتر صدمون سے آدمی کا زندہ رہنا بھی محال ہوجاتا -

صالح:- بھائی صاحب - مین اس بات کو تسلیم کرتا ہون کہ انسان کی حالت درحقیقت اسی قسم کی ہے مگر کیا ضرور ہے

کہ اُسکے رفع کرنے کے لئے ایسے ذرایع پیدا کئے جائین
جن پر یہ مثل صادق آئے کہ بہاڑ سے بچنے کے لئے تنور
مین جا پڑے دل بہلانے اور تفریح طبع کے بیسیون طریقے ہین۔
باغون کی سیر جنگلون کے چکر۔ اور تالابون کی گردش اندوہ و
غمان کو دفع کرنے کی نہایت عمدہ تدبیر ہے۔

اس موقع پر مجکو شیخ رئیس کی نصیحت یاد آگئی جو خاص اسی بات
مین ہوئی ہے۔ اُسکا یہ قاعدہ تہا کہ علی الصباح فلسفہ اور ریاضی
پر لکچر دیا کرتا تہا۔ ایک رات اُسکے شاگردون نے جو غالبًا
ہمارے ہی ہم خیال ہون گے چنگ و رباب مین صبح کر دی
اور عیش و نشاط کی خوب داد دی۔ جب صبح کو اُس نے لکچر دینا
شروع کیا۔ تو کسی نے دل لگا کر نہین سُنا۔ کیونکہ رات کا خمار
آنکھون مین چھایا ہوا تہا۔ اور جاگنے کی وجہ سے طبیعتین حاضر
نہین تہین۔

جب شیخ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو آنکھون مین آنسو بھر لایا اور
یہ کہا کہ "سخت افسوس ہے۔ تم لوگ آدمی کہلاتے ہو۔ مگر حیوانات
سے بھی بدتر ہو۔ ایک ادنیٰ پیشہ ور دن رات محنت کر کے اپنے
پیشہ مین کمال حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن تم لوگ اپنی عمر عزیز کو اس قسم کے

بیزار ہو کر کہا تھا مگر پھر دوسری جگہ خود ہی فرماتے ہین ۔شعر

روی خوش و آواز خوش و ارند ہر یک لذتے
بنگر کہ لذت چون بود محبوب خوش آواز را

صالح ۔ اس سے آپکا مقصود کیا ہے ؟ اگر سعدی کے کلام کو دستور العمل بنانا منظور ہے ۔ تو میرا خیال ہے کہ گلستان اور بوستان سے غالباً کوئی مسئلہ چھوٹا ہوا نہین ہے مگر نہین معلوم کہ غزل سے استدلال کرنا ۔ کس منطق کی کتاب مین لکھا ہے ؟ اور رندانہ کلام سے راگ کی خوبی ثابت کرنی کس سقراط کے مناظرہ کا طریقہ ہے ۔ خود سعدی نے بھی تو اپنی غزلون پر اپنا عمل درآمد نہین رکھا تھا ۔ ہمنے کسی کتاب ۔ کسی تذکرہ ۔ کسی لائف مین یہ نہین دیکھا ۔ کہ سعدی نے کبھی شراب پی تھی حالانکہ فرماتے ہین ۔شعر

گر مئی بجان دہندت ۔ بستان کہ پیش دانا
ز آب حیات خوشتر ۔ خاک شراب خانہ

ہمنے سعدی کے سے فلسفی ۔ اور ناصح زمانہ کے حالات سے متعلق یہ بھی کبھی نہین سنا کہ اُن سے کوئی کام کسی وقت خلاف عقل صادر ہوا تھا مگر فرماتے ہین ۔شعر ۔

ماجرائے عقل پرسیدم ز عشق
گفت معزول است و سلطانیش نیست

آپ کے استدلال سے تو یہ لازم آتا ہے کہ ان اشعار پر بھی آدمی اپنا عملدرآمد رکھے۔ بجا لیکہ شراب کے مثالب اور نقصانات ایک جاہل اور احمق آدمی سے بھی پوشیدہ نہین ہین۔ اور عقل کے کرشمے۔ ساری دنیا کے پاس مسلم الثبوت ہین۔

رند:۔ اگرچہ آپکی تقریر۔ ایک معین حد تک قابل تسلیم ہے مگر اُس سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ آتش سے سورت۔ اور آفتاب سے لمعت۔ یا پانی سے روانی۔ اور ہوا سے جولانی کا ظہور نہ ہو سکے۔ کیونکہ موسیقی کی دلاویزی ہر ایک طبیعت مین نیچر کی جانب سے ودیعت رکھی ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے (اور گمان غالب ہے کہ آپ کا بھی ہو) کہ دنیا مین کوئی ایسا آدمی نہین ہے۔ جس نے سرور کے وقت۔ زور سے یا آہستہ کچھ نہ کچھ گنگنایا نہو۔ جب صورت حال یہ ہے تو پھر تکلف یا لوگون کے دکھاوے کو راگ سے ناک چڑھانا۔ کار عاقلان نیست کا مصداق ہے۔

صالح:۔ میری نسبت ایسا خیال کرنا کہ تکلف یا لوگون کے

بیہودہ مشغلون مین برباد کر دیتے ہو۔ اور کسی قسم کا کمال نہین حاصل کرتے۔" اس تقریر سے شاگردون کے دل پر عجب اثر پڑا۔ کہ اس قسم کے ہزلیات سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی — اور صبح کی نماز اسی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔

زمدہ۔ خیر بھائی۔ اب مین تمہید کو بالائے طاق رکھتا ہون اور اصل مطلب پر آتا ہون۔ آج نواب قمر علی خان نے اپنے مکان پر دوستون کو دعوت دی ہے۔ انٹرنس کا امتحان ہونے کے بعد چونکہ ہم لوگون کو اطمینان سے کسی جلسہ مین شریک ہونے کا موقع نہین ملا تھا اسلئے انہون نے آجکی رات دعوت سے فارغ ہونے کے بعد ناٹک مین بھی چلنے کی تجویز ٹھہرائی ہی اور آپ کو بلانے کے لئے خاص مجھے روانہ فرمایا ہے۔ مین حاضر ہوا تھا مگر معلوم ہوا کہ آپ تشریف نہین رکھتے ہین۔ خوبی قسمت سے راستہ مین ملاقات ہو گئی۔ اب آپ تشریف لے چلئے اور دوستونکو محظوظ و معزز فرمائیے۔

صالح۔ اہا ہا۔ اب معلوم ہوا۔ کہ یہ لابنی چوڑی تقریر اس غرض سے ہو رہی تھی۔ مگر واہ آپ نے بھی کمال کیا کس عمدہ پیرایہ سے اس مسئلہ کو چھیڑا ہے۔ پہلے تو حضرت سعدی

کی غزل سے استدلال کیا پھر عقلی دلائل سے اس مضمون کو ثابت کرنیکی کوشش کی۔ مگر مین بھی سمجھ ہی گیا تھا۔ کہ ع۔

سلام روستائی بے غرض نیست	

آخر اس بحث کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ اب حال کھلا کہ یہ بات تھی مگر بھائی صاحب بندہ تو اس قسم کے لاطائل کامون مین شریک ہونا ہرگز پسند نہین کرتا۔ اپ میری طرف سے یہ گذارش کرین کہ خاکسار آپ کی اس عنایت فرمائی اور عزت افزائی کا نہایت ممنون ہے۔ مگر چونکہ اس قسم کے کامون مین شریک ہونا۔ اپنی حیثیت سے اعلی وارفع سمجھتا ہے۔ اسلئے حضوری خدمت سے مجبور ہے۔ امید ہے کہ عذر قبول ہوگا۔ اور دل مین ملول نہوجئے گا۔

رند:۔ مگر اس صورت مین تو نہ صرف خان صاحب اور دیگر احباب کی دل شکنی ہوگی! ورنہ صرف اس شعر کے مفہوم خلاف پر عمل کیا جائیگا۔

مے خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن ✣	

بلکہ علاوہ ایک بہت بڑے مالی نقصان کے منشا، مذہب

کی بھی مخالفت ہوگی۔ کیونکہ حدیث شریف مین آچکا ہے کہ قبول دعوت میری سنت سے ہی۔ دعوت کا ساز وسامان الگ برباد ہوجائیگا۔ اور مٹھیٹر کے کونچون کی قیمت جدا ضائع ہوگی۔

کیا آپ کا سا ریفارمر قوم صرف ایک اپنے نہ آنے سے کسی کا اتنا بڑا نقصان ہونا پسند کرسکتا ہی؟

اگر ناٹک دیکھنے سے پرہیز ہو تو خیر وہ ایک دوسری بات ہی۔ مگر دعوت مین آنے سے کیون احتراز ہی؟

صالح:۔ تو میرا اس مین قصور ہی کیا ہے؟ نقصان ہوگا تو اپنی خفتِ عقل سے ہوگا ع۔

	چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اور میرے نہ آنے سے بگڑ ہی کیا جائیگا؟ محفل آرائی کے لئے جب وہان دوسرے احباب موجود ہین تو پھر کیا غم ہے؟

رند:۔ مگر سب لوگ جانتے ہین کہ مجلس دوستانہ کی رونق اور بزم یاران کے گل خندان تو آپ ہی ہین۔

صالح:۔ آپ میری نیابت کے لئے کافی ہین۔

رند:۔ واہ کیا خوب۔ یہ بھی ایک ہی کہی۔ آپ کا وہان پر چلنا ازبس ضروری ہے۔ اور کیا عجب ہے کہ جس طرح مجکو۔ آپنے

ساکت کر دیا ہے۔ اسی طرح خانصاحب اور دوسرون کو بھی قائل کر دین۔

صالح:۔ بھئی آپ نے تو تنگ کر ڈالا عجیب قسم سے پیچیا کرتے ہو کہ آدمی ضغطہ مین ہو جاتا ہے۔ چلئے۔ چلتا ہون۔ یہان سے مکان بھی تو قریب آگیا ہے۔ دیکھون آج مناظرہ مین طبیعت کا کیا رنگ رہتا ہے۔ آیا غالب بھی ہوتی ہے یا نہین۔؟ وہان آپکے سوا اور کون ایسا جھگڑالو بیٹھا ہوا ہے۔

رند:۔ دیکھنا ذرا سنبھل کر زبان کھولا کیجئے خواہ مخواہ غریب سمجھکر جھگڑالو بنا دیا۔ واہ کیا خوب!۔

صالح:۔ خیر صاحب معاف کیجئے۔ ناگوار طبع ہو تو آپ بھی مجکو کچھ کہ ڈالئے۔ مگر دل سے صفائی ہو جائے میل نہ رہنے پائے۔

رند:۔ جانے بھی دیجئے۔ آپ کی تشریف فرمائی کے صلہ مین مجھے سب گوارا ہے لیجئے مکان بھی آپہونچا۔

اب تھوڑی دیر کے بعد ہم ان لڑکون کو ایک نہایت پر فضا اور دل کشا بالاخانہ کے اوپر۔ کھانے کی میز کے گرد بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین۔ آپس مین ادہر اُدہر کے تذکرے۔ اور جہل پہل کی باتین ہو رہی ہین۔ آئیے ذرا ہم بھی تو سنین کہ کیا کہہ رہے ہین۔؟

رند ۔ سُنا آپ نے خانصاحب ۔ کوئی ایک ہفتہ گذرا کہ کسی صوفی صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی ۔ ہمنے اُن سے سماع کی حلت و حرمت کے متعلق استفسار کیا ۔ کہنے لگے میاں صاحب زیادہ کہنے کی ضرورت کیا ہے ۔ امام غزالی تو بڑے متشرع اور مستند عالم ہو گذرے ہین ۔ اُنکی مشہور کتاب کیمیای سعادت ہی کو ذرا دیکھ لو تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ حلال ہے یا حرام ؟

ہمنے ایسے سچے کی بات سُنکر اُن کا شکریہ ادا کیا اور چلتے ہوئے ۔

صالح ۔ پھر آپ نے اُس کتاب کو دیکھا بھی یا نہین ۔

رند ۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی جبکہ مین یہ یقین رکھتا تھا کہ انہون نے اِس دھڑلے کے ساتھ جھوٹ نہین کہا ہوگا ۔

صالح ۔ آہ اسی لئے تو آپکو غلط فہمی ہوئی ۔ شعر

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ	
شنیدہ کے بود مانند دیدہ	

رند ۔ اچھا تو ہرج کیا ہے ۔ آپ اُس کی اصلاح فرما دیجئے ۔

صالح ۔ سنئے امام صاحب فرماتے ہین کہ ۔

اے عزیز! سماع کی حلت و حرمت مین علماء کا اختلاف ہے۔ صوفیہ کے نزدیک جائز اور علماء شرع کے پاس حرام ہے (راقم۔ یہی قرآن مجید اور احادیث حمید کا منشاء ہے۔ اگر صوفیہ اسکو جائز سمجھتے ہین۔ تو بظاہر اُنکا قول شرع کے منافی ہی) سماع کی تین قسمین ہین۔

اول یہ کہ کھیل اور تماشا کے طور پر سُنین۔ یہ غافلون کا کام ہے۔

دوم یہ کہ کسی عورت یا لڑکے سے دوستی ہو اور اُسکے سامنے لذت زیادہ ہونے کے لئے۔ یا حصول کی خاطر سے سُنین۔ یا یہ کہ اُس مین محبوب کے خط و خال۔ اور معشوق کے حسن و جمال کا ذکر ہو۔ اسوجہ سے سُنین۔ ایسا سماع حرام ہے۔ اکثر جوان اس آفت مین مبتلا ہین۔ اس سے عشق کا ذب کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ ایسا فعل کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

سوم یہ کہ دل مین صفت محمودہ ہو اور سماع سے اُسکو تقویت پہونچے۔

اسکی پھر کئی قسمین ہین۔

(۱) سرود مین حاجیون کے اشعار۔ اور خانہ کعبہ کی ثناء اور

صفت مذکور ہو۔ اسکے سُننے سے خانہ خدا کی محبت زیادہ ہوگی
(۲) ایسا سرود ہو۔ جسکے سُنے سے رونا آوے اور آتش غم
تیز ہو۔ اس سے ثواب حاصل ہوتا ہے جب آدمی اپنی تقصیر
اور خدا کی نافرمانی کرنے سے گریہ کرے تو ممکن ہے کہ خدا اُسکو
بخشدے۔ مگر جب کوئی شخص اپنے کسی دوست پر آہ و نالہ کرے
تو وہ اور اُسکا سُننے والا دونون گنہگار ہونگے۔
(۳) کسی کے دل مین حق تعالیٰ کی محبت ہو اور وہ اس درجہ
تک بڑہ جائے کہ مرتبۂ عشق تک جا پہونچے۔ اس صفت والے
کو حقیقت مین سماع سے بہت فائدہ پہونچے گا۔ اور صوفیونکے
سماع سے درحقیقت یہی مقصود ہے۔ لیکن اس زمانہ مین ایسے
کاملین۔ عزیز الوجود ہین۔ بہت سے لوگ بظاہر صوفیون کا لباس
پہنے ہوئے رہتے ہین مگر باطن مین بالکل بدنصیب ہین۔
راقم جون جون زمانہ گذرتا جاتا ہے دنیا مین معصیت
اور مظلمت کا بازار گرم تر ہو رہا ہے۔ جب ۱۲ سال پہلے صوفیونکی
یہ حالت تھی تو آجکل کے ظاہرداری کو دوست رکھنے والے
صوفیون۔ مشائخون۔ اور صوفیون کا تشابہ کرنے والے
حضرات کا کیا پوچھنا)

امام صاحب۔ یہان تک بیان کرکے پھر تنبیہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ"۔

اے عزیز! کئی صورتین ہین۔ جن سے سماع حرام ہوجاتا ہے۔

(ا) اگر کسی پیشہ کرنے والی عورت یا امرد لڑکے سے جو محلّ شہوت ہو سُنا جائے۔

(ب) چنگ و رباب۔ نئے و بربط وغیرہا آلات نغمہ سے سُنا جائے۔

(ج) راگ مین ہجو۔ یا طعن۔ یا فحش ہو یا کسی حسینہ کی تعریف نکلتی ہو۔

(د) سامع نوجوان۔ اور خدا کی محبت سے غافل ہو۔ جب زلف و خال اور حسن و جمال کا حال گوش گزار کرتا ہے تو شیطان کے دام تزویر مین اسیر ہوکے۔ عیاشی اور اوباشی فسق اور فجور۔ بدکاری اور سرور مین مبتلا ہوجاتا ہے۔ بہت سے مشائخ جنھون نے صوفیون کا لباس پہن لیا ہے۔ اکثر اس قسم کے سماعون مین سرگرم رہتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ" اِسطرح کا عشق محبت الٰہی کا زینہ ہے یہ لواطت نہین بلکہ شاہد بازی ہے۔

حسین کا دیکھنا روح کی غذا ہے۔ بزرگون کا قدیم سے یہی رویہ ہوتا چلا آیا ہے۔ غرضکہ اسی قسم کی واہی تباہی باتین کیا کرتے ہین۔ اور یہ کہتے ہین کہ یہ فسق و لواطت نہین بلکہ شور و سودا ہے فلان بزرگ فلان لڑکے پر عاشق تھے۔ فلان ولی فلان شخص کو دوست رکھتے تھے۔ بزرگون کا قدیم سے یہی شیوہ ہے اسی قسم کے خرافات ہمیشہ کہا کرتے ہین تاکہ اپنی رسوائی پر پردہ ڈالین۔

جو شخص اعتقاد رکھے گا کہ ایسا سماع فسق اور حرام نہین وہ ملحد ہے اور اُسکا قتل درست ہی۔

سماع مین مشائخین اور فقرا۔ رقص بھی کیا کرتے ہین ذخیرہ (نام کتاب) مین لکھا ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور عوارف المعارف (نام کتاب) مین لکھا ہے۔ کہ ناچنا کودنا اور سر ہلانا ہو جانا مشائخ عظام کے شایان نہین۔ اسمین لہو لعب پایا جاتا ہے اور یہ متانت و وقار کے منافی ہے۔" انتہی کلام الامام من کتاب السعادۃ

اب آپ بتلائیے کہ اس سے کہان سماع کی حلت نکلتی ہے؟

زندہ صاف ظاہر ہے کہ قسم سوم کی دوسری اور تیسری صنف کی رو سے سماع کا سننا حلال ہے۔ اور اس سے یک گونہ ٹھیٹر کا

بھی جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمنے کئی لوگون کو بچشم خود روتے اور فرط غم سے بیہوش ہوتے دیکھا ہے یہ خدا کی محبت پر دال نہین ہی؟

خان صاحب۔ بھئی لوگون کو روتے ہوئے تو مین نے بھی دیکھا ہے۔ دو تین سال کا عرصہ ہوا کہ مین بدیع الزمان صاحب کے ساتھ ناٹک مین جایا کرتا تھا۔ وہان ایک مسلمان سترسالہ بوڑھے کو روزانہ دیکھا کرتا تھا۔ اُس بوڑھے کی داڑھی غالباً ڈیڑھ بالشت مربع ہوگی جب وہ بوڑھا رونے لگتا تھا تو تمام داڑھی تر ہوکر سر سے آنسو ٹپکتے تھے۔ اب اس سے بڑھکر محبت خدا کی اور کونسی دلیل چاہیئے؟

صالح۔ افسوس کہ آپ لوگون نے میرے بیان کو توجہ سے نہین سُنا۔

اِسکے بعد صالح نے پھر وہی تقریر کی جو موانع سماع مین امام صاحب نے اپنی کتاب کیمیاے سعادت مین لکھی ہی پھر یون گویا ہوا۔

صالح۔ اب آپ بتلائیے۔ کہ آجکل کے سماع مین کیا کچھ نہین ہوتا۔ ستار و طبلہ۔ دف و کف نوخیز و خوشرو۔

قوال - ناچنا - کودنا - اور رقص وحال - (وہ بھی صرف دکھاوے کے لئے) سبھی تو موجود ہوتے ہین -

اگر بالفرض وبفرض محال مین اسکو مان بھی لون تو اِس سے یہ کہان لازم آتا ہے کہ ناٹک کا دیکھنا جائز ہے - اس ام الخبائث مین تو ہزارہا بلائین مضمر ہین -

شاید آپ نے سماع اور ناٹک کو ایک سمجھ لیا ہے - حالانکہ دونون مین بعد المشرق والمغرب حایل ہے -

سماع مین قوال ناچنے کہان ہین - ؟

سماع مین رنگ برنگ کے سین اور پردے کہان ہین ؟

سماع مین جھوٹے عشق وعاشقی اور شاہد بازی وامرد پرستی کہان ہے ؟

سماع مین تشابہ بہ زنان - وبہ لباس زنان - وبہ انداز زنان - وبہ گفتار زنان کہان ہے ؟ :

سماع سے وہ نتائج قبیحہ کہان پیدا ہوتے ہین ؟ جنکا مخزن ناٹک بنی ہوئی ہے -

سماع اپنے سُننے والون سے ٹکٹ کے پیسے وصول کرکے اُنکو غریب کہان بنا دیتا ہے ؟

سماع کبھی ناٹک نہین۔ اور نہ ناٹک سماع ہوسکتی ہی؟
رہی یہ بات کہ ناٹک کو دیکھہ کر اکثر لوگ روتے اور بیہوش ہوتے ہین۔ اگر یہ بات فی الاصل صحیح بھی ہو تو ہم یہ دیکھین گے کہ وہ لوگ آیا محبت خدا۔ اور سوز دل اندرونی سے روتے ہین یا قصہ کے فرضی اور مصنوعی اور جھوٹے عاشق و معشوق کی مصیبتون۔ آفتون۔ درد و اندوہ۔ فرقت و کلفت آسمانی کجرویون زمانہ کی دلازاریون اور دوسرے آدمیون کی ناحق کی رنجدہیون کو دیکھکر روتے ہین۔ بصورتِ اول اُن پر حضرت سعدی کا یہ مصرع صادق آتا ہے ع

	بہ آواز دولاب مستی کنند

اُن کے نزدیک کیا ناٹک اور کیا غیر ناٹک۔ کیا سماع اور کیا غیر سماع۔ کیا راگ اور کیا غیر راگ سب برابر ہین۔ اُنکے عشق کی آگ کو تیز کرنے کے لئے۔ چرخے کی چون چون چکی کی گڑگڑ۔ گڑگڑ۔ اور موٹ کی تو تو۔ تو تو۔ بہت کافی ہے۔ مرغون کی بانگ۔ پرندون کے چہچہے۔ جانورون کی بولیان اُنکو جو مزا دیجاتے ہین وہ ہمکو ناٹک دیکھنے سے بھی نہین میسر ہوتا۔

نہ مطرب کہ آواز پاے ستور		سماع است گر عشق داری و شور

مگر پیش شوریدہ دل پر نہ زد	کہ او چون مگس دست بر دل نزد
نہ بم واند آشفتہ سامان نہ زیر	بآواز مرغے نہ نالد فقیر

ہمکو اپنے معاملات مین ایسے باصفا اور باخدا بزرگان حقیقی کی نظیر لانی کوئی فائدہ نہین بخش سکتی۔

اب رہے دوسرے طبقے کے لوگ جو قصہ کے فرضی عاشق ومعشوق کے مصائب وتکالیف کو دیکھہ دیکھہ کر روتے ہین۔ سو اِن لوگون کا رونا کوئی نفع نہین دیسکتا۔ نہ اس سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ نہ خانۂ کعبہ کی زیارت کا شوق جوش مارتا ہے۔ نہ آدمی اپنے گناہون سے توبہ کرتا ہے جب یہ بات نہین تو رونا۔ دھونا۔ نقش بر آب۔ اور وہی ڈھاک کے تین پات کا حساب۔ بلکہ سکی جی کو دکھہ کا غم۔ نیکی برباد اور گناہ لازم۔

خان صاحب بھی اِس بیکار کی حق حق ولبق لبق مین تو آپ دونون صاحبون نے کھانا بھی برابر نہین کھایا۔ کہانکی بیکار منطق نکال رکھی ہے۔ کچھ اور دوسرے تذکرے کیجئے۔ مباحثہ سے نتیجہ ہی کیا نکلتا ہے؟ ہمیشہ شخصی اور نفسانی گفتگو پر اسکا خاتمہ ہوتا ہے۔ ناٹک حرام ہے تو حرام سہی۔ اور سماع

جائز ہے۔ تو جائز سہی۔

رند:۔ نہین خان صاحب۔ مجال ہے کہ نفسانی گفتگو درمیان مین آجائے۔ ہمین تو تحقیق حق منظور ہے نا۔ ہم نہ تو اجنبی لوگ ہین کہ باہم چشم مروت نہو اور نہ جاہل ہین کہ یہ شعر صادق آسکے شعر

دگر از ہر دو جانب جاہلانند اگر زنجیر باشد بگسلانند	

بلکہ ہمپر تو یہ اشعار صادق آتے ہین۔

دو صاحبدل نگہدار ند موئے اگر نادان بوحشت سخت گوید	ہمیدل سرکش و آزرم جوئے خردمندش بنرمی دل بجوید

البتہ اُن لوگون مین ہرگز ہرگز مناظرہ نہونا چاہیے جنکو احقاق حق منظور ہی نہین ہوتا۔ اور جنکو محض لڑنے جھگڑنے مین مزا آتا ہے۔ اُنکو اِس شعر پر ہمیشہ اپنا عملدرآمد رکھنا چاہیے شعر

نہ رگہائے گردن بحجت قوی کہ برہان قوی باشد و معنوی	

خان صاحب:۔ اجی حضرت! آپ یہ کیا فرماتے ہین مین نے بہت سے مولویون اور کٹ ملاؤن نیز نئی روشنی والون

اور مہذب جنٹلمینون دیکھا ہے کہ جب وہ مغلوب ہوتے نظر آتے ہین تو مناظرہ سے مکابرہ اور مکابرہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے مقاتلہ تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ گالی۔ دشنام۔ سب وشتم۔ پکڑ بازی۔ دھپہ بازی۔ جوتی بازی۔ پاپوش بازی سب قسم کی فوج سے بزم آرائی ہونے لگتی ہے۔

بالخصوص ہمارے اس ہندوستان مین جب کوئی سے دو فرقون مین مذہبی مباحثہ ہوتا ہے۔ تو تو بڑی بڑی خرابیان پیدا ہوجاتی ہین۔ گالی گلوچ۔ لکڑی۔ لاٹھی۔ لات مکی۔ جوتا۔ گھونسا عدالت قضارت سب بالترتیب تشریف لے آئے ہین۔ بہرصرف اسی پر اکتفا نہین۔ اخبارون مین رسالون مین مضامین اور آرٹیکل چھپائے جاتے ہین۔ کتابین شائع کی جاتی ہین۔ ایک دوسرے کی اور دوسرا پہلے کی تردید مین لکھتا ہے۔

عزت آبرو۔ مال و دولت سب پر پانی پھر جاتا ہے۔ غیر مذاہب والے ہنسی کرتے ہین۔ اسی لئے تو کسی شاعر نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے شعر

نچا مارا ہی یکسر کیا عرب اور کیا عجم سبکو خدا غارت کرے اس اختلاف دین مذہبکو	

صالح:- آہ کس کس بات کا افسوس کیا جاے۔ اگر مسلمانونکی قوم کو کسی چیونٹیونسی بہری ہوے کباب سے تشبیہ دیجاے اور اُن چیونٹیونکو قومی امراض سے تعبیر کیا جائے تو خلاف واقع نہین ہے۔ ایک بات کا یا دو بات کا رونا ہے۔ نہین بلکہ ہزارون لاکھون باتون کا رونا ہے۔ قومی امراض کے داغ ہمارے دامن سے بظاہر اسباب اُس پانی سے بھی نہین چھوٹ سکتے جو **حضرت نوح علیہ السلام** کے طوفان مین موجود تہا۔ ہان اگر خدا ہی کچہ کرے تو کرے۔

خان صاحب:- جب مین آپ دونون صاحبون سے ایک ضروری گذارش عرض کرنی چاہتا ہون۔ وہ یہ ہے کہ آپ صاحبون نے جس مسئلہ مین بحث کرنی شروع کی ہے۔ میرے خیال مین وہ نہایت مہتمم بالشان اور معرکہ خیز مسئلہ ہے اسکا تصفیہ ایک یا دو دن مین ہو جانا بظاہر بہت مشکل ہے۔ اور پہر اس بحث کے لئے کسی منصف مزاج اور راستباز شخص کو حکم بنانا چاہیے۔ تاکہ آپ دونون کے جوہر۔ اُسکے فضل و تجر کی عینک سے بہت اچہی طرح نظر آسکین۔

اِن اسباب پر نظر کرتے ہوئے میری یہ راے ہے۔ کہ روزانہ اسی وقت بندے کے غریبخانہ پر مجلس منعقد ہوا کرے۔

اور دو گھنٹے تک مناظرہ ہوتا رہے۔ اور وہ سب گفتگو جو دوران مناظرہ مین آئے قلمبند کی جاے تاکہ کسی اخبار یا رسالہ مین طبع کرادی جائے۔ اور ملک و اہل ملک کی رائین اُس پر قائم ہون۔

بتمام حاضرین نے اِس راے سے اتفاق کیا۔ اور دونون صاحبون کی تحسین و آفرین کی اور کل پھر آنے کا وعدہ کرکے برخاست ہوگئے۔

اگلے دن روز گذشتہ کے مانند مجلس منعقد ہوئی۔ حاضرین جمع ہوگئے اور مناظرین نے یون گفتگو شروع کی۔

رندؔ جب آپ نے سماع کو مباح مان لیا (گو کہ وہ شرائط مخصوصہ کے ساتھ ہی کیون نہو) پھر من وجہ ناٹک کا جواز بھی ثابت ہوگیا کیونکہ وہان بھی رود و سرود اور یہان بھی رود و سرود واب رہین بعض مابہ الامتیاز باتین جو ناٹک مین پائی جاتی ہین اور سماع مین نہین ہوتین جیسے کہ عشقیہ اشعار۔ تشابہ بہ زنان۔ مختلف پردے اور رنگ برنگ کے سین۔

تو ان کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام باتین۔ بالعموم ہمارے ہندوستان مین رائج ہین۔ اور کسی نے آجتک اُنکو خلاف مذہب

نہین کہا۔ دو تین صدیون سے (جب سے کہ زبان اردو عالم وجود مین آئی ہے) یہان کے مشہور مشہور شہرون مین ماہانہ یا ہفتہ واری مشاعرون کی مجلسین گرم ہوتی ہین۔ اور اُن مین عشقیہ غزلین سنی اور سُنائی جاتی ہین۔ کوئی اُن سے تعرض نہین کرتا۔ اور نہ خلاف مذہب جانتا ہے۔

ہمارے ہزارون بھائی۔ چوڑی دار پاجامے پہنا کرتے ہین زنانہ جوتیون۔ زیر پائیون کا استعمال کرتے ہین۔ سر کے بال رکھتے اُنکو خوب سنوارتے۔ اور اُنکے سنگار مین بہانتک توغل کرتے ہین کہ اکثر حضرات کنگھی اور آئینہ اپنے ساتھ ہی ساتھ رکھا کرتے ہین۔ بہت سے بزرگوار مسّی کی دھڑی بھی جمالیا کرتے ہین۔ اِن تمام باتون کی جانب کسیکا ذہن منتقل نہین ہوتا۔ اور اور نہ کوئی اِنکو خلاف شریعت بتلاتا ہے۔ حالانکہ یہ سب تشابہ بہ زنان مین داخل ہین۔

ہم سے دن بھر مین ہزارون حرکات ایسے نامعقول اور بیجا صادر ہوتے ہین کہ جنکو مذہب تو کیا جائز رکھے گا۔ کوئی ذیعقل انسان بھی جائز نہین رکھتا۔

مثال کے طور پر سلام کی حرکت کو لے لیجئے خاص اسلامی

سلام کے لئے کسی قسم کی حرکت کی کوئی ضرورت نہین - مگر سلام متعارف پر نگاہ ڈالئے کہ کس قسم کی حرکتون سے معمور ہے امراء اور سرکار و دربار کا سلام تو اس طرح ہوتا ہے کہ منہ سے تو کوئی آواز نہین نکلتی مگر زمین سے رگڑا کھاتا ہوا ہاتھ تین یا پانچ یا سات یا گیارہ مرتبہ پیشانی کو چھوتا ہے اور سلام کنندہ جسمانی ہیئت راکع سے بھی زیادہ خمیدہ ہو جاتی ہے -

متوسطین کا سلام آواز احرکت دونون کا مجموعہ ہوتا ہے اور پھر آوازین بھی نیرنگیان ہوتی ہین - کوئی کورنش - (بروزن بلبل) کہتا ہے - کوئی تسلیم کوئی بندگی - کوئی آداب - علیٰ ہذا القیاس حرکت مین بھی بوقلمونیان ہوتی ہین - کوئی تو نہایت جھک کر سلام کرتا ہی کوئی نیم خمیدہ ہو کر - کوئی الف کے مانند راست قامت ہو کر - کوئی پیشانی تک ہاتھ بڑھا کر - کوئی سینہ تک لیجا کر - کوئی سر کی حرکت سے اسی طرح - جس طرح مرغ دانا چگتا ہے اور کوئی صرف ہاتھ کی جھڑی یا لکڑی ہلا کر سلام کرتا ہی -

ترکیون کا سلام تین حرکتون کا مجموعہ ہوتا ہے - اول سینہ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے - پھر منہ کے مقابل پھر پیشانی کے مقابل -

یہ تمام حرکات کسقدر خلاف شرع ہین - مگر بڑے بڑے مولوی اور متشرع حضرات اسپر عمل پیرا ہین اور اپنے بچون کو بھی اُسی قسم کی تعلیم کرتے ہین - اگر یہ تشابہ بہ انداز زنان نہین تو اور کیا ہے ؟ نہین - بلکہ انداز زنان کو اِن سے کوئی مناسبت نہین یہ اُن سے بدتر حرکات ہین -

راقم - یکے از طلباء مدرسہ دار العلوم

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شایع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔

نمبر (۷) ۶ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۱ھ جلد (۷)



دبدبہ آصفی

سنہ ۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ انور صاحب بولیخان دربا خلد اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں یہ ماہواری رسالہ جسمیں نظم و نثر
کے اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی نبانی
عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بہ شاد
تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی آ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی
ہین حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ زیر نگرانی رای سیر لال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے

شائع ہوا

فہرست مضامین و بدیۂ آصفی نمبر (۷) جلد (۷)

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	ناٹک پردو طالبعلموں کا مناظرہ	یکے از طلبا مدرسۂ دار العلوم -
۲	۱۹	فوائد شتی -	خاکسار اوائل - تلمیذ حضرت بیدل -



تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

ناٹک پر دو طالبعلموں کا مناظرہ

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبۂ آصفی نمبر (۶) جلد (۷)

عشق و عاشقی اور رنگ برنگ کے سین دیکھنے سے نقصان ہی کیا ہے؟ بفرض محال اگر نقصان ہو بھی۔ تو جب اخلاق و تمدن۔ تہذیب و شائستگی۔ کا سبق ملے۔ انسان کے مختلف حالات اور جذبات پر اطلاع ہو۔ بُری صفات اور بُرے عادات سے احتراز کرنے کی رغبت دیجائے۔ تفریح طبع بھی ہو اور سیر و تفرج بھی۔ اور اسکے علاوہ عبرت و نصیحت کا مرقع بھی نظر آئے۔ جب یہ سب باتیں حاصل ہوں۔ تو کیا ذرا سے نقصان کی پرواہ کرنی چاہیئے؟ میرا خیال تو یہ ہے کہ اس نقصان کو انگیز کر لینا چاہیئے۔

ضالح۔ آپ کے اِن جوابات سے تو میرے دعوی

کی بجاے تردید کے تائید ہوتی ہے۔ آپ نے ملک کے عام راہ و رسم اور معمولی رواج سے مجھے مغلوب کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر۔ بُرائی کو اگر ساری دنیا بھلائی کہے۔ تب بھی وہ بُرائی ہی رہے گی۔ اور بھلائی کو سارا عالم بُرائی سے تعبیر کرے تو اُسکے بھلے ہونے مین کچھ شبہہ نہین ہوسکتا۔ ہمارے ہندوستان مین اکثر خاندان بیوہ کا نکاح کردینا جائز نہین سمجھتے۔ آپ اِس رسم سے کہین استدلال نہین کرسکتے مسلمانون کی شادیون مین ہزارہا رسمین خلاف شرع رائج ہوگئی ہین۔ آپ اُنکو دلیل نہین بنا سکتے۔ ہماری معاشرت۔ ہمارے ماندوبود۔ اور ہمارے تمدن مین لاکھون باتین خلاف مذہب دخل پاگئی ہین۔ آپ اُنکو اچھا نہین کہہ سکتے۔

اِسی طرح مشاعرہ کی مجالس ہین شعرا دن رات شعر کی دُھن مین لگے رہتے ہین اور کوڑی کا فائدہ نہین اُٹھاتے ع

کوڑی کا فائدہ نہین فکر انتہا کی ہے	

تمام فقہا نے اِسکو مان لیا ہے۔ کہ وہ اشعار اور صرف وہی اشعار قابل تعرض نہین ہین۔ جن سے خلائق کو فائدہ پہونچے اُنکی اصلاح ہو۔ کچھ مفید نتائج مترتب ہون۔ کچھ عمدہ باتین حاصل ہون

اور جن اشعار سے یہ باتین نہ حاصل ہون۔ وہ داخل گناہ ہین۔

تشابہ بہ زنان کے متعلق آپ نے جو ریمارک کیا ہے اس مین اکثر باتین صحیح ہین اور بعض غلط۔

سر مین بال رکھنا تو آنحضرت (صلعم) کی سنت مین داخل ہی۔ مگر اُنکے لئے اس قدر اہتمام کرنا کہ ساتھ ہی ساتھ کنگھی اور آئینہ رکھنا۔ ایک عبث اور بیہودہ فعل ہے۔

تشابہ بہ زنان کے متعلق مجھے ایک حدیث کا مضمون یاد آگیا جس سے پتہ چلتا ہی کہ یہ کیسا فعل ہے۔

صفوان ابن امیہ روایت کرتے ہین کہ ہم رسول اللہ (صلعم) کی خدمت مین حاضر تھے۔ کہ یکایک **عمرو** بن قرہ (جو مخنث تھے) آئے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ (صلعم) میری قسمت مین تو شقاوت لکھی ہوئی ہے۔ اسی لئے روزی کی کوئی سبیل بجز اپنے دف اور کف کے نہین دیکھتا۔ پس آپ اجازت دیجئے کہ مین کچھ گایا کرون جسمین فحش نہوگا۔ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تجھے ہرگز اجازت نہین۔ اے دشمن خدا تو نے جھوٹ کہا۔ خدا نے تجکو پاک روزی عنایت کی۔ اور تو نے بجائے حلال کے حرام کو اختیار کیا۔ اگر مین چاہتا تو تجکو ضرور

سزا دیتا۔

میرے نزدیک سے دور ہو۔ اور جناب باری مین توبہ کر۔ اگر مین بعد پھر کبھی اس فعل پر اقدام کیا تو مین سخت سزا دون گا اور سر منڈا کر اہل وعیال سے نفی کر دون گا۔ نیز اہل مدینہ کے نوجوانون کو تر امال و اثاثہ حلال کر دون گا۔

یہ سُنکر عمرو بن قرہ اِس ندامت کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے کہ جس کا حساب خدا ہی جانتا ہے۔ جب نظر سے غائب ہو گئے تو آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "ان عاصیون مین سے جو کوئی توبہ کئے بغیر مر جائیگا۔ خدا قیامت کے دن اُسکو اُسیطرح محشور کرے گا جس طرح کہ دنیا مین تھا۔ وہ مخنث اور عریان ہوگا لوگ اسکو ایک تس اور تنکا بھی نہ دینگے۔ اور جب کبھی اُٹھے گا پٹکی کھا کر گر پڑے گا۔"

مخنث وہ مرد ہے جو عورتون کے ساتھ تشابہ کرے۔

حرکات۔ وسکنات۔ اخلاق و کلام مین۔

دیکھا آپ نے کیسی سخت وعید ہے۔ کیسے دہڑلے کا عتاب ہے۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ ہاتھون کے طوطے اُڑ جاتے ہین۔ تلوون کے نیچے سے زمین

نکلی جاتی ہے۔ خواص کے ٹھرنے کا کہین ٹھکانہ نہین ملتا۔ خدا ہی جانے کہ ان بدبخت کسبیون۔ گانیون۔ قوالون۔ سوانگ بھرنیوالون کا کیا انجام ہوگا؟ حضرت فاروق اعظم نے نہایت صحیح کہا ہے کہ ابلیس کی ذریت ۹ قسم کی ہوتی ہے جس مین سے ایک اہل رود و سرود ہے۔

کم بخت لوگ اس پیشہ کو کس مباہات کے ساتھ اختیار کرتے ہین۔ اس نجس اور ناپاک کمائی کو کس فخر سے شیر مادر سمجھتے ہین۔ ان کو جاننا چاہیے کہ حکماء نے تمام مکاسب کو تین قسمون پر تقسیم کیا ہے۔

شرافت خسیس۔ متوسط۔ اور رود و سرود مکاسب خسیسہ مین سب سے خسیس مکسب ہے۔ یہ لوگ اس کے ذریعہ سے بہت نام و نمود پیدا کر لیتے ہین۔ گھوڑون۔ گاڑیون پر چڑھنے لگتے ہین۔ دنیا کے مزے اور عیش و آرام حاصل کرتے ہین اور یہ سب ہمارے اغنیاء اور تونگرون کا قصور ہے کہ ہزارہا روپیہ اس گناہ بے لذت کی نذر چڑھا دیا کرتے ہین۔ خدا کرے ہمارے ملک مین بھی وہی قاعدہ جاری ہو جو سلطنت روم مین جاری ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان کسی کسبی کے ہان یا شراب خانہ

مین جاتا ہوا دکھائی دے۔ فوراً قید کرلیا جائے۔ اس قاعدے سے بہت اصلاح ہوگی۔ سُنا ہے کہ ملکۂ بھوپال نے ایک بڑی عمدہ تدبیر نکالی ہے۔ اُن کے حدود مین جتنی عورتین پیشہ کرنیوالی تھین سب کا سلطنت کی طرف سے نکاح کردیا گیا ہے۔ اس تدبیر سے شیطان کی روزی مین کسی قدر کمی آچلی ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے حکام بھی اس جانب توجہ کرین اور ان عورتون کا کچھ انتظام فرمائین۔

انھون نے ہماری قوم کو نہایت بودی۔ کمزور۔ اور کم قوت بنا دیا ہے اگر (خدانخواستہ) یہی حالت کچھ اور زمانہ تک باقی رہی تو مسلمانون کی نسل کو بہت بڑا نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

خیر اب اسکو چھوڑئے۔ اور نفس مطلب پر آئے۔ آپ نے کہا ہے کہ انداز زنان۔ کے ساتھ تشابہ ہو تو کچھ مضائقہ نہین۔ اور کہ اس قسم کے حرکات مسلمانون مین عام طور پر پائے جاتے ہین مین کہتا ہون کہ یہ حرکات تمام مسلمانون سے قطع نظر کرکے اگر تمام دنیا کے باشندون مین پائے جائین تب بھی اُنکی نامعقولیت اور ناسزائی مین کوئی کلام نہین۔

آپ نے ہمارے شہر کے ہیجڑون کو دیکھا ہے۔ وہ کیسی کیسی

مکروہ اور منکر حرکات کیا کرتے ہین۔ ان کو کوئی صاحب ہوش کبھی پسندیدگی کی نظر سے نہین دیکھے گا۔ خود آپ ہی تو بارہا مجھ سے فرما چکے ہین کہ کیا تو ان کو شہر بدر بلکہ ملک بدر کر دینا چاہیے یا ایسی تنبیہ کرنی چاہیے کہ پھر ایسی حرکتین نہ کیا کرین۔

سلام کے مسئلہ سے متعلق تو ایک عرصہ بعید سے میرا یہ خیال ہے کہ ایک مفصل رسالہ شائع کرون اور اسکی تمام برائیون کو کھلے خزانے صاف صاف طور سے ظاہر کرون۔

یہ لوگ دراصل نصرانیون کے سلام کا تتبع کر رہے ہین بلکہ نئی روشنی کے جنٹلمین تو علیک سلیک کچھ نذارد صرف شیک ہینڈ۔ (یعنے مصافحہ) پر ہی اکتفا کر جاتے ہین۔

جاہل آدمی تو کس شمار و قطار مین ہین۔ بڑے بڑے علماء اور فضلاء کو ہاتھ اٹھاتے اور جھکتے۔ آداب اور بندگی کہتے ہوئے دیکھتا ہون۔ سینہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آجاتا ہے طبیعت مکدر اور مزاج منغص ہو جاتا ہے۔ خون کے گھونٹ پیتا ہون اور چپکا ہو رہتا ہون۔

سچ ہے جس قوم کے دل بگڑنے اور بہرنے لگتے ہین پہلے اُسکے ارمان ہی بگڑنے لگتے ہین۔ آپ کا یہ اعتراض بھی مین رد

کرو ون گا۔ کہ ان لوگون کا کیا قصور ہے؟ جب تمام قوم مین یہ مرض پھیلا ہوا ہے تو علما، کی کوشش سے کیا ہوتا ہے؟ مین کہتا ہون کہ بڑا قصور عظیم خطا۔ اور اصل غلطی۔ انہین لوگون کی اور صرف ان ہی لوگونکی ہے۔

اِن لوگون کا فرض ہے کہ اپنے شاگردون معتقدون متوسلون گھر والون۔ کو سمجھائین سمجھائین۔ راہ راست پر لے آئین۔ باز رکھنے سے باز آئین۔ ممبرون پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کے طور سے۔ یا قلم اُٹھا کر رسالون اور اخبارون یا اشتہارون کے ذریعہ سے یا درس وہی کے طریقہ سے یا اور اور روشون اور کنشون سے اُنکو جتائین۔ متنبہ کرین۔ آگاہ کرین۔ کہ یہ فعل خلاف شریعت ہے اِس سے گناہ لازم آتا ہے۔ اس سے دین بگڑتا ہے۔ مذہب مین خرابی واقع ہوتی ہے بے دینی اور اور الحاد کا شیوع ہوتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

جب ایک گروہ مین یہ بات پیدا ہو جائے تو پھر اسکا اشاعت یا جانا کچھ محال نہین مگر کہان۔ اُن لوگون کو تو اپنے اپنے قدحونکی خیر منانی ہے۔ اپنی اپنی مسجد ڈیڑھ اینٹ کی الگ بنانی ہے۔ وہ اسی غنیمت سمجھتے ہین کہ لوگ اُنکو **مولوی یا عالم** کے نام سے یاد کرین

اُن کے معتقد بنے رہین۔ اُنکی خدمت کرتے رہین۔ باقی اللہ بس باقی ہوس۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔ اسی وجہ سے تو ان لوگون نے ان لقبون کو بھی بدنام کر رکھا ہے۔

مولوی کا لفظ ایسا بدنام ہو گیا ہے کہ ایک ایک لونڈا۔ بدشعور اور ناہنجار لڑکا۔ مولوی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ افسوس کہ کیا طوفان بے تمیزی پیدا ہو گیا ہے۔ کوئی کسی کی سُنتا نہین کوئی کسی کو جانتا نہین۔ مانتا نہین سمجھتا نہین۔ اندھیر نگری چوپٹ راج کا حساب ہو رہا ہے۔

علمار کا منصب اہم ترین مناصب اور اعظم ترین مطالب ہے شریعت غرائے مصطفوی کے اصلی حارس و حافظ یہی لوگ ہین۔ انہی کی شان مین یہ حدیث وارد ہے۔ علمار امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنے میری امت کے علمار کا رتبہ بنی اسرائیل کے انبیا کے رتبہ کے مانند ہے۔

ان ہی لوگون کو حق پہونچتا ہے کہ جب کوئی فعل خلاف شرع مسلمانون مین جاگزین ہو جائے تو اُس سے باز رکھنے منع کرنے اور روکنے کی کوشش کرین۔ یہی لوگ دین اسلام کے ارکان اور مسلمانون کے اعیان سمجھے جاتے ہین۔

ہر زمانہ ہر آدمی ان ہی لوگون کے وجوہ سے فخر کرتا ہے۔
اِن بادشاہون کی سلطنت۔ شاہانِ جہانکشا کی سلطنت سے بھی
وسیع وفسیح کشادہ اور پائدار۔ کارآمد اور قابل افتخار رہوتی ہے
اِن کے نام کا سکہ قیامت تک رائج رہتا اور دنیا کے دارالضرب
مین ہمیشہ کے لئے مسکوک ہوتا رہتا ہی۔

جب یہی لوگ عیش پرستی اور زرطلبی کی طرف رجوع ہوجائین
خود بھی ذلیل ہون اور اپنے نام کو بھی بدنام کرین تو پھر مسلمانون کا
سرپرست اور مصلح کون ہوسکتا ہے۔؟ کون اُنکی بگڑی حالت کو
بناسکتا ہے؟ کون اُنکی کجی پر مائل ہونے والے دلون کو مناسکتا
ہے؟ صرف وہی ذات سبحانی اور حضرت رحمانی۔ صرف وہی جباب
یزدانی اور ساحت منّانی۔

آجکل مرشدین اور مشائخین کی حالت علماسے بھی ایک درجہ بڑہی
ہوئی اور ایک زینہ چڑہی ہوئی ہے۔ اِنکی ساری مساعی۔ ساری
کوششین۔ تمام ہمتین۔ صرف ہو ہو۔ اور اے واے۔ اوی وائے
پر مقصور ہین۔ ترقی یافتہ قومون کا یہ حال ہے کہ جو کوئی رو وار۔
صاحب اثر۔ صاحب دل۔ اور ذوراے ہوتا ہے وہ عامہ خلایق
کی بہبودی۔ بہتری۔ سودمندی کی فکرین کرتا ہے۔ اپنی وجاہت

اپنی جد و جہد - اپنے روپیہ کے زور سے قوم کو عمدہ کامون کی رغبت دلاتا ہے - ترقی کرنے کی تدبیرین بتاتا ہے - تہذیب و تعلیم کی تجویزین نکالتا ہے - اور یہان کا یہ حال ہی کہ عرس کے نام سے - فاتحہ کے نام سے - یا رقص و سماع کی محفلون کے نام سے غریب مریدون - جاہل معتقدون - نادان لوگون سے روپیہ اینٹھا جاتا ہے - جاگیر پر جاگیر مقطعہ پر مقطعہ منصب پر منصب اضافہ کرنیکی خواہشین کوشش ہوتی ہین - چلے سادھے جاتے ہین منصوبے باندھے جاتے ہین اور دعا مانے جاتے ہین - قسم قسم سے ورغلانا اور بہکایا جاتا ہے - اور تو معلوم نہین کہ یہ سب جنون ہے -

ہم خدا خواہی و ہم دنیای دون این خیال است و محال است و جنون	

اِن لوگون کو خدا طلبی منظور کہان ہوتی ہے - ؟ صرف اِس خدا طلبی کے بہانے زر طلبی کی جاتی ہے - لالچ لالچ لال اور گیروے جوگون کی آڑ مین شکار کھیلا جاتا ہے - ہزارہا بیکس - بے یار و مددگار - بے مونس و غمخوار - غریب و لاچار مفلس و نادار آدمی پڑے ہوئے ہین کوئی اُنکو پوچھتا تک نہین اُنکی خبر گیری تمام امت مرحومہ پر فرض ہے - مگر کوئی اُنکی طرف

دیکھتا تک نہین۔ اگر نظر پڑگئی اور اُنھون نے رحم کرنے کی غرض سے سلام کیا تو اُنکا سلام بھی لیا جاتا نہین بلکہ اُنکا سلام لینا کسرِ شان۔ اور ہتک ناموس خیال کیا جاتا ہے۔ افسوس صد افسوس واے برحال ما و واے برحال ما۔

	ای محمدؐ چون برآری در قیامت سر ز خاک سر برآور دین قیامت در میان خلق بین	

آجکل مسلمانون کو راہ حق اور صراط مستقیم دکھانے والا خدا کے سوا کوئی نہین ہے۔ دنیا پرستی اور عیش و تنعم کے لئے روز بروز نئے نئے مذہب اور جدید جدید فرقے پیدا ہوتے جاتے ہین مسلمانون کی قوت اور جمعیت کو پریشان کرنے کے لئے شیعہ سُنّی۔ مقلد غیر مقلد۔ معتزلہ۔ اشاعرہ۔ بہت کافی تھے مگر بیس بائیس سال ہوتے ہین کہ ہندوستان مین کئی نئے مذہب پیدا ہوگئے ہین۔ نہ کوئی اُنکا سدِ راہ ہوتا اور نہ اُنکو مغلوب کرسکتا ہے۔

امرا کی حالت کا تو کیا پوچھنا ہے؟ بیچارون کی قسمت مین خوش نصیبی سے بسر کرنا۔ اطلس اور مخمل کے گدون مین اینڈنا۔ کمخواب اور مشجر پہن کر بڑ بڑنا۔ ناچ رنگ کے جلسون مین۔

یار لوگون کے جمگھٹے مین بن سنور کے نکلنا۔ اور خوب مزے اُڑا کر بے زاد و راحلہ بے اسباب و توشہ۔ عدم کی سی پر خطر منزل کا سفر کر جانا لکھا ہے۔

جنت کا تو گویا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اب زیادہ جد و جہد۔ اور تگا پو کی ضرورت ہی کیا ہے؟ افسوس! ۵

جی عبادت سے چُرانا اور جنت کی طلب
کاہلو اس کام پر کس منہ سے محنت کی طلب

قدر عافیت کسے واند کہ بمصیبتے گرفتار آید۔ ان کو تو اسوقت مزا آئے۔ جب کہ کبھی بھوکے رہین کبھی ننگے۔ کبھی فرش خاک پر سوئین۔ اور کبھی پیدل چلین۔ کبھی آفت مین پھنسین اور کبھی ذلت اُٹھائین۔ گھر مین جائین تو عیال و اطفال چل چل۔ پل پل کر کے چو طرف سے ہجوم کرین۔ اور بار بار کھانے کو مانگین۔ اور یہ حضرت ٹال مٹول کرتے جائین۔ حتیٰ کہ بی بی صاحبہ بالکل خانہ جنگی پر آمادہ ہو جائین۔ اور وہان سے پیچا چھڑا کر باہر آئین اور کسی قسم کی مزدوری یا کارخانون کا کام یا باربرداری کی اجرت میسر نہو۔ اس وقت قدر عافیت کھلے اور جانین کہ ہاے ہمارے ملک مین رکھا ہی کیا ہے؟ نہ زراعت ہے نہ تجارت۔ نہ حرفت ہے

نہ صناعت۔ نہ کارخانے ہین نہ اجرت۔ نہ علم و ہنر ہے۔ نہ فضیلت
اب کرین تو کیا کرین۔ نہ اسوقت ہماری عالی حوصلگی کام آسکتی ہے
اور عالی جسبی۔ نہ ذاتی شجاعت مفید ہوسکتی ہے۔ نہ بزرگون کی بہادری
نہ باپ دادا کی شرافت نفع پہونچا سکتی ہے۔ نہ خود کی نیکوکاری۔ نہ
پرانا فلسفہ کام آسکتا ہے۔ نہ پرانی ریاضی طبیعی اور کیمیاگری۔
آہ اس زمانہ مین تو صرف روپیہ کی حکومت ہے۔ اس حکومت نے
گذشتہ حکومتون کے کل آثار معدوم کردئے ہین۔ انکو اب کوئی
پوچھتا تک نہین۔ ہائے اب ہم کرین تو کیا کرین؟ اسوقت یہ لوگ
دوسرے لوگون کو مزے اڑاتے اور عیش و عشرت کی داد دیتے
اور روپیہ کو پانی کے جیسا بہاتے بھی دیکھین اور بے ساختہ یہ شعر
زبان پر لے آئین ؎

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا	

یہی حالت اب دوسرے لوگون کی اور انکی ہے۔ غریب آدمی
ان سے بڑی بڑی امیدین۔ آرزوئین وابستہ رکھتے ہین مگر یہ ہین
کہ خواب نوشین کے خواب دیکھ رہے ہین۔ دنیا اور مافیہا کی کچھ
خبر بھی نہین۔ یہ بھی معلوم نہین کہ ہم کس ویرانہ مین پڑے ہوئے ہین۔

اور زمانہ ترقی کے کتنے قدم آگے رکھہ چکا ہی۔

خود کے علم و کمال حاصل کرنے اور اسلام کی مساعدت نیز قوم کی معاونت کرنے کا تو کیا ذکر ہے۔ اتنا بھی نہین بن پڑتا۔ کہ اپنے خرچ سے دوسرون کو تعلیم دلوائین۔ غریبون کا مالی امداد سے ہاتھہ بٹائین۔ تباہ حال لوگون کو درست کردین۔ شکستہ مال لوگون کی تسلی کردین۔ اسلام پر آجکل چو طرف سے جو سخت سخت حملے ہو رہے ہین اُنکے دفعیہ کی فکر نہین کرین۔ آریہ لوگون اور نصرانیون کے بان سے جو رسالے نکلا کرتے ہین۔ اُنکے جوابات اور تردید مین کوئی رسالہ ہی اپنے خرچ سے نکالین۔ یا اِس قسم کے جو رسالے ہون اُن کو کچھہ مالی مدد سے ہی توانا اور زبردست کردین۔ مگر نہین ان کامون مین سے کوئی کام اُن سے نہین ہو سکتا۔ جب صورت حال یہی ہو تو بتلائے کہ مسلمانون مین کیونکر نہ بُری بالون کا شیوع ہو؟ اور کیونکر نہ وہ اپنے مذہب سے لاعلم اور بے خبر رہین؟

آپ جانتے ہین کہ خلافتِ عباسیہ کے زمانہ مین مسلمان نہایت عروج اور ترقی پر تھے۔ اسپین کی یہ حالت تھی کہ عبدالرحمن ثالث کا زمانہ ذاتِ زمانہ کا شباب تھا۔ ان دونون حکومتون کے متعلق

مجکو دو حکائتین یاد آگئین - خلیفہ رشید کے زمانہ مین قیصر روم سرکش ہوگیا تہا - اور مسلمانون کو خراج ادا کرنے سے انکار کرنے لگا تہا - جب بارگاہ خلافت مین اُس خیرہ سر کا خط پہونچا تو رشید کے غصہ کی یہ حالت تھی کہ اہل دربار مین سے کوئی نظر اُٹہا کر اُسکو دیکھ تو نہین سکتا تہا - رشید نے اُس خط کا جواب اِن مختصر الفاظ مین اپنے قلم سے یون دیا -

"اُے روم کے کتے! اسکا جواب تو سُنے گا نہین - بلکہ آنکہون سے دیکھ لیگا" اسکے بعد فوجون کو تیاری کا حکم دیا اور بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کے مانند گرجتے اور کڑکتے ہوے تمام روم کو اُلٹ پلٹ کر دیا -

عبد الرحمن ثالث کے زمانے کی یہ حالت تھی کہ تمام یورپ مثل بید کے کانپتا تہا - فرانس اور اٹلی کے قریب قریب تک عملداری ہوگئی تھی - بڑے بڑے عالیشان بادشاہون کے سفرا ہر وقت حاضر بارگاہ رہتے تھے - اس بادشاہ نے ایک مرتبہ سفرا کا دربار کیا - جب تمام اراکین دربار مین حاضر ہوگئے - تو تجمل شاہی اور شوکت بادشاہی کی یہ کیفیت تھی کہ سارا دربار شہر خموشان معلوم ہوتا تہا - کوئی سانس تک نہ لیتا تہا - عین اسی حالت مین بادشاہ

نے اپنے دربار کے ایک خاص اسپیکر سے یہ ارشاد کیا۔ کہ ہان اس وقت کی شوکت و عظمت دربار متعلق کچھ لکچر بیان کرے۔

اسپیکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اِدھر اُدھر نظر ڈالی۔ کہ یکایک جسم مین رعشہ پڑگیا۔ بدن بے قابو ہوگیا۔ قدم ڈگمگنے لگے اور بے ساختہ غش کھاکر دھم سے گر پڑا۔

مقام عبرت ہے کہ جس سرزمین پر ایسی عالیشان اور زوردار حکومت قائم تھی۔ دو تین صدی کے بعد وہین کی یہ حالت ہے کہ مسلمان نام کو بھی نہین ہین۔ اگر ہین بھی تو نہ اُنکے پاس دین ہی نہ دنیا۔ نہ اپنے مذہب و ملت سے ہی واقف ہین اور نہ دنیا کی مال و عزت اور جاہ و حشمت ہی رکھتے ہین۔ یعنے سڑک کی صفائی اور قندیلون مین روشنی کیا کرتے ہین۔ افسوس! صد افسوس!!

اِن سلطنتون کی ترقی کا باعث یہی تھا کہ بادشاہ سے لیکر ارکان دولت بلکہ ادنیٰ فرد رعیت تک ہر شخص مال اور کمال دونون کا مجموعہ ہوتا تھا۔ علم پرستی کا یہ حال تھا کہ ہر ہر امیر کے نزدیک کم از کم دو تین لاکھ کتابین رہا کرتی تھین۔ مگر جب تنزل ہوا تو عیش پرستی۔ جاہلی۔ کاہلی سب ہی باتین پیدا ہوگئین۔ تلذذ نفسانی اس درجہ بڑھ گیا کہ خلفاء عباسیہ مین سے کسی اخیر کے خلیفہ کے حرم مین چار ہزار لونڈیان تھین اور اُسنے

سب سے جماع کیا تھا۔!

اِسی طرح ہمارے ہندوستان مین محمد شاہ رنگیلے اور نواب واجد علی شاہ کی کیفیتون سے کون واقف نہین ہے ؟۔

صالح نے یہین تک کہا تھا کہ دو گھنٹے ہو گئے حاضرین اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کل آنیکا اقرار نیز مناظرین پر تحسین و آفرین کر کے جلسہ برخاست کر دیا۔

راقم یکے از طلبا رمدرسہ دار العلوم حیدر آباد۔

فوائد شتی

(اقتباس از تاریخ "اخبار الدول فی آثار الاول")

(و علم الادب" و دیگر مختلف مقامات)

ف ۱۔ جن زبانون مین کہ انبیاء علیہم السلام نے گفتگو کی اور وحی نازل کیا۔ وہ صرف تین ہین۔ عربی۔ عبرانی۔ سریانی۔

ف ۲۔ کتب منزلہ کا کل مجموعہ۔ چار کتابون اور سو صحیفون کا مجموعہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے بیس ورقون مین نازل ہوئے۔ یہ دنیا مین سب سے پہلی کتاب ہے اور اسکے حروف معجم دنیا کے تمام حروف پر اولیت کا فخر رکھتے ہین پھر حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر دس نازل ہوئے۔

حضرت ابراہیمؑ پر صحیفے نازل ہو کے سات سو سال گذر چکے تھے جبکہ حضرت موسیٰؑ پر تورات نازل ہوئی۔ اور پھر پانسو سال کے بعد حضرت داؤدؑ پر زبور اُتری۔ چھ سال کے بعد حضرت عیسیٰؑ پر انجیل کا نزول ہوا۔ اور اُسکے (۶۲۰) برس بعد حضرتِ ختمی مآب (صلعم) پر قرآن نازل ہوا۔

(۳) سب انبیاء نے مختلف پیشے اختیار کر رکھے تھے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ زراعت اور حراثت کیا کرتے تھے۔

حضرت ادریسؑ خطاط و خیاط تھے۔ حضرت نوحؑ نجار تھے۔ اور حضرت ہودؑ تاجر تھے۔ حضرت صالح اور حضرت ابراہیم زراعت اور حراثت کیا کرتے تھے۔ حضرت اسمٰعیلؑ جال بنا کرتے تھے۔ اور حضرت اسحٰقؑ نے گڈریہ پن اختیار کر لیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ اور اُنکے وزیر حضرت ہارونؑ بھی ریوڑ چرایا کرتے تھے۔ حضرت الیاسؑ کپڑے بنا کرتے تھے۔ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان زرہیں بناتے تھے۔ حضرت زکریاؑ مٹی کا کام کرتے تھے اور حضرت عیسیٰؑ سیاح تھے۔ اور ہمارے پیغمبر (صلعم) جہاد کرتے تھے۔

آپ علاوہ جہاد کرنے کے سفر بھی کیا کرتے تھے۔ نیز آپنے بکریاں چرائیں ہیں۔ تجارت بھی کی ہے۔

ف ۴ ۔ انبیا علیہم السلام کے مختلف قلم تھے ۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کا قلم سُریانی تھا ۔ اور حضرت شیثؑ کا صولیانی ۔ حضرت ادریسؑ کا بربری ۔ اور حضرت نوحؑ کا جزمی ۔ حضرت ابراہیمؑ کا برہمی ۔ اور حضرت اسحٰقؑ کا یونانی حضرت موسیٰؑ کا عبرانی ۔ اور حضرت داؤدؑ کا غزیری ۔ حضرت سلیمانؑ کا کاہی اور حضرت عیسیٰؑ کا رومی ۔ حضرت شمعونؑ کا فرنگی اور حضرت جرجیسؑ کا قبطی ۔ حضرت دانیالؑ کا ارمنی ۔ اور حضرت رسولِ خدا (صلعم) کا کوفی تھا ۔

ف ۵ ۔ عشا کی نماز سب سے اول حضرت موسیٰؑ نے پڑھی ۔ اور مغرب کی حضرت عیسیٰؑ نے ۔ عصر کی حضرت یونسؑ نے اور ظہر کی حضرت ابراہیمؑ نے اور فجر کی حضرت آدمؑ نے ۔

ف ۶ ۔ صحیح روایت کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام اور ہمارے پیغمبر آخر الزمان (صلعم) کے مابین ۔ چھ ہزار اُنیس برس کا عرصہ منقضی ہوا ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوحؑ تک بارہ سو سال ۱۲۰۰ ۔
حضرت نوحؑ علیہم السلام سے حضرت ابراہیمؑ تک گیارہ سو سال ۱۱۰۰ ۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت موسیٰؑ تک پانسو پچہتر سال ۵۷۵ ۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت داؤدؑ تک گیارہ سو اُنہتر سال ۱۱۷۹
حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت عیسیٰؑ تک تیرہ سو پینسٹھ سال ۱۳۶۵ ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت ختمی مآب تک (صلعم) چھ سو سال۔ ۶۰۰
کل مجموعہ چھ ہزار اُنیس سال ۶۰۱۹

ف۷ سب سے پہلے حرص وہ حرص تھی جو حضرت آدم علیہ السلام کے جوف مبارک مین داخل ہوئی۔ اُسوقت جبکہ آپکی روح آپکے شکم مبارک تک پہونچ چکی تھی۔

ف۸ سب سے اول جس فرشتے نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔ وہ اسرافیل تھی۔ قیامت کے دن یہی فرشتہ صور بھی پھونکیگا۔

ف۹۔ عربی علم بلاغت کی مختصر تاریخ جس فاضل آدمی نے پہلے پہل اس لطیف فن کی تعلیم شروع کی وہ علم ادب اور علم بلاغت کا امام جار اللہ زمخشری ہی مگر نہ اسطرح کہ مستقل طور پر تعلیم کرتا ہو یا کوئی خاص کتاب اِس فن مین تصنیف کی ہو بلکہ قرآن حمید کی تفسیر کرتے وقت یا ادب کے متعلق کچھ بیان کرتے وقت اِس علم کے بعض بعض نکتے اور دیگر اصولی باتین اُس سے گوشزد ہو جاتی تھین۔

زمخشری کے بعد علامہ عبد القاہر جرجانی نے اِس فن پر ایک مستقل کتاب لکھی جسکا نام اسرار البلاغت ہی۔ اِس کتاب مین چونکہ ترتیب ابواب اور ابحاث کے مقدم و موخر کرنیکا لحاظ قلم انداز ہو گیا ہے اور گویا اُس تھیلی کے مشابہ ہی جسمین کوڑیان اور روپئے

بے ترتیب بہر دئے جائین۔ اسلئے اِس کتاب کو وہ قبول عام حاصل نہو سکا جو واقع مین ہونا چاہئے تہا۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہو کہ علامہ جرجانی کو علم بلاغت کی کتابون مین اُسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے جس لقب سے کہ بوعلی سینا کو فلسفہ اور منطق کی کتابون مین یاد کیا جاتا ہو۔

شیخ جرجانی کے بعد ابو یعقوب سکاکی نے اِس فن مین ایک نہایت مبسوط اور مفید کتاب لکہی جسکا نام مفتاح العلوم ہو یہ کتاب نو علوم پر مشتمل ہے جنکی تفصیل یہ ہو۔ علم صرف علم نحو۔ علم اشتقاق۔ علم معانی علم بیان۔ علم بدیع۔ علم قوافی۔ علم عروض۔ علم منطق۔

یہ کتاب آجکل مصر مین چہپ گئی ہے اور نہایت کم قیمت پر فروخت ہوتی ہو جس سے علوم کی کشادبازاری اور قوم کی بدمذاقی کا پتہ پورا پورا چل سکتا ہے۔

ابو یعقوب سکاکی کے بعد عبدالرحمن خطیب دمشقی کی قسمت مین اِس فن کا امام کہلانا لکہا تہا خطیب موصوف نے اس فن پر دو کتابین لکہین۔ ایک ایضاح کے نام سے مشہور ہے اور دوسری تلخیص المعانی کہلاتی ہو۔

آجکل نظامیہ کے درس مین اس فن کی دو کتابین زیادہ متداول ہین

ایک مطول اور دوسری مختصر المعانی - یہ دونون کتابین خطیب موصوف کی آخری کتاب یعنے تلخیص المعانی کی دو شرحین ہین - جسکے مصنف مشہور علامہ سعد الدین تفتازانی ہین -

ف ۱۰ - عربی مقامہ کی تحقیق - عربی مقامہ کی تعریف اور اُسکی حقیقت سے بہت کم حضرات واقف ہونگے - مقامہ کی لغوی تحقیق کے متعلق ادیب **مطرّزی** کا بیان حسب ذیل ہی -

مقامہ کے معنی مقام یعنے جاے قیام ہے - لوگون نے اس معنی کو ذرا وسیع کر دیا اور مقامہ سے مکان و مجلس مراد لینے لگے - اِس معنی مین بھی وسعت پیدا ہوگئی - تا اینکہ مقامہ مین (یعنے مجلس مین) بیٹھنے والون کو بھی بطور مجاز مقامہ سے نامزد کیا گیا - جیسا کہ مجلس مین بیٹھنے والون کو مجلس کہا جاتا تھا یہ معنی بھی آگے چلکر قائم نہ رہ سکے - اور لکچر و اسپیچ وغیرہ کو مقامہ بولا گیا کیونکہ ان ہی چیزونکی بدولت لکچرار اور اسپیکر وغیرہ کو مجلس مین آنا اور کھڑے رہکر بولنا پڑتا تھا - گویا کہ مجلس مین آنے والی اور بیٹھنے والی حقیقت مین یہی چیزین تھین -

اَعلم کا بیان ہی کہ مقامہ اُس مجلس کو کہتے ہین جس مین لکچرار لوگون کو کار خیر کی ترغیب دے - اور **شریشی** کا قول یہ ہے کہ مقامہ مجلس کو کہتے ہین - چونکہ مجلس مین مختلف قسم کی باتین ہوا کرتی ہین اور اُنکو سننے کیلئے

لوگ آآکر بیٹھتے ہین اسلئے گفتگو کو بھی مقامہ کہا گیا کیونکہ قائل کی باتین سُننے کے لئے بعض لوگ کھڑے رہتے اور بعض بیٹھے رہتے ہین یا یہ کہ قائل بعض مواقع پر کھڑا ہوکر بولنے لگتا ہے اور بعض مواضع پر بیٹھکر کہتا ہے۔

اصطلاح مین مقامہ اُس عبارت کو کہتے ہین جسکی ترتیب نہایت عمدہ ہو، طرز کلام فصیح و بلیغ اور علم ادب کے نکات پر مشتمل ہو۔

مقامہ کا مدار اُس روایت پر ہے جو مختلف تذکرون اور مختلف واقعون سے مالا مال ہو اور کسی معتبر ادیب کیجانب فرضًا منسوب ہو۔

مقامہ کا مقصود یہ ہے کہ مختلف لغات اور بیانات پر زور الفاظ اور برجستہ کلمات، کو خواہ نظم مین ہون یا نثر مین ایک جگہ جمع کردیا جائے نکتہائے لطیف بیان کئے جائین اور علم ادب کے اصول بتلائے جائین مثلاً علمی مضامین یا رُلانے والے مواعظ ہون، یا نادر خطبے اور ہنسانے والے بیانات ہون۔

مقامہ کی روایت مین چند باتین خاص طور پر موجود ہونی چاہین تفصیل ذیل ہے۔

ایضاح۔ یعنے بیان مین تمہید ہو۔ ترتیب کی رعایت کی جائے۔ شبہ اور دقیق مضامین نہون۔ طول کلامی سے پرہیز کیا جائے۔

ایجاز ۔ یعنے حشو اور زواید کلام کو حذف کر دیا جاے ۔ البتہ اُس وقت سلسلہ سخن کو طول دیا جاے جبکہ اِس کا مقضا یہی ہو ۔ کیونکہ اکثر روائتین مختصر ہوتی ہین مگر سامع اُن کو طویل کر کے سنا چاہتا ہے اور اکثر خبرین طویل ہوتی ہین مگر سُننے والا اُس کو مختصر کر کے سُننا چاہتا ہے امکان ۔ یعنے حکایت کو اِس انداز سے بیان کیا جاے کہ اگر جھوٹی بات ہو تو سچی معلوم ہو ۔ اور اگر سچا واقعہ ہو تو جھوٹا دکھائی دے ۔ تلطف ۔ یعنے سامعین کے نفوس مین حکایت سُننے کی رغبت پیدا ہو جاے ۔ اور بغیر سُنے قرار نہ اے قائل ایک کلام سے دوسرے کلام کی طرف رجوع کرے اور ایک قصہ سے دوسرے قصہ کی طرف متحول ہو کیونکہ طبایع کا اقتضا یہی ہے کہ ہر دم نئی نئی باتین سُنی جائین ۔

مقامہ کے راوی مین بھی چند صفتین ضروری ہین اول یہ کہ ظریف الطبع ہو ۔ بہت سے سفر کیا ہوا ہو ۔ فنونِ ادب کی تحصیل سے فارغ ہو چنانچہ مقامات حریریہ کا راوی حارث بن ہمام اور مقامات بدیعیہ کا راوی عیسیٰ بن ہشام ان صفات سے بوجہ احسن موصوف و متصف ہے ۔

مقامہ کا راوی مقامہ مین جس شخص کی حالت بیان کیا کرتا ہے وہ بھی چند اوصاف سے متصف رہتا ہے ۔

اول۔ تو وہ نہایت مکار اور پولیٹکل چالون سے آگاہ رہتا ہے۔ دوم ایک شہر سے دوسرے شہر مین بہت جلد چلا جاتا ہی۔ سوم۔ حوادث زمانہ کے ساتھ ساتھ اپنا جامہ بھی تبدیل کیا کرتا ہی۔ کبھی تو مدرسہ مین تعلیم دیتا ہی اور کبھی مسجد کے منبر پر وعظ کرتا ہی۔ کبھی اندھا اور بہرا بنجاتا ہے۔ کبھی خطیب و شاعر کہلاتا ہے۔ کبھی نہایت کام کی باتین کہا کرتا ہے اور کبھی ہنسا ہنسا کر بیہوش کرتا ہی۔ اس تمام کام سے اُسکا مقصود صرف مال و دولت کا جمع کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ مقامات حریریہ مین ابو زید اور مقامات بدیعیہ مین ابو الفتح اسکندری کا یہی کام ہی۔ مقامہ کی ایجاد کا فخر بدیع الزمان ہمدانی کو پہونچتا ہی۔ اس نے چارسو کے قریب مقامات لکھے تھے۔ اور وہ سب کے سب نہایت مسجع، فصیح و بلیغ تھے مگر آج صرف پچاس ہی کا پتا لگتا ہے۔ باقی زمانہ کے ظالم ہاتون ناپید ہو گئے ہین۔

بدیع الزمان ہمدانی کے بعد گو بہت سارے ادیبون نے اس فن پر خامہ فرسائی کی مگر حریری کے صبا رفتار گھوڑے سے کسی کا گھوڑا آگے نہ بڑھ سکا۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہی کہ مقامات کو اُسجگہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہی جہان کہ مقامہ کا واقعہ ظہور مین آیا ہو۔ مثلاً مقامۂ کوفیہ

مقامۂ بصریہ۔ مقامہ حلبیہ۔ مقامۂ بغدادیہ بعض اوقات واقعہ کے لحاظ سے بھی موصوف ہوجاتا ہی مثلاً مقامۃ الموت۔ مقامۃ الغازی۔ کسی وقت مروی عنہ سے بھی منسوب ہوتا ہی۔ مثلاً مقامۃ الصوفی۔ مقامہ القرا وغیرہ ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے بدیع الزمان ہمدانی کے مقامات سے ایک مقامہ کا ترجمہ کردیتے ہین جو خالی از نصیحت نہین۔

مقامہ علمیہ

عیسیٰ بن ہشام (راوی مقامات) بیان کرتا ہے کہ مین سفر کی ایک منزل طے کر رہا تھا کہ اچانک ایک ایسے شخص سے دوچار ہوا جو اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھ رہا تھا کہ تونے علم کو کیسے حاصل کیا؟ وہ جواب دینے لگا کہ جب میرے دل مین اُسکے طلب کرنیکی خواہش پیدا ہوئی اور مین اُسکو حاصل کرنے لگا تو مجھے معلوم ہوا کہ اُسکا حاصل ہونا خالی از تعب نہین۔ نہ دو تیر دن سے شکار کیا جاتا ہی نہ لاٹری کے ذریعہ تقسیم ہوسکتا ہی۔ نہ باپ دادا سے میراث مین ملتا ہی نہ بزرگون سے مستعار لیا جاسکتا ہی۔ نہ خواب مین نظر آتا ہے۔ نہ جال سے گرفتار ہوتا ہی اسوقت اُسکی راہ طلب مین مین نہایت گرم سیر ہوگیا اور اُسکی تحبس شروع کردی۔ مگر کسطرح؟ ڈھیلون کو فرش اور پتھر کو تکیہ بنالیا۔ تنگدلی اور بیزاری کو پاس نہ پھٹکنے دیا۔ طلب علم مین خطرناک مشقتون کے ارتکاب سے

خوف نہ کرتا تھا ہمیشہ سفر کرتا اور بیدار رہتا تھا۔ وسعت نظر اور زیادت
علم کی فکر کیا کرتا تھا۔ تب اس وقت مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ ایسا تخم ہے
جو زمین نفس کے سوا کہین نہین بویا جاتا۔ اور ایسا صید ہی کہ بجز لفظ کے
دام کے کسی چیز سے نہین ہوسکتا۔ اُس بادشاہ کا جلوس سینے کے تخت
ہی پر ہوتا ہی۔ اور اُس شاہنشاہ کا خلوتکدہ خانۂ چشم ہی بنتا ہے۔ حافظہ
کی زنجیر ہی اُسکو مقید کرسکتی ہے۔ اور یہ سب باتین گاہ گاہ ہی میسر ہوتی ہین
تب مین نے اُسکو آنکھہ مین محبوس کرکے اپنی عیش کی غذا دی۔ اور خانۂ دلکو
اُسکا خزانہ بنا دیا۔ تعلیم کے گارڈ کو پہرہ پر مقرر کیا۔ اور تحقیق و تدقیق کی
چاشنی سے راحت حاصل کی اور یہ سب کچھ صرف اُسی کی توفیق سے ہوا جسکو
علّام و عالم وغیرہ کہا کرتے ہین

عیسیٰ بن ہشام کہتا ہی کہ جب مین نے اُس آدمی سے سماعت کو شگافتہ کردینے
والے دل مین اُتر جانے والے اور سُننے مین غلغلہ ڈالدینے والے اِس
کلام کو سُنا تو دریافت کیا کہ اے جوان! بھلا اس آفتاب کا مطلع کہان ہے؟
اُسنے جواب دیا قطعہ

مکانِ قاہرہ مین ہی اور روم مین	بشرطیکہ ہوان مین اُسکا قرار
بسر شام کرتا ہے وہ شام مین	عجم سے نکلتا ہی پھر ہر نہار

(عیسیٰ) کہتا ہے کہ جب مین نے اُس آدمی کو ذرا غور سے دیکھا تو

معلوم ہوا کہ وہ میرا قدیم دوست ابوالفتح ہی ہے۔

ف ۱۴ ۔ دنیا کی جتنی زبانین علمی اور شائستہ زبانین کہلاتی ہین۔ سبکے لئے نحومی اور صرفی قواعد منضبط ہین۔ مگر فارسی زبان کے جاننے والے جانتے ہونگے کہ اس لطیف و شیرین زبان کا کوئی قاعدہ منضبط نہین۔ یہ نہین معلوم کہ فارسی مین صفت مشبہ کے لئے کونسا لفظ ہے؟ اسم فاعل کے لئے کونسا؟ اسم مفعول کے لئے کونسا؟ فقس علیہ البواقی۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ کیانیون اور ساسانیون کی پنج ہزار سالہ سلطنت نے اپنی پیاری اور دلاویز زبان کے اہم فرض سے کس درجہ کی بے اعتنائی برتی۔ کہ اُسکا قاعدہ بھی مرتب نہ کیا جب زمانہ نے یزدجرد کی فسیح الفضا سلطنت کا طبقہ اُلٹ دیا اور نمرودی آتشکدے۔ اسلام کے آبِ حیات سے سیراب کئے گئے تو افصح الالسنہ اور سید الالسنہ یعنے عربی زبان نے اپنے ظلّ عاطفت مین اُسکو لے لیا۔ اور خاص اپنی خوراک سے اُسکی پرورش کی۔ ورنہ یہ دُرِ یتیم ہمیشہ یتیم ہی رہتا۔

معتبر ذرایع سے یہ بھی سُنا گیا ہے کہ مثل انگریزی اور سنسکرت وغیرہ زبانونکے رسم الخط کے فارسی زبان کا رسم الخط بھی بائین ہاتھ کی طرف سے شروع ہوکر داہنے ہاتھ کی جانب ختم ہوا کرتا تھا۔ اور اُسکے حروف بنجی کی صورت بھی متعارف فارسی حروف کی صورت سے علیحدہ تھی مسلمانون نے

عربی طرز پر عربی حروف کی شکل مین اُسکو لکہنا شروع کیا۔ مگر واللہ اعلم بالصواب۔ اگر حیات بیوفا نے وفا کی تو انشاء اللہ فرصت کے زمانہ مین نیاز آگین اس امر کی تحقیق کریگا اور اسپر مفصل مضمون لکھے گا ورنہ جس کسیکو توفیق ہو۔

خاکسار اوائل۔ تلمیذ حضرت بیدل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا کل حقوق بحق
رائے ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب
مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط
صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔

(عظمت)



وجیہ آصفی

سنہ ۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
کی تقریب پا لگرہ مبارک کی تہنیت مین بیاموار رسالہ حسین نظم و نثر کے
اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جسکے بانی مبانی
عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص بشاد
تلمیذ حضرت آصف طلسجانی اپشکار و مدار المہام سرکار عالی ہین
حسب الحکم مہاراجہ مقتشم الیہ زیر نگرانی ہیرالال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد دکن علاقہ پیشکار لیسے
شایع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۸) جلد (۷)

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	فیثاغورس کی مختصر لائف	جناب قائل صاحب۔ از مدرسۂ دار العلوم حیدر آباد
۲	۱۸	جاماسب کی مختصر لائف	جناب مولوی صاحب۔ از مدرسۂ دار العلوم حیدر آباد
۳	۲۲	حکیم اقلیدس کی مختصر لائف	منشی فاضل۔ از مدرسۂ دار العلوم حیدر آباد
۴	۲۷	سولون حکیم کی مختصر لائف	منشی عالم۔ از دار العلوم حیدر آباد دکن
۵	۲۹	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری حصہ دوم	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بدل





تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

فیثاغورس کی مختصر لائف

ابتدائے طفولیت

حضرت آدم علیہ السلام کے ہبوط سے چار ہزار نوسو دس برس بعد اسکا ظہور ہوا ہے۔ مشہور حکیم ہے۔ شہر صور مین جو دریائے شام کے کنارے واقع ہے پیدا ہوا جس زمانہ مین کہ پیدا ہوا۔ احشوروش کا غلبہ چھایا ہوا تھا اور اُن بادشاہون کے حدود جو سرزمین بیت المقدس کے گرد و نواح مین حکومت رکھتے تھے آشفتہ ہو گئے تھے۔ اور اس آشفتگی کی وجہ سے قبیلہ لیمون اور طائفہ منعرون اور اقوام سقورون نے جو مملکت شام کے صحرانشینون مین سے تھین شہر صور پر لوٹ کھسوٹ شروع کر دی تھی۔ اور اہالی شہر پر غالب ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا تھا۔

اِس خرابی سے بچنے کے لئے ساکنان شہر نے جلا وطنی اختیار کی۔ اور اُن ہی مین سے ایک فیثاغورس کا باپ بھی تھا اسکے تین لڑکے تھے۔ پہلا بوسوطوس۔ دوسرا۔ طورسوس۔ اور تیسرا فیثاغورس جو سب سے چھوٹا تھا اِن تینون کو لیکر وہ سرزمین بحیرہ مین آیا۔ اور وہان سے شہر ساموس داخل ہوا۔ اور چند دن تک ٹھہرا رہا۔ یہان کے لوگ اسکی بہت تعظیم کرتے تھے۔ یہان سے انطاکیہ کا ارادہ کیا۔ اور چونکہ انطاکیہ کی آب وہوا کے لطیف و شیرین ہونے کے متعلق بہت سی روائتین سُنی تھین۔ اسلئے چند روز تک قیام کیا۔ یہان بھی ایک ایسا فتنہ پیدا ہوا جس سے سکونت محال نظر آنے لگی۔ اسلئے دوسری مرتبہ ساموس مین آیا۔ اور فیثاغورس کو جسمین اپنے تمام فرزندون سے زیادہ زیرکی اور دانشوری پاتا تھا۔ اندرومادوس حکیم کے پاس لایا جب اُس نے فیثاغورس کی ذکاوت کو ملاحظہ کیا۔ تو اُسے اپنا بیٹا بنا لیا۔ اور موسیقی و علوم ادبیہ کی نہایت عمدگی سے تعلیم دی جس وقت فیثاغورس نے اِن تمام علوم مین کامل دستگاہ پیدا کرلی۔ تو ملتجی ہوا۔ کہ شہر سلیطون مین بھیجدیا جاے تاکہ حکیم کسی ماندروس کی خدمت مین علم ہندسہ اور نجوم سیکھے۔

ابتدائی تعلیم

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور اس نے ہندسہ اور نجوم مین ید طولیٰ حاصل کیا۔

اس وقت فیثاغورس کے دل مین علوم حکمت کی طلب پیدا ہوئی۔ شہر سلیطون سے کوچ کرکے مملکت بابل مین آیا اور اریاطائی بابلی کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور حکمت الٰہی کی تحصیل کی۔ شہر بابل کا حاکم ساطنبوانیون جو احشوروش کی جانب سے مامور تھا۔ اس پر نہایت شفقت رکھتا تھا۔

شہر بابل سے بامراد ہوکر شہر ویلون مین داخل ہوا۔ اور افاراخودیس حکیم میرمانی کی خدمت مین حقائق حکمت کا استفادہ کرنے لگا۔ جب حکیم مذکور فوت ہوگیا۔ تو جزیرۂ ساموس مین دوبارہ وارد ہوا۔ اور مواد قطیس ومواد مانیس سے حکمت کا استفاضہ کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ اور تمام فنون مین کمال دانش وبینش حاصل کی۔

جب ان تمام علوم سے فارغ ہوچکا تو ارادہ کیا کہ کاہنان مصر کا علم بھی سیکھ جاوے۔ یہ لوگ چونکہ کسی بیگانہ کو اپنا علم نہین سکھاتے تھے۔ اسلئے فولوا فراطیس سے جسکو اہل یورپ پلیگ ریتز کہتے ہین استدعا کی۔ یہ شخص اسوقت شہر ساموس

کا حاکم تھا۔ اِس نے **امسس** کو جو اُس زمانہ کا فرعونِ مصر تھا۔ ایک چٹھی لکھی۔ اور درخواست کی کہ فیثاغورس کی رعایت اور اعانت کرے۔ اور کاہنانِ مصر سے فرمائے کہ اپنے علوم کی تعلیم مین اِس سے بخل نہ کرین۔

اِس خط کو **فیثاغورس** نے مصر مین لیجا کر **امسس** کے حوالہ کیا۔ اُس نے اِسکی بہت اعانت کی۔ اور کاہنان مصر کو لکھا کہ اِس سے اپنی تعلیم کو دریغ نہ رکھین۔ فیثاغورس فرمان بادشاہی کو لے کر **مدینہ الشمس** مین آیا۔ اور کاہنون کو اِس واقعہ کی خبر دی۔ یہ لوگ بادشاہ کی مخالفت تو نہین کر سکتے تھے۔ اِس لئے بکراہت تمام اپنے نزدیک جانے دی۔ اور ایک مدت تک تکالیفِ شاقہ سے امتحان کرتے رہے اِس نے تمام تکلیفون کو غایت شوق سے برداشت کیا۔ جب اُنکے پاس کوئی حیلہ باقی نہ رہا۔ تو باوصف کچھ نہ سکھانے کے **کاہنان منفس** کے پاس بھیجدیا۔ انہون نے بھی تکالیف شاقہ کے ذریعہ امتحان کیا۔ اور باوجود کچھ نہ بتانے کے **شہر دیوسیولس** کے کاہنون کے نزدیک روانہ کر دیا۔ انہون نے بھی امور صعب سے امتحان کیا۔ اور جسوقت کوئی عذر باقی نہ رہا تو کہنے لگے کہ تمہارے دین و آئین اور ہمارے کیش و مذہب مین تفارق کلی حائل ہے۔

اگر ہم سے تم کچھ سیکھنا چاہتے ہو تو ہمارا مذہب اختیار کرو۔ اور یونانیون کے عقائد سے دست کش ہو جاؤ۔ فیثاغورس نے بلا تامل اس بات کو قبول کر لیا۔ اور باوجود کمالِ زہد و تقوی کے اپنے دین اور سُنتون کو خیرباد کر دیا۔

جب کاہنون نے کوئی بات قابل گرفت نہ دیکھی۔ تو مجبور ہو کر اپنے علوم کی تعلیم دی۔ زیادہ عرصہ نہین گذرا تھا کہ اُن علوم مین فیثاغورس نے وہ مہارت پیدا کر لی کہ سب نے اِس کی علمیت کا اقرار کیا۔

یہ خبر رفتہ رفتہ **امسس** بادشاہ مصر کو پہونچی اسکو بلوا بھیجا اور مصر کے مندرون اور شوالون کا کل انتظام بجا لیکہ کسی اجنبی اور مسافر کو نہین دیا جاتا تھا۔ فیثاغورس کے ذمہ دے دیا یہ حالت دیکھکر کاہنان مصر نے حسد کرنا شروع کیا۔ اور اسکا کام دن بدن درست ہونے لگا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد **امسس** نے رحلت کی۔ اور بادشاہ لہراسپ کی طرف سے **گشتاسپ** نے مصر پر چڑھائی کی۔ اور اسکو مسخر کر کے ملک مین شورش اور خلل ڈالدیا۔ فیثاغورس مصر سے چل نکلا اور **شہر ساموس** مین آیا۔ وہان کے

مدرسہ کی بنیاد

لوگون نے اسکا استقبال کیا۔ اور نہایت عزت سے پیش آئے۔ اور تدریس کے لئے ایک بہت بلند مدرسہ بنا دیا۔ فیثاغورس وہان تعلیم مین مشغول ہوا۔ اور اطراف واکناف سے خلقِ کثیر آنے اور اظہار عقیدت کرنے لگی۔ نیز پلیگ ریتیز نے تو اپنے تمام کام فیثاغورس کی ہی عقل وتدبیر پر چھوڑ دئے۔

فیثاغورس نے اس شہر مین ساٹھ سال تک قیام کیا پھر استعفا دیکر انطاکیہ مین اور وہان سے شہر فرد طولیا مین داخل ہوا یہان کے لوگون نے بھی اسکا استقبال کیا۔ اور مطیع ومنقاد ہوگئے۔ یہان آٹھ سال تک رہ کر شہر ماطر نوطیون کو چلا گیا۔

شہرت عام

اس زمانہ مین اسکے فضائل کا شہرہ تمام یونان مین پھیل گیا تھا اور اُسکی درگاہ اعیان واشراف کی طواف گاہ ہوگئی تھی۔ چنانچہ بربر کا ایک گروہ جس نے کبھی طالب علمی نہین کی تھی۔ اِسکی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور یہ حالت ہوگئی۔ کہ سیما خوش اطرون والی شہر فانطوریتا نے ترکِ حکومت کرکے طالب علمی اختیار کرلی۔ اسیطرح یونان کے حکام واغنیا کی جماعت کثیر نے اپنے کاروبار کو چھوڑ چھاڑ کر اسکی صحبت پسند کی۔ اور تحصیل علوم مین مشغول ہوکر ریاضت نفس

اخلاق حمیدہ کے اکتساب۔ اور طریق تقوی کے سلوک کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔

ایک روز فیثاغورس کسی دوست کے مکان مین جسکا نام سلون تھا تعلیم دے رہا تھا۔ شہر کا ایک جاہل قلون نامی اندر داخل ہوا چونکہ کثرت مال و رفعت جاہ مین دوسرون سے فائق تھا۔ اور خلق اللہ کی ضرر رسانی۔ اور رنج دہی اُسکی فطرت مین تھی۔ حکیم کی مجلس مین آکر مفاخرت و مباہات کرنے لگا۔ اور بیہودہ باتین کین۔ حکیم نے کہا اے عزیز۔ آدمی کو چاہیئے کہ فضائل نفسانی کے حاصل کرنے کی کوشش کرے دنیا کی فنا ہو جانے والی چیزون حشم۔ وخدم۔ مال وجاہ اور باپ دادا کی شرافت پر ناز کرنا عقل کا شیوہ نہین ہے۔ یہ نصیحت جاہل کو بہت سخت معلوم ہوئی۔ بگڑ گیا۔ بیہودگیان کین۔ اور فیثاغورس کو گالیان دے کر زندیق و ملحد کہا۔

فیثاغورس کے شاگرد بھی صبر نہ کر سکے۔ غصہ مین بھر گئے۔ اور سب دشتم کی کارروائی گرم ہو گئی۔ نوبت یہان تک پہونچ گئی۔ کہ دونون طرف سے خاصی لڑائی شروع ہو گئی۔ قلون نے لڑائی کے لئے اپنے آدمیون کو برانگیختہ کیا۔ حکیم کے چالیس شاگرد قتل ہوئے۔ اور بقیہ السیف مع حکیم کے بھاگ کر کہین مخفی ہو گئے۔ قلون نے

واقعہ فیثا

حیران اور سرگردانی

حکیم کی ٹوہ لینے اور اُسکو قتل کرنے مین بہت کوشش کی۔ فیثاغورس کو پوشیدہ طور پر وہان سے نکل جانا ضرور تھا **شہر نوفاروس** مین گیا۔ وہان کے لوگون نے بوجہ اسکے کہ قلون سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہین رکھتے تھے حکیم سے التماس کی کہ اس شہر مین پناہ نہ لے ناچار **شہر فاروطونیا** کی طرف بھاگ گیا۔ یہان **قلون** کے فرمان برداروں کی ایک جماعت رہتی تھی۔ اس جماعت نے اسکے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ حکیم کو وہان سے بھی نکلنا پڑا۔ **شہر اطرلوطیون** مین پہونچا۔ مگر چوطرف سے دشمن آنے لگے اسلئے **شہر موسلسین** کی طرف فرار کیا۔ یہان دشمنون نے محصور کرلیا۔ چالیس دن تک تو مکان مین محفوظ رہا۔ مگر آخرکار قلون کے آدمیون نے لکڑیون کو ایک پر ایک رکھکر ایک بہت بڑا انبار کیا اور اُسمین آگ لگادی اُسکی حرارت سے تمام لوگ مرگئے اور فیثاغورس بھی بیہوش ہوکر مرگیا۔ (افسوس!)

نقش خاتم اور نقش منطقہ

اُسکی انگوٹھی کا نقش یہ تھا "وہ شر جو ہمیشہ نہ رہے۔ اُس خیر سے بہتر ہے جو ہمیشہ نہ رہے" (یعنے جس شر کے زائل ہونیکا انتظار کیا جاتا ہو۔ وہ شر اُس خیر سے بہتر ہے۔ جسکے زوال کا انتظار کیا جاے۔) اُسکے کلیس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ خاموشی ندامت سے بچاتی ہے۔

اُس کے بعض نمونے یہ ہین۔

(۱) عالم طبیعت کے اوپر ایک عالم نورانی ہے جس کے حسن وخوبی کا اندازہ بیان کرنے سے عقل قاصر ہے۔ لوگ اس دنیاے فروما یہ کے گندہ تعلقات مین پھنسے رہنے کے باوجود اسکا اشتیاق رکھتے ہین۔

(۲)۔ عالم جسمانی کا ہر گروہ اپنے مافوق کی طرف نسبت کرتے گمرہی کے قید خانہ مین ہے (مثلاً جمادات بہ نسبت نباتات کے اور وہ بہ نسبت حیوانات کے اور وہ بہ نسبت انسانون کے ضلالت اور گمراہی کے قید خانہ مین ہین)

(۳) جو شخص اپنے نفس کو اخلاق حمیدہ سے آراستہ کرے۔ اور جسمانی خسیس خواہشات سے کنارہ کش ہو۔ وہ عالم بالا کے لئے شائستہ ہو جائیگا۔ علوم مجردات کی حقیقتون پر اُسکو اطلاع حاصل ہوگی جس نے اِس مرتبہ کا ادراک کیا۔ وہ سرور جاودانی اور عزت حقانی سے واصل ہوا جس نفس نے کہ اخلاق ذمیمہ سے پرہیز نہ کیا۔ عین خساست اور عین فرومایگی مین گرفتار ہوگا۔ پاک نفوس کے آگے یہ آسمان زمین کے مانند کثیف ہے۔ اور اُنکا آسمان نورانی آسمان ہے۔ جسکے مقابلہ مین

یہ آسمان بالکل گندہ اور چرک آلود ہے۔ وہ نفوس اُس نورانی آسمان مین ہمیشہ لذت وبہجت سے قریب اور قرین رہینگے۔

(۴) چونکہ ہمارا وجود خدا ہی کا بنایا ہوا ہے۔ اسلئے بازگشت بھی خدا ہی کی طرف ہوگی۔ (قیامت کا قائل ہے)

(۵) جو کوئی خدا کو پہچاننا چاہتا ہے۔ اپنی کوشش کو اُس کی معرفت مین صرف کردے۔ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ نفاست وقت کی وجہ سے تھوڑی سی توجہ مین خدا کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے طالب کو اپنی تمام کوشش صرف کرکے اسوقت کو حاصل کرنا چاہئے (مراقبہ اور مکاشفہ کی ترغیب دلاتا ہے)

(۶) جبتک کہ حکیم اپنے افعال واقوال کو باہم مطابق نہ کرے۔ خدا کے نزدیک اُسکی بات کا کوئی اعتبار نہین۔ گفتار وکردار کا اختلاف غضب الٰہی کا باعث ہے۔

(۷) جو شخص خدا کو دوست رکھنا چاہے۔ وہ اُن باتون پر عمل کرے جو اُسکے نزدیک پسندیدہ ہون۔ کیونکہ جس کسی کا طرز عمل خدا کی مرضی کے موافق ہے۔ وہ جناب باری مین مقرب ہے۔ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول آلایہ کا مضمون ہے)

(۸) اگر لوگ حکیم کی قدر نہ کرین۔ تو وہ پشیمان نہو کیونکہ خدا کے

پاس تو وہ معروف ہی۔

(۹) آدمی کو ہمیشہ سنتے رہنا چاہیئے۔ اور بات اُس وقت کرنی زیبا ہے۔ جب کہ لوگون کی ہدایت منظور ہو۔

گوش تو دو اند و زبانِ تو یکے یعنے کہ دو بشنو و یکے بیش مگو	

(۱۰) آدمی کو کیا خلوت مین اور کیا جلوت مین۔ کسی وقت امر قبیح کا ارتکاب نہین کرنا چاہیئے۔ خود کو خود ہی سے حیا کرنی چاہیئے حتی کہ غیر سے حیا کرنے کی عادت پڑ جائے۔ کیونکہ عاقل کے پاس غیر سے شرمندگی کرنا۔ خود سے شرمندگی کرنے سے برتر نہین۔ وجہ یہ کہ غیر ہمیشہ ہمراہ نہین رہیگا۔ اور خود ہمیشہ خود کے ساتھ ہے۔ (الحیاء نصف الایمان)

(۱۱) جس فعل کا صادر ہونا سزاوار نہین۔ اُسکا دل مین گذرنا بھی شائگان نہین۔

(۱۲) نہ متلف نبونہ ممسک۔ بلکہ میانہ روی اختیار کرو (خیر الامور اوسطہا)

(۱۳) ہمیشہ اپنے کامون سے ہشیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ سونیوالا مردہ کا مشارک ہے (النوم اخت الموت)

(۱۴) شریر سے نیکی کی امید نہ رکھ جس شخص کی جیسی طبیعت ہوتی ہے ویسے ہی کام بھی کیا کرتا ہے۔ اور شریر کی طبیعت مضرت بخش ہوتی ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین است مقتضائے طبیعتش این است	

(۱۵) جو آدمی کسوت معرفت سے عاری ہو اُسکی بھلائیان بھی برائیان ہین۔ تو برائیون کا کیا کہنا۔

(۱۶) جو آدمی تحصیل حکمت مین تیرا معاون ہو۔ اُسکو برادر نیک اندیش سمجھنا چاہیئے۔

(۱۷) جو حاکم عدالت کی رعایت نہ رکھے۔ اُسکی دولت قابل اوبار ہے۔

(۱۸) جب حکیم ہی سے ناشائستہ افعال صادر ہون۔ تو تمام خلائق سے شرور کا ظاہر ہونا قابل تعجب نہین۔

(۱۹) جو شخص تجربہ سے قابل دوستی نہو وہ قابل عداوت بھی نہین۔ کیونکہ دوستی کی عدم صلاحیت قلت عقل کی وجہ سے ہے اور جو قلیل العقل ہو وہ قابل دشمنی بھی نہین۔

(۲۰) اکثر لوگ خوش گفتار اور بدکردار ہوتے ہین اسلئے آدمی کو کردار سے آزمانا چاہیئے۔ (کہ خبث نفس نہ گردد لبسا لبا معلوم)

(۲۱) شریف النفس وہی ہی جو خوشی اور غمی سے رنجیدہ اور شادمان نہو

ای شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گزار دے اسی رو کر گزار دے

(۲۲) جو شخص سچی بات سُنے اور خشمناک نہ ہو۔ تیرا صدیق ہی۔

(۲۳) جو آدمی غیرون کے لئے مال رکھتے وہ شقی ترین خلایق ہے (زر بہر نادون چہ سنگ و چہ زر)

(۲۴) مقاصد دنیا کو مطالب اخروی کے مانند خلایق سے طلب کرنا چاہیئے۔ دعا اور فکر مین تساوی کی نسبت ہی۔ فکر جس طرح نتیجہ حقہ کو مستلزم ہے۔ دعا اجابت مطلب کو مستلزم ہے۔

(۲۵) تمام اوقات مین قولاً و فعلاً خدا کا شکر واجب ہے۔ اور رضا بالقضا رکھنا چاہیئے۔ ہر صبح اور شام کو نفس کے حساب کی تنقیح کرنی چاہیئے۔ اور اس مرتبہ مین رہنا چاہیئے کہ ہر روز۔ روز گذشتہ سے زیادہ بہتر ہو ورنہ زیان کار ہوگا۔

(۲۶) آدمی کو آفات کا عادی رہنا چاہیئے۔ کیونکہ راحت طلبی عورتون کا کام ہے۔ اور مردون کی راحت اُن کامون کے ترک

کر دینے مین ہی جو مؤدی بہ زیان ہون۔

(۲۷) امور شریعت کی حفاظت مین ہمت کوشش کر۔ تا لو اُسکی حفاظت مین رہے۔ اور آج کے کام کو کل پر نہ رکھ چھوڑ۔ کیونکہ کل کا کام اس کام کے علاوہ ہوگا (اور دونون کے مجموعہ کا بار تو اُٹھا نہ سکے گا)

(۲۸) اس خیال سے اجتناب کر جو نفس کو عالم اجسام کی طرف مائل کرے۔ راست گوئی کو عادت بنالے۔ تاکہ نفس آلودہ کذب نہو۔ کیونکہ نفس کاذب کے خواب والہام قابل اعتبار نہین ہوتے ظلم سے پرہیز واجب سمجھ تا خدائے تعالیٰ انتقام نہ لے۔

(۲۹) طالب کمال کو سب امور مین جانب حق کی رعایت رکھنی چاہئے۔ اور یتیمون۔ بوڑھیون کو ستانے سے حذر کرنا چاہئے ورنہ عادل حقیقی تلافی کریگا۔

(۳۰) طالب کمال کو گناہان صغیرہ کے ارتکاب سے بھی احتراز رکھنا چاہئے۔ تاکہ گناہان کبیرہ کے ارتکاب پر دلیر نہو جو موجب غضب الٰہی ہین۔ ہر رات کو ایک ساعت یا زیادہ دیر تک خدا سے رجوع کرنا چاہئے۔ تاکہ طبیعت کی تنگی سے نجات ملے (نماز کی ترغیب ہے) یہ بات مسلم ہے کہ بیحد خوشی اور بے انتہا غم سے فیثاغورث شادمان

خصائل دعا ۱۲

اور کبیدہ خاطر نہین ہوتا تھا۔ کسی نے اُسکو روتے یا ہنستے نہین دیکھا ہمیشہ لوگون کو صوم وصلوٰۃ کی زیادتی اور عدل وجہاد کی ترغیب پر مائل کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی آدمی سے جس نے نہایت عمدہ لباس پہنا تھا اور نالایق باتین کہنے لگا تھا۔ فرمایا کہ یا تو لباس کو گفتار کے مانند کر۔ یا گفتار کو لباس کے موافق بنا۔

یا مکن با پیلبانان دوستی	
یا درے افراز چون بالائے پیل	

ایک وقت کسی **طالب علم** سے جو بڑھاپے کے زمانہ مین حکمت کے سیکھنے سے شرم کرتا تھا۔ کہا کہ کیا تو شرم کرتا ہے۔؟ حالانکہ پایان عمر مین تو نوخیزی کے زمانہ کی نسبت زیادہ دانا ہوگا۔

ایک وقت کسی سفر مین اُسکی زوجہ بیمار ہوگئی اور مر بھی گئی شاگردون نے اُسکی مسافری اور بے ہنگام ہلاکی پر افسوس کیا۔ فیثاغورس نے فرمایا کہ شہری اور جنگلی دونون پر موت یکسان ہے مقیم اور مسافر مین کوئی فرق نہین۔ کیونکہ آخرت کا طریقہ دونون پر سا دہی ہے"

فیثاغورس کی تصنیفات **اہل یونان** مین نہایت عزت سے دیکھی جاتی تہین۔ بعض حکیمون نے مثل **اسطیلوس** اور **قونیوس** اور **فاغبانوس** وغیرہ کے اپنی تصنیفات کو اُسکی تصنیفات کے

رضا بقضا

نام سے شائع کیا ہی جسمین سے بعض یہ ہین ۔
کتاب المناجات ۔ کتاب علم المخاریق ۔ کتاب تصویر مجالس الجزر
کتاب تہیۃ الطول ۔ کتاب مزرع الزروع ۔ کتاب الآلات ۔
کتاب العقائد ۔ کتاب تکوین العالم ۔ کتاب الایادی ۔
اِسکی طرف جو کتابین منسوب تہین اُنمین سے بہت سی اُسی زمانہ مین جلائی
گئین (افسوس) ۔

منسوبہ تصنیفین

فیثاغورس کی خاص تصنیفات جنکو حکماء کی ایک جماعت اور
اور دوسرے اُن لوگون نے جو اُسکی زبان کے وارث تھے مدون کیا تھا
دوسو اسی ۲۸۰ کے قریب تہین جن مین سے چند متداول کتابین یہ ہین ۔
کتاب ارسماطیقی ۔ کتاب الالواح ۔ کتاب فی النوم والیقظہ ۔
کتاب فی کیفیۃ تعلق النفس بالجسد ۔ رسالہ ذہبیہ ۔ (اس رسالہ کا
نام ذہبیہ اِس لئے ہوا کہ جالنیوس اِس رسالہ کو آب زر سے لکھکر روزانہ
تلاوت کیا کرتا تہا ۔) رسالہ متجر وسفینہ ۔ رسالہ الی سقانی فی استخراج
المعانی ۔ رسالہ فی البیانات العقلیہ ۔ رسالہ الی سمیدلیسیوس ۔

خاص تصنیفین

فیثاغورس پہلا حکیم ہے جس نے دہریون اور نیچریون کے
اقوال کی تردید کی ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُسکا خیال تہا کہ آفتاب
ساکن ۔ اور زمین متحرک ہی ۔ اہل یورپ اس مسئلہ مین انہی کے

پیرو ہین۔ اِس خیال کو ۱۴۷۹ ہجری مین قوپرانقوس حکیم نے (جو حکماء یورپ مین سے ہے) براعظم یورپ مین مشہور کیا۔ آجکل وہان کے اکثر حکیمون کا یہی خیال ہے (تمام یورپ اور تمام امریکہ اور کل مہذب دنیا کے نزدیک یہی مذہب مسلم ہوچکا ہے)

قائل از طلبۂ مدرسہ دارالعلوم حیدرآباد دکن

جاماسب کی مختصر الائف

۴۹۹۴

حضرت آدم علیہ السلام کے ہبوط سے چار ہزار نوسو نوے چار سال بعد اسکا ظہور ہوا ہے۔ گشتاسب بن لہراسپ کا بھائی ہے اور حکمار عجم کے بڑے بڑے حکیمون مین سے ہے۔ زیادہ زمانہ تک زردشت سے اور کچھ مدت تک چنکر نکھا جہ ہندی سے حکمت ومعارف کا استفادہ کیا ہے۔

جاماسب کے اساتذہ

اسکا اصلی نام گشتاسپ ہے۔ مگر لوگون نے جاماسب مشہور کر دیا۔ اسکی مشہور تصنیف فرہنگ ملوک یا اسرار عجم ہے۔ اس نے کواکب کی نظرون کو فرسے بیان کیا ہے۔ اور قرانون کے مقترنات کو طالع وقت مقرر کیا ہے۔ اور اُن پر زائچہ کھینچکر حکم لگایا ہے۔ زمانۂ آئندہ کے پانچہزار سال تک

تصنیفات کا نام

واقعات بیان کئے اور انبیا سلاطین کے متعلق پیشین گوئیان کی ہین
اسطرح پر کہ جب اُنکا زمانہ آتا گیا تو بعض بعض باتین مطابق ہوتی گئین۔
حضرت رسالت پناہ (صلعم) کے ظہور و نبوت کے متعلق بھی ایک
صریح پیشینگوئی کی ہے۔

جاماسب نے پیغمبرون اور حکماء عجم کی اُن باتون کی تاویل
کی ہی۔ جو آفرینش عالم اور احکام دینیہ مین عقل کے موافق نہ تھے۔ چنانچہ
اُنھون نے کہا ہی کہ دنیا کے دو خالق ہین۔ یزدان اور اہرمن۔
پہلے پہل یزدان تنہا تھا۔ پس اُسنے خیال کیا کہ مبادا میرا کوئی دشمن
پیدا ہو۔ اِس ناخوش خیال سے اہرمن پیدا ہوا۔

اور بعضون نے کہا ہی کہ سب سے پہلے اہرمن تھا۔ اُس نے روزن
سے جھانک کر یزدان کو دیکھا۔ اور اُسکی جاہ و جلالت پر حسد کیا۔
یزدان نے فرشتے پیدا کئے تاکہ اُسکا لشکر بنین۔ اور اہرمن سے
لڑین۔ یزدان مین اہرمن کو دفع کرنیکی قوت نہ تھی اسلئے صلح ہوگئی
اور شرط یہ قرار پائی کہ ایک مدت معین تک اہرمن دنیا مین رہے
جب وہ مدت ختم ہو جائے تو دنیا سے باہر نکل جائے اور دنیا خیر
محض ہو جائے۔

جاماسب کہتا ہے کہ یہ مبہم باتین ہین اور اِنکی تاویل یہ ہے۔

کہ گیتی سے اُنکی مراد بدن عنصری ہے یزدان روح سے عبارت ہی اور اہرمن سے نفس کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اہرمن کے حسد کرنے اور شر و فساد برپا کرنے کی معنی یہ ہے کہ نفس امارہ نے روح کو عاجز کر دیا فرشتون سے مقصود انسانی عمدہ خصائل ہین صلح کرنیکی تاویل یہ ہے کہ صفات ذمیمہ کو جو لشکر ابلیس ہین یک لخت دفع نہین کر سکتے لوگون کے اس قول کی کہ بچھو۔ سانپ۔ اور درندے۔ نیز بُری صفات کو اہرمن نے پیدا کیا ہے۔ اور نیکیون کو خدا نے۔ وہ اس طرح تاویل کرتا ہے کہ صفات ذمیمہ طبیعت عنصری سے پیدا ہوتے ہین۔ اور نیکیان روح سے۔

غرض یہ کہ اسی قسم کی بہت سی باتون کو اس نے اس طرح پر تاویل کیا ہی جن سب کا ذکر موجب تطویل و ملال ہی۔

وزارت

یہ اپنے زمانۂ زندگی مین گشتاسپ کا وزیر تھا۔ اور گشتاسپ نے تمام امور کا فیصلہ اسی کی رائے اور تدبیر پر واگذار کر دیا تھا۔

نصائح

اُسکے چند مقولے یہ ہین۔

کریم کی بدترین خصلت ترک کرم ہے۔ اور لئیم کی بہترین عادت ترک بخل۔

سب سے بڑا عذاب یہ ہی کہ کوئی سخی کسی بخیل کے پاس اپنی حاجت

لیجائے اور وہ روانہو۔

گناہ ایک درد (مرض) ہے جس کی دوا۔ توبہ اور رجوع الی اللہ ہے۔ جاماسب کا مدفن خضرکِ فارس مین ہے۔

مولوی۔ ازمدرسہ دارالعلوم حیدرآباد۔

حکیم اقلیدس کی مختصر لائف

ظہور

حضرت آدم کے ہبوط سے ۲۱۵۵ سال بعد اسکا ظہور ہوا۔ شہر صور جو دریاے شام کے کنارے۔ نہایت مشہور شہر ہے وہان کے مشہور حکمار مین سے ہے۔ لوگ اسکو اقلیدس نجار بھی کہتے تھے۔

اولیات

ریاضی کی تدوین اور کتابون مین درج کرنا جس شخص سے پہلے پہل عمل مین آیا وہ یہی ہے۔ ایک کتاب علم ہندسہ مین لکھی ہی اور اسکو اپنے نام اقلیدس سے موسوم کیا ہے۔ کہ ابتک طالبان علم مین مشہور و متداول ہی۔

رُوم و ایران کے اکثر حکمار نے اُسپر شرحین لکھی ہین۔ اور مصنف کی توصیف کی ہی۔ اقلیدس حکیم کا شہرہ یہانتک بلند ہوا۔ کہ حکمار یونان نے

اپنی دستگاہون کے دروازے پر لکیکر لگا دیا کہ جو شخص ریاضی نہ جانتا ہو
(یعنے جس کسی نے کہ اقلیدس کی کتابین نہ دیکھی ہون) ہمارے مدرسہ
مین نہ آئے کہ ہماری مجلس مین بیٹھنے کے قابل نہین ہی۔

تصانیف

اِسکی تصنیفات یہ ہین۔ کتاب مناظر۔ کتاب مفروضات
کتاب تالف اللحون۔ کتاب ظاہرات۔ کتاب اختلافِ مناظر
کتاب معطیات۔ کتاب قسمت۔ (جسکی ثابت بن قرہ نے اصلاح
کی ہے) کتاب قانون۔ کتاب ثقل وخفت۔ کتاب اقلیدس

تصانیف منحول

اِنکے علاوہ تین اور کتابین اس کی طرف منسوب ہین۔ جسکے متعلق
بعض لوگون کا خیال ہے کہ وہ منحول ہین۔
(منحول اُس نظم یا نثر کا نام ہے جو کسی دوسرے شخص کی ہو اور بے تغیر
لفظ ومعنی اپنے نام سے مشہور کی جائے) اُن مین سے پہلی کتاب۔
کتاب نغم معروف بہ کتاب موسیقی ہے دوسری کتابِ ترکیب۔
تیسری کتاب تحلیل۔

یعقوب بن اسحاق کندی۔ اپنے ایک رسالہ مین لکھتا ہی۔ کہ
یونان کے کسی امیر کو ابلونیوس کی دو کتابین ہدست ہوئین۔ چونکہ
وہ رومی زبان مین تھین۔ اور اُنکو یونانی مین ترجمہ کرنیوالا کوئی شخص
نظر نہین آتا تھا۔ اسلئے اُس امیر نے شہر صور تین قاصد بھیجکر اقلیدس سے

ترجمہ کرنے کی استدعا کی۔

اقلیدس نے مقدمہ کا ایک باب باندھکر ابلونیوس کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ کتاب اقلیدس جو تیرہ مقالون مین ہے وہ یہی کتاب تھی اِس کتاب پر اپنی جانب سے دو مقالے اور اضافہ کئے۔ اور بعض اشکال بھی جنکو ابلونیوس بھول گیا تھا۔ مستزادکین۔

یعقوب کندی نے کتاب اقلیدس پر جو ریویو لکھا ہے اُسمین یہ بیان کیا ہی کہ "یہ کتاب اصل مین ابلونیوس نجار کی ہے۔ اقلیدس نے کسی امیر کی خواہش سے اسکے تیرہ مقالون کی تفسیر کی ہے۔ اسلئے اسی کی طرف منسوب ہوگئی۔

اقلیدس کے بعد اُسکے شاگرد اسقلاوس نے اصل کتاب کو پیدا کرکے دو مقالے اور زیادہ کئے پس اقلیدس نے اپنی جانب سے اسپر کچھ زیادہ نہین کیا"

ابو علی حسن بصری ساکن مصر۔ نے اس کتاب کے مصادرات کی شرح کی ہے۔ دسوین مقالہ پر حکیم بلنیاس نے شرح لکھی ہی۔ اسکے بعد وہ عربی مین ترجمہ کی گئی اور قاضی ابو محمد بن عبد الباقی معروف بہ قاضی بیمارستان نے شرح لکھی حکماے یورپ نے اسکی متعدد شرحین کین۔ نیز جوہری نے ایک شرح لکھی۔ ہاہانی نے پانچوین

اقلیدس کی شرحین

مقالہ کی شرح کی۔ اور اسکو اسحاقِ کندی نے نقل۔ ثابت بن قرہ نے درست کیا۔ ابن ندیم کہتا ہے کہ مین نے دسوین مقالہ کو ابوعثمان کی نقل سے علی بن احمد کے پاس موصل مین دیکھا۔ ابوحفص خراسانی نے اقلیدس کی شرح کی ہے۔ نیز ابوالقاسم انطاکی نے۔

ابوالوفا کی شرح ادہوری ہے۔ زید بن علی نے نو مقالون کی پوری اور دسوین کے کچھ حصہ کی شرح کی ہے۔

ابویوسف رازی نے ابن عمید کے لئے دسوین مقالہ کی شرح لکھی۔ اور حجاج بن یوسف کوفی نے ایک مرتبہ ہارون کیلئے اور دوسرے مرتبہ مامون کے لئے نقل کی۔ ان دونون نقلون مین آخری معتبر ہے[۱]

اقلیدس حکیم کے چند مقولے۔ یہ ہین۔ خط[۱] ایک ہندسہ روحانیہ ہے۔ جو آلہ جسمانیہ سے ظاہر ہوا۔ جو چیز[۲] کہ تمسے فوت ہو جائے۔ وہ دو حال سے خالی نہین۔ یا تو پھر مل سکے گی۔ یا نہ مل سکے گی۔ ان دونون حالتون مین اسپر افسوس کرنا بے سود ہے۔

---

[۱] نوٹ۔ یہ تمام شرحین تو قدیم حکماء اسلام کی لکھی ہوئی ہین۔ مگر یہ نہین معلوم کہ علماء یورپ نے جو آجکل علوم و فنون کے مالک بنے بیٹھے ہین۔ اسپر کیا کچھ مستزاد کیا ہے۔ اور کونسی کونسی موشگافیان کی ہین ۱۲

بدترین آدم وہ آدمی ہی۔ جو لوگون کی نسبت بدگمانی رکھے۔ اِس خصلت کی وجہ سے لوگ بھی اُسپر اعتبار نہین کرسکتے۔ دو بھائیون مین خصومت کی آگ نہین بھڑکانی چاہیئے۔ کیونکہ تھوڑی سی نرمی مین وہ صلح کرلین گے۔ اور اُن دونون مین تم شرمسار اور زیان کار رہوگے۔

میانِ دو کس دشمنی۔ آتش است سخن چین و غماز۔ ہیزم کش است	

کسی آدمی نے اقلیدس سے کہا کہ مین یہانتک کوشش کرونگا کہ تجکو کسوتِ حیات سے عاری کردون۔ اقلیدس نے جواب دیا۔ مین یہانتک سعی کرونگا کہ مہربانی اور عنایت کے پانی سے تیرے عناد کی آگ کو بجھادون۔

کسی دانا سے گفتگو

منشی فاضل۔ از مدرسۂ دارالعلوم حیدرآباد دکن۔

سولون حکیم کی مختصر لائف

حضرت آدم علیہ السلام کے ہبوط سے ۵۱۶۰ سال بعد اسکا ظہور ہوا۔ یونان کا مشہور حکیم ہے شہر اتھنیز (پایۂ تخت یونان) مین پیدا ہوا۔ افلاطون کا نانا ہی۔

طلاقتِ لسان اور عذوبت بیان اس درجہ رکھتا تھا کہ لوگ اسکی باتون کو مفرح القلوب کہتے تھے۔

جن دنون گریس کی سلطنت طوائف الملوکی پر تھی۔ اور اَرسٹِد بادشاہ اتھنیز کی حکومت رکھتا تھا۔ لوگون نے عوام الناس کو سولون سے بدول کردیا۔ اور یہ کہا کہ سولون ستارہ پرستونکی شریعت۔ اور بتونکی اطاعت سے روکتا ہی اور چاہا کہ اسکے ساتھ بھی وہی سلوک کرین جو سقراط کے ساتھ کیا تھا۔ سولون نے یہ خبر پاکر سرزمین یونان سے جلا وطنی اختیار کی اور شہر صور مین رہنے لگا حتی کہ وہین مرگیا۔

اُسکے مقولے یہ ہین۔

پادشاہون کا بہترین عمل۔ رعایا سے محصول کا تخفیف کرنا ہے۔ اور ظالمون سے مظلمون کو بچانا۔ جب آدمی کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو مفلس سے مشورہ نہ کرے۔ کیونکہ اُسکی ہر ایک رائے سود سے دور اور خسران سے قرین ہوگی۔ بقائے نام اور سعادتِ اخروی اسکے بغیر نہین حاصل ہوسکتی کہ حسن ادب کو اختیار۔ اور دوستون کی خطاؤن اور لغزشون سے اعراض کیا جائے۔

ایک مرتبہ لوگون نے اُس سے سوال کیا کہ سخی کسکو کہتے ہین؟ شمشیر تر ان سے تیز تر کونسی چیز ہے؟ جس شخص نے اپنے باپ کو مار ڈالا ہو اُسکو کیا سزا دینی چاہئے؟ جواب دیا کہ سخی وہ شخص ہے جو اپنا مال خیرات کرے۔ اور لوگون کے مال پر نظر نہ رکھے۔

تیغ بُران سے زیادہ تیز۔ اہل نظم و نثر کی زبان ہے۔ جو لوگون کو بُرا بھلا کہا کرتے ہین۔

باپ کے قاتل کی سزا میری عقل سے باہر ہے۔ مین اُسکا اندازہ نہین کرسکتا۔ باقی آئندہ

منشی عالم۔ از دارالعلوم حیدر آباد کن۔

اور تمام دنیوی کاروبار۔ اور قوانین چنگیزیہ۔

اس خط کا جاننے والا اُن مین ہلاک نہین ہوتا کیونکہ اُنکے نزدیک یہ مفتاح رزق ہے۔

فصل

جیسے کہ ہمراہیان تیمور سنگدل قسی القلب سخت مزاج بے رحم بلکہ اسلام سے خارج اور فاسق و فاجر تھے۔ بدمعاش۔ اوباش۔ سرکش سوا خدا کے تیمور کو اپنا ہادی و مددگار جانتے تھے۔ اور بدولت تیمور کے نخوت اور تکبر کرتے تھے اُنکو تیمور کی محبت اور اپنے کفر مین یہانتک غلو تھا کہ اگر تیمور دعوی نبوت کا یا خدائی کا کرے تو تصدیق کرین۔ وہ تیمور کے ساتھ نیکی کرنے کو تقرب الی اللہ سمجھتے تھے۔ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑتی تو نذر مانتے تھے تیمور کے لئے اور اُسکو پورا کرتے تھے۔ اُنکا یہ اعتقاد باطل تیمور کی زندگی مین جیسے تھا ویسا ہی تیمور کے مرنے کے بعد رہا۔ بعد تیمور کے مرنے کے منتین اور نذرین تیمور کی قبر پر چڑھاتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ تیمور سفر مین تھا اپنے لشکر مین ایک شخص کو دیکھا کہ گویا بینڈنے یا اونگھ نے اُسکی گردن کو توڑ دیا یا ہے۔ اُسکی ایک جانب کو جھکا دیا یا یہ کہئے کہ وہ اسے

ملامت یا برا کہہ سکتا تھا چہ جائیکہ ضرب وشتم۔ تیمور نے کہا کیا یہان کوئی ایسا شخص نہین کہ اس بیہودہ کا سر کاٹے۔ اس سے زیادہ ایک حرف بھی اُسکی زبان سے نہین نکلا۔

یہ کلام تیمور انہین کفار لئمون مین سے کسی نے سُنا۔ اسکا نام دولۃ تیمور تھا۔ یہ ایک امیر کبیر مشہور آدمی تھا مگر اللہ نے اُسکو گویا لباس انتقام پہنا دیا تھا اور رحم کی بو باس بھی اُسکے پاس نہ پھٹکی تھی فوراً سر اُتار کر تیمور کے پاس لے گیا اور سامنے رکھدیا۔ تیمور نے کہا خرابی ہو تجکو یہ قصہ دردناک کیا ہے اُس نے عرض کیا کہ یہ وہی سر ہے جسکے قطع کا آپنے اشارہ فرمایا تھا تیمور کو اس واقعہ سے سخت تعجب ہوا اور نہایت خوش ہوا کہ میرے ادنیٰ اشارہ کا امتثال کیا جاتا ہے۔

ایسے ہی بعض ان ہمراہیان مین (یعنے جیسے مذکورین بالا تھے ایسے ہی) ظریف۔ ادیب۔ زکی۔ شاعر۔ فضل مین سربرآوردہ۔ علما محقق۔ علم کے مباحثہ کرنے والے۔ تمام علوم کے ماہر جنکی بحث شافی بطریق مفہوم ومنطوق مقرر۔ طرق صوفیہ کے اور احیاء علوم کے رہرو اور مدقق تھے۔

باوجود ان تمام امور کے بعضون کی یہ حالت تھی کہ بحسب مقتضائے علم صاحب ایمان بھی تھے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ) صابر۔

رحمدل تھے ۔

اور بعض باوجود رقت کلام ۔ لطافت طبع ۔ علم وافی عقل شافی ۔ جمال فائق ۔ کمال شایق ۔ کلام رائق ۔ دل دیکھو تو پتھر سے سخت کام اور افعال دیکھو تو تلوار سے بڑھکر ۔ زبان پر قال اللہ قال الرسول اور خیال دیکھو تو دین سے ایسے نکلجاتے ہین جیسے کمان سے تیر ۔

جب کوئی مسلمان اُنکے پنجہ مین پہنستا ہے یا کوئی مسافر اُنکے عذاب دینے کو آجاتا ہی تو یہ عالم محقق اور فاضل مدقق مال کے لینے کو کیا کیا عذاب اور کیسی کیسی تکلیف دینے کے ڈھنگ تصنیف کرتے ہین ۔ اور فنون تعذیب کے کیا کیا رسالے اور کتب مستحضر ہوتی ہین اور اُس کے شرمسار کرنے کو کیسے کیسے مسائل اور لکچر سُناتے ہین ۔ اور یہ مسکین ہے کہ صبر کئے دل کو مسوسے بیٹھا ہے اور فریاد کرتا ہے اور تڑپتا ہے اور خدا اور آیات قرآنی کا واسطہ دیتا ہے اور بطفیل ما فی السماء والارض پناہ مانگتا ہی ۔ انبیا ۔ اولیا کا واسطہ دیتا ہے اور یہ مولوی صاحب ہین دل لگی کررہے ہین ہنس رہے ہین ۔ ظرافتین ہورہی ہین ۔ جھوم جھوم کر شعر پڑھتے ہین مثلین ہوتی ہین نادر نادر قصے عجیب عجیب خبرین بیان کیجاتی ہین ۔ اور کبھی اُسکے عذاب پر آہ وبکا کرتے ہین روتے ہین ۔

بعینہٖ انکا یہ حال تھا جیسے اسلام کے قاضی یتیمون کے مال کے

دبانے والے جب وعظ کہین تو زار و قطار روتے ہین اور اُنکے افعال ہین کہ دلون مین سوراخ کرتے ہین۔

جب یہ لوگ دمشق مین تھے زقاق العجم یعنے عجمیون کے کوچہ مین ایک شخص سربرآوردہ رہتا تھا اُسکے گھر مین یہ لوگ گھس گئے اور یہ گھر طرح طرح کے عمدہ اسباب و نفیس مال سے مبرا ہوا تھا۔

ترجمہ شعر

اُس قصر پر سلام و تحیات بالکمال	جسکو دیا ہی دہر نے اک خلعتِ جمال

اُنہون نے جاتے ہی مکاندار کو گرفتار کیا اور مشکین باندہ کر طرح طرح کا عذاب دینا شروع کیا۔ اور ہاتھ پانون باندہکر لٹکا دیا۔ اور نفیس نفیس مال کو نکالا۔ اور عمدہ عمدہ چیزین اپنی دلہنون کو پہنا دین۔ اور طرح طرح کے لذیذ کھانے پینے کی چیزین حاضر کین اور فواکہ وغیرہ جنکی ضرورتین تہین وہ کھائے پیئے۔ اور یہ حالت ہے کہ کھانے پینے مین مشغول نشے مین چور ہنسی دل لگی مین سرشار کہ لیکایک کسیکو خباثت سوجھی یا نشہ مین چل نکلا تو اِس غریب کی طرف بڑہا اور یہ ہے کہ اپنے عذاب مین مبتلا ہے اور اس نشیلی نے پانی اور نمک ملاکر کوئلے اور چولہے کی راکھ اُس مین ڈالکر اس مبتلاء عذاب کو جبراً پلا دی۔ اور بعضے ایمن عالم پرہیزگار مسکرات سے محفوظ جیسے کہ کسی شاعر نے کہا ہی۔

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن۔ بیدل

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہین اسکا منافع عالیجناب مہاراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔



خدایا تا بود خورشید تابان ۔ بفرق خسروان شاہی بر سیکن پرتو

بمالک ہا دل ایدون فرخ پیدا ۔ نہ کس را تا بود چشم جہان بین

دبدبۂ آصفی

سنہ ۱۳۲۱ھ

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ ابن مبرمحبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں بجواب سالہ جسمیں نظم و نثر کے

اخلاقی علمی سوشیل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جنکے بانی مبانی

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر المتخلص شاد

تلمیذ حضرت آصف ظلسبحانی پیشکار و مدار المہام سرکار عالی ہیں

حسب الحکم مہاراجہ محتشم الیہ بزیر نگرانی بہیرالال صاحب نشاط

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ پیشکاری سے

شائع ہوا

فہرست مضامین دبدبۂ آصفی نمبر (۸) جلد (۷)

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری حصہ دوم	جناب حکیم مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب بیدل انصاری منشی فاضل تلمیذ مدرسۂ دارالعلوم۔ بی۔ اے۔ علی۔ دارالعلوم حیدرآباد۔ لٹریچر۔ دارالعلوم حیدرآباد۔ تلمیذ بیدل ہم۔ اے۔ ع۔ (ف۔ ف) مدرسۂ دارالعلوم حیدرآباد۔
۲	۵	حریری کا مختصر حال۔	
۳	۱۲	دلکش لطیفے۔	
۴	۱۶	ابونواس کی مختصر لائف۔	
۵	۳۱	ابوالطیب متنبی کی مختصر لائف	



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

ترجمہ شعر

ہی تعجب مجکو اپنے شیخ کے اس ہد سے	وعظ مین ذکر قیامت اور مضاحشر کے
پانی پینا چاندی کے برتن مین کتنی ہین گناہ	اور چراگین صاف چاند یکو اگر قابو ملے

اور ان حضرات کی یہ حالت تھی کہ جب شراب زعفرانی دیکھتے تو اُس مین اپنے ہاتھ سے شکر ملاتے اور کنٹرون مین بھر کر پانی ٹھنڈا ملاتے اور پینے والے شراب پینے سے سُکر مین آتے اور یہ فاسق محروم شراب کی بو سے مست ہوتے۔

پھر یہ صاحب بیت گرفتار بلا کی طرف متوجہ ہوتے حالانکہ وہ شدت عذاب مین جان سے بیزار ہے اور ہنسی دل لگی مسخراپن کرتے اور دوسرے تیسرے آواز پر اوہر جھکتے اور خوب کھاتے پیتے اور کہتے بَشِّرْ مَالَ الْبَخِیْلِ بِحَارِثٍ اَوْ وَارِثٍ۔

تیمور کے لشکر مین بہت عورتین ایسی تھین کہ مواقعات جنگ مین در آتی اور میدان حرب مین داخل ہوتی تھین۔ مردون کے مقابلہ مین لڑتی اور سخت مقاتلہ کرتی تھین۔ اور وہ کام کرتی جو بڑے بڑے مرد میدان موقع حرب مین کرتے ہین۔ نیزہ بازی۔ خدنگ باری تلوار سے مقابلہ۔

اور اگر اُن مین سے کوئی حاملہ ہوئی اور چلتے چلتے دردزہ ہوا

تو لشکر سے ایک سو ہو کر خلقت کی نظر سے پوشیدہ سواری سے
اوتری بچہ جنا کپڑے مین لپٹکر سوار ہوئی اور لشکر مین آملی۔
تیمور کے لشکر مین بہت آدمی ایسے تھے کہ سفر مین پیدا ہوئے
وہین جوان ہوئے وہین بیاہ شادی ہوئی وہین اولاد ہوئی اور ابھی تک
کہین سکونت نصیب ہوئی۔
اور تیمور کے لشکر مین بہت لوگ صالح۔ عابد۔ پرہیزگار۔ سخی۔
بزرگ۔ جن کا بھلائی مین حصہ کار خیر مین آمد و شد۔ اُنکا کام قیدیون کی
خلاصی۔ دل شکستہ لوگون کی دلداری۔ آتش غضب کا بجھانا۔
ڈوبتے کا نکالنا۔ کار خیر کرنا۔ فریادرسی دکھیا کی۔ جہانتک ان کو
قدرت ہوتی اور حیطۂ امکان مین ہوتا۔ طاقت سے قوت سے۔
مکر۔ فریب۔ دہوکہ سے جس طرح بن پڑتا۔ مانگ کر۔ سفارش سے
بدلے سے مول لیکر (جیسے) امداد خلق اللہ کی کرتے تھے) کبھی
لوگ مجبور آتیمور کے ساتھ ہوتے کبھی بغرض نفع رسانی بہمراہی تیمور
دورہ کرتے۔
مجھ سے مولانا جمال الدین خوارزمی نے کہا یہ مشاہیر
قراء اور اہل تجوید سے تھے۔ اور محمد سلطان کی حیات مین اُسکے
اور بعد وفات محمد سلطان اُسکے مدرسہ کے امام تھے۔ پھر خطیب

بروسا کے مقرر ہوئے اور وہین پر ۸۳۱ھ مین انتقال ہوا رحم کرے
اللہ اُسپر

بیان کرتے تھے کہ جس زمانہ مین مین مدرسۂ محمد سلطان مین
ملازم تھا اُنکے غلامون اور امرا کی اولادکو قرآن شریف پڑھاتا
دفعۃً اُسکے جد ظالم اظلم تیمور نے بوقت چڑھائی روم کے محمد سلطان
کو لکھا کہ معہ امیر سیف الدین کے آئین فوراً امتثال امر کیا اور
سامان سفر تیار ہونے لگا۔ اور مجکو حکم دیا کہ اپنے رفقا کو جمع کرو
اور قطع علایق کرکے سامان سفر تیار کرو۔ اور اپنی جماعت کی تیاری
کرکے ہماری رفاقت مین چلو۔ کیونکہ رفاقت کا لطف موافقت
سے ہوتا ہی۔

مین ہرچند معافی کا خواستگار ہوا اور سفر کے رخنہ بندی کے لئے
باب گفتگو وا کیا۔ مین نے کہا اے مولانا مین ملا قران پڑھنے والا
مفلس مجکو طاقت نہین کہ اپنے پر دو سفر باز کرون کیونکہ مین ضعیف البنیان
ہاتھہ پانون کا کمزور مجہ مین بوتا نہین کہ حرکت کرون ہرچند کہ صحبت مین
امیر مولانا کی خیر و برکت ہر طرح کی ہوگی خاصکر ایسے سفر مین جسکی مسافت
دور و دراز مشقت اور تکلیف کا سامنا۔

اور علاوہ اسکے کہ مجہ مین طاقت نہین نہ میرے پاس کوئی اونٹ

نہ سانڈھنی ۔

اور آپ پر یہ سفر واجب فرض ۔ اور حق ضروری نہ تکو تخلف کی مجال نہ لیت ولعل اور ٹال ٹلاو کی طاقت ۔

انجام یہ ہوا کہ مجکو نہ چھوڑنا تھا نہ چھوڑا ۔ اور ہا یسے علل اور علتین میرے پیچھے لگا دین کہ شفا نہ مل سکی مجبور سامان زاد راحلہ اور رفیق سے رستگاری نہو سکی ۔ (سب کچھ مہیا کیا)

پھر ہم چلے اور لشکر تیمور سے جا ملے ۔ اس راستہ مین نہایت جہد وجد نے محمد سلطان کو اُسکے جد تک پہونچایا ۔

ہمنے عساکر تیمور کے وہ دریا دیکھے جنکا الٰ نہ تھل ۔ اگر کوئی اپنے بیڑے سے علیحدہ ہو جائے اور اپنے طرق معلومہ کو بھول جائے تو شمع اور چراغ لیکر بھی اپنی جماعت سے نہ مل سکے اور بغیر اسکے کہ صف بندی ہو پتا نہ لگے ۔

ایک وقت مین سفر مین جا رہا تھا اور ان مصائب نے میرے بوڑھاپے کی ٹوٹی پھوٹی ہڈیون کو کمزور کر دیا تھا ۔ اور تکلیف کے آثار نمایان تھے ۔ اور روز کی مصیبتون نے میرے چمڑے پر جھریان ڈالدین تھین ۔ راتون کے سفر سے ملول نیند حرام کہ مین رفاقت سے علیحدہ ہو کر ایک کشادہ رستہ سے چلنے لگا اور

حریری کا مختصر حال

عنوان پر جس آدمی کا نام لکھا ہوا ہے۔ وہ وہ آدمی ہے۔ جو عربی علم ادب کے آسمان کا تارا نہین بلکہ آفتاب ہے۔ ادب کے غوامض اور معلقات کو حل کرنے کے لئے اس کی کتاب مقامات حریری وہی کام کرتی ہے۔ جو ظلمت شب کے لئے ماہتاب کیا کرتا ہی۔ کوئی ملک ایسا نہین کہ جہان کے عربی دان علمار۔ حریری کی تعریف مین رطب اللسان نہون۔ کوئی عربی مدرسہ ایسا نہین کہ جہان اُسکی مذکورۂ بالا کتاب کا درس نہ دیا جاتا ہو۔ کوئی ادبی کتاب ایسی نہین کہ جس مین مقامات حریری کا حوالہ نہ آجاتا ہو کوئی ادیب ایسا نہین کہ جو ادیب بنجائے۔ اور مقامات حریری کو لفظاً لفظاً نہ یاد کرے۔ ہم جس مختصر تذکرہ کو لکھنے والے ہین۔ وہ اپنی نامور فاضل

کی لائف ہے۔

قاسم نام۔ ابو محمد کنیت۔ حریری عرف۔ سلسلۂ نسب یہ ہی۔ قاسم بن علی بن محمد بن عثمان۔ ۴۴۶ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۵۱۶ھ یا ۵۱۷ھ ہجری مین وفات پائی۔ گویا ۷۰ یا ۷۱ سال تک زندگانی کی۔ اسکو حرامی بھی کہا جاتا تہا۔ کیونکہ اس نے بصرہ کی اُس گلی مین انتقال کیا تہا جس مین۔ قبیلہ بنی حرام کے لوگ رہا کرتے تھے اور چونکہ حریر کو بیچا یا بنا کرتا تہا۔ اس لئے حریری کہا گیا۔

ادب مین امام وقت تہا (اور مقامات حریری) کی تصنیف کیلئے خدا سے خط وافی پایا تہا۔ (مقامات حریری) کی تصنیف کا باعث جیسا کہ اُسکے بیٹے ابو القاسم عبد اللہ نے بیان کیا یہ تہا کہ ایک مرتبہ وہ مسجد بنی حرام مین بیٹہا ہوا تہا۔ کہ ایک بوڑہا داخل ہوا۔ جو دو پہٹی ہوئی چادرین اوڑہے ہوئے تہا۔ اُس بوڑہے کی حالت نہایت خستہ تہی۔ اور علامات سفر اُس پر نمودار تہین۔ لوگون نے اُس سے سوال کیا کہ آپ کہان سے آرہے ہین؟ جواب دیا سروج سے پہر لوگون نے دریافت کیا کہ آپکی کنیت کیا ہے؟ جواب دیا۔ ابو زید۔ حریری نے اسی بنیاد پر اپنے ایک مقامہ کی عمارت

کی یہ خبر اکناف عالم مین مشہور ہوئی تا آنکہ امام مسترشد باللہ کے وزیر نوشیروان تک جا پہونچی جب وزیر مذکور نے اُس مقامہ کو دیکھا تو بہت پسند کیا۔ اور حریری کو حکم دیا کہ چند اور مقامے لکھکر اُس مقامہ کے ساتھ ضم کردے چنانچہ حریری نے پچاس مقامے لکھے۔ اور دیباچہ مین یہ کہکر اُسی کی جانب اشارہ کیا ہے "فاشار من اشارتہ حکم۔ وطاعتہ غنم" الی اخرہ۔

ابن خلکان کہتے ہین کہ مین نے بہت سی تاریخون مین دیکھا ہے "حریری" کا باعث تصنیف اسی طرح پر لکھا ہے جس طرح کہ اوپر بیان ہوا۔ مگر جب ۵۳۶ ہجری مین قاہرہ گیا۔ تو مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قلمی نسخہ میری نظر سے گذرا جس کے دیباچہ پر خود مصنف نے اپنے خط سے یہ لکھا تھا کہ یہ کتاب مسترشد کے وزیر عضید الدولہ کے لئے تصنیف کی گئی۔ یہی بات زیادہ معتبر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ خود مصنف کے قلم سے لکھی ہوئی تھی۔

قاضی جمال الدین ابوالحسن نے اپنی کتاب "انباہ الرواۃ فی انباہ النحاۃ" مین یہ لکھا ہے کہ ابوزید مذکور کا نام مظہر بن سلام ہی جو بصرہ کے نحوی اور حریری کے استاد تھے۔ حریری نے اِن سے کچھ پڑھا ہے۔ اور حدیثین روایت کی ہین۔

حریری نے اپنے مقامات کے راوی کا نام حارث بن ہمام رکھا ہے۔ اور اس سے خود کو مراد لیا ہے۔ یہ نام حدیث خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام سے ماخوذ ہے۔ جسکے الفاظ یہ ہین (کلکم حارث وکلکم ہمام) یعنے تم سب لوگ اکتساب کرنے والے اور کثیر الاہتمام ہو کیونکہ حقیقت مین ہر شخص حارث اور اپنے امور کا بندوبست کرنیوالا ہوتا ہے۔

بعض کتابون مین لکھا ہوا ہے۔ کہ جب حریری نے چالیس مقامے تصنیف کئے۔ تو اُنکو لے کر بصرہ سے بغداد آیا۔ اور لوگون مین اُنکی تصنیف کا دعوی کیا۔ بغداد کے آدمیون نے اسکو کذب پر محمول کیا۔ اور یہ کہا کہ وہ (مقامات) مغرب کے رہنے والے کسی ادیب کی تصنیف ہین۔ جو بصرہ مین مرگیا۔ اور اُسکے اوراق تیرے ہاتھ لگ گئے۔ مگر حریری اپنے دعوی سے باز نہ آیا۔ اِس پر وزیر نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ دربار مین بیٹھکر تم کوئی مضمون لکھدو۔ حریری نے جواب دیا مین انشا پرداز ہون یعنے کیا مکان اور کیا دربار مین ہر جگہ انشا طرازی کرسکتا ہون۔ چنانچہ وزیر نے دربار مین ایک مضمون معین کردیا اور کہا کہ اسکو قلمبند کردے۔ حریری نے دوات قلم لے لی اور ایک تنہا مکان مین بیٹھکر دیر تک غور کرتا رہا۔ مگر خدا کی قدرت!

کہ ایک بھی سطر نہ لکھ سکا اور شرمندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

جب علی بن افلح نے جو مشہور شاعر تھا۔ اور حریری کے دعوی کو جھوٹا خیال کرتا تھا۔ یہ حالت دیکھی تو دو شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"قبیلہ ربیعۃ الفرس کا ایک بوڑھا ہے۔ جو ہوس سے اپنی داڑھی کو ہمیشہ نوچا کرتا ہے۔

خدا اُسکو مشان مین اسی طرح گویا کر دیتا ہے جس طرح کہ دربار مین گونگا کر دیا تھا"

ربیعۃ الفرس ایک قبیلہ کا نام ہے۔ حریری خود کو اسی قبیلہ سے جانتا تھا۔ اور مشان ایک محلہ ہے جو بصرہ مین واقع تھا۔ حریری اسی محلہ مین سکونت رکھتا تھا۔ اور فکر کرتے وقت ہمیشہ اپنی داڑھی کو نوچا کرتا تھا۔ مذکورۂ بالا واقعہ کے بعد جب حریری اپنے شہر (بصرہ) کو واپس آیا تو دس مقامے اور تصنیف کئے۔ اور مقاماتِ سابقہ کے ساتھ ان مقامون کو بھی ضم کر دیا۔ اور دربار مین زبان کے رکجانے اور خوف کے طاری ہونے کا عذر لکھ بھیجا۔

حریری کی تصانیف نہایت عمدہ عمدہ ہین۔ ازانجملہ چند یہ ہین۔

۱ ۲ ۳
درۃ الغواص۔ ملحۃ الاعراب۔ شرح مقامات حریری

۴
ایک دیوان جس مین وہ اشعار ہین جو مقامات مین نہین لکھے گئے
کہا گیا ہے کہ حریری نہایت کریہ المنظر اور بدہیئت آدمی تہا
ایک اجنبی آدمی جو کچہ سیکھنے کا بھی ارادہ رکہتا تھا۔ اُس کے پاس
آیا۔ جب اسنے حریری کو دیکہا تو اُسکو اسکی شکل نہایت قبیح و مکروہ
معلوم ہوئی حریری نے اِس بات کا تفرس کر لیا تہا۔ جب اُس آدمی نے
التماس کیا کہ کچہ لکھائے۔ تو حریری نے کہا کہ لکھ۔

انا انت اول سارع غرۃ القمر		ورائدا اعجبتہ خضرۃ الدمن
فانظر لنفسک غیری انی		مثل المعیدی فاسمع بی ولا ترنی

ترجمہ کیا تو وہی آدمی نہین ہے جسکو چاند نے دہوکا دیدیا؟ یعنے
وہ چاند کو آفتاب سمجہ گیا۔ یہ محاورہ ہے جو ایسے مقام مین استعمال
کیا جاتا ہے کہ جہان کوئی آدمی کسی ادنیٰ سی شے سے دہوکا
کہا جائے) اور کیا تو وہی آدمی نہین ہے جسکو کہانے پینے کے
اشیاء کی ضرورت تھی اور اُسنے کوڑے پر اگ جانے والے سبزہ کو
پسند کر لیا؟ پس تو اپنے لئے کسی اور شخص کو ڈہونڈہ لے۔ کیونکہ مین تو
مثل معیدی کے ہون پس میری صورت کو نہ دیکہنا چاہئے۔ بلکہ میری
باتین سنی چاہئے۔ (معیدی عرب مین ایک بدصورت مگر فصیح آدمی تہا۔

کسی شخص نے اُسکی بہت شہرت سُنی تھی۔ اور اُسکو دیکھنے کا مشتاق تھا۔ جب اُسکو دیکھا۔ تو کہا "تسمع بالمعیدی ولا ان تراہ" یعنے معیدی سے تو صرف باتین سُن۔ اور اُسکی صورت کو نہ دیکھ۔ معیدی نے کہا تجھپر افسوس ہی۔ آدمی کا کمال اُسکی خوبصورتی اور ڈیل ڈول پر نہین بلکہ اُسکی زبان اور اُسکے دلکی وجہ سے ہے۔" اُس آدمی نے ان پُر دانش جملون کو سُن کر اُسکی تحسین کی اور واپس چلا گیا۔)

انصاری منشی فاضل تلمیذ مدرسہ دار العلوم حیدرآباد

دلکش لطیفے

لطیفہ ایک ادیب کا بیان ہے کہ ایک دن خلیفہ متوکل کے دربار مین روم کا ایلچی حاضر ہوا۔ اُس دن مین بھی دربار مین موجود تھا۔ جب شراب لائی گئی تو ایلچی نے کہا کہ اے معاشر المسلمین!! تم پر تمہاری کتاب مین شراب اور لحم خنزیر حرام کیا گیا۔ مگر تم نے ایک کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو لے لیا۔ ادیب کہتا ہے کہ مین نے اُسکو یہ جواب دیا کہ مین تو اُسے نہین پیتا۔ جو آدمی پیتا ہے۔ اُس سے پوچھو۔ ایلچی نے کہا کہ اگر تم مجھے اجازت دو تو مین اسکی وجہ بیان کرون۔ مین نے کہا بہتر ہے ایلچی نے کہا کہ جب تم پر لحم خنزیر حرام کیا گیا تو تم نے اُسکے عوض پرندون کے گوشت کو اختیار کر لیا۔ جو اُس گوشت سے بدرجہا

بہتر ہے۔ مگر جب شراب حرام کی گئی۔ تو اُسکے معاوضہ مین تم کوئی عمدہ چیز نہین پا سکے۔ اسلئے اُس کے استعمال سے باز نہ آئے۔ ادیب کہتا ہے کہ مین اس جواب کو سُنکر خجل ہو گیا۔ اور کچھ جواب نہ دے سکا۔

لطیفہ۔ ابراہیم موصلی کا بیٹا محمدؐ بیان کرتا ہے کہ کسی سفر مین عرب کے ایک قبیلہ پر ہمارا گذر ہوا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک بدصورت، کانا، اور لمبی داڑھی والا بڈھا ہے۔ جو اپنی چاند کی سی خوبصورت بیوی کو مار رہا ہے ہمنے چاہا کہ دونون مین بیچ بچاؤ کر دین۔ مگر عورت نے کہا کہ آپ حضرات کو ہمارے الگ کرنے کی زحمت اُٹھانی کچھ ضرور نہین ہے۔ بات یہ ہے کہ اس بڈھے نے خدا کی ایک نیکی کی تھی اور مین نے اُسکی ایک خطا۔ بس اب خدا نے اسکو میرا عذاب اور مجکو اسکا ثواب عنایت کر دیا۔

لطیفہ۔ کہتے ہین کہ کسی بخیل کے ہان ایک مہمان آیا۔ اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ بخیل کے سامنے اُس وقت روٹی اور شہد رکھا ہوا تھا۔ بخیل نے روٹی کو اُٹھا دیا۔ اور شہد کو اس خیال سے رہنے دیا کہ مہمان خالص شہد کو بغیر روٹی کے نہین کھائے گا جب مہمان اندر داخل ہوا۔ تو بخیل نے کہا کیا بغیر روٹی کے خالص

شہد کہانا آپ مناسب سمجھتے ہین؟" مہمان نے جواب دیا ہان۔ اور جلد جلد چاٹنے لگ گیا۔ بخیل نے کہا اے بھائی۔ خدا کی قسم یہ دل کو جلا دیتا ہے۔ مہمان نے جواب دیا بیشک۔ میرے تیرے ہی دلکو۔

لطیفہ۔ ابوبکر بن خاصبہ بیٹھے ہوئے حدیث کے کسی حصہ کو نقل کر رہے تھے۔ اور رات کا کچھ حصہ آچکا تھا۔ وہ کہتے ہین کہ مین اُن دنون تنگدست تھا۔ یکایک ایک بڑا چوہا نکلا۔ اور گھر مین ادہر اُدہر پھدکنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرا نکلا اور دونون میرے روبرو کلیلین کرنے لگے۔ یہانتک کہ چراغ سے قریب آگئے۔ اور اُنمین کا ایک آگے بڑھا۔ میرے سامنے ایک پیالہ دھرا ہوا تھا مین نے اُس پیالہ کو اُٹھالیا اور اُس چوہے پر اوندھا کر دیا۔ یہ دیکھکر دوسرا چوہا آیا اور پہلے اُس پیالہ کو سونگھا۔ پھر اُسکے اطراف گھومنے لگا۔ اور اپنے آپکو اُس پر ٹپکنے لگا۔ مین گویا اپنے کام مین مصروف تھا۔ لیکن کن انکھیون سے اُسیکو دیکھتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چوہا اپنے سوراخ مین چلا گیا اور منہ مین ایک دینار لئے آیا اور اُسکو میرے سامنے رکھدیا۔ مین نے اُسپر نگاہ ڈالی اور خاموش ہوکر اپنے کام مین مشغول ہوگیا۔ وہ چوہا تھوڑی دیر تک بیٹھا مجھے دیکھتا رہا۔ پھر لوٹ گیا اور دوسرا دینار لے آیا۔ اور مثل اول مرتبہ کے بیٹھا دیکھتا رہا۔ مین خاموشی کے ساتھ دیکھتا تھا۔ اور گویا اپنے ہی کام مین لگا ہوا تھا۔ وہ چوہا

اِسی طرح چار یا پانچ دینار لے آیا۔ اور اس مرتبہ تمام مراتب سے زیادہ دیر تک بیٹھا اور مجھے دیکھا کیا۔ جب اُسنے میری توجہ نہ دیکھی تو سوراخ مین داخل ہوا۔ اور ایک چھوٹی سنی بتلی لے آیا۔ اور اُسکو سب دیناروں کے اوپر ڈالدیا۔ مین نے جان لیا۔ کہ اب کوئی چیز باقی نہین رہی ہوگی۔ پس پیالہ اُٹھا لیا۔ دونون خوشی خوشی اپنے سوراخ مین داخل ہوگئے اور مین نے اُن دیناروں کو ایک سخت مہم اور اپنے علمی شاغل مین صرف کیا۔

یم۔ اے۔ علی۔ دارالعلوم حیدرآباد دکن

ابونواس کی مختصر لائف

ابونواس بہت بڑا اور مشہور شاعر ہے۔ خلیفہ ہارون اور خلیفہ مامون کے دربار سے اس نے ہزارون اور لاکھون روپئے انعام مین پائے ہین۔ اسکا کلام نہایت لطیف، برجستہ، اور پاکیزہ ہوا کرتا تہا۔ حالات مندرجہ ذیل سے ناظرین بخوبی پتا لگالین گے کہ شعراء عرب مین اس شاعر کا کیا رتبہ ہے؟ اور اُس نے کیسا اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل کیا تہا؟ کہ جسکی وجہ سے غلامی سے نکل کر اُن شاہنشاہون کے دربار مین عزت و افتخار حاصل کیا جنکی نظیر پیدا کرنے سے زمانہ بارہ صدیون سے عاجز ہے۔ اور امید نہین پڑتی کہ اُسکی یہ عاجزی کبھی قدرت کی حد کو بھی جا پہونچے گی الا ماشاء اللہ"

حسن نام ابوعلی کنیت۔ ابونواس عرف۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ حسن بن عبدالاول بن صباح۔ بصرہ مین پیدا ہوا۔ وہین بیت

پائی - پھر والبہ بن حباب کے ہمراہ کوفہ کو گیا - اور وہان سے
بغداد مین آیا - اسکا دادا خراسان کے گورنر جراح بن عبداللہ
حکمی کا غلام تہا - اسی نسبت سے اسکو خراسانی بہی کہدیا جاتا ہی -
بعض یون بہی کہتے ہین کہ وہ اہواز مین پیدا ہوا تہا - وہان سے
دو سال کی عمر مین نقل کیا گیا - اسکی مان اہواز یہ تہی - جسکا نام جلبان
تہا - اور باپ مروان الحمار (یعنے خلفاء بنی امیہ کے آخری خلیفہ)
کے لشکر کا ایک سپاہی تہا - سپاہی دمشق کا باشندہ تہا - اور
اہواز مین اقامت اختیار کی تہی - یہین آکر اُسنے جلبان (والدۂ
ابونواس) سے شادی کی - اُس سے کئی لڑکے پیدا ہوئے - جنمین
سے ابونواس اور ابومعاذ سب مین بڑے تھے -
ابونواس کو اُسکی مان نے ایک دوا فروش کے حوالہ کردیا تہا
جب ابواسامہ نے اُسکو دوا فروش کے پاس دیکہا تو بہت پسند کیا
اور یہ کہا کہ مین تجہ مین بہت ساری خوبیان دیکہتا ہون - امید ہے کہ
تو اُنکو ضائع نہونے دیگا - اور قریب شعر کہنے لگیگا - پس تو میرے
ہمراہ ہوجا تاکہ مین تجکو یہان سے لے نکلون - ابونواس نے پوچہا
کہ آپ کون ہین؟ جواب دیا کہ مین ابواسامہ - والبہ بن حباب ہون
ابونواس نے کہا کہ مین آپ ہی کی تلاش مین تہا - اور ارادہ کرلیا تہا

کوفہ کو جاکر آپ سے شعر سنون اور سیکھون۔ بہت بہتر ہے کہ آپ مجھے اپنے ہمراہ لے چلین۔ یہ کہا اور اُس کے ہمراہ بغداد مین آیا۔ اُسکے ابتدائی اشعار جنکو اُسنے بچپن مین کہا تھا حسب ذیل ہین

حامل الہوی تعب ✣ یستخفہ الطرب ✣ ان بکی یحق لہٗ ✣ لیس ما بہ لعب
تضحکین لاھیۃ ✣ والمحب ینتحب ✣ تعجبین من سقمی ✣ صحتی ھی العجب

ترجمہ

وارفتہ الفت ہمیشہ تعب مین رہتا ہے۔ اور عیش وطرب اُس سے ہنسی کرتے ہین۔ اگر وہ (فرط غم) سے روئے تو کچھ عجب نہین۔ (کیونکہ) اُسکی قسمت مین کھیل کود کا نام نہین۔ محبوبہ تو کھیلتے ہوئے ہنس رہی ہے (مگر عاشق کی یہ حالت ہے کہ) وہ سسکیان لے لیکر رو رہا ہے۔ میری بیماری کو دیکھکر وہ تعجب کرتی ہے (حالانکہ) تعجب تو میرے تندرست رہنے پر ہونا چاہئے۔

ایک مرتبہ خصیب نے جو مصر کا گورنر تھا۔ ابو نواس سے اُسکا نسب دریافت کیا۔ ابو نواس نے جواب دیا کہ میرے علم ادب نے مجھے اپنے نسب سے مستغنی کر دیا۔

ابو نواس کے پاس کتابین بہت کم تھین۔ اسمعیل بن نوبخت کہتا ہے کہ ابو نواس کی رحلت کے بعد ہمنے اُسکے گھر کی تلاشی لی۔

مگر ایک پولندہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ پولندہ مین چند اوراق تھے۔ جو علم نحو اور علم ادب پر مشتمل تھے۔ باوجود اسکے ہم نے کسی ایسے شخص کو نہ دیکھا جسکا علم ابونواس کے علم سے وسیع تر ہو۔

یہ شاعر طبقۂ اولی کے شعرا مین شمار کیا جاتا ہے اسکا کلام دس قسم کے اشعار پر مشتمل ہے۔ اور ہر قسم مین نہایت عمدہ ہے۔ کئی فاضلون نے اسکے اشعار کو مدون کیا ہے۔ اسی وجہ سے اسکا دیوان ہر جگہ مختلف پایا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کہا کرتا تھا کہ دنیا اگر اپنی تعریف خود آپ کرے۔ تو بھی ایسی تعریف نہین کرسکتی جیسی کہ ابونواس نے کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

الا کل حی ھالک ابن ھالک	وذو نسب فی الھالکین عریق
اذا امتحن الدنیا لبیب تکشفت	لہ عن عدو فی ثیاب صدیق

ترجمہ

اے لوگو! جان لو کہ دنیا مین ہر زندہ آدمی ہلاک ہونیوالا ہے اور ہلاک ہونے والے آدمی سے پیدا ہوا ہے۔ اور شریف و نسب آدمی ہلاک ہونے والون مین ہے۔ جب عاقل آدمی دنیا کو آزماتا ہے تو اُسکو (ایسا) معلوم ہوتا ہے کہ (وہ دنیا) ایک دشمن ہے جو دوست کے لباس مین جلوہ گر ہے۔

ابونواس نے جس لطیف اور بیمثل پیرایہ مین خدائے عزوجل کے رحم و غفران کا خاکا کھینچا ہے۔ اُسکی نظیر مشکل سے بھی نہین مل سکتی۔ وہ کہتا ہے۔

تکثر ما استطعت من الخطا یا	فانک بالغ ربا غفرا
ستبصر ان وردت علیہ عفوا	و تلقی سیدا ملکا کبیرا
تعض ندامۃ کفیک مما	ترکت مخافۃ النار السریرا

ترجمہ

(اے میرے عزیز دوست) تجھ سے جہان تک بن پڑے گناہون کا ارتکاب کئے جا۔ کیونکہ تو اُس خدا سے ملنے والا ہے۔ جو بہت بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے۔ جب تو اُسکی بارگاہ مین حاضر ہوگا تو مغفرت حاصل کرلیگا۔ اور بہت بڑے سردار اور عظیم شاہنشاہ سے ملاقی ہوگا (اُسوقت) تو پشیمانی سے انگشت بہ دندان ہوجائیگا۔ کہ آگ کے خوف سے ہمنے تلذذات سے کیون کنارہ کشی کی تھی۔

ابونواس کو ایک مرتبہ کسی معاملہ مین خلیفہ امین نے قتل کی دھمکی دی تھی۔ اور قید خانہ مین بھیجدیا تھا۔ ابونواس نے قید خانہ ہی مین چند شعر لکھکر امین کے پاس روانہ کئے جنکا ترجمہ یہ ہے "(اے امین!) مین تیرے غصہ کے حملہ سے مین پناہ مانگتا ہون۔ اور ہلاکت سے بچنے کے لئے

تیری ہی پناہ ڈھونڈھتا ہون۔ مین تیرے سر کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ پھر کبھی اس قسم کے فعل کا ارتکاب نہ کرون گا (اے امین) اگر تو اپنے ابونواس کو قتل کر ڈالے۔ تو تیرے ابونواس کو کون بچا سکے گا"۔

خطیب ابوبکر نے تاریخ بغداد مین لکھا ہے کہ ابونواس کی پیدائش ۱۴۵ھ یا ۱۳۶ھ مین واقع ہوئی تھی۔ اور ۱۹۵ھ یا ۱۹۶ھ یا ۱۹۸ھ مین اس نے رحلت کی اور مقبرۂ شونیزی مین مدفون ہوا۔ گویا اس نے ۵۰ یا ۵۹ سال کی عمر پائی تھی۔ (علی اختلاف الروایات)

ابونواس کے شانون پر دو گیسو تھے۔ جو ہمیشہ رگڑے کھاتے اور جنبش کرتے تھے۔ اس وجہ سے اسکا عرف ابونواس ہو گیا تھا۔

لطیفہ۔ ابونواس نے ایک دن ہارون کی بارگاہ مین حاضر ہونا چاہا۔ جب چوبدار نے خلیفہ کو اسکے آنے کی اطلاع دی تو خلیفہ نے چند انڈے منگوائے اور حاضرین دربار مین سے ہر ایک کو ایک ایک انڈا تقسیم کر کے کہا کہ جب ابونواس آکر بیٹھ جائے گا تو مین کسی امر کی وجہ سے تمپر بہت عتاب کرونگا اور فرط غیظ سے یہ حکم دیدون گا کہ تم مین سے ہر ایک آدمی مرغی کے مانند ایک ایک انڈا دے۔ پھر دیکھینگے کہ ابونواس کیا کرتا ہے۔ جب یہ منصوبہ پورا ہو گیا تو ابونواس کو حاضر ہونیکا حکم دیا۔ ابونواس حاضر ہوا اور اپنے

حسب مرتبہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے کسی امر کی وجہ سے حاضرین پر سخت عتاب کیا۔ اور وہی حکم دیا جسکی تدبیر ابو نواس کے آنے سے پہلے پختہ ہو چکی تھی۔ خلیفہ نے سیدھے ہاتھ کی صف کی جانب اشارہ کر کے پہلے آدمی سے کہا کہ "لا۔ تو ہی پہلے شروع کر"۔ اُس آدمی نے اپنا رنگ متغیر کر لیا۔ کئی انگڑائیان لین۔ اور بہت دیر کے تشنج کے بعد ایک انڈا نکال کر دیدیا۔ اسی طرح سب آدمیون نے کیا۔ جب ابو نواس کی نوبت آئی تو اس نے قوقو قو۔ قوقو قو۔ کہہ کر بانگ دینا شروع کیا۔ اور اپنے شانون پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کہ "اے امیر المومنین مرغی بغیر مرغ کے انڈے نہین دیسکتی پس یہ سب مرغیان ہین۔ اور مین مرغ ہون" یہ سُن کر حاضرین اور خلیفہ اسقدر ہنسا کہ پیٹ مین بل پڑ گئے۔

لطیفہ۔ ایک وقت خلیفہ ہارون نے چند آدمیون کو حکم دیا کہ جا کر ابو نواس کے بستر پر پاخانہ پھرین۔ وہ لوگ ابو نواس کے پاس آئے۔ اور اُسکو خلیفہ کا حکم سُنایا۔ ابو نواس نے کہا "بسر وچشم"۔ مگر کیا خلیفہ نے اسکے سوا اور بھی کسی فعل کا حکم دیا ہے؟ انہون نے کہا نہین۔ ابو نواس نے ایک لکڑی لے لی۔ اور کہا کہ اب پاخانہ پھرو مگر خبردار اگر کسی نے پیشاب کیا تو اس لکڑی سے اُسکا سر اُڑا دونگا۔

اُن لوگون نے پاخانہ پھرنیکا ارادہ کیا۔ مگر کسی سے یہ نہوسکا کہ پیشاب کوروکے۔ جب اُس جماعت نے اس فعل سے فراغت پائی۔ اور خلیفہ کو یہ کیفیت کہہ سُنائی۔ تو خلیفہ بہت ہنسا۔ اور ابونواس کو انعام دینے کا حکم دیا۔

لطیفہ۔ ہارون کے حرم مین ایک سیہ فام کنیز تھی۔ جس کا نام خالصہ تھا۔ ہارون اُسکو بہت چاہتا تھا۔ اور دُر و جواہر مین مغرق رکھا کرتا تھا ایک دن خلیفہ اُسکے پاس بیٹھا ہوا عشق و محبت کی باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین ابونواس بھی آپہونچا۔ اور اپنا ایک فصیح و بلیغ قصیدہ پڑھکر سُنایا۔ خلیفہ نے اُسکی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ ابونواس پر یہ بات بہت گران گذری غصہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور چلتے وقت دروازے پر یہ شعر لکھہ گیا شعر

	لقد ضاع شعری علے یا بکم کما ضاع عقد علی خالصہ	

(ترجمہ)۔ اُے خلیفہ تمہارے آگے میرے اشعار اسی طرح ضائع ہوگئے جس طرح کہ خالصہ (تمہاری لونڈی) پر دُر و جواہر"۔

جب یہ خبر خلیفہ کو پہونچی تو غصہ سے بگڑ گیا۔ اور فوراً ابونواس کو بلوا بھیجا۔ ابونواس حاضر ہوا اور آتے آتے لفظ "ضاع" کی مین کے

دائرون کو جو دونون مصرعون مین واقع ہوئے تھے مٹا دیا۔ خلیفہ نے پوچھا کہ دروازے پر تو نے کیا لکھا؟ جواب دیا کہ شعر

	لقد ضاء شعری علے بابکم کما ضاء عقد علی خالصہ	

اب شعر کی معنی یہ ہوگئی "اے خلیفہ! تمہارے آگے میرے اشعار اسی طرح روشن ہوگئے جس طرح کہ خالصہ (تمہاری لونڈی) پر درو جواہر" ہارون کو اس بزلہ گوئی پر سخت تعجب ہوا۔ اور ہزار درہم انعام دئے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ یہ وہ عین ہے جو ٹٹنے کے بعد روشن ہوگیا۔

لطیفہ۔ اسی خلیفہ کے محل مین ایک دوسری لونڈی تھی جس سے اُسکو خاص دلبستگی تھی۔ مگر چند دن تک اُسکو چھوڑ دیا تھا۔ اتفاقاً ایک رات شاہی محل مین اُس سے ملاقات ہوگئی۔ لونڈی اُس وقت نشہ کی حالت مین تھی۔ اور چادر شانون پر سے ڈھلکی ہوئی تھی۔ ہارون نے اُسکو منانا شروع کیا۔ اُس نے کہا اے امیر المومنین!! آپ نے ایک مدت تک مجھ سے مفارقت کرلی۔ پس اب صبح تک کی مجکو اجازت دیجئے۔ کہ مین آپکی ملاقات کے لئے آراستہ ہوجاؤن۔ ہارون نے اس بات کو منظور کرلیا جب صبح ہوئی تو لونڈی حاضر نہین ہوئی۔

ہارون گیا اور اُس سے بدعہدی کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے یہ مصرع پڑہا ع۔

	کلام اللیل یمحوہ النہار	

جس کا ترجمہ یہ ہے ع۔

	مٹاے سخنہاے شب کو نہار	

ہارون وہان سے نکلا۔ اور اُن شعرا کو طلب کیا جو در دولت پر حاضر تھے۔ رقاشی۔ مصعب، اور ابونواس حاضر ہوئے۔ سبکو حکم دیا کہ مذکورۂ بالا مصرع پر جوڑ لگاؤ۔ رقاشی اور مصعب نے کچہ کچہ جوڑ لگائے مگر وہ ٹہیک نہ تھے۔ پہر ابونواس نے چند اشعار پڑہے جنکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

محل میں وہ رات آئی کچہ جھومتی	مگر تہی نشہ میں بھی شان وقار
ڈوپٹہ تہا کاندہون سے ڈہلکا ہوا	ادا سے تھی سر کی ہوئی کچہ ازار

ولیلۃ اقبلت فی القصر سکری	ولکن زین السکر الوقار
وقد سقط الروی عن منکبیہا	من التجمیش والخدر الازار
وہز الریح اردافاً ثقالا	وغصنا فیہ رمان ضعار
فقلت لہا عدینی منک وعدا	فقالت فی غد منک الزیار
ولما جئت مقتضیا اجابت	کلام اللیل یمحوہ النہار ٭ ٭ ٭

ہوا نے ہلائے سُرینِ گران
وہ ٹہنی کہ تھے جسمین چھوٹے انار

کہا مین نے کب ہوگا وعدہ وفا
تو اسنے کیا مجھ سے کل کا قرار

گیا مین جو وعدہ پہ کہنے لگی ✣
مٹائے سخنہائے شبکو نہار

لطیفہ۔ ظہر کے وقت خلیفہ مہدی کی ایک کنیز خیزران نامی نہا رہی تھی۔ خلیفہ اچانک اُس کے کمرہ مین داخل ہوا۔ اُس نے بالون سے اپنے بدن کو چھپا لیا۔ مہدی کو یہ حرکت بہت اچھی معلوم ہوئی۔ کمرہ سے باہر نکلا۔ اور شعراء موجودہ کو بلوا بھیجا۔ بشار۔ اور ابو نواس حاضر ہوئے۔ مہدی نے کہا کہ ہر شخص ایسے اشعار کہے۔ جو ما بدولت کے دلی خیال کے مطابق ہون۔ بشار نے کچھ کہا مگر وہ ٹھیک نہ تھا پھر ابو نواس نے چند اشعار پڑہے جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

نہانیکو اُس نے اُتارا قمیص ✣
حیا سے مگر سُرخ چہرہ ہوا

برہنہ ہوئی اور اُتارا لباس
بدن سے کہ تھا وہ بھی مثلِ ہوا

بڑہا ہاتھ اُسکا بصد آب و تاب
اُٹھانے کو پانی کہ تیار تھا

نہا دہو کے جب تھا ارادہ کہ لے
شتابی سے اُٹھکر کے اپنی ردا

اُٹھی لینے کو پر جھجکتی ہوئی ✣
کہ جیسے ہرن ڈار سے ہو جُدا

کسیکو جو دیکھا اچانک قریب
تو اس طرح بالون مین وہ بت چھپا

کہ جسطرح ہو رات سے دن نہان
اودہر پانی پر پانی بہنے لگا ✣

عجب شان ہے اُسکی جسنے اُسے	حسینو نمین سب سے زیادہ کیا

مہدی نے جب اِن اشعار کو اپنے حسب حال پایا۔ تو نہایت تعجب کیا۔ اور عمدہ صلہ مرحمت فرمایا۔

لطیفہ۔ ایک رات خلیفہ رشید کی نیند اُچاٹ ہوگئی۔ رات بہت باقی تھی۔ اور خلیفہ کا دل پریشان ہو رہا تھا۔ چاہا کہ کنیزون کے حجرون کی سیر کرے۔ پھر ایک حجرے مین داخل ہوا۔ اُس مین ایک کنیز اپنے چہرے کو بالون سے ڈھانپ کر سو رہی تھی۔ خلیفہ نے اُسکو جگایا جب وہ جاگی تو یہ مصرع پڑہا ع۔

یا امین اللہ ما ہذا الخبر	

نضت عنہا القمیص بصب ماء	فورد خداہا فرط الحیاء
وقابلت الہواء وقد تعرت	بمعتدل ارق من الہواء
ومدت راحۃ کالماء سہنا	الی ماء معد فی الانا ء
فلما ان قضت وطرا رہمت	علی عجل لاخذ الرداء
وقامت تشراب علی حذار	کشبہ الظبی افزد من الظباء
رات شخص الرقیب علی التدانی	فاسبلت الظلام علی الضیاء
فغاب الصبح منہا تحت لیل	وظل الماء یجری فوق ماء
فسبحان اللہ وقد براہا	کاحسن ما یکون من النساء

(ترجمہ) ع

بتاؤ خلیفہ کہ ہے بات کیا

خلیفہ نے اُس کے جواب مین یہ شعر پڑھا۔ شعر۔

ہوضیف طارق فی ارضکم ہل تضیفوہ الی وقت السحر

ترجمہ شعر۔

کہا مین نے ہے ایک مہمان نو کروگی سحر تک ضیافت ذرا

کنیز نے کہا۔ شعر۔

بسر ورسیدی اخدمہ ان رضی بی وسمعی والبصر

ترجمہ شعر۔

کہا اُسنے تیری خوشی کی قسم کرون خدمت میہمان بر ملا

جب صبح ہوئی تو اُن شعرا کو بلوا بھیجا۔ جو بارگاہ خلافت مین حاضر تھے صرف ابو نواس حاضر ہوا۔ خلیفہ نے کہا کہ اس مصرع پر جوڑ لگاؤ۔ ع۔

بتا دخلیفہ کہ ہے بات کیا

ابو نواس تھوڑی دیر تک سرنگون رہا پھر چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بڑھی رات از حد نہ آئی جو نیند بہت کچھ تفکر مین وٹو بار ہا

ٹہلتا رہا پہلے کچھ صحن مین محل کی طرف کو پھر آخر بڑھا

اچانک نظر آئی اک خوش جمال
حذا نے جسے حسن یکتا دیا

ہلایا جگانے کو مین نے جو پانون
تو دیکھا اوا سے ذرا سر اُٹھا

اشارے سے گھبرا کے کہنے لگی
بتا و خلیفہ کہ ہے بات کیا

کہا مین نے ہے ایک مہمان نو
کروگی سحر تک ضیافت ذرا

کہا اُس نے تیری خوشی کی قسم
کرون خدمت میہمان برملا

ہارون نے ابو نواس کی صورت تعجب کے ساتھہ دیکھی۔ اور یہ کہا کہ شاید رات کو تم ہمارے ہمراہ تھے!

ابو نواس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین!! آپ کے زندگی کی قسم ایسا ہرگز نہین ہوا۔ بلکہ شعر خود ایسے نکل پڑے ہین

طال لیلی حین وافانی السہر
فتفکرت فاحسنت الفکر

قمت امشی فی مجالی ساعہ
ثم اخری فی مقاصیر الحجر

واذا وجہ جمیل حسن
زانہ الرحمن من بین البشر

فلمست الرجل منہا موقظا
فرنت نحوی ومدت فی البصر

واشارت وہی لی قائلہ
یا امین اللہ ما ہذا الخبر

قلت ضیف طارق فی ارضکم
ہل تضیفوہ الی وقت السحر

فاجابت بسرور سیدی
اخدم الضیف بسمعی والبصر

ہارون کے تعجب کی کوئی حد نہیں۔ اُس نے ابو نواس کے
قیافہ پر سخت حیرت کی۔ اور عمدہ انعام دیا۔

لڑیچر۔ دار العلوم حیدر آباد تلمیذ بدیل

ابوالطیب تنبی کی مختصر لائف

شعرا عرب مین تنبی کا سا مضمون آفرین، دقیق النظر، اور فصیح و بلیغ شاعر بھی بہت کم نظر آئیگا۔ ذیل کے عجیب و غریب واقعات ناظرین کو بتلا دینگے کہ تنبی کس پایہ کا آدمی تہا۔

احمد نام ابوالطیب کنیت تنبی تخلص۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ احمد بن الحسین بن الحسن بن عبد الصمد الجعفی الکندی الکوفی۔ بعض لوگون نے اسکا نسب یون بھی بتلایا ہے۔ احمد بن الحسین بن مرہ بن عبد الجبّار۔

باغ عالم مین صرف کوفہ کو یہ عزت حاصل ہے کہ یہ خوشنما پودہ اسی کیاری کا اُگا ہوا ہے۔ بچپن کے زمانہ مین شام اور اُسکے گرد و نواح کا سفر کیا تہا۔ فطرت کے اُستاد نے اسکی لوح خاطر پر علم ادب کے لطیف نکتے

خاص طور پر منقوش کئے تھے۔ متنبی اُن لوگون مین سے ہے۔ جو لغات کو کثرت کے ساتھہ استعمال کرتے اور عجیب و غریب الفاظ پر اطلاع رکھتے تھے علم ادب کے متعلق اس شاعر سے کوئی بات ایسی نہین پوچھی جاتی تھی جسکو نظم و نثر کی سندون سے یہ مستند نکرتا ہو۔ تبحر علمی کے جوش و تموج کا یہ حال تھا کہ ابو علی فارسی نے جو ایضاح اور تکملہ کے مصنف ہین ایک مرتبہ سوال کیا کہ (فعلیٰ) کے وزن پر عربی مین جمع کے کتنے الفاظ آتے ہین۔ متنبی نے بلا غور و تامل کے یہ جواب دیا کہ صرف دو۔ یعنے (حجلیٰ) اور (ظربیٰ) ابو علی نے گھر مین آکر تین دن تک کتب لغات کی ورق گردانی کی کہ کوئی تیسرا لفظ نکل آئے مگر نہ نکلا۔ باقی آئندہ۔

م۔ ا۔ ع۔ (ف۔ ف) مدرسۂ دار العلوم حیدر آباد۔